خطباتُ النّاصحین

المعروف

تذکرۃُ الواعظین

مصنّف

مولانا محمّد جعفر قریشی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین

محمّد عبدالستّار طاہر مسعودی

مصنف

مولانا محمد جعفر قریشی حنفی

ترتیب و تدوین

محمد عبدالستار طاہر مسعودی

شبیر برادرز
فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب تذکرۃ الواعظین المعروف خطبات الناصحین

تصنیف مولانا محمد جعفر قریشی حنفی

ترتیب وتدوین محمد عبدالستار طاہر مسعودی

کمپوزنگ ورڈز میکر

تعداد 1100

سن اشاعت مئی 2001ء

ناشر ملک شبیر حسین

مطبع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

سرورق باہو گرافکس

قیمت روپے

شبیر برادرز
فون 042-7246006

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

باب نمبر ۱۱

اذان اور امامت کی فضیلت

باب نمبر ۱۲

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

باب نمبر ۱۳

بسم اللہ شریف کی فضیلت

باب نمبر ۱۴

بخیل کا انجام اور صدقہ وخیرات کی فضیلت

نشانِ منزل

محمد منشا تابش قصوری

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ (النحل: آیت ۱۲۵ پ۱۴)

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (الذریت: آیت ۵۵ پ۲۷)

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

کَلَّآ اِنَّھَا تَذْکِرَۃٌ ○ (عبس آیت ۱۱ پ۳۰) یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے۔

سب سے اعلیٰ و افضل وعظ و نصیحت کلامِ خداوندی اور ارشادات مصطفوی ہے۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے تقریر کو ذریعۂ تبلیغ بنایا۔ نبی کریم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بیانات سے اتنا متاثر کیا کہ لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ نے اپنے عمل و کردار، اخلاق و پیار سے دنیا کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔ آپ کے حسن بیان اور تلاوت قرآن سے پتھر دل موم ہوتے چلے گئے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے طریقہ وعظ و نصیحت از خود بتایا کہ میرے محبوب لوگوں کو اپنے رب کی راہ کی طرف عمدہ کلام، دلائل سے مرصع اور خیر سے مزین نصائح کو بروئے عمل لاتے ہوئے بلاؤ۔

- نیز فرمایا ایمانداروں کو نصیحت فرمایئے کیونکہ پند و نصائح مسلمانوں کو فائدہ مند ہے۔

اور ارشاد ہوا۔ قرآن کریم تو وعظ و نصیحت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں، تذکرہ و ذکر سے مراد پند و نصائح ہیں۔ وعظ و تبلیغ کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے لئے لازم ٹھہرایا۔ بلغوا عنی ولو آیۃ ○ میری طرف سے تمہیں اگر ایک بھی دین کی بات معلوم ہو اس کی آگے تبلیغ کرو، اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔ چنانچہ آج کل ذرائع ابلاغ بکثرت ہیں۔ نہایت آسانی سے ہر بات لوگوں تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ قرب و بعد کے فاصلے مٹ چکے ہیں۔ قلم کی رفتار تیز تر ہے۔

پریس کی سہولت عام ہے، مطالعہ کا ذوق روز بروز ترقی پر ہے۔ کتب خانوں اور

کتابوں کے شہر آباد ہیں' لائبریریاں اور دارالمطالعے شمار سے باہر ہیں۔ رسائل و جرائد کی بھرمار ہے۔ باوجود اس لئے کتاب کی اہمیت و ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔ علوم و فنون ترقی کی معراج کو چھو رہے ہیں۔ کمپیوٹر کا زمانہ ہے۔ مگر سکون عنقا ہے اور اطمینانِ قلب کا نسخہ ذکر الٰہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ٥ دلوں کا اطمینان' سکون اور چین تو ذکر اللہ میں ہے۔

چنانچہ پیش نظر مشہور و معروف کتاب تذکرۃ الواعظین اسی مقصد وحید کے تحت شائع کی جا رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہمارا بھی تبلیغ کرنے والوں میں شمار ہو گو نام سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ واعظین و مقررین اور خطباء کے احوال و آثار پر مبنی کتاب ہو گی مگر حقیقتاً یہ قرآنی اصطلاح میں وعظ و تقریر پر مشتمل کتاب ہے۔ اسے عام فہم اور آسان ترین اور جدید انداز میں لانے کی طرح ڈالی گئی اور اسے خطبات الناصحین کے نام سے مارکیٹ میں لایا جا رہا ہے۔

اسے نہایت موثر ترین اور قلب و جگر میں اتر جانے والے الفاظ' کلمات اور جملوں کی نوک پلک کو از سر نو مرتب کرنے کی سعادت محترم القام جناب عبدالستار طاہر مسعودی نقشبندی زید مجدہٗ کو حاصل ہو رہی ہے جن کے قلم سے آج تک تقریباً ساٹھ سے زائد کتابیں ترتیب و تصنیف کا لباس پہن چکی ہیں۔

موصوف کے قلم کو تابناک اور مقبول بنانے' سنوارنے میں نازش لوح و قلم (ماہر جدید و قدیم علوم) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری نقشبندی مجددی اور محقق عصر علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور دامت برکاتہم کی سرپرستی و شفقت کا بڑا عمل دخل ہے۔

مکرم جناب عبدالستار طاہر زید مجدہٗ نہایت زیرک' ہونہار' صوفی' پابند صوم و صلوٰۃ' نیک طینت' عمدہ فطرت کے مالک ہیں۔ سادگی اور نرمی ان کا طرہ امتیاز ہے۔ خوشامد اور بناوٹ کے جراثیم سے پاک اور محبت و الفت' ادب و احترام کا مجسمہ ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں کہ انہیں قلم سے محبت ہے اور قلم کو تبلیغ دین اور مسلک حق کی ترجمانی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور ملک شبیر حسین صاحب ناشر کتاب ہذا کو اس سلسلہ میں مزید کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

فقط

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

جمعرات ۳ مئی ۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

وعظ و نصیحت کی حیثیت' اس قدر آفاقی اور لافانی ہے کہ اس کی اہمیت سے کوئی دور خالی نہیں رہا — گزشتہ ادوار کی طرح اس دور میں بھی اس کی افادیت لازم وملزوم ہے۔ خصوصاً یہ دور جو فتنہ و فساد سے معمور ہے' گناہ و معصیت سے لبریز ہے۔ اہل اسلام دینی امور میں اُسی قدر سستی اور غفلت برت رہے ہیں — ان حالات کا تقاضا ہے کہ دین اور صاحب دین محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے وابستگی اختیار کی جائے' بلکہ آپ کے اسوۂ حسنہ کو سرتاپا اپنایا جائے۔ اسی میں پناہ ہے' اسی میں بقا ہے۔

مواعظ کے موضوع پر ہر زمانے میں کتب موجود رہیں اور قارئین کی روحانی پرورش کرتی رہیں — ''تذکرۃ الواعظین'' ان میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے — عنوان ''تذکرہ'' سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کہ یہ وعظ کہنے والوں کے حالات و واقعات کی کتاب ہے' لیکن ایسا نہیں — جبکہ اس میں دینی امور' ان کے احکام و فضائل' آداب و اخلاق اور دیگر بہت سی بصیرت افروز باتیں ہیں — مصنف نے مختلف موضوعات کو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ہے' اور ہر عنوان کے تحت قاری کو عمل کے لئے شوق کا سامان پیش کیا ہے۔

اس کتاب کے ستاون (۵۷) باب ہیں۔ جن میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے — خلفائے راشدین' اہل بیت اطہار اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل و حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

پرانی کتاب کا انداز بھی پرانا تھا۔ یعنی دوران بیان کوئی ٹھہراؤ نہ تھا اور قاری کے لئے رکے بغیر مسلسل مطالعہ ایک بوجھ کا باعث تھا — یوں مصنف قاری کو جو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے' اس انداز سے قاری کا دامن اس سے یکسر خالی رہتا ہے —

چنانچہ اس کتاب کی جدید شکل وضع کی گئی — جس میں ذیلی عنوانات' پیرابندی' اختصار و جامعیت اور بالخصوص تسہیل کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس سے کم پڑھے لکھے قاری کو بھی بات سمجھنے' سیکھنے اور عمل میں آسانی ہوگی۔

''خطبات الواعظین'' میں اگر کسی کو کوئی بات' انداز تدوین و ترتیب خوش آئے تو یہ سب میرے ولی نعمت پیر و مرشد — رہبر بے مثل و بے بدل — مجسم عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — چلتا پھرتا اسوۂ حسنہ — ممتاز دانشور — ذی وقار عالی مرتبت سعادت لوح و قلم — ماہر رضویات — نازشِ اسلاف — فخر اخلاف حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری زید لطفہ' (ایم - اے' پی ایچ ڈی' اعزاز فضیلت) کی نگہ التفات کا مظہر ہے — اور اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی یا کمی بیشی کو میری نااہلی اور کم علمی پر محمول کیا جائے۔

ناسپاسی ہوگی اگر ان محسنین کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جن کی تحریک و ترغیب' وسرپرستی و رہنمائی ہر لحہ نوازتی رہی اور نواز رہی ہے:

☆ پیکر شفقت و عنایت محسن اہل سنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب زید عنایتہ — شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور

☆ مجسم محبت و التفات' فخر اہل سنت علامہ محمد منشا تابش قصوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ — استاذ الاساتذہ مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور

☆ صالح نوجوان' سراپا محبت و خلوص برادرم ملک محمد سعید مجاہد آبادی صاحب زید مجدہ — ناظم ادارہ مظہر اسلام' لاہور

اور آخر میں محترم و مکرم جناب ملک شبیر حسین صاحب کا مشکور ہوں جن کی پیہم حوصلہ افزائی اور شوق کی فراوانی نے احقر کو یہ کام سونپا۔ انہوں نے مسلسل محنت اور لگن کے ساتھ تھوڑے ہی عرصہ میں مارکیٹ میں اپنی ساکھ بنائی۔ ادارہ ''شبیر برادرز'' اب ایک معیار کی علامت بن چکا ہے۔ ان کے ادارہ کی خوبصورت مطبوعات ان کے ذوق و شوق کا منہ بولتا

ثبوت ہیں۔ میں نے اس ترتیب جدید کی اشاعت کے دائمی حقوق انہیں تفویض کر دیے ہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں چلتے چلتے دو تین باتیں معیار و انتخاب کے لئے عرض کرتا چلوں:

☆ جس شخص سے مل کر آپ کے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پیاروں کی محبت میں اضافہ ہو' وہ شخص آپ سے مخلص ہے' وہ واقعی آپ کا دوست ہے۔

☆ اور جس سے مل کر آپ کے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر محبوب بندوں کے لئے تنگی محسوس ہو رہی ہو تو اس شخص سے فوراً کنارہ کش ہو جائیں' علیحدگی اختیار کر لیں' اور جان لیں وہ آپ سے قطعاً مخلص نہیں اور نہ ہی وہ آپ کا دوست ہے۔

☆ جس کتاب کو پڑھنے سے دل میں اللہ کریم کے پیارے اور محبوب لوگوں کی محبت بڑھے تو وہ کتاب آپ کی دوست ہے' اسے اپنے بچوں اور عزیزوں تک ضرور پہنچایئے — یہ بھی صدقہ جاریہ ہے اور آخرت کے لئے محفوظ بینک بیلنس بھی۔

☆ اور جس کتاب کے پڑھنے سے دل شک و شبہ کا شکار ہو' اُلجھ اُلجھ کر رہ جائے' اور اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی محبت سے دل کا دامن خالی ہوتا ہوا محسوس ہو' تو سمجھیں کوئی آپ کا ایمان لوٹ رہا ہے' اس کتاب سے خود کو بھی بچائیں اور اپنے پیاروں کو بھی ضرور مطلع کریں۔

☆ زندگی میں ایک معیار یہ رکھ لیں کہ جس چیز کو اللہ و اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا ہے' کرنے کے لئے کہا ہے' اسے اختیار کر لیں' اسے اپنائیں — اسی میں فائدہ ہے' یہاں بھی اور وہاں بھی۔

اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا' اسے کرنے سے منع فرمایا ہے' اسے چھوڑ دیں' اس سے بچ جائیں — اس میں نقصان ہے' یہاں بھی اور وہاں بھی۔

یہی دین کی اصل ہے' دین کی روح ہے' یہی اللہ اور اس کے رسول اوّل و آخر صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زلف عنبرین کے صدقے ہمیں عمل صالح کی توفیق صدیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

خاک پائے صاحب دلاں
محمد عبدالستار طاہر
E111/A پیر کالونی - والٹن
لاہور کینٹ نمبر ۵۴۸۱۰

۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ / ۸ مارچ ۲۰۰۱ء
بروز جمعرات سہ پہر ۵ بجے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

الحمدللہ روح قلوب المومنین و نور صدور العارفین والصلٰوۃ والسلام علٰی محمد سید المرسلین وعلٰی الہ الطیبین الظاہرین وعلٰی اصحابہ اجمعین.

اما بعد! اس حقیر وضعیف نے جب یہ دیکھا کہ اکثر احباب ان اذکار وتذکار کا شوق رکھتے ہیں جو اللہ تعالٰی کے نیک بندوں کے لئے ضروری ہیں تو میں نے یہ مجموعہ مرتب کرکے ''تذکرۃ الواعظین'' نام رکھا جوکہ اللہ تعالٰی کی یاد دلانے والا اور اسلام کی روشنی پھیلانے والا ہے۔

اس تذکرہ میں باب ہیں۔ احقر کی اس تالیف سے کوئی دنیاوی غرض نہیں۔ یہ کام صرف اس امید پر کیا ہے کہ اللہ پاک مجھے حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے اور فلاح پانے والوں یعنی اللہ کی جماعت (حزب اللہ) میں شامل فرمائے اور روزِ محشر نجات اور بخشش عطا فرمائے۔ آمین۔ یارب العالمین!

احقر

محمد جعفر قریشی حنفی

باب نمبر ۱

نماز پنج گانہ کی فضیلت

صاحب ثمانیہ علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ جب تک پنج گانہ نماز فرض نہیں ہوئی تھی تو جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار

یعنی ''آفتاب کے غروب ہونے اور طلوع ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو۔''

ہر ایک مسلمان دو وقت کی نماز ادا کیا کرتا تھا۔ بعد میں معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ میں ارشاد ہے:

فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا' کر دیا۔''

نماز کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج کی رات مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں بارگاہ الٰہی سے یہ تحفہ لے کر واپس ہوا تو راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ''آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟'' میں نے کہا ''دن رات میں پچاس فرض نمازیں۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ''آپ بارگاہ خدا میں واپس جائیں اور نمازوں کی تعداد میں کمی کی

درخواست کریں۔ آپ کی امت پچاس نمازوں کے اس حکم کی تاب نہ لا سکے گی۔ میں اپنی قوم بنی اسرائیل کو خوب آزما چکا اور نمازوں کے سلسلہ میں امتحان کر چکا ہوں۔" آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں پھر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "مولیٰ! میری امت پر تخفیف فرما۔" یہ التجا قبول ہوئی اور پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ اب پینتالیس نمازیں فرض رہیں۔ موسیٰ علیہ السلام سے پھر ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا! آپ کی امت اس قدر نمازیں بھی ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی' آپ پھر جائیں اور اللہ پاک سے تخفیف کی دعا کیجئے۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اللہ کے حضور حاضر ہوئے اور نمازوں میں کمی کے لئے التجا کی۔ چنانچہ مزید پانچ نمازیں کم کر دی گئیں —— اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے پاس اور اللہ پاک کے حضور میں آتا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ فقط پانچ نمازیں رہ گئیں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں اور ہر ایک نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہے"۔ گویا وہی پچاس وقت کی نمازیں رہیں اور آپ کی امت میں سے جو شخص کسی نیک کام کی محض نیت کرے گا اور اسے (کام کو) عمل میں نہ لائے گا تو صرف اس کے نیکی کے ارادہ اور نیت پر ایک نیکی کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ پھر اگر اس ارادہ کو عمل میں لائے گا تو دس سے لے کر سات سو نیکیوں کا ثواب اسے دیا جائے گا اور جو شخص کسی گناہ یا بدی کی فقط نیت کرے گا تو اس کے ارادہ پر کوئی مواخذہ یا بازپرس اس کے ذمہ نہ ہوگی' پھر اگر اس برے ارادے کے مطابق اس سے کوئی برا کام سرزد ہوگا تو ایک ہی برائی اس کے اعمال نامہ میں درج کی جائے گی۔" آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بارگاہ خداوندی سے یہ حکم لے کر میں واپس ہوا' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا کہ اب صرف پانچ نمازیں فرض رہ گئی ہیں۔" انہوں نے کہا "یہ بھی زیادہ ہیں' آپ پھر حضور خداوند کریم میں جا کر ان پانچ میں بھی کمی کرائیں"۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسیٰ! میں بار بار بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر پچاس نمازوں میں اتنی کمی کرا چکا ہوں کہ یہ پانچ رہ گئی ہیں۔ اب مجھے شرم آتی ہے۔"

موسوی صحیفہ میں امت محمدی کی نمازوں کا ذکر:

حضرت کعب احبار علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

نازل شدہ کسی صحیفہ میں پڑھا ہے کہ:

☆ اے موسیٰ! دو رکعت نماز ہوگی جس کو میرا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی امت کے لوگ پڑھا کریں گے' یہ فجر کی نماز ہے—— جو شخص اسے ادا کرتا رہے گا' میں ہر نماز صبح کے بدلہ میں اس رات اور دن کے گناہ بخش دوں گا اور وہ میری پناہ میں رہے گا۔

☆ اے موسیٰ! چار رکعت نماز ہوگی جس کو میرا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے امتی ادا کریں گے —— میں انہیں اس نماز کی:

(۱) پہلی رکعت کے عوض میں مغفرت عطا کروں گا'

(۲) دوسری رکعت کے ثواب میں ان کی میزان عمل کا پلہ نیکی بھاری کروں گا'

(۳) تیسری رکعت کے عوض ان پر فرشتے مقرر کروں گا جو میری تسبیح اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے'

(۴) چوتھی رکعت پر ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دوں گا' جن سے جنت کی حوریں انہیں جھانکیں گی اور میں حوران جنت کو ان کی زوجیت میں دوں گا۔

☆ اے موسیٰ! چار رکعت نماز ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کے لوگ پڑھیں گے۔ یہ نماز عصر ہے —— جس کے ثواب میں زمین و آسمان کا کوئی فرشتہ ایسا نہ ہوگا جو ان کے لئے دعائے مغفرت نہ کرے اور جس شخص کے لئے فرشتے دعائے مغفرت کریں اسے کبھی عذاب نہ ہوگا۔

☆ اے موسیٰ! تین رکعت نماز ہوگی جس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی امت والے غروب آفتاب کے متصل پڑھیں گے —— میں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دوں گا۔ لہٰذا وہ اپنی جس حاجت کے متعلق مجھ سے التجا کریں گے' میں اسے پورا کروں گا۔

☆ اے موسیٰ! چار رکعت نماز ہوگی جس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی امت والے شب کو شفق غائب ہو جانے پر پڑھیں گے۔ یہ نماز عشاء ہے —— جو ان کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگی اور وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو جائیں گے کہ گویا آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوئے ہیں۔

منافقین پر دو نمازیں بھاری ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''منافقین پر نہایت گراں اور ناگوار دو نمازیں ہیں:

نمازِ عشاء اور نمازِ فجر

اگر انہیں معلوم ہوتا کہ اللہ پاک کے یہاں ان دونوں نمازوں کا کیا کچھ ثواب و اجر ہے تو ان کے ادا کرنے کے لئے شوق سے آتے' خواہ گھٹنوں کے بل چلنا پڑتا۔

ارشادِ ربانی ہے:

لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله

یعنی ''میرے نیک بندوں کو کسی قسم کی تجارت اور خرید و فروخت کا معاملہ میرے ذکر سے غافل اور اپنے آپ میں مشغول نہیں کرتا'' ——اس آیہ کریمہ کے معنی یہ منقول ہیں کہ نمازِ فرض یعنی نمازِ فجر کے لئے وقت پر حاضر ہونا ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تتجافی جنوبهم عن المضاجع

یعنی ''میرے نیک بندے وہ ہیں جن کے پہلو راتوں کو بستروں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔'' اس آیت سے مراد نمازِ عشاء ہے۔

نورِ کامل کی بشارت والے نمازی:

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو لوگ رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف پاپیادہ جاتے ہیں ان کو قیامت کے نورِ کامل کی خوشخبری سنادو۔

ہر نمازی کے لئے تین مخصوص اعزاز:

حضرت امام حسن علیہ السلام نے آقا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی کہ نمازی کے لئے تین اعزاز ہوتے ہیں:

☆ آسمان سے لے کر اس کے سر تک خیر و برکت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

☆ اس کے قدموں سے لے کر آسمان کی بلندی تک فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔
☆ ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ یہ نمازی بندہ اگر خیال کرے کہ کس ذات پاک سے اس وقت راز و نیاز کر رہا ہے تو نماز کے دوران ہرگز ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔
یہ تینوں اعزاز و کرامات نماز پڑھنے والے کے لئے مخصوص ہیں۔

نماز پنج گانہ ادا کرنے والوں کا خاص وصف:

حضرت سعید علیہ الرحمہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنی امت کے سامنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا وصف بیان فرمایا کہ وہ لوگ پانچ وقت کی نمازیں ادا کیا کریں گے۔ اگر وہ نمازیں
☆ حضرت نوح علیہ السلام کی امت پڑھتی تو کبھی طوفان میں غرق نہ ہوتی۔
☆ اگر قوم عاد پڑھتی تو ان پر تیز آندھی کا عذاب نہ بھیجا جاتا' اور اگر
☆ قوم ثمود ادا کرتی تو سخت کڑاکے کی آواز سے بے ہوش نہ ہو جاتی۔
پس جو شخص پنج وقتہ نمازیں ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے عذاب اور آخرت کی ہولناک مصیبتوں سے نجات عطا فرمائے گا۔

بروقت نماز ادا کرنے کی برکات:

''تنبیہ الرجال'' میں ہے کہ جو شخص پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرے اور کبھی کوئی نماز ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو تیرہ اعزاز واشراف سے نوازے گا:
☆ اس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی۔
☆ اس کا بدن تندرست رہے گا۔
☆ فرشتے اس کی نگہبانی کریں گے۔
☆ اس کے گھر میں برکت نازل ہوگی۔
☆ اس کے چہرہ پر پاک لوگوں کے آثار ظاہر ہوں گے۔
☆ اللہ پاک اس سے عذاب قبر کو دور کرے گا۔
☆ پل صراط سے آندھی کی طرح گزر جائے گا۔
☆ عذاب دوزخ سے نجات ہوگی۔
☆ میزان عمل کی سخت گیری سے رہائی پائے گا۔

☆ رسول کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کو ان لوگوں کے سامنے جگہ عطا فرمائے گا جن کے بارے میں اس کا ارشاد ہے:

لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

یعنی "اللہ کے دوستوں کو کسی قسم کا خوف وغم نہیں۔"

☆ اسے دیدار الٰہی کی دولت عطا ہوگی۔

نماز ادا کرنے میں دس فضائل کا حصول:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز ادا کرنے سے دس عمدہ باتیں حاصل ہوتی ہیں:

☆ دنیا اور آخرت دونوں جگہ عزت وآبرو'

☆ طلب علم اور حصول نیکی میں دل کی روشنی'

☆ تمام بیماریوں سے بدن کی راحت'

☆ پروردگار عالم کی رحمت کے نزول کا سبب'

☆ دعا کے مقبول ہونے میں آسمان کی کنجی'

☆ قبر کی تاریکی میں انیس تنہائی'

☆ میزان عمل میں نیکیوں کے پلے کو بھاری کرنے کا سبب'

☆ حور وقصور اور طرح طرح کے میوہ جات سے لطف اٹھاتے ہوئے بہشت میں رہنا'

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول'

☆ بہشت کے انعام واکرام کے بعد دیدار الٰہی کی دولت کا ملنا'

نماز دافع مصائب وآلام' نماز باعث خیر وبرکت:

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ نماز کے برابر کوئی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرنے میں کامیاب کردے۔ پچھلے لوگوں سے بڑے بڑے مصائب اور کوتاہیاں نماز ہی کے بدلے دور ہوئیں۔ ان پر جب کوئی پریشانی یا مصیبت آتی تو وہ نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے' نماز کی پابندی کرتے۔ نماز کی برکت سے مصائب وآلام سے چھٹکارا حاصل

ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا:

فلولا انہ کان من المسبحین

یعنی "حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اگر اللہ پاک کی تسبیح بیان نہ کرتے تو اس قید سے نجات نہ پاتے"۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تسبیح بیان کرنے سے مراد نماز پڑھنا ہے یعنی اگر نماز میں مشغول نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔

نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کسی نیک بندے کے لئے اس سے بہتر خیر و برکت نہیں کہ اسے دو رکعت نماز ادا کرنے کے لئے متوجہ کیا جائے۔

سات آسمانوں کی پیدائش اور فرشتوں کے فرائض:

عیون المجالس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے۔ ہر آسمان میں فرشتے ہیں جن کی تعداد سوائے رب تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ ان فرشتوں کے لئے مخصوص عبادت ہے جو دوسروں کے لئے نہیں۔ وہ قیام قیامت تک اسی خاص قسم کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔ چنانچہ

☆ پہلے آسمان کے فرشتے ابتدائے خلقت سے قیامت تک قیام کی حالت میں رہیں گے۔
☆ دوسرے آسمان کے فرشتے رکوع میں،
☆ تیسرے آسمان کے فرشتے سجدہ میں اور
☆ چوتھے آسمان کے فرشتے قعود میں،
☆ پانچویں آسمان کے فرشتے سبحان اللہ کہنے میں مشغول ہیں،
☆ چھٹے آسمان کے فرشتوں کا وظیفہ الحمد للہ ہے،
☆ ساتویں آسمان کے فرشتوں کی تسبیح اللہ اکبر ہے۔

فرشتے اسی طرح اپنی اپنی مخصوص عبادات میں روز محشر تک معروف رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دو رکعت نماز کا حکم دیا۔ ان دو رکعتوں میں ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی سب عبادتیں یعنی قیام، رکوع، سجود، قعدہ، تسبیح، تحمید و تکبیر یکجا کر دیں۔ گویا دو

رکعتوں کے ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو تمام آسمان والوں کے برابر ثواب عطا فرمایا۔

''خیزت البلغا'' میں ہے کہ جب انسان دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو گویا اس نے ساتوں آسمانوں کے مذکورہ بالا فرشتوں کی عبادت ادا کی اور اس کو دو رکعت کے بدلے میں ان تمام فرشتوں کے برابر ثواب ملے گا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

> ''قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے توحید و ایمان کے بعد نماز کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اگر اس نے نماز کو پورے طور پر ادا کیا ہوگا تو باقی حساب و کتاب آسانی سے ہو جائے گا۔ اگر اس میں کوئی کمی یا کوتاہی یا غفلت پائی جائے گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا' دیکھو میرے بندے کے اعمال میں کوئی نفل نمازیں ہیں تو ان سے فرض نماز کا نقصان پورا کرو' کیونکہ اعمال کا بدلہ اسی حساب پر ہے۔''

نماز کی ادائیگی میں کرم کی بارشیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ مومن:

- ☆ نماز پڑھنے کے لئے اللہ اکبر کہتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور
- ☆ جب سبحانک اللھم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں اس کے جسم کے تمام بالوں کی تعداد کے مطابق ایک سال کی عبادت لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اس کی قبر اس کے لئے فراخ ہو جاتی ہے۔
- ☆ پھر جب اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہتا ہے تو جان کنی (جان نکلنے / موت واقع ہونے) کی سختی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔
- ☆ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں درج فرماتا ہے اور چار ہزار برائیاں مٹا دیتا ہے اور چار ہزار درجے بلند کرتا ہے۔

☆ نمازی جب سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے تو گویا اس نے حج یا عمرہ ادا کیا۔

☆ اور جب رکوع کرتا ہے تو گویا احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ پاک کی راہ میں خیرات کیا۔

☆ اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہر مقدس کتاب پڑھ لی۔

☆ اور جب سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے۔

☆ اور جب سجدہ کرتا ہے تو گویا اس نے قرآن حکیم کی سورتوں کے حرفوں کی تعداد کے مطابق اللہ کی راہ میں غلام آزاد کئے۔

☆ اور جب سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال میں اس قدر نیکیاں درج فرمالیتا ہے کہ جتنی انسان اور جن اور شیاطین کی تعداد ہے۔

☆ اور پھر جب التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو غازیوں کے برابر ثواب مرحمت فرماتا ہے۔

☆ اور جب سلام پھیرتا ہے اور نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس پر دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں' اور بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے دل چاہے بلا روک ٹوک داخل ہو جائے۔

نماز گھر کے دروازے پر بہتی ہوئی نہر کی طرح ہے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا:

''تمہاری نماز کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے پر بہت بڑی نہر جاری ہو' جس میں بے انتہا پانی ہو اور وہ شخص اس نہر میں ہر روز دن میں پانچ مرتبہ نہایا کرے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ ایسے شخص کے جسم پر کچھ میل کچیل رہ سکتا ہے؟''

صحابہ نے عرض کیا:

''آقا! ہرگز نہیں۔''

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بس یہی پانچوں وقت کی نماز کی مثال ہے کہ جسم سے تمام گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکر گزاری:

"صلوٰۃ الطالبین" میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز تہجد کے لئے بلا ناغہ اس قدر قیام فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک پر ورم آ گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آپ اپنی جان کو آرام کیوں نہیں دیتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر قسم کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف فرما دیں۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"کیا میں اپنے رب کی نعمت پر اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔"

تنگدست مومن کی دو رکعتوں کی فضیلت:

حدیث شریف میں ہے کہ ایمان والے مفلس کی دو رکعتیں جن کو وہ فقر و افلاس کی حالت میں ادا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ کے نزدیک مالدار مومن کی ان ستر رکعتوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں جن کو وہ اپنے مال کو دولت کے شکریے کی حالت میں بجالا رہا ہے اور تنگدست مومن کی دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے لیے بار بار وصیت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نزع کے عالم میں جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک آپ کے سینہ اقدس میں اٹکی تھی تو حضور بار بار یہ ارشاد فرماتے تھے:

"میں تمہیں نماز کے لئے وصیت کرتا ہوں' میں تمہیں نماز کے لئے وصیت کرتا ہوں' میں تمہیں نماز کے لئے وصیت کرتا ہوں۔"

اور فرمایا:

"وہ میت جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جن کی تعداد سو تک ہو' نماز پڑھیں اور

سب کے سب اس میت کی مغفرت کے لئے بارگاہ خدا میں شفاعت کریں تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت ضرور قبول فرماتا ہے۔"

گناہوں کی حالت میں مرجانے والے کی شفاعت:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوہریرہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم نہیں جانتے کہ بندہ بڑے بڑے گناہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی گناہگاری کی حالت میں مرجاتا ہے' پھر مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی نماز جنازہ ادا کرتی ہے اور اس کی مغفرت کے لئے دعا مانگتی ہے۔ پس ان کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور قیامت کے دن اس پر عذاب نہ کرے گا۔"

نماز نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں:

''تنبیہ الغافلین'' میں ہے کہ محمد ابن داؤد علیہ الرحمہ نے روایت کی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- ☆ نماز سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور فرشتوں سے محبت حاصل ہوتی ہے۔
- ☆ نماز انبیاء علیہ السلام کا طریقہ ہے۔
- ☆ نماز معرفت الٰہی کی روشنی ہے۔
- ☆ نماز ایمان کی اصل بنیاد ہے۔
- ☆ نماز دعا و اعمال کے قبول ہونے کا ذریعہ ہے۔
- ☆ نماز رزق کی برکت ہے۔
- ☆ نماز بدن کی راحت ہے۔
- ☆ نماز دشمنوں کے لئے آلہ جنگ ہے۔
- ☆ نماز شیطان کی نفرت کا سبب ہے۔
- ☆ نماز رب کرم کے سامنے سفارشی ہے۔
- ☆ نماز ملک الموت کے سامنے رفیق ہے۔
- ☆ نماز قبر کا چراغ ہے۔
- ☆ نماز پیٹھ کا بچھونا ہے۔

☆ نماز منکر نکیر کے سوال کا جواب ہے۔

☆ نماز زندگی اور موت کی انیس ہے۔

☆ اور قبر میں قیامت کے دن تک ساتھ دینے والی — جب قیامت برپا ہوگی تو یہی نماز نمازی کے لئے سایہ' اس کے سر کا تاج اور اس کے جسم کا لباس ہوگی اور نماز ایک نور بن جائے گی جو اس کے سامنے نظر آئے گا۔

☆ نماز پردہ بن کر جہنم کے درمیان حائل ہو جائے گی۔

☆ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں اہل ایمان کے لئے مغفرت کی حجت ہوگی۔

☆ نماز میزان عمل میں نیکیوں والا' پلڑا جھکا دے گی۔

☆ نماز پل صراط پر سواری کا کام دے گی۔

☆ نماز بہشت کی کنجی بن جائے گی — کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان ہوتی ہے' اس کی حمد' پاکی اور عظمت کا ذکر ہوتا ہے' اس کا کلام پڑھا جاتا ہے اور اس سے دعا مانگی جاتی ہے۔

☆ تمام نیک اعمال سے افضل و اعلیٰ وہ نماز ہے جو وقت پر ادا کی جائے۔

باب نمبر۲

باجماعت نماز پنجگانہ کی فضیلت واہمیت

''تنبیہ الرحال'' میں ہے جو شخص ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو پانچ فضیلتیں عنایت فرمائے گا:

☆ فشار قبر کی اذیت سے محفوظ رہے گا'
☆ قبر میں جنت کی ہوائیں اور وہاں کی خوشبوئیں اس کے دماغ کو تروتازہ رکھیں گی'
☆ قیامت کے دن حساب وکتاب میں آسانی ہوگی'
☆ پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا'
☆ جنت کی شراب طہور سے سیراب کیا جائے گا'

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جو شخص چالیس دن تک پابندی کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرے اس طور سے کہ کوئی رکعت فوت نہ ہونے پائے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر نبیوں کا ثواب مقرر فرمائے گا اور قیامت کے دن اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا' جنہیں پروردگار نے قوم تابعین فرمایا ہے۔

ایک اور روایت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' جو شخص پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کو ستر حج کا ثواب عطا فرمائے گا اور ان ہزار شہیدوں کا اجر دے گا جو اس کی راہ میں محض حسبۃ للہ جہاد کر کے شہید ہوئے اور کفار کے مقابلہ میں لڑائی سے منہ نہیں موڑا۔

نماز فجر باجماعت کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے' اللہ تعالیٰ اس کو ہزار شہیدوں اور ہزار مجاہدوں کا ثواب عطا فرمائے گا جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور گویا اس نے ہزار گھوڑے اللہ کی

خوشنودی کے لئے غازیوں کو دیئے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ یاقوت کا ایک محل دیکھا جس کا پھاٹک زر سرخ کا تھا' پھر میں نے چار رکن دیکھے' ہر ایک رکن مشرق سے مغرب تک تھا اور چار نہریں دیکھیں:

☆ ایک پانی کی ☆ دوسری دودھ کی
☆ تیسری شہد کی ☆ چوتھی شراب طہور کی

اور اس محل میں درخت دیکھے جن کی جڑیں سونے کی' شاخیں اور پتے چاندی کے تھے اور ہر پتے پر بخط نور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا ہے' اور تین چشمے دیکھے:

☆ ایک مشک کا ☆ دوسرا عنبر کا ☆ تیسرا کافور کا

میں نے عرض کیا! "مولیٰ کریم! یہ نادر و نایاب محل تو نے کس کے لئے پیدا فرمایا ہے؟"

ارشاد ہوا: "یہ قصر عظیم اس شخص کے لئے ہے جو فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے۔"

نماز ظہر باجماعت کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ظہر باجماعت ادا کرنے کے بارے میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز ظہر جماعت کے ساتھ ادا کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے عوض بہشت میں ستر محل تیار فرمائے گا۔ ہر محل میں ستر حوریں ہوں گی' ہر حور[1] کے لیے ستر ہزار پیش خدمتیں ہوں گی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جو شخص ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو:

☆ ہر ایک حرف کے بدلے میں جو اس کی زبان سے نکلا ہے پانچ محل اور پانچ حوریں بہشت میں عنایت فرمائے گا[2]۔

---

[1] گویا ۴۹۰۰ حوریں صرف نماز ظہر باجماعت کی ایک رکعت ادا کرنے پر' اور بارہ رکعتوں پر کل ۵۸۸۰۰ ہوئیں۔

[2] گویا نماز ظہر باجماعت ادا کرنے پر بہشت کی بشارت بھی دے دی گئی' سبحان اللہ!

☆ قیامت کے دن یہی نماز اس کے پاس براق کی صورت میں آئے گی جس پر وہ سوار ہو کر پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

☆ اور بہشت میں داخل ہوگا۔

اور جو شخص نماز پڑھنے کے لئے پکی نیت سے پاپیادہ (پیدل) مسجد کو جائے اور ظہر کی نماز پائے تو اللہ تعالیٰ

☆ اس کی قبر کو ایسا نورانی فرمائے گا جیسے پورے چاند (چودھویں کے چاند) کی روشنی۔

☆ اور روحیں اس کے ہمسایہ ہونے سے خوش ہوں گی اور قیامت تک اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گی۔

☆ جب قیامت کا دن آئے گا تو اس کا چہرہ آفتاب کی طرح روشن ہوگا۔

☆ اپنے نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبر سے اٹھایا جائے گا۔

☆ اس کے حساب میں آسانی ہوگی۔

☆ اور بہشت میں داخل ہوگا۔

نماز عصر باجماعت کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں نماز عصر باجماعت کی فضیلت اس طرح سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو

☆ بہشت کی وہ پاکیزہ سربمہر (سیل بند) شراب پلائے گا جس کی مہر مشک کی ہوگی۔

☆ وہ شخص قیامت کے دن ایسے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا جو عذاب جہنم کے مستحق ہوں گے۔

☆ ہر رکعت کے بدلے ستر حج بیت اللہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص نماز عصر باجماعت پڑھے' اللہ تعالیٰ

☆ بہشت میں اس کے ستر درجے بلند کرے گا۔

☆ ستر گناہ اس سے دور کرے گا۔

☆ اس کے اعمال نامہ میں ستر نیکیاں درج فرمائے گا۔
☆ اگر نماز عصر کے بعد نماز مغرب تک اس کا انتقال ہوگیا تو رب کریم اس کو صالحین میں شمار کرے گا۔
☆ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک محل جنت میں ادا کرے گا۔
☆ ہر ایک رکعت کے بدلے ستر نبیوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

نماز مغرب باجماعت کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں نماز مغرب باجماعت ادا کرنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جو شخص مغرب کی نماز باجماعت ادا کرے' اللہ تعالیٰ

☆ اس کے لئے اپنے ان برگزیدہ بندوں (اولیاء کرام) کا ثواب مقرر فرمائے گا جن کے بارے میں ارشاد ہے: **لاخوف علیھم ولاھم یحزنون.**
یعنی ''جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ غم۔''
☆ قیامت کے دن اس کا حشر بڑے رتبہ کے شہداء کے ساتھ ہوگا۔
☆ بہشت میں انبیاء علیھم السلام کی ہمسائیگی کا شرف پائے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز مغرب جماعت کے ساتھ ادا کی' اللہ تعالیٰ اس کو

☆ ہر ایک رکعت کے عوض ایسی سات سو رکعت نماز کا ثواب عطا فرمائے گا جو اس کی بارگاہ میں مقبول ہوں۔
☆ اور ستر لاکھ سال کی راہ کے برابر اس کی قبر میں کشادگی فرمادے گا۔
☆ اور اس دعوت میں کھانا کھانے کے لئے دسترخوان پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے گا جبکہ وہ گائے ذبح کی جائے گی جو زمین کے نیچے ہے' جس نے زمین کو اپنے سینگوں پر اٹھا رکھا ہے۔
☆ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہشتی حلوں میں سے ستر ہزار حلہ عنایت فرمائے گا۔

نماز عشاء باجماعت کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے

بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز باجماعت پڑھے' اللہ تعالیٰ

☆ اس سے ہر قسم کی بلا' آفتیں اور امراض دور فرمائے گا' ایسے امراض جن میں سے کم درجہ کا مرض جنون' جذام (کوڑھ) اور برص (پھل بہری) جسے عرف عام میں پھلبری کہتے ہیں) ہیں۔

☆ اور اس کا چہرہ دونوں جہان میں چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ

☆ اس کو اتنا ثواب مرحمت فرمائے گا کہ گویا اس نے ستر راتیں ذکر الٰہی میں شب بیداری کر کے گزار دیں۔

☆ اس کی قبر میں اپنی عنایت سے ہزار قندیلیں بھیجے گا جن سے قیامت تک قبر منور رہے گی۔

☆ اس کی قبر میں ایک کھڑکی ہوگی جس سے جنت کی خوشبوئیں اس کے دماغ کو معطر ومعنبر کریں گی۔

☆ وہ قیامت تک خوش وخرم رہے گا۔

☆ اس کا حشر مرسل انبیاء کے ساتھ ہوگا۔

☆ وہ سات ہزار ایسے آدمیوں کی شفاعت کرے گا' جن پر جہنم کی سزا واجب ہو چکی ہوگی۔

☆ وہ بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل کیا جائے گا۔

☆ اس کو بہشت میں زبرجد کے ستر ہزار محل ملیں گے۔

☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اسے مولیٰ کریم کا سلام پہنچائیں گے۔

☆ اس کو آسمانی ترقی حاصل ہوگی۔

نماز وتر باجماعت کی فضیلت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی

روایت فرمایا کہ جو شخص نماز وتر رمضان کے ماہ مبارک میں' خواہ رمضان کے علاوہ مہینوں میں جماعت کے ساتھ پڑھے گا' اللہ تعالیٰ

☆ اس پر جان کنی (جان نکلتے وقت) سختیاں اور منکر نکیر کے سوال کا جواب آسان فرما دے گا۔

☆ اور جنت کی نہروں میں سے چار نہریں عطا فرمائے گا:

(۱) ایک آب خالص کی۔

(۲) دوسری شراب طہور کی۔

(۳) تیسری نہایت سفید رنگ دودھ کی۔

(۴) چوتھی صاف شہد کی ہوگی۔

ایک باجماعت نماز سے دوسری باجماعت نماز تک نوازشات:

حدیث صحیح میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت سنت موکدہ ہے۔اس سے وہی شخص دور رہے گا جو منافق ہوگا۔آپ نے فرمایا:

☆ جو شخص نماز ظہر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے فجر سے لے کر ظہر تک کے گناہ معاف فرما دے گا۔

☆ اور اگر نماز عصر باجماعت پڑھے تو اس وقت تک کے گناہ بخشے جائیں گے۔

☆ اور اگر نماز مغرب جماعت کے ساتھ تو عصر ومغرب کے درمیان جو کچھ خطائیں سرزد ہوئیں بخش دی جائیں گی۔

☆ اور اگر عشاء کی نماز باجماعت پڑھے تو اس وقت تک کے سب گناہ معاف ہوں گے۔

☆ اور اگر نماز صبح باجماعت پڑھے تو رات بھر کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔چنانچہ اس آیہ شریفہ کا یہی مطلب ہے:

ان الحسنات یذھبن السیئات

یعنی ''نیکیاں تمام برائیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے ''اے محمد!

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مردِ مومن کے دل میں جماعت اور مسجد کی محبت ہوگی تو وہ مرنے سے پہلے دنیا ہی میں جنت کی نہروں کے پانی سے سیراب ہوگا اور وہاں کے میوہ جات سے لطف اٹھائے گا — اور اپنے اہل خاندان سے سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

☆ فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور تکبیر اولیٰ میں شریک ہوا تو یہ ایک نیکی گویا انبیاء سابقین میں سے ایک نبی کے ہزار غزوہ و جہاد کے برابر ہے — جب مردِ مومن نماز فجر باجماعت ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر رکعت کے عوض بارہ صدیقوں کا ثواب نامہ اعمال میں درج فرماتا ہے — اگر یہ شخص ظہر کے وقت تک انتقال کر جائے تو دنیا سے شہید اٹھے گا۔

☆ اور جب ظہر کی نماز باجماعت ادا کرے تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے میں دس صدیقوں اور بارہ شہیدوں کا ثواب اس کے اعمال نامہ میں درج فرماتا ہے — اگر یہ شخص عصر کے وقت تک مر جائے تو شہادت کا رتبہ پائے۔

☆ اور جب عصر کی نماز باجماعت ادا کرے تو ہر رکعت کے بدلے پرہیز گاروں کا ثواب اور بارہ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کا اجر اسے ملے گا — اگر یہ شخص وقت مغرب تک مر جائے تو شہید ہوگا۔

☆ اور جب مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے اہل خشوع (اللہ پاک کے خوف سے ڈرنے والے) کا ثواب اور بارہ مقرب (قرب والے) فرشتوں کا اجر اسے عنایت فرمائے گا — اگر یہ شخص وقت عشاء تک مر جائے تو شہید ہوگا۔

☆ اور جب نماز عشاء باجماعت ادا کرے تو رب کریم ہر رکعت کے بدلے سالکین (نیکو کار) کا ثواب اور بارہ علمائے باعمل اور صاحب ورع کا اجر عطا فرمائے گا — اگر یہ شخص اس رات مر جائے تو شہید ہوگا۔

☆ اور جب نماز وتر خواہ نماز عشاء کے ساتھ ملا کر یا رات کے پچھلے حصے میں میٹھی نیند سے بیدار ہو کر ادا کرے تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے میں سو غلام آزاد کرنے کا ثواب اور سو حج بیت اللہ کا اجر مرحمت فرمائے گا اور پھر اس قدر ثواب ملے گا کہ جیسے اس نے سو راتیں رات بھر عبادت الٰہی میں جاگ کر بسر کی ہیں — اگر صبح تک یہ

شخص مر جائے گا تو شہید ہوگا۔

☆ اور جب آدمی رات تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلام (دو دو رکعت) کے ساتھ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو قبر سے صابرین کے گروہ میں اٹھائے گا اور اس کے حساب میں تخفیف (کمی) ہوگی۔

نماز باجماعت میں جتنے زیادہ نمازی' اتنا ہی زیادہ ثواب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نماز ظہر کے بعد ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور کہا آپ کے لئے دو تحفے لایا ہوں۔" میں نے پوچھا "وہ کیا ہیں؟" جواب دیا۔ "پہلا ہدیہ نماز پنجگانہ اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔" میں نے پوچھا "اس میں میرے اور میری امت کے لئے کیا ثواب ہے؟" کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

☆ جب دو آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور تکبیر اولیٰ پائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے بدلے میں سو نمازوں کا ثواب مقرر فرماتا ہے۔

☆ اور جب تین آدمی مل کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے بدلے میں سو نمازوں کا ثواب نامہ اعمال میں درج فرماتا ہے۔

☆ اور اگر چار ہوں تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے عوض چھ سو نمازوں کا ثواب۔

☆ اور اگر پانچ ہوں تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے بدلے دو ہزار دو سو نمازوں کا ثواب۔

☆ اور اگر چھ ہوں تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے بدلے چار لاکھ آٹھ سو نمازوں کا ثواب۔

☆ اور اگر سات ہوں تو ہر ایک کو ہر رکعت کے بدلے سترہ لاکھ نمازوں کا ثواب۔

☆ اور اگر آٹھ ہوں تو ہر ایک کو ہر رکعت کے بدلے انتیس لاکھ نمازوں کا ثواب۔

☆ اور اگر نو ہوں تو ہر ایک کو ہر رکعت کے بدلے تین کروڑ آٹھ لاکھ نمازوں کا ثواب —

☆ اور اگر دس ہوں تو ہر ایک کو ہر رکعت کے بدلے سات کروڑ چھ لاکھ آٹھ سو نمازوں کا

ثواب اور اس سے بھی دوگنا بلکہ تین گنا عطا فرمائے گا۔

☆ اور اگر دس سے زیادہ ہوں تو ہر ایک کو اس قدر ثواب ملے گا کہ

......آسمان و زمین کے تمام دریا روشنائی بنیں'

......دنیا کے تمام درخت قلم بنیں'

......زمین و آسماں کے تمام درختوں کے پتے کاغذ بنیں'

......فرشتے اور انسان سب کے سب لکھنے میں مشغول ہوں'

تو ایک رکعت کا ثواب بھی نہیں لکھ سکتے۔

یہ ایک ہدیہ تھا — دوسرا ہدیہ نماز وتر ہے۔''

نماز باجماعت میں سستی پر بارہ عذاب:

''تنبیہ ابواللیث'' میں ہے کہ جو شخص پانچ فرض نماز کی باجماعت ادائیگی میں سستی کرے' اللہ تعالیٰ اس کو بارہ عذابوں میں مبتلا کرے گا:

☆ تین عذاب دنیا میں ☆ تین مرنے کے وقت

☆ تین قبر میں اور ☆ تین قیامت کے دن

O — دنیاوی تین عذاب یہ ہیں:

☆ اس کی کمائی سے برکت اٹھ جائے گی'

☆ اس کے چہرہ سے نیکی اور صلاح کی علامت مٹ جائے گی'

☆ لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف سے نفرت اور عداوت پیدا ہوگی'

O — مرنے کے وقت تین عذاب یہ ہیں:

☆ جان نکلتے وقت بھوکا ہوگا' ☆ پیاسا ہوگا'

☆ جان نکلنے میں سخت تکلیف ہوگی

O — قبر کے تین عذاب یہ ہیں۔

☆ منکر نکیر کا سوال سختی سے ہوگا' ☆ قبر میں تاریکی ہوگی۔

☆ قبر میں تنگی ہوگی'

O — قیامت کے تین عذاب یہ ہیں:

☆ بروقت حساب پر سختی کی جائے گی' ☆ خدا کا نہایت غضب ہوگا'

☆ عذاب جہنم شدت سے ہوگا'

کسی نمازی کی جماعت سے غیر حاضری پر خبر گیری:

''تنبیہ الغافلین'' میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے بھائیوں کو مسجد میں نماز باجماعت کے وقت تلاش کرو اور ان کا خیال رکھو۔ اگر جماعت میں انہیں نہ پاؤ تو دیکھو کہ:

☆ اگر وہ بیمار ہیں تو ان کی عیادت کے لئے جاؤ۔

☆ اگر تندرست ہیں تو عتاب اور ملامت کرو۔ ترک جماعت پر سرزنش کرنا گویا اپنے بھائی کی خیر خواہی ہے اس میں سستی نہ کرنا چاہئے' کیونکہ پچھلے لوگ ترک جماعت پر ملامت کرنے میں بہت مبالغہ فرماتے تھے حتیٰ کہ بعض حضرات اگر کسی جنازے کے ساتھ ہوتے تو حکم دیتے کہ جنازہ اس شخص کے مکان کی طرف سے لے چلیں جو نماز باجماعت کی شرکت کے لئے مسجد میں نہیں آتا تھا۔ اس فعل سے اشارہ یہ ہوتا تھا کہ جس طرح جنازہ ایک مردہ لاش ہے اسی طرح وہ شخص بھی مردہ ہے جو نماز کو ترک کرکے یا جماعت میں شریک ہونے سے پیچھے رہے۔ گویا مومن کی زندگی نماز اور جماعت ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جماعت کے ساتھ نشست وبرخاست رکھو' کیونکہ جو شخص جماعت کا ہم صحبت رہے گا وہ کبھی نقصان اور خسارہ نہ پائے گا —— اے ابو ہریرہ! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ہاتھ پاؤں ہر قسم کی خلاف شریعت حرکتوں سے محفوظ رہیں تو جماعت کو نہ چھوڑنا' کیونکہ جو شخص جماعت کی پابندی کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں عنایت فرماتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس شخص نے ایک پرہیز گار امام کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی کے پیچھے نماز ادا کی —— اور جس نے ایک عالم باعمل کی امامت میں نماز ادا کی' گویا اس نے میری اقتداء میں نماز پڑھی۔

باب نمبر۳

تارک نماز کا کفر اور نماز میں سستی کی مذمت

کیا ترک نماز کفر ہے؟

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد کے علمائے امت اس امر میں اختلاف رکھتے ہیں کہ بغیر کسی عذر کے نماز کو ترک کرنے والا (چھوڑنے والا) کافر ہے یا نہیں؟ پچھلی سطور میں آپ نے احادیث پڑھیں جن سے نماز جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے چھوڑنے سے کافر و مشرک ہونا اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس ضمن میں احادیث مبارکہ میں واضح طور پر یہ الفاظ ہیں:

☆ تارک نماز سے اللہ کریم اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ذمہ اٹھا ہوا ہے۔

☆ نماز چھوڑنے والے کے تمام اعمال اکارت (ضائع) ہیں۔

☆ وہ بے دین ہے۔

☆ ایمان سے خارج ہے۔

اسی قسم کے سخت الفاظ سے احادیث میں تارک نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان احادیث کے ظاہری الفاظ کو صحابہ کرام اور تابعین اور دیگر علماء امت کی ایک جماعت نے اختیار فرمایا ہے۔ ان کا قول ہے کہ:

''جس شخص نے جان بوجھ کر قصداً (ارادۃً) نماز کو ترک کیا' حتیٰ کہ نماز کا پورا وقت نکل گیا تو وہ کافر اور واجب القتل ہے۔''

صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروق' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابوہریرہ' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ ابن عباس' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوالدردا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی مذہب ہے۔

دیگر علماء و آئمہ جو تارک نماز کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں ان میں سے بعض حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں: احمد بن جنبل' اسحاق بن راہویہ' عبداللہ ابن مبارک' ابراہیم نخعی' حاکم' ایوب بجستانی' ابن تمیمیہ' ابوداؤد طیالسی' ابوبکر بن ابی شیبہ' طہر ابن احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین —— یہ تمام آئمہ کبار اور ان کے سوا دیگر بہت سے مستند علماء تارک نماز کے کفر کے قائل ہیں اور اس کا خون مباح اور جائز بتاتے ہیں۔

ابن جنب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی جماعت کے حوالے سے یہ بتلایا ہے کہ:

''جس شخص نے ایک بھی فرض نماز قصداً ترک کی' یہاں تک کہ اس نماز کا وقت نکل گیا تو وہ شخص کافر و مرتد ہے۔''

اس مسئلے میں ان صحابہ کرام میں باہم کوئی اختلاف نہیں —— فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ جس شخص نے نماز ترک کی' اور وہ نماز قضا کرنے کی نیت نہیں رکھتا' اور پھر عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتا' وہ شخص کافر ہے۔

قصداً (ارادے سے' جان بوجھ کر) نماز ترک کرنا:

نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا جو شخص قصداً نماز ترک کرے' اللہ تعالیٰ اس کو تین بلاؤں میں مبتلا فرماتا ہے:

- ☆ اس کے چہرہ کا نور اٹھ جاتا ہے'
- ☆ مرنے کے وقت اس کی زبان لڑکھڑا جائے گی'
- ☆ زبان پر کلمہ شہادت آئے بغیر خاتمہ ہوگا یعنی بغیر ایمان کے مرے گا'

بغیر عذر کے نماز ترک کرنا:

ارشاد محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس شخص نے بغیر عذر کے نماز کو ترک کیا وہ دوزخ میں اسی حقبہ تک رہے گا۔ واضح رہے:

- ☆ ایک حقبہ اسی برس کا ہوتا ہے'
- ☆ اور وہ ایک برس اسی ماہ کا'
- ☆ اور وہ ایک ماہ اسی دن کا'
- ☆ اور وہ ایک دن اسی گھنٹہ کا'

☆ اور وہ ایک گھنٹہ دنیا کے اسی ہزار برس کے برابر ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ جو شخص نماز فجر نہ پڑھے گا' اس کے رزق میں برکت نہ ہوگی۔

☆ جو شخص نماز ظہر ترک کرے گا' اس کے قلب میں نور نہ ہوگا۔

☆ جو شخص نماز عصر چھوڑ دے گا' اس کے اعضاء کی قوت جاتی رہے گی۔

☆ جو شخص نماز مغرب سے غفلت کرے گا' اس کے کھانے میں لذت نہ رہے گی۔

☆ جو شخص نماز عشاء ادا نہ کرے گا دنیا وآخرت میں اسے ایمان نصیب نہ ہوگا۔

غفلت کے باعث نماز کا ترک کرنا:

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کہ:

☆ جس شخص نے نماز کا کوئی وقت اپنی غفلت سے ترک کردیا' گویا اس نے اپنے آپ کو بغیر چھری کے ذبح کر ڈالا۔

☆ جس نے دو وقت کی نماز سے غفلت کی وہ گویا رحمت الٰہی سے بہت دور ہوگیا۔

☆ جس نے تین وقت کی نماز نہ پڑھی گویا اس نے رسول کریم محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارکہ کو قبر انور میں تکلیف دی۔

☆ جس نے چار وقت کی نماز چھوڑی اس نے گویا تمام آسمانی کتابوں کا انکار کیا۔

☆ جس نے پانچوں وقت کی نماز کا خیال نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو نہایت غیظ وغضب سے ندا کرتا ہے کہ

''او نافرمان باغی' میں تجھ سے بیزار ہوں اور تو مجھ سے الگ ہے۔

پس میرے آسمان اور زمین سے نکل جا اور میرے سوا اپنا کوئی اور خدا ڈھونڈ لے۔''

ایسا شخص دنیا سے بغیر توبہ مرتا ہے۔

تارک نماز کی حیثیت:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہروں کے ہر گلی کوچے میں ہر روز

☆ ایک فرشتہ یہ کہتا ہے کہ الحمدللہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بنایا' بیل نہیں بنایا۔

☆ بیل کہتا ہے الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بیل پیدا کیا' اونٹ نہیں بنایا۔

☆ اونٹ کہتا ہے الحمدللہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اونٹ پیدا کیا' شیر نہیں بنایا۔

☆ شیر کہتا ہے الحمدللہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شیر پیدا کیا' گدھا نہیں بنایا۔

☆ گدھا کہتا ہے الحمدللہ مجھے اللہ تعالیٰ نے گدھا پیدا کیا' کتا نہیں بنایا۔

☆ کتا کہتا ہے الحمدللہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کتا بنایا' سور نہیں بنایا۔

☆ سور کہتا ہے الحمدللہ مجھے رب تعالیٰ نے سور بنایا' ایک تارک نماز انسان نہیں بنایا۔

تارک نماز امت سے نہیں:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز ترک کرنے والا

☆ میری امت سے نہیں۔

☆ وہ جنت سے محروم ہے۔

☆ اس کی اولاد فاسق ہے۔

☆ اس کا مال حرام ہے۔

☆ اس کی غذا حرام ہے۔

☆ اس کا لباس حرام ہے۔

☆ اس کا کھانا پینا حرام ہے۔

☆ اس کے پاس بیٹھنا حرام ہے۔

☆ اس کی صورت دیکھنا حرام ہے۔

☆ اس کو سلام کرنا حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہر شے کے لئے ایک ستون اور سہارا ہوتا ہے۔ دین کا ستون علم فقہ ہے اور ہر شے کے لئے ایک آفت ہے اور دین کی آفت ترک نماز ہے۔

نماز میں سستی شیطان کا شیوہ: (حکایت)

کہتے ہیں کہ اگلے وقت میں شیطان لوگوں کو نظر آیا کرتا تھا۔ ایک بار ایک مرد بزرگ نے اس سے سوال کیا کہ:

''اے (ابومرہ)! مجھے کیا کرنا چاہئے جس سے میں بھی تجھ ایسا ہو جاؤں۔''

شیطان نے کہا:

''اے شخص افسوس ہے تجھ پر! آج تک کسی نے مجھ سے ایسی خواہش نہیں کی تو کیوں ایسا چاہتا ہے؟''

آن بزرگ نے جواب دیا:

''یہ شیوہ مجھے پسند ہے۔''

شیطان نے کہا:

''جبکہ تو چاہتا ہے کہ مجھ ایسا ہو جائے تو نماز پڑھنے میں سستی اختیار کر اور جھوٹی سچی قسم کھانے میں پروا نہ کر۔''

ان بزرگ نے یہ سن کر کہا:

''میں آج سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ ترک کروں گا اور نہ مدت العمر قسم کھاؤں گا۔''

شیطان کہنے لگا:

''واللہ اس طرح کا دھوکہ دے کر مجھ سے کسی نے تعلیم نہیں لی۔''

بے نمازی پر نبی اکرم ﷺ کی سخت ناراضگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پاک بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ:

''میرے جی میں آتا ہے کہ ایک دن اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو امامت کا حکم دوں' پھر دو مضبوط نوجوان آدمیوں کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا رکھوں اور جو لوگ اذان کی آواز سنتے ہیں مگر نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے' ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں' ان کے گھروں میں آگ لگا کر خاک سیاہ کردوں۔''

نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے:

حضرت امام محمد ابن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ:

''جنت لے لوں یا دو رکعت نماز ادا کروں۔''

تو میں جنت کی بجائے دو رکعت نماز اختیار کروں گا کیونکہ ان دو رکعتوں میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور جنت کے حصول میں میرے نفس کی خوشی —— ہر بندۂ مومن کا فرض ہے کہ فرض نماز میں سستی اور تساہل کو حائل نہ ہونے دے۔

نماز میں تاخیری عذر قابل قبول نہیں:

"مجالس الابرار" میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز سے غفلت کی' یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہا' پھر دوسرے وقت قضا نماز پڑھی' اس شخص کو دوزخ میں کئی حقبہ تک عذاب ہوگا۔ ایک حقبہ اسی برس کا اور ہر برس تین سو ساٹھ دن کا اور ہر ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہوگا۔

شریعت میں وقت سے نماز کو سوائے چھ حالتوں کے تاخیر کرنے کے کوئی عذر قابل قبول نہیں' وہ چھ عذر یہ ہیں:

☆ بھول جانا ☆ سو جانا ☆ بے ہوش ہونا
☆ دیوانگی ☆ حیض
☆ نفاس یعنی بچہ جننے کے بعد جب تک خون جاری رہے۔

ان چھ عذروں کے سوا کسی حالت میں نماز کا اپنے وقت پر نہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ "ذخیرہ" میں لکھا ہے کہ:

☆ عورت کے جب بچہ پیدا ہونے لگے اور بچہ کا سر نمودار ہو' اسی کے ساتھ وقت نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں بھی اگر عورت وضو کرنے پر قادر ہو تو وضو کرے ورنہ تیمم کرے اور بچے کے سر کو کسی ہانڈی اور محفوظ چیز میں رکھ کر بیٹھے بیٹھے اگر ممکن ہو تو رکوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرے ورنہ رکوع وسجدے کا اشارہ کردے — مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق نماز پڑھے اور ترک نہ کرے' کیونکہ نماز اس وقت تک اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوسکتی جب تک خون نفاس نہیں آیا اور یہ اسی وقت ہوگا جبکہ بچہ کا اکثر حصہ باہر آئے اور خون جاری ہو۔

☆ اسی طرح مسئلہ ہے کہ جو شخص دریا میں کشتی کے ٹوٹنے سے کسی تختہ پر بہتا چلا جارہا ہو اور اس حالت میں وقت نماز کے گزر جانے کا خوف ہو تو اپنے اعضائے وضو کو پانی میں وضو کی نیت کرکے داخل کرے' پھر اشارہ سے نماز پڑھ لے اور ترک نہ کرے۔

☆ اسی طرح جس شخص کے دونوں ہاتھ شل اور بے حس وحرکت ہوگئے ہوں اور اسے کوئی ایسا آدمی نہ ملے جو وضو کرائے تو ایسی حالت میں اس پر واجب ہے کہ تیمم کرے' اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو کسی دیوار پر تیمم کی نیت سے رگڑے اور نماز پڑھے۔

نہ ترک نماز جائز ہے اور نہ وقت سے تاخیر کردینا روا ہے — جو لوگ نماز سے غافل ہیں اور خدا کے سامنے سجدہ کرنے سے بے خبر ہیں' ان کو ان مسائل میں غور کرنا چاہئے جن کو فقہائے امت نے بیان فرمایا ہے کہ نماز کو اس کے وقت سے پیچھے ہٹا دینے کے لئے بھی کوئی عذر کارآمد نہیں۔ چہ جائیکہ نماز کو ترک کردینا ماسوائے فسق و فجور کے اور کیا عذر ہوسکتا ہے۔

باجماعت نماز ترک کرنے والا لعنتی ہے:

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ نماز باجماعت ترک کرنے والا ملعون ہے۔
☆ توریت' انجیل' زبور اور قرآن مجید اس پر لعنت کی گئی ہے۔
☆ جماعت کو ترک کرنے والا زمین پر چلتا ہے اور زمین اس پر لعنت کرتی ہے۔
☆ حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں اور عرش الٰہی سے اس پر لعنت برستی ہے۔

باب نمبر۴

تکبیر اولیٰ کی فضیلت اور ارکان نماز اچھی طرح ادا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز با جماعت کی تکبیر اولیٰ دنیا اور جو کچھ اسکے علاوہ ہے' سے بہتر ہے — جس شخص نے تکبیر اولیٰ امام کے ساتھ پائی وہ اس سے کہیں زیادہ افضل ہے کہ بیت اللہ شریف میں جا کر ہزار اونٹ خیرات کیے جائیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میرے پاس نماز فجر کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور کہا:

☆ یا رسول اللہ! تکبیر اولیٰ میں امام کے ساتھ شامل ہونا بندۂ مومن کے لیے ستر حج اور عمرہ سے بہتر ہے۔

☆ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونا بندۂ مومن کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لاکھ دینار فقراء و مساکین پر خیرات کرے۔

☆ اور ایک سجدہ جو امام کے ساتھ ادا کیا جائے وہ مرد مومن کے لیے سو غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

اہل سنت و جماعت میں سے باجماعت نماز کے پابند جو لوگ وصال کر جاتے ہیں'

☆ ان پر سے عذاب قبر اٹھا لیا جاتا ہے۔

☆ ان کی قبر گویا بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ان پر خیر و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے۔

☆ ان کی قبروں کی جانب بہشت کے دروازوں میں دو دروازے کھل جاتے ہیں۔

☆ ان کی قبروں کی زیارت کے لیے ہر روز ساٹھ ہزار فرشتے آتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ

ان کے لیے نماز استغفار کا ہدیہ لاتا ہے۔

تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا صدمہ: (خلفائے راشدہ کی مثالیں)

مثال نمبر ۱: یار غار حضرت ابو بکر صدیق عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پاک ختم کرتا ہے اس کو قرآن کریم کے ہر ایک حرف کے بدلے جنت میں ایک محل ملے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں ہزار قرآن پاک ختم کرلوں اور مجھے اسقدر قرآن کریم کا کوئی ثواب نہ ملے تو مجھے اتنا رنج نہ ہوگا جتنا امام کے ساتھ باجماعت نماز کی تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا صدمہ ہوتا ہے۔

مثال نمبر ۲: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص خدا کی راہ میں کسی ننگے کو کپڑے پہنائے چاہے وہ کپڑے پھٹے پرانے ہی کیوں نہ ہوں اور وہ کپڑے پہننے والا ان کپڑوں سے نماز پڑھے اور پھر علم حاصل کرنے میں مشغول ہو تو اس کپڑا پہنانے والے کو اللہ تعالیٰ بارہ ہزار ریشمی حلے عطا فرمائے گا جو ستر قسم کے ہوں گے۔ ان میں سے اس کا نورانی جسم جھلکے گا — اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اپنے نئے پرانے تمام کپڑے اللہ کی راہ میں دنیا بھر کے یتیموں اور مسکینوں کو دے دوں اور میرے پاس کچھ نقد زر نہ رہے، پھر اس تمام خیرات کا مجھے کچھ بھی ثواب نہ ملے تو مجھے اسکا اتنا رنج نہ ہوگا جتنا کہ نماز باجماعت میں امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا صدمہ ہوگا۔

مثال نمبر ۳: ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ طالب علم کو جو شخص راہ خدا میں ایک درہم دے، اسکے اجر میں اللہ تعالیٰ اسے نو لاکھ دینار دنیا میں عطا فرمائے گا اور اگر اسے دنیا میں اس قدر نہ ملا تو اس کے مقابل آخرت میں اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔

اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اپنا سارا مال فقراء و مساکین پر خیرات کر دوں اور میرے پاس ایک جبہ باقی نہ رہے، پھر اس خیرات کا مجھے کوئی ثواب نہ ملے تو مجھے کچھ غم نہ ہوگا — البتہ اگر نماز باجماعت میں امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ نہ پاؤں تو اس محرومی کا اس ثواب سے کہیں زیادہ رنج ہوگا۔

مثال نمبر ۴: شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص جہاد کرے اور راہ خدا میں ایک کافر کو قتل

کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے بالوں کے شمار کے مطابق اس کے لیے بہشت میں محل تیار فرمائے گا ——اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اس قدر قوت اور قدرت عنایت فرمائے کہ بغیر کسی قسم کی مجبوری کے تمام کفار کو قتل کر ڈالوں اور پھر مجھے اس جہاد کا ثواب نہ ملے تو اس ثواب کے نہ ملنے کا مجھے اتنا صدمہ نہ ہو گا' جس قدر نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ کے ثواب فوت ہو جانے سے ملال ہو گا۔

بھلے کی آڑ میں ابلیس کی شیطانی: (حکایت)

''فتاویٰ مسعودی'' میں ہے کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز صبح کے وقت سو رہے تھے' شیطان نے آ کر انہیں بیدار کیا اور کہا:

''اے حسن! اٹھ کر نماز کو جاؤ ایسا نہ ہو کہ تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے اور تمہیں رنج ہو۔''

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے ابلیس! اس وقت مجھے بیدار کرنے سے تیرا اصل مطلب کیا ہے؟ کیونکہ تیری خوشی تو اسی میں تھی کہ تکبیر اولیٰ اور نماز مجھ سے فوت ہو جاتی۔''

شیطان نے جواب دیا۔

''اے حسن سنو! تمہاری عمر بھر میں تم سے ایک بار تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی تھی جس کا تم کو بے انتہا صدمہ ہوا تھا اور تم نے دو ماہ تک اپنے نفس کو پیٹ بھر کر غذا نہیں دی تھی۔ جس کی وجہ سے تم کو دس ہزار تکبیر اولیٰ کا ثواب عطا ہوا' لہٰذا اب بھی میں ڈرتا ہوں کہ اگر تم نے تکبیر اولیٰ نہ پائی اور پہلے کی طرح تم کو صدمہ ہوا تو رب کریم اسی قدر ثواب عطا فرما دے گا۔ پس اسے وقت تمہیں بیدار کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ تم اس قدر عظیم ثواب سے محروم رہو۔''

زمین و آسمان کا رونا' عرش و کرسی کا لرزنا:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین وقتوں میں زمین و آسمان روتے ہیں' عرش و کرسی لرزتے ہیں' لوح و قلم میں زلزلہ آ جاتا ہے:

☆ جس وقت یتیم روتا ہے۔

☆ جبکہ زنا کرنے والا غسل کرتا ہے۔

☆ جب مردِ مومن سے جماعت کی تکبیرِ اولیٰ فوت ہو جاتی ہے۔
آسمان عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ! اگر تو ہم کو حکم دے تو ہم ان لوگوں پر گر نہ پڑیں — زمین کہتی ہے کہ اے پاک پروردگار! اگر تیرا فرمان ہو تو میں اسی وقت پھٹ جاؤں اور یہ لوگ مجھ میں سما جائیں' یہاں تک کہ اسفل السافلین سے جہنم میں پہنچیں ارشاد باری ہوتا ہے:

"اے زمین و آسمان! تم صبر کرو' کیونکہ یہ میرے بندے ہیں۔ کیا عجب کہ یہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں' استغفار کریں تو میں ان کے ساتھ رحمت سے پیش آؤں۔"

تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھنے والے پر رحمتیں:

"سعادات کبریٰ" میں ہے کہ جب کوئی مسلمان امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ میں شریک ہو کر نماز سے فارغ ہوتا ہے تو یہی تکبیر اولیٰ آسمان پر جا کر عرش الٰہی کے نیچے نہایت عجز و نیاز کے ساتھ کھڑی ہو جاتی ہے۔ فرشتے پوچھتے ہیں'

"اے فلاں! تو کون ہے کہ تیرا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہے اور ایسے بلند مقام پر تیرا گزر ہے۔"

وہ کہتی ہے:

"میں فلاں مردِ مومن کی تکبیر اولیٰ ہوں جو مسجد میں داخل ہوا اور امام کے ساتھ پوری نماز پڑھی اور میرا ثواب پایا۔ پس اے خدا کے مقرب فرشتو! اب مجھے قریب کر دو تاکہ میں درجہ اجابت (قبولیت) کو پہنچوں اور خدائے پاک کی بارگاہ رحمت میں اس مردِ مومن کے لیے دعائے مغفرت کروں اور تم سب مل کر آمین کہو!"

فرشتے کہتے ہیں "مرحبا!" — پھر سب جمع ہو کر اس نمازی کے لیے اللہ پاک سے مغفرت چاہتے ہیں۔ جناب باری سے ارشاد ہوتا ہے:

"اے میری برگزیدہ مخلوق! میرے اس بندۂ غازی کی زبان پر جب تکبیر اولیٰ گزری تھی' تو پورا لفظ بھی وہ کہنے نہ پایا تھا کہ میں نے اس کو اپنی رحمت سے بخش دیا' اس کے گناہ معاف کر دیئے۔"

تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھنے والے پر نوازشات:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ مجھے اور میری امت کو تکبیر اولیٰ میں کیا ثواب ملتا ہے؟ انہوں نے کہا:

"یا رسول اللہ! بندۂ مومن جب مسجد میں نماز کے وقت سے کچھ ہی دیر پہلے پہنچتا ہے' پھر امام کے ساتھ جماعت کی تکبیر اولیٰ پڑھتا ہے — اگر'

☆ وہ جماعت دو ہی آدمیوں کی ہے تو ہر ایک کے لیے ہر رکعت کے بدلے ستر نمازوں کا اجر ملے گا۔

☆ اور اگر تین آدمیوں کی جماعت ہو تو ہر ایک کو دو سو نمازوں کا ثواب'

☆ اور اگر چار ہوں تو ہر ایک کو پانچ سو نمازوں کا ثواب'

☆ اسی طرح دس آدمیوں کی جماعت تک فرشتے ثواب لکھتے رہتے ہیں

☆ اور جب دس سے زیادہ کی جماعت ہو تو ہر ایک کو اس قدر ثواب ملے گا کہ فرشتے اس کے لکھنے سے عاجز ہیں۔"

تکبیر اولیٰ کی حقیقت:

روایت ہے کہ بندۂ مومن جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور تکبیر اولیٰ کہتا ہے اور

☆ لفظ اللہ اکبر زبان سے نکالتا ہے جس کے معانی یہ ہیں کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے سامنے پست ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے کا یقین ہے کہ میری عظمت ہر شے سے زیادہ ہے لہذا وہ تمام کائنات سے منہ موڑ کر میری طرف متوجہ ہوا۔

☆ پھر جب تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک لے جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سوائے ایک ذات پاک معبود حقیقی کے ہر چیز سے اس نے ہاتھ اٹھالیا۔

☆ پھر کہتا ہے سبحانک اللھم وبحمدک اور تم اپنے دل میں جانتے ہو کہ اس قول کے کیا معنی ہیں؟ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے اور تمام نقائص سے پاک ہے۔ مولیٰ کریم ہر قسم کی حمد وثنا تیری ہی ذات کے لیے خاص ہے کہ تو نے مجھے اسلام پر ہدایت کی اور نماز پڑھنے کی توفیق دی۔

☆ پھر کہتا ہے وتبارک اسمک یعنی الٰہی! ہر قسم کی برکت تیرے نام میں ہے اور ہر

اس چیز میں ہے جس پر تیرا نام لیا جائے۔

☆ پھر کہتا ہے وتعالیٰ جدک یعنی مولیٰ کریم! تیری قدرت' تیری عظمت نہایت بلند اور نہایت رفیع ہے۔

☆ پھر کہتا ہے ولاالہ غیرک یعنی اے پروردگار! تیرے سوا نہ کوئی خالق ہے اور نہ کوئی رازق! —— اور نہ پہلے تھا اور نہ بعد میں ہوگا۔

☆ پھر کہتا ہے اعوذباللہ من الشیطان الرجیم یعنی اے پروردگار! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے شیطان مردود وملعون کے فتنوں سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھ —— امام حمزہ' ابن عامر اور نافع رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

ان اللہ ھوالسمیع العلیم یعنی اللہ پاک میری دعا سنتا ہے اور میرے ضعف اور حاجت مندی کو جانتا ہے۔

☆ پھر کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سب سے اول ہے اس پر کوئی مقدم نہیں اور اسی کی ذات سب سے آخر ہے' اس کے بعد کوئی نہیں —— الرحمٰن یعنی تمام مخلوق پر مہربان اور دنیا میں رزق دینے والا۔ الرحیم یعنی اہل ایمان پر خصوصیت کے ساتھ قیامت کے دن رحم کرنے والا۔

☆ اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مولیٰ کا شکر ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی حمد وثنا ہے جس نے اپنی رحمت سے مجھے ان لوگوں میں نہیں رکھا جس پر اس کا قہر وغضب ہے یعنی یہود —— اور نہ ان لوگوں میں پیدا کیا جو گمراہ ہیں یعنی نصاریٰ —— بلکہ اس نے مجھے اپنے محبوب انبیاء کرام کے طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔

باب نمبر ۵

ارکان نماز پورے طور سے ادا کرنے کی فضیلت

نماز کو عمدگی سے ادا کرنے کی فضیلت:

"مسالک الاخبار" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ نماز بالکل بے حاصل (بے فائدہ) ہے جس کے ادا کرنے میں نماز پڑھنے والا رکوع اور سجدہ کرتے وقت اپنی پشت برابر نہ کرے۔"

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی نماز کو عمدہ طور پر ادا کرتا ہے' اس کے رکوع وسجود اور دیگر ارکان پورے طور پر ادا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے'

"اے نماز کے پڑھنے والے! خدا تیری نگہبانی کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی ہے۔"

ایسی نماز آسمان کی طرف بلند ہو کر بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتی ہے — اور جبکہ نماز کو (اس کے تقاضوں اور لوازمات کے مطابق) اچھی طرح ادا نہیں کیا جاتا' اس کے رکوع وسجود اور دیگر ارکان پورے طور پر ادا نہیں کیے جاتے تو نماز کہتی ہے'

"اے نماز پڑھنے والے! خدا تجھ کو بھی اسی طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع و برباد کیا۔"

ایسی نماز پھٹے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نماز پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

نماز میں اخلاص وخشوع:

کسی بزرگ کا قول ہے کہ نماز کا پورا اخلاص اور خشوع ان باتوں پر منحصر ہے:

☆ نماز پڑھنے سے فقط رب تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی مقصود ہو' مخلوق کی رضامندی مطلوب نہ ہو۔

☆ عبادت الٰہی کا بجالانا محض توفیق الٰہی سمجھا جائے۔

☆ نماز کو اس کے پورے ارکان کے ساتھ عمدہ طور سے ادا کیا جائے

☆ اور اس کی نگہبانی کی جائے تاکہ قیامت کے دن وہ نماز' نماز پڑھنے والے کو اپنے ساتھ مقام فلاح و نجات میں لے جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں من جاء بالحسنة فرمایا ہے یعنی جو شخص نیک عمل لائے گا' اس کو دس گنا ثواب ملے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کو عمدہ طور سے بجا لائے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ من عمل بالحسنة یعنی جو شخص نیک کام کرے گا جس کا یہ مطلب ہوا کہ ثواب پانے کے لیے بظاہر نیک کام کر لینا ہی کافی ہے خواہ اس کی شرائط پوری ہوں یا نہ ہوں۔

بارگاہ الٰہی میں نماز مقبول نہ ہونے کی وجہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان ساٹھ برس تک نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کی کوئی نماز بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شخص رکوع اور سجود کو پورے طور سے ادا نہیں کرتا — پس جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ اس کی نماز بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی یا نہیں تو اس کو باری تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کرنا چاہیے:

ان الصلوة تنهى عن الفحشآء والمنكر

یعنی نماز کی شان یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کو فحش باتوں اور برے کاموں سے باز رکھتی ہے — پس اگر ایک شخص پانچ وقت کی فرض نماز ادا کرتا رہا اور باوجود نماز ادا کرنے کے' اس نمازی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا نہیں ہے بلکہ وہ ایک وبال میں مبتلا ہے اور نماز اس کو بارگاہ خداوندی سے دور کرتی جاتی ہے تو یہ نماز دراصل نماز ہی نہیں تھی — حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ:

"جس شخص کو اس کی نماز اچھے کام کی طرف راغب نہ کرے اور بری باتوں

سے باز نہ رکھے تو وہ ایسی نماز سے بجائے قرب الٰہی پانے کے' بارگاہ الٰہی سے دور ہوتا جاتا ہے۔"

حضرت حسن اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

"جس شخص کو اس کی نماز برے کاموں اور فحش باتوں سے باز نہ رکھے وہ نماز اس کے لیے وبال ہے۔ کیونکہ جو شخص پانچوں وقت کی نماز ادا کرے گا اور اس کی شرطیں اور ارکان و احکام اور سنتیں پورے طور پر بجا لائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ضرور فحش باتوں اور گناہ کے کاموں سے محفوظ رکھے گا۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں ایک نوجوان تھا جو پانچ وقت نماز آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باجماعت پڑھا کرتا تھا' مگر اس کی عملی حالت اچھی نہ تھی — آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز کبھی نہ کبھی ضرور اسے گناہوں سے باز رکھے گی — چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس شخص نے تھوڑے ہی دنوں میں تمام بری باتوں سے توبہ کر لی اور اس کی حالت اچھی ہو گئی۔

نماز کی چوری:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو میں تمہیں بتاؤں کہ آدمیوں میں سے سب سے بدتر چوری کرنے والا کون ہے؟"

صحابہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! فرمایئے" — ارشاد ہوا:

"سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں سے کچھ حصہ چرا لیتا ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! نماز میں سے چوری کیوں کر ہوتی ہے؟" — ارشاد فرمایا:

"اس کے رکوع و سجود کو پوری طرح ادا نہیں کرتا۔ نماز ایک مقدار اور پیمانہ کی چیز ہے' جو شخص اس پیمانہ کے مطابق اسے پوری طرح ادا کرے گا وہ پورا اجر پائے گا — اور جو اس مقدار میں کمی کرے گا تو سمجھ لو وہ چور ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے ویل للمطففین یعنی

''ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے افسوس اور عذاب ہے۔''

نماز کامل طور پر ادا کی جائے:

حضرت عبادہ بن سامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض فرما دیا ہے۔ جو شخص ان نمازوں کو کامل طور پر ادا نہ کرے اور ان کو خفیف اور سبک جان کر ان میں کوئی کمی کرے تو اللہ تعالیٰ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں خواہ اسے بخش دے یا عذاب دے۔''

''شرح ہدایہ'' میں ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا:

''تم جا کر نماز دوبارہ پڑھو کیونکہ تمہاری یہ نماز نہیں ہوئی'' وہ گیا اور پھر دو رکعت اسی طرح پڑھ کر حاضر ہوا جس طرح پہلے پڑھی تھی۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا'

''جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تمہاری یہ نماز نہیں ہوئی''

اعرابی نے عرض کیا:

''یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قسم اس پاک ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے' میں جیسی نماز پڑھ چکا ہوں اس سے اچھی طرح پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ مجھے نماز کی تعلیم فرمائیں۔''

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہو یعنی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھو' پھر جو کچھ تمہیں قرآن مجید میں سے یاد ہو وہ جس قدر ہو سکے پڑھو' بعد ازاں رکوع میں جاؤ اور نہایت اطمینان سے رکوع ادا کرو' پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اس کے بعد سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھو جلدی نہ کرو' یہ سب ارکان اطمینان کے ساتھ ادا ہونا چاہئیں' اسی طرح پوری نماز ادا کرو۔''

اس اعرابی کا نام حلاد ابن رافع تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں اس نماز کا تہائی اور چوتھائی یہاں تک کہ دسواں حصہ بھی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتا۔"

اس حدیث پاک کا یہ مطلب ہے کہ ایسی نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں نہیں لکھی جاتی جو نماز پڑھنے والے کو گناہ اور بری باتوں سے نہ روکے۔

نماز کی عظمت و شان:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو شخص خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" اس سب کا دارومدار اسی امر پر ہے کہ نماز میں پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔"

بے دھیانی کی نماز بیکار و بے ثمر ہے:

اگر نماز پڑھنے والا اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب متوجہ نہیں اور اپنے دھیان کو ادھر ادھر بھٹکنے سے نہیں روکتا — اور نماز کے رکوع و سجود کو کامل طور پر ادا نہیں کرتا اور نہ اس کے دوسرے ارکان توجہ اور دھیان کے ساتھ بجا لاتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے جرم و خطا کی معذرت کرنے کے لیے اپنے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو اور جب بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر سامنے قیام کرے (کھڑا ہو)۔ جب بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو یہ شخص بادشاہ کی جانب سے رخ پھیر کر ادھر ادھر دیکھنے لگے — ایسی حالت میں ظاہر ہے بادشاہ اس کی کوئی بات نہ سنے گا اور نہ اس کی کوئی حاجت پوری کرے گا۔ بادشاہ کا اس کی طرف متوجہ ہونا اسی قدر ہو گا جس قدر وہ خود بادشاہ کے حضور ذہنی طور پر باادب حاضر ہو — بعینہ یہی صورت نماز کی ہے کہ جب بندہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو اور اس کے ارکان کو پورے طور سے ادا نہ کرے یعنی جسمانی طور پر وہ نماز کی حالت میں ہے اور اس کا دھیان نماز کی حالت میں بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف ہونے کے کہیں اور ہے تو وہ نماز بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں کی جاتی — کیونکہ ایسی ناقص نماز جو اپنے خاصوں سے خالی ہوتی ہے جب آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور اپنا ناقص اثر لیے ہوئے وہاں تک پہنچتی ہے تو اس پر آسمان

کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر وہ نماز پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

نماز میں خضوع وخشوع کی فضیلت:

روایت ہے کہ حضرت رابعہ علیہا الرحمہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ سجدہ کرتے ہوئے چٹائی کا ایک نوکدار تنکا آنکھ میں لگا۔ جس سے آنکھ تباہ ہو گئی۔ مگر آپ کا نماز میں انہماک اسقدر تھا کہ آپ کو کچھ خبر نہ ہوئی۔

اسی طرح سے ایک اور بزرگ حضرت یعقوب وقاری علیہ الرحمہ نماز پڑھ رہے تھے۔ دوران نماز ایک گرہ کٹ چور آیا اور ان کے اوپر سے چادر گھسیٹ کر بھاگ نکلا۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ یہ چادر ایک بزرگ کی ہے' ان کو فوراً واپس کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بددعا کر بیٹھیں اور ہم سب پر وبال آ جائے۔ اس شخص نے ڈر کے مارے وہ چادر پھر اوڑھا دی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے یہ واقعہ سنایا۔ اس چور نے اپنی اس حرکت کی معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے بالکل خبر نہیں کس نے میری چادر اتاری اور پھر کس نے مجھ کو اوڑھا دی۔"

بندگانِ خدا کی نمازیں ایسی ہوتی ہیں — جو شخص نماز میں ادھر ادھر اپنا خیال دوڑاتا ہے اس کی نماز قابل اعتبار نہیں۔ حضرت مسلم بن یسار علیہ الرحمہ اپنے گھر والوں سے کہا کرتے تھے:

"جب میں نماز میں مشغول ہوں تو تم بے تکلف آپس میں باتیں کیا کرو کیونکہ اس وقت میں تمہاری کوئی بات نہیں سنتا۔"

بعض علماء نے نماز پڑھنے کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

☆ ایک خاص ☆ دوسری عام

○ — خاص نماز وہ ہے کہ نماز پڑھنے والا

☆ نماز کی عزت وحرمت کا خیال رکھے'

☆ ہیبت و وقار کے ساتھ کھڑا ہو'

☆ اور تعظیم کے ساتھ ادا کرے'

☆ اور خوف خدا اور ادب کی طرف رجوع ہو۔

○ — اور عام نماز یہ ہے کہ:

☆ غفلت کے ساتھ پڑھی جائے'
☆ جہالت کے ساتھ کھڑا ہو'
☆ نماز وسوسہ کے ساتھ ادا کرے'
☆ دنیا کے مشغلوں کی طرف متوجہ ہو'
☆ خدا سے نڈر ہونے کی طرف رجوع کرے۔

حضرت اوس بن اوس علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ مشہور ولی اللہ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ ایک بار حضرت عصام بن یوسف علیہ الرحمہ کے پاس آئے۔ عصام علیہ الرحمہ نے ان سے کہا:

''اے حاتم! کیا تم عمدہ طور سے نماز پڑھنا جانتے ہو؟''

انہوں نے کہا ''ہاں!'' — پوچھا ''تم کیونکر نماز پڑھتے ہو؟'' — جواب دیا

''جب نماز کا وقت قریب آتا ہے تو میں''

☆ سب سے پہلے کامل طریقہ پر وضو کرتا ہوں'
☆ پھر نماز پڑھنے کے مقام پر اطمینان کے ساتھ سیدھا کھڑا ہوتا ہوں یہاں تک کہ میرا ہر ایک عضو ایک حالت پر قرار لیتا ہے اور میں کعبہ شریف کو اپنے دونوں ابروؤں کے درمیان اور مقام ابراہیم کو اپنے سینے میں اور اللہ تعالیٰ کو اپنے سر پر دیکھتا ہوں جو میرے دل کا حال جانتا ہے۔
☆ اور گویا میرے دونوں قدم پل صراط پر ہوتے ہیں۔
☆ اور بہشت میرے دائیں جانب اور دوزخ میرے بائیں جانب اور ملک الموت میرے پیچھے ہیں۔ اخیر نماز تک یہی حالت رہتی ہے۔
☆ جب تکبیر کہتا ہوں تو اپنا محاسبہ کرتا ہوں۔
☆ اور قرآن پڑھتا ہوں تو غور وفکر سے کام لیتا ہوں۔
☆ اور رکوع کرتا ہوں تو تواضع کا خیال رکھتا ہوں۔
☆ سجدہ میں جاتا ہوں تو عجز ونیاز بجالاتا ہوں۔
☆ پھر اطمینان کے ساتھ التحیات کے لیے بیٹھتا ہوں اور تشہد بجالاتا ہوں۔
☆ اور طریقہ سنت پر سلام ادا کرتا ہوں۔

☆ پھر اخلاص سے اسے پورا کرتا ہوں اور امید و بیم کی حالت میں قیام کرتا ہوں۔
☆ اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کرتا ہوں۔
☆ پھر صبر پر معاہدہ کرتا ہوں۔

حضرت عصام علیہ الرحمہ نے کہا:

"اے حاتم! کیا واقعی تمہاری نماز ایسی ہی ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا۔"

انہوں نے کہا "ہاں میری نماز ایسی ہی ہے" — پوچھا:

"کتنی مدت سے تم اس طرح نماز پڑھ رہے ہو۔" — جواب دیا:

"گذشتہ تیس برس سے۔"

یہ سن کر حضرت عصام علیہ الرحمہ پر گریہ و بکا کی حالت طاری ہوئی اور کہا:

"میں نے زندگی بھر آج تک اس طرح کی کوئی نماز نہیں پڑھی۔"

اتنا کہا' یکا یک غش آ گیا اور روح جسم سے پرواز کر گئی۔

نبی پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ دو آدمی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ بظاہر ان کے رکوع اور سجود یکساں نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ان کی نمازوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ محراب کا نام اس لیے محراب رکھا گیا کہ وہ مقام حرب ہے۔ یعنی نمازی اس مقام پر گویا شیطان سے جنگ کرتا ہے کہ شیطان نماز کی حالت میں اس کے دل کو دنیاوی امور کی طرف مشغول نہ کرے۔

باب نمبر ۶

نماز وتر کی فضیلت: نماز اشراق و چاشت وغیرہ

نماز وتر کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز مغرب کے بعد ایک روز جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ہمراہ میرے پاس آئے۔ اور کہا

"یا محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے۔ اور خاص آپ کے لیے دو ہدیے بھیجے ہیں' جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں عطا کیے گئے۔"

میں نے کہا:

"جبرئیل! وہ دو ہدیے کیا ہیں؟" انہوں نے جواب دیا۔

"وتر کی تین رکعتیں ہیں" میں نے دریافت کیا۔

"ان رکعتوں کے ادا کرنے میں میرے اور میری امت کے لیے کیا اجر ہے؟"

جواب دیا:

"یارسول اللہ! جو شخص نماز وتر پڑھے گا' اس کو اللہ تعالیٰ تین کرامتیں عطا فرمائے گا:

☆ پہلی رکعت کے بدلے میں جو کچھ اس نے اس روز نماز میں کوتاہی کی ہے' اسے پورا کردے گا۔

☆ دوسری رکعت کے عوض اس کو دین اسلام پر قائم رکھے گا اور دنیا سے اسلام پر ہی اٹھائے گا۔

☆ تیسری رکعت کی جزا میں اس کی میزان عمل کی نیکیوں کا پلہ بھاری کردے گا اور آپ

نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت اسے نصیب ہو گی۔

پس جو شخص نماز وتر کو اس کے رکوع و سجود اور تمام ارکان کے ساتھ نہایت اطمینان اور حضوری قلب سے کامل طور پر ادا کرے گا اس کے لیے گیارہ فضیلتیں ہیں' پانچ دنیا میں' چھ آخرت میں — دنیا کی فضیلتیں یہ ہیں:

☆ اس کے رزق میں فراخی ہو گی' زندگانی بڑھے گی۔

☆ اس کی عمر عبادت الٰہی میں بڑھے گی اور اسی میں صرف ہو گی۔

☆ اس کے چہرے پر بندگان صالحین کی علامت آشکار ہو گی۔

☆ اس کی کسی وقت کی نماز فوت نہ ہو گی۔

☆ دنیاوی حاجتوں میں کسی کا حاجت مند نہ ہو گا۔

آخرت میں جو فضیلتیں حاصل ہوں گی وہ یہ ہیں:

☆ مرتے وقت اس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گا۔

☆ دنیا سے طریقہ اسلام اور ایمان پر ثابت قدم اٹھے گا۔

☆ اس کی قبر ستر ہزار گز فراخ ہو گی۔

☆ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب اس پر آسان ہوں گے۔

☆ اللہ تعالیٰ اسکا حشر اولیاء اور ابدال کی جماعت میں کرے گا۔

☆ پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جو شخص نماز پنجگانہ کے بعد وتر پڑھے گا' اگر اسی رات میں یا اسی روز فوت ہو جائے' شہید ہو گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمسائیگی میں جگہ پائے گا۔ یہ ایک ہدیہ ہوا — دوسرا ہدیہ نماز باجماعت ہے جسکے فضائل گذشتہ صفحات میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"قیامت کے دن تمام خلائق ایک ہموار زمین پر جہنم کے قریب جمع ہوں گے اور سب کے سب کمال دہشت اور ہیبت کے مارے جھکے ہوئے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ ایک منادی عرش کے نیچے ندا کرے گا کہ لوگو آج تم کو

معلوم ہو جائے گا کہ بزرگی اور کرامت والے خدا کے بندے کون سے ہیں۔
اٹھو اور بادشاہ علیم کے سامنے چلو۔ یعنی جس شخص نے نماز عشاء کے بعد تین رکعت وتر پڑھی ہیں' وہ ہر حال میں رب کریم کے حضور چلے۔ یہ سن کر سب کے سب لوگ تیزی سے بہشت میں جائیں گے — اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کو ستر حوریں اور بہشت کے محل عطا فرمائے گا' اور ہر روز ستر بار اپنے دیدار عالیہ سے مشرف فرمائے گا۔"

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص جمعہ کی رات کو اپنے گھر میں نماز وتر ادا کرے:

☆ اس کے اعمال نامہ میں آئندہ جمعہ تک کوئی خطا درج نہ کی جائے گی۔
☆ پھر اگر وہ شخص ان دونوں جمعوں کے درمیان مر گیا تو درجہ شہادت پائے گا۔
☆ اور ہر رکعت کے بدلے میں اس کے سال بھر کے گناہ بخشے جائیں گے۔
☆ اور ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کو عطا کیا جائے گا۔
☆ اور بہشت میں اس کے لیے ایک شہر تیار ہو گا۔"

نماز چاشت و اشراق و دیگر نوافل کی فضیلت و جزا:

حضرت یزید ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا:

"اے چچا! مجھے کچھ وصیت فرمایئے" — انہوں نے جواب دیا" جس طرح تم نے درخواست کی ہے' اسی طرح میں نے ایک بار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاشت کے وقت:

☆ دو رکعت نماز پڑھے' اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اہل غفلت میں نہ لکھا جائے گا۔
☆ اور جو شخص چار رکعت نماز پڑھے' اس کو خدا کے کامیاب بندوں کی جماعت میں لکھ لیا جائے گا۔
☆ اور اگر چھ رکعت پڑھے تو دن بھر اس کا کوئی گناہ اس پر عائد نہ ہو گا۔
☆ اور اگر آٹھ رکعت پڑھے تو ربّ تعالیٰ کے اہل نیاز بندوں میں شمار کیا جائے گا۔

☆ اور اگر دس رکعت پڑھے تو اس کو رب کریم اپنے اخلاص والے بندوں میں لکھ لے گا۔

☆ اور اگر بارہ رکعت چاشت ادا کرے تو اس کو بہشت میں ایک محل عطا کیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

''بہشت کے ایک دروازے کا نام ''ضحیٰ'' ہے' جس کے معنی ''وقت چاشت'' کے ہیں۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی آسمان سے آواز دے گا' '' کہاں ہیں وہ لوگ! جو ہمیشہ نماز چاشت ادا کرتے رہے ہیں۔ اے نماز چاشت ادا کرنے والو! بہشت کا یہ دروازہ تمہارے لیے محفوظ ہے' اس میں داخل ہو جاؤ۔''

حضرت عبداللہ ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص نماز فجر پڑھے اور پھر اسی مقام نماز پر بیٹھ کر طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہ اور بعد طلوع آفتاب دو رکعت نماز پڑھ کر عجز و نیاز کے ساتھ اپنے گھر پر آئے۔ پھر اپنے کاروبار میں لگ جائے اور حلال روزی حاصل کرنے کے لیے کوشش کرے — وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ:

''جو شخص نماز مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت نماز نفل ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال و اولاد اور دین و مذہب اور دنیا و آخرت کو محفوظ و سالم رکھے گا — اور جو شخص نماز فجر ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک اسی طرح جائے نماز پر بیٹھا ذکر الٰہی کرتا رہے' پھر دو رکعت نماز ادا کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان ایک پردہ قائم کر دے گا۔''

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم میں سے کسی کو دو رکعت نماز نفل کی ایک رکعت کا ثواب ان آنکھوں سے نظر آئے تو وہ عظیم الشان پہاڑوں سے بھی بہت بڑا ہوگا — اپنے گھر میں نفلی نماز پڑھنا لوگوں کے سامنے پڑھی جانے والی نفلی نماز سے ایسے ہی افضل ہے جیسا کہ اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے باجماعت نماز ادا کرنا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اپنے گھر میں نفلی نماز پڑھنا ایک نور ہے۔ اے لوگو! اپنے گھروں کو اس نور سے روشن کرو۔ اپنے گھروں میں نمازیں پڑھو اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔"

فرض نمازوں کے بعد ذکر اذکار اور ان کی فضیلت:

پانچوں فرض نمازوں کے بعد وظائف اور ان کے فضائل کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

بعد نماز فجر:

جو شخص نماز فجر کے بعد سو بار یہ وظیفہ پڑھے:

لاالہ الا اللہ الملک الحق المبین

تو اللہ تعالیٰ اس کو پانچ کرامتیں عطا فرمائے گا:

- ☆ گناہوں کی نحوست سے اس کا ایمان زائل نہ ہوگا۔
- ☆ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت کی ستر حاجتیں پوری فرمائے گا۔
- ☆ قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
- ☆ قیامت کے دن قبر سے شہیدوں کے گروہ میں اٹھایا جائے گا۔
- ☆ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

بعد نماز ظہر:

نماز ظہر کے بعد جو سو بار کمال محبت و اخلاص سے یہ درود پاک پڑھے:

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

اس تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ پانچ درجے عطا فرمائے گا:

- ☆ زندگی بھر کسی کا مقروض نہ ہوگا — اگر مقروض ہوا تو تھوڑے ہی دنوں میں اس کو

قرض کی مصیبت سے نجات ہوگی۔

☆ کسب حلال کے ذریعہ اس کے رزق میں برکت ہوگی۔

☆ عام سختی اور مصیبت کے دنوں میں رب کریم اس کو ہر قسم کی آفت سے اپنی پناہ میں رکھے گا۔

☆ دن اور رات میں اس سے کوئی بدی سرزد نہ ہوگی۔

☆ اس کو عبادت الٰہی کی توفیق روزانہ عطا کی جائے گی۔

بعد نماز عصر:

نماز عصر کے بعد جو سوبار یہ تسبیح پڑھے:

سبحان الله وبحمده سبحان الله العلی العظيم وبحمده استغفر الله ربی من كل ذنب و خطيئة و اتوب اليه.

اس مناجات کی برکت سے اللہ تعالیٰ پانچ فضیلتیں عطا فرمائے گا:

☆ چالیس برس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

☆ میزان عمل میں اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔

☆ اس کے اعمال نامہ میں چالیس سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

☆ زندگی بھر اس کی دعا رد نہ کی جائے گی۔

☆ اپنے آقا نبی رحمت ورافت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔

بعد نماز مغرب:

نماز مغرب کے بعد صدق دل سے سو بار کلمہ طیب پڑھے:

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

اس کلمہ پاک کی برکت سے اللہ کریم پانچ مراتب مرحمت فرمائے گا:

☆ دنیا میں کسی ضروری حاجت کے لیے وہ عاجز نہ ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ دن میں پانچ بار اسے رحمت بھری نظر سے دیکھے گا۔

☆ قیامت کی سختی میں اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔

☆ عذاب قبر سے چھٹکارا ہوگا۔

☆ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں آسانی ہوگی۔

بعد نماز عشاء:

نماز عشاء کے بعد سو بار یہ پڑھیں:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اس کلمہ مبارک کی برکت سے پانچ بزرگیاں عطا ہوں گی:

☆ ستر نبیوں کا ثواب نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

☆ بہشت میں اس کو خالص سونے کے ستر محل ملیں گے۔

☆ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک ہزار گناہگاروں کی شفاعت کرے گا۔

☆ آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

☆ دیدار الٰہی سے شرف یاب ہوگا۔

تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہیں:

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں کافر بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور بتوں سے خطاب کر کے کہا کرتے تھے کہ تم زندۂ جاوید ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پانے نماز پڑھنے والوں کو حکم دیا کہ وہ کہیں:

☆ التحیات للہ یعنی بقائے دوام فقط اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے۔

☆ اس کے بعد کہیں' والصلوۃ —"تمام عبادتیں"— بعض علماء نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ التحیات یعنی "تمام عبادتیں جو کہ قولی ہیں" (یعنی جو زبان سے ادا کی جاتی ہیں)۔ والصلوۃ یعنی "وہ عبادتیں جو کہ فعلی ہیں" (یعنی جو جسم کے دیگر اعضاء سے ادا کی جاتی ہیں) (یعنی قیام' رکوع' سجود' جلسہ وغیرہ) —شرح کیدانی میں ہے کہ الصلوۃ یعنی پانچوں وقت کی نمازیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اس کی ذات کے سوا کسی کے لیے نماز پڑھنا روا نہیں۔

☆ والطیبات یعنی وہ عبادتیں جو کہ بدنی ہیں' سب کی سب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہیں— والطیبات یعنی الوہیت اور معبودیت کی شہادت دینا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وحدانیت اور یکتائیت صرف اس کے شایان شان ہے۔

یہ تینوں کلمے التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات گویا تمام قسم کے نیک اعمال پر حاوی ہیں۔

☆ السلام علیک سے مراد ہر قسم کی آفات اور مصیبتوں سے سلامت رہنا ہے۔

☆ پھر کہیں السلام علیک ایھا النبی یعنی یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر درود وسلام ہو کہ آپ نے اپنے پروردگار کا حق رسالت و نبوت کمال خوبی سے ادا کیا اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی۔

☆ ورحمۃ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی مہربانی و رضامندی۔

☆ وبرکاتہ یعنی اللہ کریم کی طرف سے خاص برکتیں آپ پر اور آپ کے اہل بیت اطہار پر نازل ہوں۔

☆ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت ہم پر ہو اور ان برگزیدہ حضرات پر جو انبیاء اور صدیقین کا مرتبہ پا کر ہم سے پہلے گزرے ہیں — اور ان لوگوں پر جو قیامت تک ان کے قدم بہ قدم چلتے رہیں گے۔

☆ پھر پڑھیں اشھد ان لا الہ الااللہ یعنی زمین و آسمان میں کہیں بھی کوئی معبود رب العزت کی ذات باری کے سوا عبادت کے لائق موجود نہیں۔

☆ پھر کہیں واشھدان محمد عبدہٗ ورسولہٗ یعنی نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلہ نبوت کے خاتم اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور تمام مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔

☆ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں — پھر اپنے لیے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے خیر کریں۔

☆ اس کے بعد دائیں اور پھر بائیں طرف یہ کہتے ہوئے سلام پھیریں السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ — کے معنی یہ ہیں کہ اے میرے مسلمان اور اہل ایمان بھائیو! تم سلامت اور بے خوف رہو' کیونکہ تمہارے لیے میری طرف سے کوئی برائی اور خیانت ظہور میں نہ آئے گی۔

جس وقت نمازی مسجد سے نکلے اور جب اپنے گھر میں داخل ہو تو کہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیک یانبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

باب نمبر ۷

نماز جمعہ اور اس کی فضیلت

اللہ تعالیٰ سورۂ جمعہ میں ارشاد فرماتا ہے:

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اذان ہو جائے تو تم میرے ذکر اور عبادت کے لیے تیزی سے بڑھو اور خرید وفروخت چھوڑ دو' یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔''

اس آیت شریف کے نازل ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں اپنی تشریف آوری کا اعلان فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار لوگ خرید وفروخت میں مشغول ہوگئے۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ صرف بارہ آدمی آپ کے ساتھ مسجد میں رہ گئے۔ لہٰذا یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

جمعہ باری تعالیٰ کی رضائے خاص کا سرچشمہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے۔ ان کے ہاتھ میں شفاف آئینہ کے مثل ایک چیز تھی۔ جس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ سا نظر آتا تھا'' —— میں نے کہا ''جبرئیل یہ کیا ہے؟'' —— عرض کیا '' یہ جمعہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ تاکہ یہ مبارک دن آپ کے لیے اور آپ کی آئندہ آنے والی امت کے لیے عید اور خوشی کا دن ہو۔ اور ان کے لیے اس مبارک دن میں بہت سی خیر و برکت ہے —— جو شخص اس دن کوئی نیک دعا کرے گا تو اگر وہ نیک شے اللہ کریم نے اس کے لیے مقدر فرمائی ہو

گی تو اسے عطا ہو گی' اور اگر اس کی تقریر میں نہ ہو گی تو اس سے بہتر شے اس کو عطا فرمائے گا۔ اور اس کی دعا مقبول و مستجاب ہو گی —— فرشتوں میں اس مبارک دن کو "یوم المزید" اور "سید الایام" کہتے ہیں۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ "جمعہ کا یہ لقب کیوں پڑا؟"

عرض کیا:

"اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک میدان قائم فرمایا ہے جس میں مشک سفید کا ایک ٹیلہ ہے۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو تمام انبیاء علیہم السلام وہاں جواہرات سے جڑے نور کے منبروں پر آ کر بیٹھتے ہیں۔ ان منبروں کے پیچھے نور کی کرسیاں بچھائی جاتی ہیں۔ ان کرسیوں پر صدیقین اور شہداء آ کر بیٹھتے ہیں' ان کے بعد بہشت کے رہنے والے آتے ہیں اور مشک کے اس ٹیلہ پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس وقت ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے "اے میرے پاک بندو! میں وہ سلطان عظیم الشان ہوں جس نے تم سے اپنا وعدہ وفا کیا اور تم کو پورے طور پر اپنی نعمتیں عطا کیں' اور یہ مقام کمال عزوشرف کا ہے' تم آج مجھ سے سوال کرو' میں پورا کروں گا۔" سب کے سب عرض کرتے ہیں کہ "رب کریم! ہم تیری خوشنودی و رضامندی چاہتے ہیں" —— پھر ارشاد ہوتا ہے کہ "میری رضامندی ہی نے آج تم کو میرا مہمان بنایا ہے اور بڑی عزت اور کرامت عطا کی ہے" پھر سب کے سب رضائے الٰہی سے طالب ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضائے خاص مرحمت فرماتا ہے اور ان کو ان کی طلب سے' آرزو سے کہیں زیادہ نعمتیں عطا فرماتا ہے۔" اس سارے معاملے میں فقط اتنا وقت صرف ہوتا ہے جتنی دیر میں امام نماز جمعہ سے فارغ ہو کر واپس ہوتا ہے۔ اور ان کی آنکھوں میں وہ سماں بندھ جاتا ہے جس کا نہ کبھی کسی کے دل پر اندیشہ یا خیال گزرا اور جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ اسی وجہ سے فرشتے اور آسمان کے رہنے والے سب سے زیادہ آرزومند رہتے ہیں کہ جمعہ کا دن آئے تاکہ ان کو عزت و کرامت زیادہ حاصل ہو۔ اسی بنا پر اس مبارک دن کا نام "یوم المزید" رکھا گیا' اور اسی دن قیامت قائم ہو گی۔"

جمعہ باعث بخشش و مغفرت ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایک نماز باجماعت دوسری نماز باجماعت تک اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو اس کے درمیان میں سرزد ہوں' البتہ کبیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔"

جمعہ کے دن امت محمدی کیلئے فرشتوں کا اجتماع اور عنایات:

زادان اپنے استادگرامی کے ساتھ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام فرشتے بیت المعمور میں جمع ہوتے ہیں ـــــ حضرت جبرئیل علیہ السلام چاندی کے سفید روشن مینار پر چڑھ کر اذان کہتے ہیں ـــــ حضرت میکائیل علیہ السلام سرخ یاقوت کے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں ـــــ حضرت اسرافیل علیہ السلام امام ہو کر جمعہ کی نماز پڑھاتے ہیں ـــــ حضرت عزرائیل علیہ السلام تکبیر کہتے ہیں۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام باآواز بلند کہتے ہیں ـــــ "اے خدا کے فرشتو! میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی اذان کا ثواب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے موذن کو بخشا" ـــــ حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں' "اے خدا کے فرشتو! تم گواہ رہنا کہ میں نے اپنے خطبہ کا ثواب محبوب باری تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے خطبہ پڑھنے والوں کو بخش دیا" ـــــ حضرت اسرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ "اے اللہ کے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی امامت کا ثواب زینت کون و مکان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے پیش اماموں کو بخشا"۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ "اے رب کریم کے فرشتو! تم گواہ رہنا کہ میں نے اپنی تکبیرات کا ثواب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکبروں کو ہدیہ کیا" پھر تمام فرشتے کہتے ہیں کہ "اے فرشتگان الٰہی! ہم تم کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم سب نے اپنی اس نماز کا ثواب جان جہان و جان ایمان نبی رحمت

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کے گناہگاروں کو بخش دیا"۔ اس وقت خالق کائنات کا ارشاد ہوتا ہے "اے فرشتو! تم میرے حضور میں اپنی سخاوت کا اظہار کرتے ہو جبکہ میں سخاوت و کرم کا سرچشمہ ہوں' تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں اور پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام امت کو بخش دیا اور ان کو بلا حساب و کتاب بہشت میں داخل کروں گا۔"

جمعہ کے دن رب العزت کی تین بار نظر رحمت ہوتی ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"ہر جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ میری امت مرحومہ کو تین بار نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور ہر نگاہ میں ساٹھ ہزار گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔"

جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ اس حساب سے گویا ہر گھنٹہ میں آٹھ ہزار گناہگار عذاب سے نجات پاتے ہیں جو دوزخ کے مستحق تھے — حدیث شریف میں ہے کہ رب کریم جمعہ کی رات میں فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھول دیں۔ پھر رحمتِ الٰہی کے فرشتے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کا ایک طبق ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"میری رحمت کو میرے بندوں پر پھیلا دو۔"

سب دنوں میں اچھا دن' جمعہ کا دن:

رسول کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ سب دنوں میں اچھا دن جس میں آفتاب نکلتا ہے' جمعہ کا دن ہے کیونکہ

☆ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

☆ اسی دن جنت میں داخل کیے گئے۔

☆ اسی دن زمین پر اترے۔

☆ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔

☆ یہی وہ دن ہے جس میں بلاشک' وشبہ قیامت قائم ہوگی۔

جمعہ کے لیے اہتمام و آداب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے' پھر جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد میں آئے اور خطبہ کو خاموشی سے توجہ سے سنے تو اس کے تمام صغیرہ گناہ جو اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک صادر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور تین دن زیادہ کے یعنی دس دن کے گناہ معاف ہو جائیں گے — جو شخص خطبہ بے دھیانی سے سنے۔ خطبہ پڑھے جانے کے دوران کنکر' صفوں کے تنکوں وغیرہ سے شغل کرے تو یہ حرکت ناپسندیدہ ہے اور خطبہ کے ثواب سے محرومی کا باعث بھی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے' پھر اپنی حیثیت کے مطابق پاک اور صاف کپڑے پہنے' پھر تیل یا عطر لگائے اور اس اہتمام سے نماز جمعہ کے لیے مسجد میں پہنچے — وہاں جا کر دو آدمیوں کے بیچ میں تنگی سے نہ بیٹھے اور نہ ہی صفوں سے گزرتے ہوئے لوگوں کو تکلیف دے پھر جس قدر توفیق ہو نوافل یا سنت نماز پڑھے' جب امام خطبہ کے لیے منبر پر جائے تو دھیان سے توجہ سے خاموش بیٹھ کر خطبہ سنے تو اس شخص کے آئندہ جمعہ تک کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

جمعہ کے دن مسجد میں پہلے آنے کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر رہتے ہیں جو بھی شخص نماز پڑھنے کے لیے داخل ہوتا ہے' اس کا نام لکھ لیتے ہیں اور سب نمازیوں کا نام درجہ بہ درجہ لکھتے رہتے ہیں۔

انہی سے ایک اور روایت ملتی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے پھر مسجد میں سویرے سب سے پہلے پہنچے تو گویا اس نے ایک اونٹ اللہ پاک کی راہ میں قربان کیا — اس کے بعد آنے والے کو گائے کی قربانی کا ثواب ملے گا — تیسرے نمبر پر آنے والے کو مینڈھے کی قربانی کا ثواب ملے گا — اس کے بعد آنے والے کو اس قدر ثواب ملے گا گویا اس نے ایک مرغی اللہ کی راہ میں دے دی — اس کے بعد جو مسجد میں داخل ہو اس نے گویا ایک انڈا صدقہ کیا — پھر جب خطبہ پڑھنے کے لیے امام منبر پر آتا ہے تو فرشتے جماعت میں شامل ہو کر خطبہ سنتے ہیں۔

جمعہ کے دن اہل بہشت پر اکرام و عطا کی انتہاء:

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰی جب اہل بہشت کو بہشت میں داخل کرے گا اور ہر ایک کو کم از کم ستر حوریں عطا فرمائے گا۔ وہ لوگ بہشت میں عیش و آرام سے خوش وخرم رہائش پذیر ہوں گے — جب جمعہ کا دن آئے گا تو اللہ تعالٰی کے ارشاد کے مطابق حضرت جبرئیل علیہ السلام بآواز بلند پکاریں گے:

''اے اللہ کے نیک بندو! مقصود کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قصر مبارک کی طرف چلو۔''

یہ سن کر سب کے سب اس قصر عالی میں حاضر ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کریں گے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوں گے اور آپ کی ہمراہی میں ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں:

☆ اسی صفیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت'
☆ اور بیس انبیاء علیہم السلام کی صفیں ہوں گی۔
☆ پھر علماء امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشت کے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے نبی کریم رؤف ورحیم کی ہمرکابی میں چلیں گے۔
☆ اس کے بعد شہداء'
☆ پھر اولیاء اللہ ہوں گے۔
☆ پھر مومنین — اور پھر مسلمین۔

اس کے بعد سب کے سامنے حضرت داؤد علیہ السلام کھڑے ہوں گے اور بآواز بلند نہایت خوش الحانی کے ساتھ جوان کی دنیا کی خوش آوازی سے بڑھ کر ہوگی' اللہ تعالٰی کی صفت وثناء بیان کریں گے — اللہ تعالٰی تمام پرندوں' فرشتوں اور جنت کے درختوں کے پتوں کو حکم دے گا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی میں شریک ہو جائیں — پھر اللہ کریم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک امتی کو ننانوے درجے عزت و رفعت عطا فرمائے گا اور ایک درجہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی تمام امت کو بخشے گا اور پھر ارشاد فرمائے گا:

''اے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم مجھ سے جو چاہو مانگو''

سب کے سب عرض کریں گے:

"یا الٰہ العالمین! تو نے اپنی رحمت سے تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں پھر اب کیا باقی رہا ہے' جس کا تجھ سے سوال کریں۔"

حضرت رب العزت سے دوبارہ ارشاد ہوگا:

"اے میرے مقبول بندو! جو تمہیں حاجت ہو' مجھ سے طلب کرو۔"

وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے:

"ہم اپنے پروردگار سے کیا طلب کریں۔"

پھر اس میں سے بعض اولیاء اللہ مشورہ دیں گے:

"تم جانتے ہو کہ جب دنیا میں ہم کو کوئی حاجت پیش آتی تھی تو ہم علماء امت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آؤ! آج بھی انہی علماء کے پاس چلیں۔"

چنانچہ سب کے سب علماء کی خدمت میں آئیں گے اور ارشاد باری تعالیٰ کے بارے میں ان سے پوچھیں گے علماء کرام جواب دیں گے:

"اے اللہ کے نیک بندو! تم پروردگار عالم سے اس کے دیدار پاک کی درخواست کرو۔"

یہ سن کر وہ لوگ نہایت خوش وخرم واپس آئیں گے اور التجاء کریں گے:

"بارالٰہ! ہم کو اپنا جلوۂ پاک دکھا۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے جلوے سے کبریائی اور عظمت کے حجاب اٹھا دے گا اور تمام اہل جنت اس نورانی جلوے کو اپنی آنکھوں سے ایسا دیکھیں گے' جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں' پھر خدا کا شکر بجا لائیں گے اور دوبارہ دیدار پاک کے مشتاق ہوں گے' پھر اپنے اپنے مراتب کے موافق بعض حضرات

☆ ہر روز دو مرتبہ'
☆ اور بعض لوگ مہینے میں ایک بار'
☆ بعض سال بھر میں ایک دفعہ'
☆ اور کچھ لوگ جمعہ کی رات اور دن میں ایک بار دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے۔

جمعہ تمام دنوں کا سردار دن ہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جمعہ کا دن ''سید الایام'' یعنی تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت و فضیلت عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن سے زیادہ ہے۔ اس مبارک دن میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت بندہ اپنے پروردگار سے جو کچھ سوال کرے گا' اللہ کریم اس کو عطا فرمائے گا بشرطیکہ اس کی خواہش ناجائز اور حرام نہ ہو۔''

باب نمبر ۸

وضو کی فضیلت

ضحاک نے روایت کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی (دیہات کا رہنے والا) آیا اور عرض کی:

"یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' آپ مجھے وضو کی ترکیب اور اس کی ترتیب تعلیم فرمائیں' اور اس کا ثواب بتائیں تاکہ میں اپنی بستی میں جا کر اپنے ساتھ والوں کو بھی وہی طریقہ سکھاؤں جو کہ آپ مجھ سے ارشاد فرمائیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعرابی! جس وقت نمازی پانی کا برتن لے کر

☆ تین بار ہاتھ دھوتا ہے — پہلی مرتبہ میں اللہ تعالیٰ اس کو سو نیکیاں عطا فرماتا ہے اور دوسری مرتبہ میں اس کی سو برائیاں دور کرتا ہے — اور تیسری مرتبہ میں اس کے لیے بہشت میں سو درجے بلند فرماتا ہے۔

☆ پھر جب کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے تمام غیبت اور جھوٹ کی بدبو جو دن بھر کی لغو باتوں سے پیدا ہوئی تھی' خارج ہو جاتی ہے اور اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔

☆ پھر جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس کی ناک سے ہر قسم کی غیبت اور حرام کی بو نکل جاتی ہے — اور ہر بار ناک میں پانی ڈالنے کے عوض اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں ایک محل عطا کرتا ہے۔

☆ پھر جب تین بار منہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلی مرتبہ میں ایک نور عطا فرماتا ہے جس کی روشنی میں وہ تمام مخلوق کے سامنے قیامت کے دن چلے گا — اور دوسری مرتبہ میں اس کے اہل و عیال کا اسے شفیع قرار دیتا ہے — اور تیسری مرتبہ میں اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق بنا دیتا ہے' جس کی لمبائی چوڑائی آسمان سے تین گنا ہوتی ہے۔

☆ اور جب دایاں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا اور اس کی دعا قبول کرے گا۔

☆ اور جب بایاں ہاتھ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔

☆ اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک بال کے عوض میں جس کو پانی کی تری پہنچی ہے' جنت میں ایک محل عطا کرے گا"۔

یہ سن کر اعرابی کہنے لگا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو کیا ایسی حالت میں اگر میں اپنا پورا سر مسح کرتے وقت پانی میں تر کر لوں تو ہر بال کے شمار کے مطابق بہشت میں ایک محل پاؤں گا۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے اعرابی! تجھے اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔"

اس نے عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور زیادہ ارشاد فرمائیں" آپ نے فرمایا:

☆ جس وقت اپنے کانوں کا مسح کرتا ہے تو اس کے عوض میں اس کی موت کے وقت غیب سے آواز سنے گا — "اے میرے بندے! خوش ہو اور تجھے بشارت ہو' تیرے لئے کوئی خوف اور ملال نہیں۔ کیونکہ میں تجھ سے راضی ہوں۔"

☆ اور جب گردن کا مسح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ اور طوق و زنجیر کے عذاب سے نجات دے کر بیس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب مرحمت فرماتا ہے۔

☆ اور جب دایاں پاؤں دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نور بخشتا ہے' جس کی روشنی میں وہ قیامت کے دن پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

☆ اور جب بایاں پاؤں دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر قیامت کا حساب آسان کر دیتا ہے اور اس کی خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔

☆ اور جب وضو سے فراغت کر کے یہ دعا پڑھتا ہے:

سبحانک اللھم وبحمدک لا الہ غیرک لا الہ انت استغفرک و اتوب الیک

اس دعا کے ہر ایک حرف کے بدلے میں اس کو اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا فرماتا ہے — اور اس سے دس بدیاں دور کرتا ہے — اور اس کے لیے بہشت میں دس درجے بلند فرماتا ہے۔

☆ اور جب نماز پڑھنے کے لیے مسجد کو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک قدم کے بدلے میں ہزار نیکیاں بخشتا ہے — اور اس کی ہزار برائیاں معاف کرتا ہے — اور اس کے لیے ہزار درجے بلند کرتا ہے — اور اس کی موت کے وقت غیب سے آواز آئے گی۔

"اے میرے بندے! تو کوئی خوف اور غم نہ کر' میں نے تیری زندگی کے برے اعمال بخش دیئے۔"

ہمیشہ باوضو رہنے کی برکتیں:

بعض اہلِ معرفت کا قول ہے جو شخص ہمیشہ باوضو رہے اللہ تعالیٰ اس کو تیرہ کرامتیں عطا فرماتا ہے:

☆ اس کے تمام اعضاء و جوارح اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔

☆ اس کی تکبیر اول انشاء اللہ فوت نہ ہوگی۔

☆ جب سو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس فرشتے بھیج دیتا ہے جو اسے جن و انسان کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا پابند رہے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کے فقر و حاجت کو دور کرے گا۔

☆ تمام فرشتے اور حاملان عرش اس کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔

☆ مرنے کے وقت اسے غیب سے آواز آتی ہے:

''اے میرے بندے! کوئی خوف وغم نہ کر کیونکہ میں تجھ سے راضی ہوں۔''

☆ موت کی سختی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔
☆ کراماً کاتبین کا قلم اسکا ثواب لکھتے لکھتے ہر وقت تر رہتا ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے شہد کی وہ شراب پلائے گا جس پر آج تک مہر لگا رکھی ہے۔
☆ اس کو عبادت الٰہی کی توفیق ہو گی۔
☆ اس کا دل ہمیشہ نرم ہوگا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے زمرے میں داخل کرے گا۔
☆ اس کا شمار اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں ہو گا۔

یہ سب فضیلتیں ہر وقت باوضو رہنے کی ہیں۔

بارگاہ الٰہی میں بلند مرتبہ کرنے والی باتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''کیا میں تمھیں ایسی بات بتاؤں جس سے گناہ مٹ جائیں اور بارگاہ الٰہی میں مرتبے بلند ہوں۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ارشاد فرمائیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ مصیبت اور سختیوں پر صبر کرنا
☆ اگر مسجد زیادہ فاصلے پر ہو تو نماز پڑھنے کے لیے پیدل جانا کہ جس قدر زیادہ قدم اٹھیں اس قدر زیادہ ثواب ملے۔
☆ ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے رہنا۔
☆ سردی اور برف کے زمانے میں اچھی طرح اطمینان سے وضو کرنا۔

یہ ایسے نیک اعمال ہیں کہ گویا ایک مضبوط قلعہ ہے جس پر دشمن یعنی شیطان کبھی فتح نہیں پا سکتا۔

باوضو سونے کی فضیلت:

ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص وضو کرے اور پاک لباس میں رات گزارے تو رات بھر فرشتے اس کے ساتھ رہیں گے اور رات کو جب اس کی آنکھ کھلے گی تو فوراً دونوں فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کریں گے:

"باری تعالیٰ! اپنے اس نیک بندے کی مغفرت فرما جس نے باوضو رہ کر پاک لباس میں رات گزاری۔"

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص رات کو باوضو اپنے بستر پر سوئے اور اسی شب اس کی موت واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شہید ہوگا — اس لیے کہ باوضو سونے والا ایسا ہی ہے جیسے روزے دار اور تہجد گزار۔

وضو کے ہر قطرے کے بدلے عنایات الٰہی:

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

"اے موسیٰ! میرا محبوب رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کی امت کے لوگ اس طور سے وضو کیا کریں گے جس طرح میں انھیں حکم دوں گا۔ پھر ان کو اس پانی کے ہر ایک قطرے کے بدلے میں جو وضو کرتے وقت ٹپکے گا ایک جڑاؤ محل بہشت میں عطا کروں گا جس کی چوڑائی اور لمبائی زمین و آسمان کے برابر ہوگی۔"

ہمیشہ باوضو رہنے اور نوافل وضو پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار نماز فجر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اے بلال! اسلام لانے کے بعد تم نے کون سا ایسا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے معراج کی رات میں جب بہشت کی طرف میرا گزر ہوا تو میں نے وہاں تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔"

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اسلام کی حالت میں اپنے نزدیک سب سے پسندیدہ اور افضل نیک عمل میں نے یہ کیا ہے کہ دن رات میں جس وقت وضو تازہ کرتا ہوں تو فوراً اپنے پروردگار کے لیے اپنے مقدور کے موافق کچھ نماز نفل (تحیۃ الوضو) پڑھ لیتا ہوں۔''

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''جب میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو میں اسی وقت تازہ وضو کر لیتا ہوں اور جب وضو کرتا ہوں تو اس کے ساتھ دو رکعت نماز نفل (تحیۃ الوضو) پڑھتا ہوں۔''

خیر و برکت والی چھ باتیں:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ چھ باتیں ہیں جن میں خیر و برکت ہے:

☆ خدا کی راہ میں دشمنان خدا یعنی کفار کے ساتھ تلوار سے جہاد کرنا۔

☆ رنج و مصیبت میں عمدہ طور پر صبر کرنا۔

☆ گرمی میں روزہ رکھنا۔

☆ باوجود حق دار ہونے کے اپنے ضروری سرمائے سے دستبردار ہو جانا۔

☆ بارش میں یا گرمی کے موسم میں نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں سویرے حاضر ہونا۔

☆ سردی اور برفباری کے موسم میں اچھی طرح سے وضو کرنا۔

وضو گناہوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب بندہ مسلمان اور مومن وضو کرنے میں

☆ جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے وہ تمام گناہ جن کی طرف اس نے دست درازی کی ہے۔ پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ دور ہو جاتے ہیں۔

☆ اپنا منہ دھوتا ہے تو اس کے اندر سے وہ تمام گناہ جس پر اسکی نظر پڑی ہے پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔

☆ جب سر کا مسح کرتا ہے اور ہر ایک بال پر پانی کا اثر پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک بال کے عدد کے موافق اس کے مرتبے بلند فرماتا ہے اور اس کو شہیدوں کی نماز

کا ثواب عطا کرتا ہے۔

☆ پھر جب دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے وہ تمام گناہ جن کی طرف اس نے قدم بڑھائے ہیں' پانی کے ساتھ یا اس کے آخری قطرے کے ساتھ دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عتبہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرب الٰہی کی نیت سے وضو کرنے میں

☆ کلی کرتا ہے' پھر ناک میں پانی ڈال کر ناک کو صاف کرتا ہے تو اس کے منہ اور ناک میں سے تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔

☆ پھر جب حکم خدا کے مطابق اپنا منہ دھوتا ہے تو اس کے تمام چہرے پر سے تمام گناہوں کے آثار دھل جاتے ہیں۔

☆ پھر جب دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی سب خطائیں انگلیوں کے ذریعہ سے خارج ہو جاتی ہیں۔

☆ پھر جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے کناروں سے تمام سر کے گناہ دھل کر گر جاتے ہیں۔

☆ پھر جب دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے تمام گناہ پانی کے ساتھ انگلیوں کی راہ سے نکل جاتے ہیں۔

☆ پھر فراغت کے بعد کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کی عزت وجلال کا اظہار ایسے الفاظ میں کرتا ہے جو اس کی ذات پاک کے لائق ہیں۔

☆ اور خلوص نیت اور حضور قلب سے خدائے پاک کی طرف متوجہ ہو کر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اس روز پاک وصاف تھا جس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

وضو مکمل کرنے پر رحمتیں:

حضرت عتبہ علیہ الرحمہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضو سے فارغ ہو کر شہادت کی انگلی اور چہرہ آسمان کی طرف کر کے صدق دل سے یہ کہتا ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمداً عبدہ ورسولہ.

تو اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندہ نمازی جب وضو سے فارغ ہوکر شہادت کی انگلی اور چہرہ آسمان کی طرف کر کے خلوصِ دل سے کہتا ہے:

سبحانک اللھم وبحمدک واشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک.

تو اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اس دعا کا ثواب لکھ کر اس پر مہر لگا دیتا ہے۔ پھر وہ تحریر تہہ کر کے عرش الٰہی کے نیچے رکھ دی جاتی ہے اور اسی طرح محفوظ رہے گی' یہاں تک کہ قیامت کے دن کھول اسے دے دی جائے گی۔

باوضو رہنا نور ایمان کی علامت ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ راوی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دین الٰہی پر ثابت قدم رہو اور تم اپنے اوپر تکلیف گوارا کیے بغیر ہرگز صبر واستقامت اختیار نہیں کر سکتے —— یاد رکھو تمہارے نیک اعمال میں سب سے زیادہ اچھا عمل نماز پنجگانہ ہے اور ہر وقت وہی شخص باوضو رہے گا' جس کے دل میں نور ایمان ہوگا —— ایمان و اسلام پر ثابت قدم رہنا اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ آدمی اپنے نفس پر تکلیف گوارا کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق خیر اس کی دستگیر ہو۔

باوضو رہنے والا اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں ہے: (حکایت)

صاحب کتاب کا قول ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے اسناد کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک صحابی غلاف کعبہ لینے کے لئے مصر کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ملک شام کے ایک مقام پر ان کا گزر ہوا جہاں علماء یہود میں سے ایک بہت بڑا عالم رہتا تھا۔ جس سے بڑھ کر اس زمانے میں کوئی یہودی عالم نہ تھا۔ اس صحابی کو اس عالم سے ملنے کا شوق ہوا تا کہ اس کی عالمانہ باتیں سنیں۔ اس کے حجرے پر آ کر دستک دی۔ کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ وہ بہت دیر تک کھڑے رہے۔ انتظار کے بعد یہودی

عالم آیا۔ دروازہ کھولا' یہ داخل ہوئے۔ اس نے بہت شیریں زبانی سے باتیں کیں۔ صحابی نے شکایت کی کہ تم نے مجھے دیر تک اپنے دروازہ پر کھڑا رکھا' فوراً دروازہ کیوں نہ کھولا۔ یہودی عالم نے جواب دیا:

''ہم لوگوں نے تم کو دور سے دیکھا تھا۔ جب تم ہمارے مکان کی طرف متوجہ ہوئے تو ہم کو تم پر ایک شاہی ہیبت نظر آئی' جس سے ہم ڈر گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ بادشاہ ہم کو کوئی زحمت پہنچائے۔ لہٰذا ہم نے دروازہ بند کرلیا' اور تم کو اتنی دیر تک دروازے پر ٹھہرا رکھا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے موسیٰ! جب تم کو کسی بادشاہ کی طرف سے خوف ہو تو وضو کرو اور اپنے گھر والوں کو وضو کرنے کا حکم دو' کیونکہ جو شخص باوضو رہتا ہے وہ میرے حفظ وامان میں ہوتا ہے اور اس کو کوئی خوف نہیں رہتا۔ اس لئے ہم نے اپنا دروازہ بند رکھا' یہاں تک کہ میں نے اور تمام گھر والوں نے وضو کیا اور اس طریق سے حفظ الٰہی میں بے خوف ہو کر تمہارے لئے دروازہ کھولا۔''

نمازی بندے کا باطنی وضو:

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ بندۂ نمازی کو چاہئے کہ وضو کرنے میں پانچ چیزوں کا وضو خالص نیت سے کرے:

☆ دل کا وضو یہ ہے کہ اس کو مکر اور فریب' حسد' بغض اور عداوت سے پاک وصاف کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا یغتب بعضکم بعضاً

یعنی ''آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''۔

☆ پیٹ کا وضو یہ ہے کہ اس کو مشتبہ لقمے اور حرام غذا سے محفوظ رکھے۔ حکم الٰہی ہے:

کلوا من طیبات ما رزقنا کم

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم کو رزق حلال و پاک عطا کیا ہے وہی کھاؤ''۔

☆ پشت کا وضو یہ ہے کہ اس کو حرام اور ناجائز لباس سے بچائے۔ اللہ پاک نے فرمایا:

ولباس التقویٰ ذلک خیر

یعنی ''تقویٰ اور طہارت عمدہ لباس ہے''۔

☆ وضو ظاہری یہی وضو ہے جو پنجگانہ نماز کے لئے کیا جاتا ہے' جس کا حکم اس آیت پاک میں ہے:

یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلٰوۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برء وسکم و ارجُلکم الی الکعبین.

یعنی ''اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھو ڈالو اور اپنے سر کا مسح کرو اور اپنے دونوں پاؤں ٹخنے تک دھوؤ۔''

پس وضو کرنے والے کو چاہئے کہ اس کا وضو صدق و اخلاص اور تعظیم الٰہی کے ساتھ ہو' کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں اس وقت اپنے پروردگار کے دربار میں حاضر ہونے کی تیاری کر رہا ہوں جس کے سامنے اپنے گناہوں کی توبہ کروں گا۔

وضو میں اعضاء کتنی بار دھوئیں:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضو میں اعضاء کو کم از کم ایک بار دھونا ضروری ہے — جو شخص وضو میں اپنے اعضاء کو دو دو بار دھوئے تو اس کو اجر و ثواب کے دو دو حصے ملیں گے — اور جو تین تین بار دھوئے تو وہ وضو میرا وضو اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے۔

باب نمبر۹

مسواک کرنا' ناخن کاٹنا' مونچھیں کترانا' کپڑا کاٹنا اور ان کی فضیلت

مسواک کی خوبیاں:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مسواک کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ مسواک میں پندرہ خوبیاں ہیں:

☆ منہ کو پاک وصاف کرتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ خوشنود ہو جاتا ہے۔

☆ شیطان ناخوش ہوتا ہے۔

☆ فراخدستی اور خوشحالی حاصل ہوتی ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی ہے۔

☆ ناخونہ آنکھ کی بیماری دور ہوتی ہے۔

☆ بینائی میں صفائی پیدا ہوتی ہے۔

☆ حرارت کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

☆ دردسر زائل ہو جاتا ہے۔

☆ دہن کو خوشبودار کرتی ہے۔

☆ بلغم کی قاطع ہے۔

☆ مسوڑھے ایسے مضبوط ہو جاتے ہیں کہ گویا شیر کے مسوڑھے ہیں۔

☆ اس کی محافظت کرنے والے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔

☆ افلاس اور تنگدستی دور ہو جاتی ہے۔

☆ مسواک کے ساتھ وضو کرنے سے جو نماز ادا کی جائے گی' اس کا ثواب ساٹھ سے زیادہ نمازوں کے ثواب کے برابر ہوگا۔

ایک اور حدیث پاک مسواک کے فضائل کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ جس میں مسواک کرنے کی ۱۷ خوبیاں مذکورہ ہیں۔ نیز یہ بھی تاکید ملتی ہے کہ:

''مسواک سے غفلت نہ کرو۔'' — مزید خوبیاں درج ذیل ہیں:

☆ طریق انبیاء کی پیروی ہے اور ان کی ہدایت کا گویا طالب ہوتا ہے۔
☆ داڑھ کا درد دور ہوتا ہے۔
☆ اس سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں' اور عظمت و نور کی وجہ سے اس کے پس و پیش رہتے ہیں۔
☆ اس کے دانت چمکدار رہتے ہیں۔
☆ اس کے گھر سے مسجد تک فرشتے اس کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔
☆ تمام فرشتے اور حاملان عرش اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔
☆ اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں' جس دروازے سے چاہے بلا حساب و کتاب داخل ہو جائے۔
☆ قیامت تک جس قدر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے' ان کی تعداد کے موافق قیامت کے دن اس کو نیکیاں ملیں گی۔
☆ دوزخ کے دروازے اس پر بند ہو جائیں گے۔
☆ تمام انبیاء و مرسلین اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔
☆ اس کی قوت حافظہ زیادہ ہوگی۔
☆ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت اور دانائی کی باتیں ڈالے گا۔
☆ اس کے دانتوں پر کھانے کے وقت گوشت وغیرہ نرم ہو جائے گا۔
☆ دانتوں کے درد کی شکایت جاتی رہے گی۔
☆ مسواک کی برکت سے اس کی قبر میں وسعت ہوگی۔
☆ اللہ کی رحمت اور برکت اس کے گھر میں نازل ہوگی۔

ایک اور حدیث پاک مسواک کی ۱۵ خوبیوں کے بارے میں ملتی ہے جو بروایت ضحاک حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — اس حدیث میں مذکورہ

بالا دو احادیث کے برعکس یہ تاکید ملتی ہے:

''اور اس کو ہمیشہ استعمال میں رکھو'' ـــــ مزید خوبیاں یہ ہیں:

☆ اس کی ہر ایک حاجت پوری ہوگی۔

☆ ہر ایک دانت اور انگلیوں کی پور کے عدد پر پانچ پانچ نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں مسواک کو مس کرنے کی وجہ سے لکھی جائیں گی۔

☆ مرنے کے وقت موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے اس کے پاس نہایت اچھی صورت میں آئے گا جس طرح انبیاء اور رسولوں کے پاس آتا ہے۔

☆ ملک الموت اس کی روح کو ایسی حالت میں لے جائے گا کہ وہ پاک وصاف ہوگی۔

☆ دنیا سے اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ بہشت کی سربمہر شراب سے سیراب کرے گا۔

☆ مرنے کے بعد اس کی قبر میں دنیا کے برابر وسعت ہوگی۔

☆ زمین کے کیڑے مکوڑے اور موذی جانور اس کو کوئی تکلیف نہ دیں گے۔

☆ قیامت میں انبیاء علیہم السلام کی طرح لباس پہنایا جائے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حضور میں انبیاء علیہم السلام کی طرح اس کی عزت ہوگی۔

☆ اللہ تعالیٰ نبیوں اور شہیدوں کے ساتھ بہشت میں داخل فرمائے گا۔

☆ میزان عمل میں اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔

☆ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہمسائیگی میں قصر جنت عطا ہوگا۔

☆ آقائے نامدار، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ یاب ہوگا۔

☆ اور سب سے بڑھ کر، دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا۔

مسواک والی نماز کی فضیلت:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسواک کر کے نماز پڑھنا اس نماز سے ستر درجہ افضل ہے جس کے وضو میں مسواک نہ کی گئی ہو۔

جمعہ کے دن ضروری چیزیں:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین چیزیں جمعہ کے روز ہر مسلمان پر کرنا ضروری ہیں:

☆ غسل کرنا،

☆ خوشبو لگانا،

☆ مسواک کرنا۔

پیغمبروں کی صفات:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چھ صفتیں پیغمبروں کی ہیں:

☆ بردباری ☆ شرم وحیا ☆ پچھنے لگوانا
☆ عطر ملنا ☆ کئی شادیاں کرنا ☆ مسواک کرنا

منہ کا حق:

جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم لوگ مسواک سے اپنے منہ پاک وصاف رکھو کیونکہ یہی منہ ہیں جن کے ذریعے تم:

☆ اپنے پروردگار کا نام لیتے ہو'
☆ کلمہ شہادت ادا کرتے ہو'
☆ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہو۔

تکلیف دہ مسواک:

حدیث شریف میں ہے کہ درخت آس' انار اور نرکل کی لکڑی سے مسواک اور خلال مت کرو کیونکہ ان سے مرض آکلہ پیدا ہوتا ہے اور مسوڑھوں میں اس کے ریزے رہ جائیں تو تکلیف دیتے ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد مسواک کی فضیلت:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"کھانا کھانے کے بعد مسواک کرنا دو کمسن غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تاکیدات:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام:

☆ حق ہمسایہ بجا لانے کے لئے تاکید کرتے رہے — یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ ہمسایہ کو ترکہ کا وارث کردیں گے۔
☆ اور ہمیشہ عورتوں کی دلداری کے متعلق تاکید کرتے رہے — یہاں تک کہ میں نے

خیال کیا کہ طلاق حرام ہو جائے گی۔

☆ اور ہمیشہ نماز تہجد ادا کرنے کی تاکید کرتے رہے — یہاں تک کہ میں سمجھا کہ میری امت کے نیک لوگ رات کو دیر تک نہ سوئیں گے' اور

☆ ہمیشہ مسواک کرنے کی تاکید کرتے رہے — یہاں تک کہ میں سمجھا مسوڑے گھس کر جاتے رہیں گے۔

ایک اور جگہ یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:

''مجھے خوف ہوا کہیں مسواک مجھ پر اور میری امت پر فرض نہ ہو جائے۔''

جمعہ کے دن حجامت کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے اور مونچھیں تراشے اور اچھی طرح غسل کر کے مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے جائے تو اس کے ساتھ ہزار فرشتے چلتے ہیں اور سب کے سب اللہ تعالیٰ سے اس کی شفاعت اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔''

ابن شہاب نے روایت کی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص جمعہ کے دن ناخن کاٹے وہ مرض جذام سے امن میں رہے گا اور جو اسی روز مونچھیں تراشے اور مسواک کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اندر سے مرض کو نکال کر شفا داخل کرے گا۔''

ناخن اور مونچھیں نہ تراشنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ناپسندیدگی:

اعمش نے مجاہد سے روایت کی کہ ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے میں دیر کی' پھر کچھ مدت کے بعد حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا:

''رب کریم کے مقرب فرشتے! اتنا عرصہ تک تم کیوں نہیں آئے؟''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا:

''ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے ہم لوگ نہیں آسکتے جو نہ ناخن کاٹتے ہیں نہ مونچھیں

تراشتے ہیں اور نہ وضو کرنے میں اعضاء اور جوڑوں کو اچھی طرح سے تر کرتے ہیں اور نہ مسواک کرتے ہیں — پھر یہ آیت پڑھی:

وما نتنزل الا بامر ربک

یعنی ہم اسی وقت زمین پر اترتے ہیں جب ہمیں رب تعالیٰ حکم دیتا ہے۔"

پانچ باتیں طریق اسلام ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ باتیں طریق اسلام کی ہیں:

☆ مونچھیں تراشنا'

☆ ناخن کاٹنا'

☆ موئے زیرناف صاف کرنا'

☆ بغل کے بال صاف کرنا'

☆ پانچوں وقت نماز کے لئے وضو کے ساتھ مسواک کرنا۔

بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ:

☆ ناخن اور بالوں کو مٹی میں دبا دینا۔

ہفتے کے سات دن اور ناخن تراشنا:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

☆ جو شخص ہفتہ کے دن اپنے ناخن کاٹے گا — تو اس کی بیماری دور ہوگی اور شفا حاصل ہوگی۔

☆ جو شخص اتوار کو ناخن کاٹے گا — تو اس سے خوشحالی دور ہو جائے گی اور فقر وافلاس میں مبتلا ہوگا۔

☆ جو شخص دوشنبہ کو اپنے ناخن کاٹے گا — تو مرض سے محفوظ رہے گا اور اس میں صحت پیدا ہوگی۔

☆ جو شخص منگل کے دن کاٹے گا — تو صحت دور ہوگی اور مرض اس کے اندر پیدا ہوگا۔

☆ بدھ کے دن اپنے ناخن کاٹے گا — تو وسوسہ شیطانی اس سے دور ہوں گے اور امن وسلامتی حاصل ہوگی۔

☆ جمعرات کے دن کاٹے گا — تو مرض جذام اور برص سے حفظ وامان میں رہے گا اور عافیت نصیب ہوگی۔

☆ اور جمعہ کے دن کاٹے گا — تو گناہ اس سے دور ہوں گے اور رحمت الٰہی میں داخل ہوگا۔

الحاصل اتوار اور منگل کے روز ناخن کاٹنے میں احتیاط کرے' باز رہے جبکہ باقی دنوں میں خیر وعافیت ہے۔

ہفتے کے سات دنوں میں کپڑا کاٹنا:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کپڑا کاٹنے میں بھی احتیاط لازم ہے:

☆ جو شخص ہفتہ کے دن کپڑا قطع کرے گا — تو اس کپڑے کے استعمال تک ہمیشہ بیمار رہے گا۔

☆ اتوار کے دن قطع کرے گا — تو وہ کپڑا اس کے لئے مبارک نہ ہوگا۔

☆ پیر کے دن کپڑا کاٹنا مبارک ہے۔

☆ منگل کے دن نامبارک' اور اگر منگل کو کپڑا قطع کرے گا — تو یا ڈوب جائے گا یا جل جائے گا یا کوئی چور چرالے جائے گا اور وہ شخص اس کپڑے کی وجہ سے غم ورنج میں مبتلا ہوگا۔

☆ بدھ کے دن کپڑا کاٹنے میں برکت ہے اور اس کپڑے کیساتھ عمر بڑھتی ہے۔

☆ جمعرات کے دن کپڑا کاٹنا مبارک ہے اور علم کی زیادتی کا سبب ہے۔

☆ جمعہ کو کپڑا کاٹنا باعث خیر و برکت ہے اور اس کپڑے کے ساتھ مال اور دولت میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔

باب نمبر۱۰

مسجد کے آداب اور اس کی خدمت میں عظمت

مسجد میں روشنی کرنے والے پر عنائتیں:

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نیک نیتی کے ساتھ فقط اللہ کے لئے مسجد میں چالیس رات تک چراغ روشن کرے تو رب کریم اس پر تیرہ عنائتیں فرمائے گا:

☆ اس کے جسم کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔
☆ دوزخ کے دروازے اس پر بند ہو جائیں گے۔
☆ بہشت کے آٹھوں دروازے اس پر کھل جائیں گے۔
☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے نور میں سے ایک نور عطا فرمائے گا۔
☆ اس پر قبر کی سختی آسان ہو جائے گی۔
☆ قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
☆ اس کے رزق میں برکت ہوگی۔
☆ قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے صالحین کی جماعت میں اٹھائے گا۔
☆ قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح نورانی ہوگا۔
☆ ہر رات صبح ہونے تک اللہ کے فرشتے اس کی نگہبانی کریں گے۔
☆ اللہ کی راہ میں ہزار درہم خیرات کرنے کا ثواب پائے گا۔
☆ اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس کی اَسی (۸۰) حاجتیں پوری فرمائے گا۔
☆ اسے بہشت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہمسائیگی حاصل ہوگی۔

اچھوں کی بے قدری:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چھ چیزیں چھ مقام پر غریب اور بے قدر ہیں:

☆ عالم فاضل شخص —— ایسے لوگوں میں جو اس کی بات نہ سنیں۔
☆ صالح مسلمان مرد —— ایسی عورت کے قبضے میں جو شریر اور بدعادت ہو۔
☆ قرآن پاک —— ایسے گھر میں جہاں کوئی اس کی تلاوت نہ کرے۔
☆ نیک مسلمان عورت —— ایسے شوہر کے قبضے میں جو کہ ظالم اور بدخلق ہو۔
☆ کلام الٰہی کے معانی —— ایسے شخص کے دل میں جو بدکار اور فاسق ہو۔
☆ مسجد —— ایسے محلے میں جہاں کے لوگ اس میں نماز پڑھنے نہ آئیں۔

عرش الٰہی کے سائے میں رہنے والے:

حدیث شریف میں ہے کہ تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش پاک کے سائے میں رکھے گا' اس ہولناک دن میں کہ جس روز سوائے سایہ الٰہی کے کوئی سایہ کام نہ آئے گا:

☆ تکلیف اور سردی کے وقت اچھی طرح وضو کرنے والا۔
☆ بھوکے کو کھانا کھلانے والا۔
☆ اندھیرے میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف پاپیادہ (پیدل) جانے والا۔

مسجد میں چٹائی بچھانے والے پر عطائیں:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں بچھانے کے لئے کوئی چٹائی دے تو جب تک وہ چٹائی باقی رہے گی' ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے اور دس کرامتیں اس کو حاصل ہوں گی:

☆ اس کے رزق میں برکت ہوگی۔
☆ عبادت الٰہی میں اس کی عمر بڑھے گی۔
☆ بہشت میں اس کے پچاس ہزار درجے بلند ہوں گے۔
☆ اس کی قبر فراخ (وسیع) کردی جائے گی۔
☆ اس کی لحد میں روشنی ہوگی۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کا حشر ابدال کے زمرے میں کرے گا۔
☆ میزان میں اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔
☆ پل صراط پر سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔
☆ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
☆ اسے نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور زیارت نصیب ہوگی۔

مسجد میں صفائی کرنے والے پر رحمتیں:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد سے کوڑا کرکٹ دور کرے' اللہ تعالیٰ اس کا سب سے بڑا قصور معاف کردے گا۔ اس کو دس کرامتیں عطا کی جائیں گی' پانچ زندگی میں اور پانچ مرنے پر۔

زندگی میں جو پانچ کرامتیں ملیں گی' یہ ہیں:

☆ وہ شخص رحمت الٰہی سے قریب ہو جائے گا۔
☆ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو اپنے نور سے روشن کردے گا' اور اس کے دل سے حکمت الٰہی کے چشمے پھوٹ نکلیں گے۔
☆ اس کو عبادت الٰہی کی توفیق حاصل ہوگی۔
☆ اللہ کریم اس کو خوش خوئی عطا فرمائے گا۔
☆ دنیا کی ضرورتوں میں کسی کا حاجت مند نہ ہوگا۔

وہ پانچ کرامتیں جو مرنے پر حاصل ہوں گی' یہ ہیں:

☆ مرتے وقت اس کے منہ سے بآواز بلند کلمہ شہادت ادا ہوگا۔
☆ موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے اس کے پاس اچھی صورت میں آئے گا۔
☆ دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھے گا۔
☆ قیامت تک اس کی زیارت کو ہر روز ایک ہزار فرشتے آتے رہیں گے۔
☆ قیامت کے دن امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ستر گناہ گاروں کی شفاعت کرے گا۔

مسجد اپنے نمازیوں کی شفاعت کرے گی:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن مسجدیں کشتیوں کی طرح لائی جائیں گی جو یاقوت اور جواہر سے جڑی ہوئی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنے نمازیوں اور آباد کرنے والوں کی شفاعت کریں گی۔''

مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں نہ کریں:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسجد آسمان کی طرف رخ کر کے اپنے ان نمازیوں کی شکایت کرتی ہے جو اس میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرتے ہیں — اللہ تعالیٰ کے فرشتے مسجد کو جواب دیتے ہیں کہ تو خاموش رہ' ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے ہلاک کرنے پر مقرر فرمایا ہے۔''

روایت ہے کہ ایک روز خلف بن ایوب مسجد میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں ان کا غلام آیا اور ان سے کچھ پوچھنے لگا۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد سے باہر نکل کر غلام کی بات کا جواب دیا۔ کسی نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا:

''کئی سال گزر گئے' میں نے مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی کوئی بات نہیں کی۔ لہٰذا آج بھی میں نے حسب معمول پسند نہ کیا کہ وہیں بیٹھا ہوا غلام کی باتوں کا جواب دوں۔''

بہشت کی حوروں کا مہر:

حدیث شریف میں ہے کہ بہشت کی حوروں کا مہر مسجدوں کی خدمت اور انہیں آباد کرنا ہے — جو شخص مسجد میں چراغ روشن کرے گا تو فرشتے اور حاملان عرش اس کے لئے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتے رہیں گے جب تک اس چراغ سے مسجد نورانی رہے گی۔

مسجد کی تعمیر کا اجر:

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ایک مسجد بنائے خواہ وہ ایک چھوٹے سے پرند کے جھونجھ کے برابر کیوں نہ ہو' تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے

بہشت میں ایک محل بناتا ہے۔

تحیۃ المسجد کے لئے تاکید:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرے۔''

مرنے کے بعد نفع دینے والے اعمال خیر:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات ایسے اعمال خیر ہیں جن کا ثواب انسان کے مرنے کے بعد بھی لکھا جاتا ہے:

☆ جو شخص پھل دار درخت لگائے' جن سے لوگ نفع اٹھائیں۔
☆ وہ شخص جو کہ کنواں کھدوائے۔
☆ وہ شخص جو کوئی نہر جاری کرے۔
☆ وہ شخص جو قرآن پاک یا کوئی اور دینی کتاب لکھے۔
☆ وہ شخص جو لوگوں کو علم دین پڑھائے۔
☆ وہ شخص جو کہ اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑ جائے۔
☆ وہ شخص جو اچھی نیت سے کوئی مسجد بنوائے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے گناہ دنیا اور آخرت میں معاف فرمائے گا۔

مسجد کے آداب:

فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ مسجد کے آداب بعض علمائے امت کے نزدیک سترہ ہیں:

☆ مسجد میں داخل ہوتے وقت اگر وہاں اور نمازی بیٹھے ہوں تو ان کو سلام علیک کرے اور اگر وہاں کوئی نمازی موجود نہ ہو —— یا جو لوگ ہوں وہ نماز پڑھ رہے ہوں تو یہ کہے:

السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین.

☆ مسجد میں آکر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرے۔

☆ مسجد میں بیٹھ کر خرید وفروخت کا معاملہ اور باتیں نہ کرے۔

☆ مسجد میں تلوار نہ اٹھائے یعنی قتل وخون نہ کرے۔

☆ جب تک مسجد میں رہے' یاد الٰہی سے غافل نہ ہو' ذکر خدا میں مشغول رہے۔

☆ مسجد میں بیٹھ کر اپنی انگلیاں نہ چٹخائے۔

☆ مسجد کو کوڑے کرکٹ اور نجاست سے پاک کرے' چھوٹے بچوں اور دیوانے لوگوں کو وہاں نہ آنے دے۔

☆ مسجد میں کوئی حد نہ جاری کی جائے اور مجرم کو سزا نہ دی جائے۔

☆ مسجد میں تھوک نہ ڈالے۔

☆ نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نہ گزرے۔

☆ جگہ لینے کے لئے نمازیوں کی صف میں تنگی نہ پیدا کرے۔

☆ جگہ کے لئے کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے۔

☆ اگلی صف میں بیٹھنے کے لئے لوگوں کے سروں پر سے پھلانگ کر نہ گزرے بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

☆ دنیاوی معاملات کی بات چیت مسجد میں نہ کرے۔

☆ ذکر الٰہی کے علاوہ مسجد میں اونچی آواز سے نہ بولے۔

☆ مسجد میں کچھ سوال نہ کرے اور نہ گمشدہ چیز کی تلاش کے لئے نمازیوں کو روکے۔

☆ آگ لے کر مسجد میں نہ آئے کیونکہ وہ مقام امن وامان ہے۔

باب نمبر۱۱

اذان اور امامت کی فضیلت

موذن کے لئے دعائے مغفرت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موذن کے حق میں جہاں تک کہ اس کی آواز پہنچتی ہے وہاں کی تمام تر وخشک چیزیں اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتی ہیں — اور قیامت کے دن موذنوں کی گردنیں سب سے زیادہ دراز ہوں گی جس سے وہ ممتاز نظر آئیں گے۔

ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اذان دینے والے کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے' وہاں کی تمام چیزیں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور جتنے نماز پڑھنے والے اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں' ان سب کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا اور ان نمازیوں کے اجر وثواب میں اس سے کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی —

☆ جو شخص ایک سال تک اذان دے گا وہ شہیدوں کے زمرے میں قیامت کے دن اٹھے گا اور

☆ جو شخص تین برس تک اذان دے گا وہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں قیامت کو اٹھایا جائے گا۔

اور موذن کے لئے ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے' یہاں تک کہ دریا میں مچھلیاں بھی اس کے لئے استغفار کرتی ہیں — اور موذن جب اذان دیتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ فرشتے بھی وہی کلمات کہتے جاتے ہیں' پھر جب اذان سے فارغ ہوتا ہے تو قیامت تک اس کے لئے فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

موذن کی فضیلت:

حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنی قوم کے موذن ہو جاؤ تا کہ وہ تمہاری وجہ سے اپنی نماز ادا کرنے کے لئے ٹھیک وقت پر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔''

عرض کی:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکے تو کیا کروں؟''

ارشاد ہوا:

''پہلی صف میں شامل ہو کر نماز پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لو۔''

حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت موذنوں کے حق میں نازل ہوئی ہے:

ومن احسن قولاً ممن دعا الیٰ اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین.

یعنی ''اس شخص سے زیادہ اچھے قول والا اور کون ہو سکتا ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل میں مشغول رہے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔''

اللہ کی طرف بلانے سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کو نماز کے لئے بلائے یعنی اذان دے اور عمل نیک سے مراد یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان کچھ نفل و سنت پڑھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سات برس تک اذان دیتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے ساتوں طبقوں کے عذاب سے آزاد کرے گا اور جب موذن مرتا ہے تو اس کو عذاب قبر نہیں ہوتا اور جان کنی کی سختی میں اس پر کوئی تکلیف نہیں گزرتی اور دفن ہونے کے بعد قبر کے فشار سے محفوظ رہتا ہے۔

قیامت کے دن حضرت بلال ﷛ کی شان:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ قبر سے بہشت کے ایک ناقہ پر اٹھیں گے اور اسی ناقہ کی پشت پر بیٹھے اذان دیتے ہوئے گزریں گے۔ جب یہ کلمہ اشھدان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ زبان پر لائیں گے تو لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے اور کہیں گے ہمارا بھی اسی کلمہ شہادت پر ایمان ہے جس کو یہ اذان دینے والا زبان پر لایا ہے — پھر جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہوئے میدان حشر میں پہنچیں گے تو جنت کے حلوں میں سے کچھ حلے لائے جائیں گے۔ سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد دوسرے نیک مسلمان اذان دینے والوں کو جنت کے حلے پہنائے جائیں گے۔

حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی موذن کی حیثیت میں شان:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھے کوئی تشویش ہے نہ غم فکر' میں نے حسن وحسین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذان کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

''یہ بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔''

حضرت عمر فاروق ﷛ کے لئے موذن ہونے کی اہمیت:

آپ فرماتے ہیں کہ گھر میں موذن ہوتا تو مجھے کوئی پروا نہ تھی کہ ایک بار فریضہ حج ادا کرنے کے بعد پھر حج یا عمرے کے لئے بیت اللہ کا سفر کروں۔'' (یعنی گھر سے باہر نکلوں)۔

مریض' موذن اور امام کی رب تعالیٰ سے نسبت:

حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

''مریض جب تک مبتلائے مرض رہتا ہے وہ خدا کا مہمان رہتا ہے اور ہر روز اس کو ستر شہیدوں کے عمل کا ثواب اور مرتبہ بخشا جاتا ہے — اور اگر وہ اس مرض سے صحت پا جائے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ دنیا میں پیدا ہوتے ہوئے تھا — اور اگر قضائے الٰہی سے وفات پا جائے تو بغیر حساب وکتاب بہشت میں داخل ہوگا اور تین ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے اعمال نامہ میں لکھا جائے گا۔''

اور علم دین طلب کرنے والے' خواہ مرد ہوں' خواہ عورتیں۔ اللہ تعالیٰ کے خدمت گزار ہیں۔ ان کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں — اور پیش امام گویا اللہ تعالیٰ کا وزیر ہے...... اس کو ہر نماز کے بدلے دو ہزار صدیقوں[1] کا ثواب دیا جائے گا اور اذان دینے والا اللہ تعالیٰ کا دربان ہے۔ اس کو ہر اذان کے بدلے میں دو ہزار نبیوں کا ثواب ملتا ہے۔''

اس حدیث میں امام کو اللہ پاک کا وزیر قرار دیا گیا ہے — یہ درجہ مثال کے طور پر ہے یعنی نماز میں لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی نماز اس کی نماز کے ساتھ پوری اور کامل ہوتی ہے — اسی طرح موذن کو اللہ کا دربان قرار دیا گیا۔ گویا وہ لوگوں کو اپنے پروردگار کے دربار میں حاضر ہونے کا وقت بتلاتا ہے' متوجہ کرتا ہے جس طرح شاہی دربان لوگوں کو بادشاہ کے سامنے جانے کے لئے اجازت دیتا ہے۔

موذن کی شہادت دینے والے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بیابان میں ہوتا ہوں تو بہت اونچی آواز سے اذان کہتا ہوں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ درخت' پتھر' مٹی اور جن و انسان غرض جہاں تک موذن کی آواز پہنچتی ہے' جس جس چیز تک موذن کی آواز پہنچتی ہے' ہر وہ چیز قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے موذن کے لئے ایمان اور اسلام کی شہادت دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی شہادت پر فوراً موذن کی مغفرت فرمادے گا۔

موذن کے لئے ضروری باتیں:

فقیہ ابواللیث علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ موذن کے لئے دس باتوں کی پابندی ضروری

---

[1] صدیق کا درجہ نبیوں کے بعد ہے — طاہر

ہے تاکہ اس کو اذان کا پورا ثواب اور فضیلت حاصل ہو:

☆ نماز کا وقت خوب پہچانے اور اس کی پابندی کرے۔

☆ وقت نماز کے اختلافات کو محفوظ رکھے اور وقت کے اختلاف کی وجہ سے اذان میں تاخیر نہ کرے۔

☆ اگر خود غیر حاضر ہو اور مسجد میں کوئی اور شخص اذان دے دے تو اس سے ناخوش نہ ہو۔

☆ اذان کے کلمات کو حسن وخوبی سے ادا کرے۔

☆ اذان دینے پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب رہے اور لوگوں پر اپنے عمل کا احسان نہ جتلائے۔

☆ لوگوں کو اچھے کام کی ترغیب دے اور بری باتوں سے منع کرے اور امیر وغریب دونوں کے سامنے برابر حق بات زبان پر لائے۔

☆ اذان کے بعد امام کا انتظار اس حد تک کرے کہ نمازیوں پر گراں نہ گزرے۔

☆ اگر مسجد میں اس کی جگہ پر کوئی دوسرا نمازی آ بیٹھے تو اس پر خفا نہ ہو۔

☆ اذان اور جماعت کے درمیان علیحدہ نماز فرض نہ پڑھے۔

☆ ایک مسجد کا پابند ہو کر نہ ہے کیونکہ اس میں دوسروں کی حق تلفی کا اندیشہ ہے۔

☆ لڑکوں کی محفل سے پرہیز رکھے۔

امام مسجد کے لئے ضروری باتیں:

امام مسجد کے لئے بھی دس باتوں کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے تاکہ اس کی نماز اور اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز کامل طور پر ادا ہو:

☆ قرآن مجید کو قرات سے پڑھنا جانتا ہو۔ رموز و اوقاف غلط نہ پڑھے (یعنی زبر زیر پیش وغیرہ توجہ سے پڑھے)

☆ رکوع اور سجود وغیرہ کی تکبیریں اچھی طرح سے صحت کے ساتھ دل کے اثر سے ادا کرے۔

☆ رکوع وسجود پوری طرح اطمینان سے بجالائے۔

☆ اپنے آپ کو حرام اور شبہ کی چیزوں سے محفوظ رکھے۔

☆ اپنے کپڑوں اور اپنے جسم کو نجاست سے بچائے۔

☆ نمازیوں کی رضامندی کے بغیر قرات کو طول نہ دے۔

☆ اپنے نفس پر مغرور نہ ہو۔

☆ نماز پڑھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے لئے اور اپنے تمام مقتدیوں کے لئے تمام گناہوں سے استغفار کرے' کیونکہ وہ اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا شفیع ہے۔

☆ سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنے میں صرف اپنی ذات کو مخصوص نہ کرے بلکہ سب کے لئے دعا مانگے۔

☆ اگر مسجد میں کوئی مسافر آ جائے اور امام سے اپنی حاجت ظاہر کرے تو اپنے مسائل کے مطابق اس کی خبر گیری کرے۔

حضرت بلال ﷛ کے طفیل دیگر موذنوں کی فضیلت:

جبیر بن ضحاک سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کے کلمات کو خواب میں دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ کلمات یاد کرا دیئے تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ بلندی پر چڑھ کر اذان دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اذان دی تو مدینہ کے لوگوں نے ایک گونجتی آواز سنی۔ سرکار ابد قرار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کیسی ہے؟''

صحابہ نے عرض کی:

''اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو معلوم ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''آج بلال کی اذان پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے عرش تک آسمان کے دروازے کھل گئے۔''

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ فضیلت فقط حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

اذان کے لئے ہے یا عموماً تمام اذان دینے والوں کے لئے بھی۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"تمام موذنوں کے لئے یہی فضیلت ہے اور موذنوں کی روحیں شہیدوں کی روحوں کے ساتھ رہیں گی اور قیامت کے دن غیب سے منادی آواز دے گا کہ اذان دینے والے کہاں ہیں' اس آواز پر وہ سب کے سب مشک اور کافور کے ٹیلوں پر کھڑے کئے جائیں گے۔"

موذن کے لئے اجر وثواب:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"صدق دل اور ثواب کی نیت سے اذان دینے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اذان کہتے ہوئے اٹھیں گے۔ اخلاص کے ساتھ اذان دینے والے کے لئے تمام شجر اور حجر اور بحر وبر اور تری اور خشکی کی سب چیزیں' جہاں جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے' موذن کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور جتنے لوگ اس کی اذان سن کر نماز پڑھتے ہیں ان کی تعداد کے موافق اس کو ثواب ملتا ہے ــــ اذان اور تکبیر کے درمیان اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے یا تو دنیا ہی میں اسے پورا کردے گا یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھے گا تاکہ قیامت کے دن اس کے کام آئے۔"

باب نمبر۱۲

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

سورۂ فاتحہ کا نزول اور شیطان لعین کا واویلا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی تو شیطان لعین بہت زور وشور سے رونے لگا۔ اس کی اولاد اور شاگرد اس کے گرد جمع ہوگئے اور پوچھا کہ کیوں اس قدر روتا ہے؟ —— اس نے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت پر آج سورۂ فاتحہ نازل کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا بھاری انعام اور ان کی مغفرت کی دلیل ہے۔''

شیطان کی آل اولاد نے کہا:

''تو اتنا غمگین نہ ہو، ہم سب مل کر خوب کوشش کریں گے۔ یہاں تک کہ اس امت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے منکر ہو جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس امت پر بھی اگلی امتوں کی طرح عذاب نازل کرے گا۔''

شیطان لعین نے جواب دیا:

''تم ان پر قابو نہ پا سکو گے کیونکہ اس سورۂ شریف کی ابتداء یوں ہے'
الحمد للہ رب العالمین یعنی اللہ تعالیٰ تمام اہل جہان کا پالنے والا ہے''

انہوں نے پھر کہا:

''تو غم نہ کر، ہم پوری کوشش کریں گے یہاں تک کہ اس امت کے لوگ اللہ تعالیٰ کے کرم اور بخشش سے ناامید ہو جائیں گے۔ لہٰذا اگلی امتوں کی طرح عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہریں گے۔''

شیطان لعین نے کہا:

''اب تم ان پر قابو نہیں پا سکتے کیونکہ اس سورۂ پاک کے ذریعہ سے ان کو ان کے پروردگار نے یہ تعلیم دی ہے الرحمٰن الرحیم یعنی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت اور بخشش کرنے والا ہے۔''

وہ بولے:

''تو کوئی غم نہ کر، ہم اچھی طرح کوشش کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ روز قیامت کا انکار کر بیٹھیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اگلی امتوں کی طرح عذاب میں مبتلا کر دے گا۔''

شیطان لعین نے کہا:

''اب تمہارا زور ان پر نہیں چل سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ تعلیم دی ہے، مالک یوم الدین یعنی اللہ تعالیٰ ہی روز جزا کا مالک و مختار ہے۔''

وہ کہنے لگے:

''تو رنج نہ کر، ہم خوب کوشش کریں گے یہاں تک کہ وہ لوگ بتوں کی پرستش کرنے لگیں گے۔ جس کی وجہ سے اگلی امتوں کی طرح اللہ تعالیٰ ان کو بھی عذاب کرے گا۔''

شیطان نے کہا:

''اب تم ان کو قابو نہیں کر سکتے، کیونکہ اب وہ یہ کہنے لگے ہیں، ایاک نعبد یعنی اے اللہ ہم فقط اک تیری ہی ذات کو عبادت کے لائق جانتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔''

وہ بولے:

''غم کرنے کی کوئی بات نہیں، ہم اچھی طرح کوشش کریں گے، یہاں تک کہ ان میں سستی پیدا ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری چھوڑ دیں گے، اور یوں اگلی امتوں کی طرح مبتلائے عذاب ہوں گے۔''

شیطان نے کہا:

''اب یہ تمہاری طاقت سے باہر ہے کیونکہ ان کے پروردگار نے انہیں یہ کہنے

کی تعلیم دی ہے وایاک نستعین یعنی اے اللہ! ہم کو عبادت کرنے کے لیے تیری ہی توفیق درکار ہے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔"

وہ کہنے لگے:

"مغموم نہ ہو کہ ہم خوب کوشش کر کے ان کو دین اسلام کے سیدھے راستے سے بھٹکا دیں گے اور گمراہ کر دیں گے جس کی وجہ سے وہ پہلی امتوں کی طرح عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔"

اس لعین نے کہا:

"اب تمہاری کوشش کارگر نہ ہو گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے اب یہ کہنے لگے ہیں اھدناالصراط المستقیم یعنی مولیٰ کریم ہم کو دین اسلام کے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت فرما۔"

وہ بولے:

"غم نہ کر ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ اس امت والے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کو بھول جائیں اور گذشتہ امتوں کی طرح عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں۔"

شیطان لعین نے جواب دیا:

"اب ان پر تمہاری کوشش کا کوئی اثر نہ ہو گا اب وہ تعلیم الٰہی کے مطابق یہ کہتے ہیں **صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولاالضآلین** —— یعنی اللہ پاک تو ہم کو ان لوگوں کے رستے پر لے چل جن پر تو نے اپنا انعام و احسان فرمایا ہے اور ان لوگوں کے طریقے سے دور رکھ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور جو راستہ بھولے ہوئے ہیں یعنی گمراہ ہیں۔"

یہ سن کر شیطان کی تمام اولاد حیران رہ گئی اور عاجز ہوئی۔ پھر سب نے کہا:

"اس امت کے لوگ حضرت حوا اور حضرت آدم علیہ السلام سے افضل نہیں اور نہ ان دونوں سے بہشت ان کا مقام افضل و اعلیٰ ہے —— اے شیطان! آخر اپنے حیلے سے تو نے آدم وحوا کو بہشت سے نکلوا دیا۔ پھر یہ لوگ کیا چیز ہیں۔"

یہ سن کر شیطان نے ایک چیخ ماری اور سمندر میں ایک غوطہ لگایا۔ سال بھر تک اپنی اولاد سے

غائب رہا ایک سال کے بعد نمودار ہوا اور کہا:

''اے میرے بچو! تم کو بشارت ہو کہ مجھے ایک ایسا حیلہ ہاتھ آ گیا ہے جس کی وجہ سے اس امت کے لوگ بھی گمراہ ہو جائیں گے۔''

وہ یک زبان بولے: ''وہ کیا ہے؟''

اس نے جواب دیا:

''ان کے سامنے گناہوں کو دل لبھانے والی صورتوں میں پیش کرو اور بری باتوں کو خوش نما بنا کر ان کے دلوں میں بسا دو۔ یوں ان کی زبانیں استغفار سے باز رہیں گی اور اللہ تعالیٰ ان کو اگلی امتوں کی طرح عذاب میں مبتلا کرے گا۔''

یہ سن کر سب کے سب خوشی کے مارے لوٹ گئے اور خوش خوش اپنے اپنے کام پر جانے لگے۔ اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ھاتفِ غیب کو حکم دیا کہ آواز دے:

''اے لعینو! اگر تم ان کو استغفار سے باز رکھو گے تو مجھے مغفرت سے باز رکھنے والا کون ہے؟۔ میں ان کو اس سورۂ پاک کی تلاوت پر بخش دوں گا' اور میں بے نیاز ہوں۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں' اگر وہ بغیر استغفار مر جائیں۔ تاکہ میرے بندے یہ یقین کر لیں کہ میں ان کے گناہ بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہوں۔''

ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ ہر حال میں اس سورۂ شریف کو پڑھا کرے تاکہ اس کی برکت سے رب کریم اس کو عذاب دوزخ سے نجات عطا فرمائے۔

فضائل و اسرار و معانی سورۂ فاتحہ شریف:

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ:

☆ الحمد — پانچ حروف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو شخص سورۂ الحمد کو پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کو پانچ فرض نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

☆ للہ — تین حروف ہیں۔ پہلے پانچ حروف سے مل کر آٹھ ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بہشت کے آٹھ دروازے مقرر فرمائے ہیں۔ جو شخص یہ سورۂ پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ

کے فضل و کرم سے بلا حساب و کتاب بہشت میں داخل ہوگا۔

☆ رب العالمین —— دس حروف ہیں۔ اوپر کے مل کر اٹھارہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا فرمائے ہیں۔ جو شخص اس سورۂ پاک کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی تمام مخلوق کے شمار کے موافق ثواب بخشے گا۔

☆ الرحمٰن —— چھ حروف ہیں۔ اوپر کے اٹھارہ سے مل کر چوبیس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے رات اور دن میں چوبیس گھنٹے قرار دیئے ہیں جو شخص اس سورۂ مبارک کو پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے رات اور دن کے گناہ بخش دے گا۔

☆ الرحیم —— چھ حروف ہیں۔ اوپر کے چوبیں سے مل کر تیس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے پل صراط کو تیس ہزار سال کی راہ پر پیدا کیا ہے۔ جو شخص اس سورۂ شریف کو پڑھے گا' پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا اور کسی دوسرے کی حالت سے اسے خبر بھی نہ ہوگی۔

☆ مالک یوم الدین —— بارہ حروف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سال میں بارہ مہینے مقرر فرمائے ہیں جو شخص یہ سورۂ پاک پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے اس سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔

☆ ایاک نعبد —— آٹھ حروف ہیں جو اوپر کے بارہ اور اس سے بیشتر کے تیس حروف سے مل کر پچاس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی مدت دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے:

سئال سائل بعذاب واقع للکفرین لیس له دافع من الله ذی المعارج تعرج الملئکة والروح الیه فی یوم کان مقدارهٗ خمسین الف سنة فاصبر صبراً جمیلا.

یعنی "ایک سوال کرنے والا اس عذاب الٰہی کے متعلق سوال کرتا ہے جو کفار کے لیے ضرور آنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اسی کی ذات ہے جس کی طرف فرشتے اور روحوں کو اس روز عروج ہوگا' جس روز کی مقدار پچاس ہزار برس ہے' لہٰذا تم اچھی طرح صبر کرو۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی مدت ہے۔

جو شخص سورۂ فاتحہ کا ورد کرے گا۔ اسے رب کریم اس ہولناک دن کی آفتوں سے محفوظ رکھے گا۔

☆ وایاک نستعین — گیارہ حروف ہیں۔ اوپر کے پچاس ملا کر اکسٹھ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اکسٹھ دریا پیدا فرمائے ہیں۔ جو شخص اس سورۂ کا ورد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ان دریاؤں کے قطروں کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا۔

☆ اھدناالصراط — گیارہ حروف ہیں۔ اوپر کے اکسٹھ مل کر بہتر ہوئے۔ اور اسی عدد کے برابر بہتر فرقے ہیں۔ جو شخص اس سورۂ پاک کی تلاوت کرتا رہے گا' اس کو اللہ تعالیٰ ان باطل فرقوں کے عذاب سے نجات دے گا۔

☆ المستقیم — آٹھ حروف ہیں۔ اوپر کے بہتر حروف سے مل کر اسی ہوئے۔ شریعت میں شراب پینے کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں۔ اس سورۂ کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اس عذاب سے بچائے گا' اگرچہ وہ شیطانی فریب میں آ کر شراب پینے کا مرتکب ہو جائے لیکن توبہ کر لے۔ کیونکہ شراب پینے والے کے لیے اسی (۸۰) کوڑوں کی سزا واجب ہے۔

☆ صراط الذین — نو حروف ہیں۔ اوپر کے اسی حروف سے مل کر نواسی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسی قدر پہاڑ پیدا فرمائے ہیں۔ اس سورۂ مبارک کے پڑھنے والے کے اعمال نامہ میں اسی قدر نیکیاں لکھی جائیں گی۔

☆ انعمت علیھم — دس حروف ہیں۔ اوپر کے نواسی مل کر ننانوے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ اور قرآن کریم میں اپنے اسمائے حسنیٰ ننانوے ظاہر فرمائے ہیں۔ جو شخص اس سورۂ پاک کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اپنے دیوان عدل میں اس کو اپنے تمام اسمائے حسنیٰ کا ثواب عطا فرمائے گا۔

☆ غیر المغضوب — دس حرف ہیں۔ اوپر کے ننانوے حروف سے مل کر ایک سو نو ہوئے۔ دنیا میں شیطان کی اولاد کی بھی یہی تعداد ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بے شمار شیاطین ہیں۔

شیطان کی اولاد میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

☆ ذالنبور — یہ بازار کا شیطان ہے اور رات دن بازاروں میں رہتا ہے اور وہاں جو

اہل ایمان خرید وفروخت میں مشغول ہیں ان کو فریب دیتا ہے۔

☆ وثین — اس کے ذمہ رنج و مصیبت کا کام ہے کہ تکلیف کی حالت میں مسلمان کو صبر و استقامت کے رستے سے بھٹکا دے۔

☆ اعوان — یہ بادشاہانِ وقت کے ساتھ رہتا ہے۔

☆ الهفاف — یہ شراب پینے والوں کا ساتھی ہے۔

☆ المسوط — یہ لغو بہتان وغیرہ کا کام انجام دیتا ہے اور لوگوں میں جھوٹی باتیں مشہور کرتا ہے۔

☆ المرانه — اس کے ذمہ گانے بجانے کا سامان ہے۔

☆ القليس — یہ قوم مجوس کے ساتھ رہتا ہے۔

☆ الداسم — یہ گھروں کے اندر رہا کرتا ہے اور جب آدمی اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر' بسم اللہ کہے بغیر اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو گھر میں لڑائی جھگڑا برپا کر کے گھر والوں میں پھوٹ ڈال دیتا ہے۔ اسی سے میاں بی بی میں مار پیٹ' طلاق اور خلع تک نوبت پہنچتی ہے۔

☆ الوالهان — یہ وضو کرنے کے وقت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

☆ الاهوط — یہ نماز پڑھنے کی حالت میں طبیعت کو ادھر ادھر بھٹکاتا ہے' اور دل میں طرح طرح کے خیالات اور خطرات ڈالتا ہے۔

☆ اللقوس — یہ جنگ وقتال کے موقع پر حاضر رہتا ہے۔

اسی طرح اور شیاطین کے متعلق مختلف کام ہیں......

جو مسلمان سورۂ الحمد شریف کی تلاوت رکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ تمام شیطانوں کے وسوسوں سے نجات عطا فرمائے گا۔

☆ علیهم — پانچ حروف ہیں۔ اوپر کے ایک سو نو حروف سے مل کر ایک سو چودہ ہوئے۔ یہی تعداد قرآن پاک کی سورتوں کی ہے...... جو شخص سورۂ فاتحہ پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کو پورے ختم قرآن پاک کا ثواب عطا فرمائے گا۔

☆ ولاالضالین — دس حروف ہیں۔ اوپر کے ایک سو چودہ حروف سے مل کر ایک سو چوبیس ہوئے۔ انبیاء علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ جو مومن اس

سورۂ پاک کو ہمیشہ پڑھتا رہے گا' اللہ کریم قیامت کے دن اس کو تمام انبیاء علیہم السلام کی شفاعت نصیب کرے گا۔

☆ آمین — چار حروف ہیں۔ جو شخص سورۂ فاتحہ اس کلمہ پاک تک پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کو چار بزرگیاں عطا فرمائے گا:

☆ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

☆ اللہ کریم اس کو عزت بخشے گا اور جہنم کی گرمی سے محفوظ رکھے گا۔

☆ بہشت میں بلا حساب و کتاب داخل ہو گا۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمت سے بہشت ضرور عطا فرمائے گا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ لفظ آمین کے چار حروف ہیں۔ سورہ فاتحہ آمین تک پڑھنے والے کو اللہ پاک چار فضیلتیں بخشے گا:

☆ اس کے رزق میں زیادتی ہو گی۔

☆ اس کی قبر کشادہ ہو گی۔

☆ میزان عمل میں اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا۔

☆ سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور ہو گا۔

بعض کا قول ہے کہ الف بمنزلہ تورات کے ہے — میم بجائے انجیل کے اور یا سے مراد زبور ہے اور ن سے مقصود قرآن مجید — جب بندۂ مومن سورۂ الحمد شریف کو پڑھتا ہے تو گویا اس نے چاروں آسمانی کتابیں پڑھیں اور ان کا ثواب پایا۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ الف عرش الٰہی کے پایہ پر لکھا ہوا ہے اور میم کرسی کے پایہ پر...... اور ی لوح قلم کے پایہ پر...... اور ن قلم کے پایہ پر...... جب بندۂ مومن سورۂ فاتحہ کے بعد آمین زبان پر لاتا ہے تو عرش و کرسی و لوح و قلم حرکت میں آ جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ:

''مولیٰ کریم! اپنے اس نیک بندے کو بخش دے۔''

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ الف حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے اور میم میکائیل علیہ السلام کی پیشانی پر اور ی اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر اور نون حضرت عزرائیل علیہ السلام کی پیشانی پر — جب بندۂ مومن سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو یہ

چاروں فرشتے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:

''رب کریم! اپنے اس نیک بندے کی مغفرت فرما دے۔''

اسی وقت اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

بعض اہل دانش کا کہنا ہے کہ آسمانوں میں چار مقام ہیں:

☆ ایک مقام پہلے آسمان پر ہے جس کا نام عین الیقین ہے۔ جب شب قدر میں لوح محفوظ سے قرآن پاک کا نزول ہوا تو اس مقام میں رکھا گیا۔ یہ الف کا مقام ہے۔

☆ چوتھے آسمان پر ایک مقام کا نام علم الیقین ہے یہاں حضرت عزرائیل علیہ السلام رہتے ہیں' میم اس مقام کا رکن ہے۔

☆ ساتویں آسمان میں ایک مقام کا نام سدرۃ المنتھیٰ ہے۔ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے' اس مقام پر ی لکھی ہوئی ہے۔

☆ عرش الٰہی کے نیچے ایک مقام ہے وہاں نون لکھا ہوا ہے۔

جب بندۂ مومن سورۂ الحمد پڑھ کر آمین کہتا ہے یہ مقامات دعا کرتے ہیں:

''اے پروردگار! اس بندے کو بخش دے۔''

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ الف گننے کے اعتبار سے ایک ہے۔ جس کو عربی میں واحد کہتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے — جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو دنیا میں ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو حرف میم کے ساتھ سرکار ابد قرار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے — آپ کی خلافت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چار اصحاب کو منتخب فرمایا اور حرف یا ان کے نام میں موجود ہے یعنی وہ یاران محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ سے یاد کیے جاتے ہیں — پھر جب کفار مشرکین نے اپنے نفاق اور کفر کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ اور نزول قرآن میں نون موجود ہے — جب اللہ کا نیک بندہ سورۂ الحمد شریف کو آمین تک پڑھتا ہے تو خدائے واحدۂ لاشریک' اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور سرکار ابد قرار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے چار یاران پاک خوش ہو کر اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور قرآن مجید بارگاہ رب العزت میں اس کی شفاعت کے لیے دعا کرتا ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ لفظ آمین میں چار حروف ہیں۔ جو شخص سورۂ فاتحہ کو آمین تک پڑھے گا اس کو بارگاہ الٰہی سے چار نعمتیں ملیں گی:

☆ اس روز جو گناہ اس سے سرزد ہوں گے' وہ بخش دیے جائیں گے۔
☆ اس رات میں جو گناہ اس سے سرزد ہوں گے' بخش دیے جائیں گے۔
☆ جو گناہ اس سے علانیہ طور پر ظاہر ہوئے ہیں' وہ معاف ہوں گے۔
☆ جو گناہ پوشیدہ طور پر کیے ہیں' وہ دور ہو جائیں گے۔

سوتے وقت تلاوت فاتحہ کا اجر:

جو شخص سورۂ فاتحہ کو سوتے وقت ہمیشہ ایک بار پڑھ لیا کرے

☆ وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جائے گا اور
☆ ہزار فرشتے اس کے سرہانے اور ہزار فرشتے اس کی پائنتی پر کھڑے رہیں گے۔ جو اس کے لیے نیکیاں لکھیں گے اور صبح تک اس کے لیے دعائے مغفرت کیا کریں گے۔
☆ اس کے لیے اللہ کی رحمت اور فضل کے دو دروازے کھل جائیں گے۔
☆ اگر وہ اس رات میں فوت ہو جائے گا تو شہادت کا مرتبہ پائے گا اور اس کی قبر میں وسعت ہو گی۔
☆ قیامت کے دن ابدال کے زمرے میں اس کا حشر ہو گا۔
☆ مولیٰ کریم اس پر اپنی خوشنودی اور رضامندی کا اظہار کرے گا۔
☆ وہ شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہشت میں داخل ہو گا۔

باب نمبر۱۴

بسم اللہ شریف کی فضیلت

بسم اللہ پڑھنے پر والدین کی نجات:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ مکتب میں بٹھایا جاتا ہے اور معلم اس کو پہلے پہل کہتا ہے:

''کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

بچہ یہ کلمہ زبان پر لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بچے' اس کے ماں باپ اور استاد کو عذاب دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

کھاتے وقت بسم اللہ کا اہتمام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم کھانا کھانے بیٹھو تو کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لو — اگر کھانے سے پہلے یہ کلمات زبان پر نہیں لاتا' اس کے ساتھ شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے — اور جب یہ کھانے کے درمیان میں بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے تو شیطان باقی کھانے سے ہٹ جاتا ہے' اور بسم اللہ پڑھنے سے پہلے ساتھ کھائے ہوئے کھانے کی قے کر ڈالتا ہے اور وہ شخص گویا از سر نو کھانا شروع کرتا ہے۔''

بسم اللہ کی عظمت:

ابوالملیح سے روایت ہے کہ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب کو آں حضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ایک بار اپنے پیچھے ناقہ پر بٹھا لیا۔ کچھ دور چلے تھے کہ ناقہ کا پاؤں پھسلا اور وہ گرنے لگا۔ ناقہ کے ٹھوکر کھانے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے صحابی کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

"بئس لعن الشیطان"

یعنی "شیطان بہت برا ہے اس پر خدا لعنت کرے۔"

یہ سن کر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"یوں نہ کہو کیونکہ اس طرح کہنے سے شیطان اپنے آپ کو بڑا بھاری تصور کرتا ہے۔ اور خوشی کے مارے بھول جاتا ہے — ایسی حالت میں یہ کہا کرو

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

اس کلمے کی عظمت سے شیطان مارے غم کے گھل جاتا ہے اور سمٹ کر مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ کا پڑھنا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے تو اللہ کریم:

☆ اس کے لیے دس لاکھ رتبے بلند کرتا ہے۔

☆ اس کے دس لاکھ گناہ معاف کرتا ہے۔

☆ دس لاکھ نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھتا ہے۔

☆ وہ شخص اس روز اگر مر جائے تو شہید ہوگا۔

نیک اعمال کے سردار عمل:

ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام اعمال کے سردار اور سب سے بڑھ کر افضل تین عمل ہیں:

☆ اپنی ذات کے متعلق آدمی کو انصاف سے کام لینا۔

☆ اپنے بھائی کے ساتھ اس کے مال و دولت میں غم خواری کرنا۔

☆ ہر حال میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ورد رکھنا۔

اولاد آدم کو قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچانے والا اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں......

لہٰذا اپنی زبان پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ورد ہمیشہ رکھے۔

ایک دوسرے کی رونق و زینت چیزیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انے دس چیزوں کو دس چیزوں سے رونق و زینت بخشی ہے:

☆ آسمان کو چاند و سورج و ستاروں سے۔
☆ فرشتوں کو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے۔
☆ بہشت کو حور و قصور سے۔
☆ پیغمبروں کو نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔
☆ دنوں کو جمعہ کے دن سے۔
☆ راتوں کو شب قدر یعنی لیلۃ القدر سے۔
☆ مہینوں کو رمضان المبارک سے۔
☆ مساجد کو کعبہ شریف سے۔
☆ کتابوں کو قرآن حکیم سے۔
☆ قرآن حکیم کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے۔

بسم اللہ سے گناہوں کی مغفرت:

کتاب ''اسباب المغفرت'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص خلوص دل سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زبان پر لائے' اللہ کریم اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرمائے گا۔ اور اس دن اور رات میں اس کو عبادت و سخاوت کی توفیق عطا فرمائے گا۔''

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی مومن بندہ صدق دل سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے اعمال نامہ میں اس کے لیے چار لاکھ رتبے درج کریں اور اس کی چار لاکھ بدیاں مٹا دیں۔

بسم اللہ کی فضیلت اور خلفائے راشدین:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرتے وقت ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے تو اس کے گناہ اگرچہ چالیس ہزار برس کے بھی ہوں تو معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سچی نیت سے ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے تو رب کریم اس کے گناہ اگرچہ ساٹھ ہزار برس کے ہوں' معاف فرما دے گا اور اس پر جان کنی آسان ہو جائے گی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محبت سے ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اگرچہ اسی ہزار برس کے ہوں' معاف فرما دے گا اور اس کی قبر میں دنیا کے برابر فراخی ہو گی اور قیامت تک اس کی قبر روشن رہے گی۔

حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عظمت سے ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اگرچہ ایک لاکھ برس کے بھی ہوں' معاف فرما دے گا اور وہ شخص پل صراط سے بجلی کی طرح گزرے گا۔

بسم اللہ شریف پڑھنے کا اجر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں:

☆ ستر ہزار لونڈیاں اور غلمان اور ستر ہزار حوریں۔

☆ بارہ ہزار تخت سونے چاندی یاقوت و جواہر سے جڑے ہوئے' جن میں ہر ایک کی لمبائی پانچ سو برس کی راہ کے مساوی ہے اور اسی قدر ان کے فرش ہوں گے عطا فرمائے گا۔

☆ اور اس کو ستر محل دیئے جائیں گے جن میں ہر ایک کی لمبائی چوڑائی اس دنیا کے برابر

ہو گی۔ اس کے محل کی کھڑکیوں کے نیچے سے سات نہریں جاری ہوں گی:

☆ صاف شہد کی ☆ سفید دودھ کی ☆ خالص پانی کی

☆ خوش مزہ شراب کی ☆ اس رحیق مختوم کی جو مشک سے سربمہر ہے

☆ سلسبیل کی ☆ تسنیم کی

بسم اللہ شریف کے ادب پر اجر:

''شرعۃ الاسلام'' میں ہے کہ اگر کہیں زمین پر کوئی سا پرچہ پڑا ہو جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہو اور کوئی ادب کی وجہ سے اس کاغذ کو اٹھا لے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو:

☆ اپنے دوستوں میں داخل کرے گا۔

☆ اس کے ماں باپ کو عذاب قبر سے نجات دے گا۔

☆ اس کو شہیدوں کے زمرے میں قیامت کے دن اٹھائے گا۔

بسم اللہ تمام آسمانی کتابوں کی تلاوت کا بدل ہے:

ضحاک نے ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حفص کی تفسیر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جس وقت قرآن پاک رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تو اس میں:

☆ تینوں آسمانی کتابوں یعنی توریت' انجیل' زبور تمام آسمانی صحیفوں کی برکت داخل کی گئی۔

☆ اور قرآن پاک کی ساری برکت سورۃ الحمد کو دے دی گئی۔

☆ اور سورۂ فاتحہ کی تمام برکت اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں داخل فرمائی۔

جس شخص نے اخلاص اور صدق دل سے بسم اللہ پڑھی تو:

☆ گویا اس نے وہ تمام آسمانی کتابیں اور صحیفے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائے ہیں' ختم کیئے۔

☆ وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جس طرح اپنی پیدائش کے دن تھا۔

☆ اور مرنے کے وقت اس کی زبان پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جاری ہو

گا۔

بسم اللہ پڑھنے والا ستر گناہگاروں کا شفیع ہے:

''صلوٰت مسعودی'' میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ ہر وقت اور ہر گھڑی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا کرو' کیونکہ اس کلمے کے انیس حروف ہیں۔ جو شخص خلوص نیت سے اس کلمے کو ایک بار زبان پر لائے گا اللہ تعالیٰ:

☆ اس کو ان فرشتوں سے دور رکھے گا جو عذاب دوزخ پر مامور ہیں اور ان کی تعداد انیس ہے۔

☆ جو شخص اپنی تمام عمر میں سات بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے گا' اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے ساتوں طبقوں سے محفوظ رکھے گا۔

☆ اور قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے امتِ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ستر گناہگاروں کی شفاعت کر کے ان کو بہشت میں داخل کرے گا۔

بسم اللہ شریف کی تلاوت پر رحمتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے قرآن مجید میں سے انیس حرف یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زبان پر لائے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے انیس نیکیاں ملیں گی۔ دس دنیا میں نو آخرت میں۔

دنیا کی دس نیکیاں یہ ہیں:

☆ اس کی زندگی میں برکت ہو گی۔

☆ لوگ اس کی عزت کریں گے۔

☆ ذکر الٰہی میں اس کی عمر دراز ہو گی۔

☆ اس کے مال اور اس کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

☆ عبادات الٰہی یعنی نماز' روزہ اور سخاوت وغیرہ میں وہ کبھی سستی نہ کرے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کی زبان کو سچی کرے گا اور وہ کبھی جھوٹ نہ بولے گا' غیبت اور بہتان وغیرہ کا کبھی مرتکب نہ ہو گا' جس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں داخل فرمائے گا۔

☆ کسی گناہ کبیرہ اور نشے وغیرہ کی طرف وہ رخ نہ کرے گا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی سزائے تازیانہ سے محفوظ رکھے گا۔
☆ ہر وقت کسب حلال کمائے گا۔
☆ نماز میں اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوگی۔
☆ اللہ تعالیٰ اس کو نیک بخت اور ہونہار لڑکا عطا فرمائے گا جو علم دین پڑھے گا اور وہ اپنے ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگا کرے گا۔

اور وہ نو نیکیاں جو اس کے مرنے پر حاصل ہوں گی وہ یہ ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ مرنے کے وقت اس پر جانکنی کی سختی آسان فرما دے گا۔
☆ نزع کے وقت شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا اور وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھے گا۔
☆ مرنے کے وقت اس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوگا۔
☆ منکر نکیر کے سوال کا جواب اس پر آسان ہوگا۔
☆ اس کی قبر میں دنیا سے دو حصے زیادہ فراخی ہوگی۔
☆ اس کی قبر کی زیارت کے لیے صبح و شام ستر لاکھ فرشتے آئیں گے، اور اس کے لیے قیامت تک نیکیاں لکھا کریں گے۔
☆ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حشر صبر کرنے والوں کے ساتھ کرے گا۔
☆ قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
☆ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہشت میں جائے گا۔

بسم اللہ کی تلاوت اور فرشتوں کی عنائتیں:

کتاب ''سمٰوات کبریٰ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کامل طور پر وضو کرنے میں ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کے فرشتے فوراً عرش کے نیچے ایک مقام میں سجدہ کرتے ہیں اور اس مقام کا نام روضۃ الرضوان ہے۔ پھر سجدے سے سر اٹھا کر قیامت تک اس شخص کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور ایک دم بھی غافل نہیں ہوتے۔

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی:

☆ میم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہے۔
☆ اور لفظ اللہ کی "ہ" حضرت میکائیل علیہ السلام کی پیشانی پر۔
☆ اور لفظ الرحمٰن کی میم حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر۔
☆ اور الرحیم کی میم حضرت عزرائیل علیہ السلام کی پیشانی پر۔

جو شخص زبان پر ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم لاتا ہے تو یہ چاروں مقرب فرشتے اور ان کے ساتھ اور تمام فرشتے حرکت میں آتے ہیں اور اس شخص کے حق میں استغفار اور دعائے خیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ:

"اے میرے فرشتو! جاؤ میں نے اپنے بندے کو اس کلمہ کا پورا ثواب دے دیا جسے وہ زبان پر لایا ہے۔"

فرشتے عرض کرتے ہیں:

"مولیٰ کریم! ہم کو کیونکر قرار آئے اور ہم یہاں سے کیونکر جائیں جب تک کہ تو اس کلمہ کے کہنے والے کو نہ بخش دے۔"

جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

"اے فرشتو! سنو! جس وقت میرے بندے نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی تو وہ ابھی پورے الفاظ ادا بھی نہ کر پایا تھا کہ میں نے اس کو بخش دیا۔"

سبحان اللہ والحمد للہ! اس شخص کے سر سے تمام گناہوں کا بار اٹھا لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیتا ہے کہ:

"اس کو دوزخ سے نجات دی جائے اور بہشت میں داخل کیا جائے۔"

بسم اللہ شریف کے ادب نے کایا پلٹ دی (حکایت):

مشہور صوفی بزرگ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کو نہایت چالاک چور ڈاکو جانا جاتا تھا۔ شراب سے بھی شغل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ حال بدلنے سے پہلے یہ عادت تھی کہ جب کبھی چوری یا ڈاکے سے کوئی چیز ہاتھ نہ آتی تو کسی بستی میں داخل ہوتے اور شہر کے ایک سرے سے داخل ہو کر قرآن مجید پڑھتے ہوئے دوسری طرف نکل جاتے۔ خوش آواز تھے' آواز کے سحر میں لوگ قرآن پاک سننے کے

شوق میں اس آواز کے پیچھے پیچھے ہو لیتے' ان پر بے خودی کا عالم طاری ہو جاتا۔ لوگوں کو بے خود پا کر آپ ان لوگوں کے کپڑے اور اسباب لے کر غائب ہو جاتے۔

ایک بار کہیں چلے جا رہے تھے۔ راستے میں زمین پر کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا' جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے کاغذ کا وہ ٹکڑا اٹھا لیا اور مٹی سے اس کو پاک و صاف کیا اور خوشبو لگا کر ادب سے اس کو بوسہ دیا اور بحفاظت رکھ کر کسی نہر میں ڈال دیا۔

ایک عابد و زاہد نے خواب میں دیکھا کہ غیب سے اسے آواز آئی:

''اے زاہد تم بشر حافی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

☆ تو نے ہمارے نام کو زمین پر سے اٹھایا' ہم نے تیرا مرتبہ بلند کیا۔

☆ تو نے ہمارے نام کی عزت کی ہے' ہم نے تجھ کو عزت بخشی۔

☆ تو نے ہمارے نام کو معطر کیا' ہم نے تجھ کو عطر میں بسا دیا۔''

یہ خواب دیکھ کر زاہد کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے دل میں سوچا کہ ایسا خواب بشر حافی کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ آخر کار تین شب اسی طرح زاہد کو خواب میں آواز آئی۔ تیسری مرتبہ پر وہ خواب سے بیدار ہو کر بشر حافی کے مکان پر گیا۔ دروازے پر پہنچا تو گھر میں سے گانے بجانے کی آواز آئی۔ زاہد نے دستک دی۔ اندر سے ایک لونڈی نکلی۔ زاہد نے اس سے پوچھا:

''یہ گھر کسی بندے کا ہے یا آزاد کا۔''

لونڈی نے کہا:

''یہ مکان ایک آزاد شخص کا ہے۔''

زاہد نے کہا:

''کیا آزادوں کے مکان ایسے ہی ہوتے ہیں اور آزاد لوگوں کی یہی حالت ہوتی ہے؟''

لونڈی یہ سن کر واپس گئی اور بشر حافی سے یہ باتیں کہیں جو زاہد اور اس کے درمیان ہوئیں۔

بشر فوراً خود دروازے پر آئے اور زاہد سے کہا:

''یا حضرت! لونڈی نے آپ کو جواب دینے میں غلطی کی یہ گھر آزاد کا نہیں

بلکہ ایک ذلیل بندے کا ہے جو بندگانِ الٰہی میں سب سے شریر اور بدتر ہے۔"

زاہد نے بشر سے اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ جسے سنتے ہی بشر نے اس زاہد کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔ اس وقت بشر حافی ننگے سر اور ننگے پاؤں تھے۔ لونڈی نے کہا:

"ذرا ٹھہریئے! میں آپ کے لیے عمامہ اور جوتا لے آؤں۔"

بشر نے جواب دیا:

"اب مجھے عمامے اور جوتے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خواب میں میرا نام بشر حافی لے کر پکارا گیا ہے۔ اور حافی کے معنی "برہنہ پا" کے ہیں۔"

الغرض بشر حافی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہو گئے......

شیخ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک روز بشر حافی علیہ الرحمہ دریا میں کشتی پر سوار تھے۔ کشتی والوں میں سے کسی کا موتی یا جواہر گم ہو گیا۔ کیونکہ بشر حافی ایک فقیرانہ صورت میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے بری حالت میں تھے۔ اس لیے لوگوں نے آپ پر شک کیا اور انہی کو چور ٹھہرا لیا۔ سب نے ان سے کہا کہ وہ موتی واپس دے دو۔ ہم اس کے بدلے میں تم کو کوئی اور چیز دے دیں گے کیونکہ وہ تمہارے کام کا نہیں ہے — یہ سن کر بشر حافی کھڑے ہوئے اور آواز دی:

"اے دریا کے رہنے والی مخلوق باہر نکلو اور ان لوگوں کو موتی دے جاؤ۔"

تھوڑی دیر میں بہت سی مچھلیاں پانی کی سطح پر آ گئیں۔ ہر ایک کے منہ میں ایک قیمتی موتی تھا۔ بشر حافی نے لوگوں سے کہا:

"اپنے موتی کے بدلے میں جو موتی ان میں سے پسند آئے' لے لو۔"

سب لوگ اپنی حرکت سے پشیمان ہوئے اور معذرت کرنے لگے۔ پھر سب لوگوں نے ان سے دریافت کیا:

"اللہ تعالیٰ نے کون سے نیک عمل پر آپ کو یہ درجہ عطا فرمایا۔"

آپ نے فرمایا:

"میں ہر کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ لیتا ہوں۔"[۱]

۱۔ یہ بھی پڑھنے میں آیا ہے کہ جس شہر میں آپ رہتے تھے' وہاں کے جانور آپ کے راستے میں گوبر نہیں کرتے تھے۔ جس روز شہر کی گلیوں میں جانوروں نے گوبر کر دیا تو لوگوں نے جانا کہ آج بشر حافی علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا۔ ...... طاہر

باب نمبر ۱۴

بخیل کا انجام اور صدقہ و خیرات کی فضیلت

بخیلی پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ناراضی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کی طرف سے گزرے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹ کر بارگاہ الٰہی میں یہ التجا کر رہا ہے:

''یا اللہ! اس گھر کی عزت اور حرمت کے واسطے میرے گناہ بخش دے۔''

نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے بندۂ مومن کی عزت اور حرمت اس گھر کی حرمت سے زیادہ ہے۔''

وہ شخص عرض کرنے لگا:

''یارسول اللہ! میرا گناہ بڑا بھاری ہے۔''

آپ نے دریافت فرمایا: ''تو نے کیا گناہ کیا ہے؟''

اس نے کہا:

''یا حبیب اللہ! میرے پاس مال و دولت اور اونٹ گھوڑے بہت کچھ ہے۔ لیکن جب کوئی فقیر آ کر مجھ سے کچھ سوال کرتا ہے تو اس کے جواب میں میرے منہ سے گویا آگ کا ایک شعلہ نکلتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''او بدبخت! میرے سامنے سے دور ہو' تو خود اپنی آگ میں کیوں نہیں جل جاتا۔ تم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو ہزار برس تک روزے

رکھے اور ہزار برس تک نماز پڑھے' پھر اسی بخیلی اور کنجوسی کی حالت میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اوندھے منہ دوزخ میں پھینک دے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ:

☆ بخیلی کفر ہے اور کفر کا ٹھکانا سوائے دوزخ کے کہیں نہیں۔

☆ اور سخاوت ایمان ہے اور ایمان کا ٹھکانا ہمیشہ جنت ہے۔"

صدقہ وخیرات کی اقسام اور ان کا اجر وثواب:

"تنبیہ الغافلین" میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک بار اپنے بھائی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے صدقہ اور خیرات کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! صدقہ سات قسم کا ہوتا ہے:

☆ وہ صدقہ کہ ایک کا ثواب ایک ہے۔

☆ ایک کا ثواب دس ہے۔

☆ ایک کا ثواب ستر ہے۔

☆ ایک کا ثواب سو ہے۔

☆ ایک کا ثواب سات سو ہے۔

☆ ایک کا ثواب نو سو ہے۔

☆ ایک کا ثواب نو لاکھ ہے۔

میں نے کہا:

"ان ساتوں اقسام کی تفصیل بیان کرو"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا:

☆ وہ صدقہ جس میں ایک کا ثواب ایک ہے وہ یہ ہے کہ کسی مالدار یا ظالم کو دیا جائے۔

☆ جس میں ایک کا ثواب دس ہے وہ یہ ہے کہ تندرست آدمی کو دیا جائے۔

☆ ایک کا ثواب ستر یہ ہے کہ کسی رشتہ دار محرم کو دیا جائے۔

☆ ایک کا ثواب سو یہ ہے کہ فقراء اور مساکین' بیوہ اور یتیموں کو دیا جائے۔

☆ ایک کا ثواب نو سو یہ ہے کہ کسی مریض حاجت مند یا مردہ کی روح کو ثواب بخشا جائے۔

☆ ایک کا ثواب نو لاکھ یہ ہے کہ کسی طالب علم کو جو تقویٰ اور طہارت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو دیا جائے۔"

نیک اعمال میں سے اعلیٰ و افضل اعمال:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے تمام نیک اعمال میں پانچ عملوں کو سب سے اعلیٰ و افضل پایا:

☆ مصیبت میں صبر کرنا'

☆ باوجود قدرت کے مجرم کی خطا کو معاف کر دینا'

☆ مال و دولت پا کر تواضع کرنا'

☆ تنگ دستی میں سخاوت کرنا'

☆ بغیر کسی قسم کا احسان جتائے سلوک کرنا۔

مومن آدمی کو خیرات دینے پر اجر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومن کے دل کو کچھ دے کر خوش کرے خواہ کپڑے کا ایک چیتھڑا یا روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے اس خیرات کی وجہ سے ایک عظیم الشان فرشتہ پرندے کی شکل میں پیدا کرتا ہے جس کا:

☆ ایک بازو مشرق میں اور دوسرا بازو مغرب میں ہوگا'

☆ اس کے سر پر موتی اور یاقوت کا جڑاؤ تاج ہوگا'

☆ اس کے ہزار جسم ہوں گے اور ہر جسم میں ہزار سر' جو موتی کی طرح چمکدار ہوں گے'

☆ ہر سر میں ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار منہ'

☆ ہر منہ میں ہزار زبانیں اور ہر زبان پر ہزار نعت'

☆ ہر نعت میں ہزار آوازیں ہوں گی اور ہر آواز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس شخص کے لیے قیامت تک دعائے مغفرت نکلا کرے گی۔

☆ ہر دم یہ دعا اس کے لیے جاری رہے گی:

اللھم اغفرلمن فرح مؤمنا

"یا اللہ! جس شخص نے تیرے بندۂ مومن کو خوش کیا ہے اسے بخش دے۔"

آدمی کی اقسام:

نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی پانچ قسمیں ہیں: کریم، سخی، بخیل، لئیم اور شقی:

- ☆ کریم وہ ہے جو خود نہ کھائے اور حاجت مندوں کو بخش دے۔
- ☆ سخی وہ ہے جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی دے۔
- ☆ بخیل وہ ہے جو خود کھائے اور دوسروں کو نہ دے۔
- ☆ لئیم وہ ہے جو خود بھی نہ کھائے اور دوسروں کو بھی نہ دے۔
- ☆ شقی وہ ہے جو خود بھی نہ کھائے اور دوسرے کو بھی نہ دے اور دینے والے کو بھی دینے سے روکے۔

پوشیدہ طور پر خیرات کرنے کا اجر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے اور جو شخص اللہ کی راہ میں پوشیدہ طور پر خیرات کرے خواہ رائی کے ایک دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو، تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب و کتاب کے پوشیدہ طور پر جنت میں داخل کرے گا۔

خیرات کرنے والے کے لیے دنیا و آخرت میں نعمتیں:

شیخ احمد جام نے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ خیرات کرنے والے کے لیے دس نعمتیں ہیں۔ پانچ دنیا میں، پانچ آخرت میں — دنیا کی پانچ نعمتیں یہ ہیں:

- ☆ اس کا مال پاک ہو جاتا ہے۔
- ☆ اس کے جسم میں طہارت آ جاتی ہے۔
- ☆ اس کے بدن کی بیماری دفع ہو جاتی ہے۔
- ☆ ہمیشہ ذکر الٰہی اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔
- ☆ وہ شخص موت کے وقت بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھے گا۔

آخرت کی پانچ نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لیے حاضر ہوں گے اور آفتاب سوا نیزے پر ہوگا، وہ شخص اپنی خیرات کے سائے میں رہے گا۔

قیامت کے دن نجات اور رہائی کی صورت:

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عظیم الشان حدیث روایت ہے جو آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی' اور اس کو امام غزالی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "بدایۃ الھدایۃ" میں نقل فرمایا ہے۔ وہ حدیث پاک یہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ

یا حضرت! آپ مجھے وہ حدیث پاک سنائیے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے سنی ہو"

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور دیر تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ میں سمجھا کہ اب ان کا رونا ختم ہی نہ ہوگا۔ بہت دیر رونے کے بعد انہوں نے حدیث پاک روایت فرمائی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

"اے معاذ! میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں اگر تم اس بات کو یاد رکھو گے تو نفع پاؤ گے اور اگر بھول جاؤ گے تو ضائع کر دو گے تو سمجھ لو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی حجت گویا تم پر ختم ہو چکی —

اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے — اور ساتوں آسمانوں سے ہر ایک کا دربان ایک فرشتے کو مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے جلال و ہیبت سے وہ تمام فرشتے اور ساتوں آسمان خوف زدہ اور لرزاں ہیں۔"

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے لیے نجات اور رہائی کی کیا صورت ہے؟"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے معاذ! اگر تمہارے نیک اعمال میں کوئی نقصان اور کوتاہی ہے تو:

☆ اپنی زبان کو محفوظ رکھو۔ اپنے ان بھائیوں کی غیبت نہ کرو جو مسلمان اور قرآن پڑھنے

والے ہیں۔

☆ اپنے مسلمان بھائیوں کو گناہگار سمجھ کر اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہ دو۔

☆ ان پر اپنے آپ کو فضیلت اور برتری نہ دو۔

☆ دنیا کے اعمال کو آخرت کے عمل میں داخل نہ کرو۔

☆ اپنی مجلس میں مغرور و متکبر بن کر مت بیٹھو تاکہ لوگ تمہاری بدخلقی کی وجہ سے تم سے گریزاں نہ ہوں۔

☆ ایک شخص کے سامنے دوسرے شخص سے سرگوشی نہ کرو۔

☆ اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا نہ جانو۔

☆ دو آدمیوں میں پھوٹ نہ ڈالو۔

ورنہ تم کو قیامت کے دن دوزخ کے کتے پھاڑ کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والناشطات نشطاً

اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ ناشطات سے کیا مراد ہے؟

میں نے عرض کی:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان' میں نہیں جانتا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ دوزخ کے کتے ہیں جو گوشت کو نوچ کر ہڈی سے جدا کریں گے۔ نشط کے معنی گوشت نوچنے کے ہیں'' —— اور فرمایا:

''یہ سختیاں اللہ تعالیٰ جس پر آسان کرے گا' آسان ہو جائیں گی۔''

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو تلاوت قرآن سے زیادہ اس حدیث پاک کو زبان پر جاری رکھتے تھے۔

مسلمان کو جیتے جی خود پر یہ ہدیئے فرض کرنا چاہئیں:

کتاب ''مختار'' میں کسی بزرگ کا قول ہے کہ مسلمان آدمی کو مرنے سے پہلے چالیس ہدیئے اپنی ذات پر فرض کر لینا چاہئیں:

☆ چار ملک الموت کے لیے ☆ چار قبر کے لیے

☆ چار منکر نکیر کے لیے ☆ چار میزان عمل کے لیے
☆ چار پل صراط کے لیے ☆ چار مالک دوزخ کے لیے
☆ چار رضوان جنت کے لیے ☆ چار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
☆ چار روح اعظم کے لیے ☆ چار جناب باری تعالٰی کے لیے

○ ملک الموت کے لیے چار ہدیے یہ ہیں:

☆ جھگڑنے والے کو راضی کرنا۔
☆ فوت شدہ عبادت کو ادا کرنا۔
☆ موت کے لیے تیار رہنا۔
☆ دیدار الٰہی کا شوق رکھنا۔

○ قبر کے لیے چار ہدیے یہ ہیں:

☆ چغل خوری ترک کرنا۔
☆ پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط کے ساتھ پاک رہنا۔
☆ قرآن مجید پڑھنا۔
☆ رات کو جب سب لوگ سو رہیں نماز تہجد ادا کرنا۔

○ منکر نکیر کے لیے چار ہدیے یہ ہیں:

☆ سچ بولنا ☆ غیبت ترک کرنا
☆ حق بات کہنا ☆ مخلوق کے ساتھ تواضع سے پیش آنا

○ میزان عمل کے لیے یہ ہیں:

☆ عمل میں اخلاص ☆ خوش اخلاقی
☆ ذکر الٰہی کی کثرت ☆ تکلیف کی برداشت

○ پل صراط کے لیے یہ ہیں:

☆ غصہ کو ضبط کرنا ☆ پرہیزگاری
☆ مسلمان کی مدد کرنا ☆ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے پیدل جانا

○ مالک دوزخ کے لیے یہ ہیں:

☆ خوفِ الٰہی سے رونا۔ ☆ چھپا کر خیرات کرنا۔
☆ گناہ سے باز آنا۔ ☆ ماں باپ کی خدمت کرنا۔
○ رضوانِ جنت کے لیے یہ ہیں:
☆ سختیوں پر صبر کرنا۔ ☆ مال کی خیرات۔
☆ حقوقِ الٰہی کی نگہداشت۔
☆ موت کو ہر وقت یاد رکھنا...... اور بعض کہتے ہیں اولیاء اللہ سے محبت رکھنا۔
○ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لیے یہ ہیں:
☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت۔
☆ آپ کے اہلِ بیت کرام کی محبت۔
☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہدایت پر چلنا۔
☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو محبت سے یاد کرنا۔
○ جنابِ باری تعالیٰ کے لیے یہ ہیں:
☆ لوگوں کو نیک کام کا حکم دینا۔ ☆ بری باتوں سے باز رکھنا۔
☆ خلقِ خدا کی خیر خواہی کرنا۔ ☆ حکمِ خدا پر راضی ہونا۔

جس بندۂ مومن میں یہ خصائل ہوں گے اس کو اللہ تعالیٰ ضرور بہشت میں داخل کرے گا۔

قیامت کے دن کلمۂ شہادت کی فضیلت:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میزانِ عمل برپا کی جائے گی۔

☆ جس کی ڈنڈی کا طول مشرق سے مغرب تک اور ہر ایک پلڑا زمین و آسمان کے برابر ہو گا۔
☆ ایک پلڑا عرش کے دائیں طرف رکھا جائے گا جو نیکیوں کا پلڑا ہو گا۔
☆ دوسرا بائیں طرف جس میں بدیوں کا وزن کیا جائے گا۔
☆ دونوں پلڑوں کے درمیان جن و انسان کے نیک اعمال پہاڑوں کی مانند انبار لگے ہوں گے۔

☆ یہ قیامت کا وہ دن ہوگا جو دنیا کے حساب سے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔

☆ بعض ایسے لوگ حاضر کیے جائیں گے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستتر (۷۷) دفتر اعمال ہوں گے۔ ہر ایک دفتر کا طول اس قدر ہوگا جہاں تک اس کی نگاہ جائے گی۔

ان تمام دفتروں میں ان کی سیہ کاریاں اور برائیاں درج ہوں گی۔ جن کو میزان عمل کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا پھر انگلی برابر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر کلمہء شہادت' اشھدان لا الہ اللہ و اشھد ان محمد الرسول اللہ لکھا ہوگا۔ یہ کاغذ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ کلمہء شہادت والا پلڑا گناہوں کے دفتروں والے پلڑے سے وزن میں بھاری ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاما من ثقلت موازینہٗ

اس کے معنی یہ ہیں کہ بہشتی وہ لوگ ہوں گے جن کی خیرات اور عبادت کا پلڑا بھاری نکلے گا۔"

فھو فی عیشۃ راضیۃ

یعنی "وہ شخص بہشت کے عیش و آرام میں خوش و خرم رہے گا" — اس کے بعد ارشاد ہوا ہے:

فاما من خفت موازینہٗ فامہ ھاویۃ" وما ادراک ماھیہ نار" حامیۃ

یعنی "جس شخص کے نیک اعمال (حسنہ) کا وزن قیامت کے دن اس بداعمالی کے مقابلہ میں ہلکا ہوگا' اس کا ٹھکانہ ھاویہ ہوگا اور تم جانتے ہو کہ ھاویہ کیا چیز ہے؟ وہ ایک نہایت تیز آگ ہے۔"

یہاں تک اس ایک فضیلت کا بیان تھا جو اللہ کی راہ میں خیرات کرنے والے کو دیگر فضیلتوں کے ساتھ قیامت کے دن عطا ہوں گی:

☆ میدان حشر اور حساب کی سختیاں اس پر آسان ہوں گی۔

☆ میزان عمل میں اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کو نور کے دو پر عطا فرمائے گا' جن کے ذریعے وہ پل صراط سے تیز اڑنے والے پرندے کی طرح اڑ جائے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کو بہشت بریں میں داخل فرمائے گا جہاں اس کو بہشت کی نعمتیں اور

دیدار الٰہی کی نعمت حاصل ہوگی۔

بھوکے کو کھلانے اور پیاسے کو پلانے کا اجر:

حضرت ابو موسیٰ اشعری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنے بھائی کو بھوک میں پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور پیاس میں پانی پلا کر سیراب کرے ـــــ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے دور رکھے گا اور اس کے اور دوزخ کے درمیان سات خندقیں حائل ہوں گی اور ہر خندق کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہوگی۔''

روشن قبروں والے نیک لوگوں کے گیارہ گروہ:

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے گیارہ گروہ ایسے ہیں جن کی قبروں میں قیامت تک روشنی اور فراخی ہوگی:

☆ وہ شخص جو بیمار کی عیادت کو جائے۔
☆ جو شخص گرمیوں میں روزے رکھے۔
☆ جو شخص اپنے مصیبت زدہ بھائی کی مدد کرے۔
☆ جو اپنے ماں باپ کی خدمت گزاری اور فرماں برداری کرے۔
☆ وہ عورت جس کا شوہر اس سے خوشنود ہو۔
☆ جو شخص امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلاح و درستی کو دوست رکھے۔ یہ وہ علمائے امت ہیں جو علم فقہ و حدیث کی تعلیم اہل امت کو دیں گے۔
☆ وہ صاحب ایمان جس کی تمام عمر فاقے کی وجہ سے بھوک میں گزری۔
☆ جس نے کثرت سے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد رکھا۔
☆ جو شخص اپنے قول کا سچا ہو۔
☆ جو شخص فقراء' مساکین اور یتیموں سے محبت رکھے۔
☆ وہ سخی مرد جو اپنی تھوڑی آمدنی سے اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔

سخی اور بخیل دونوں کا انجام:

حدیث شریف میں ہے کہ سخی آدمی دوزخ میں داخل نہ ہوگا' اس کے لیے صرف بہشت ہے — اور بخیل آدمی کبھی بہشت میں داخل نہ ہوگا' اس کے لیے صرف دوزخ ہے۔

خیرات کرنے والے پر خاص عنایت:

حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگ ایک ہی وقت میں میدان حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ پھر ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا:

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو راتوں کو نماز تہجد ادا کرنے کے لیے اپنے بستروں سے علیحدہ ہوتے تھے اور کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے مقدور (حیثیت) کے مطابق رزق الٰہی میں سے خیرات کرتے تھے۔

یہ دونوں گروہ باہر آئیں گے جن کی تعداد بہت کم ہوگی۔ سب سے پہلے یہ لوگ بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر سب لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔

خیرات کرنے والا گناہگاروں کی شفاعت کرے گا:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہل دوزخ ایک طرف صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اتنے میں ایک جنتی مردان کی طرف سے گزرے گا۔ جس کو دیکھ کر:

☆ کوئی ان میں سے کہے گا کہ اے فلاں! کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے؟ میں وہ ہوں جس نے تم کو ایک بار پیٹ بھر کے کھلایا تھا۔

☆ دوسرا کہے گا کہ کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے' میں وہ ہوں جس نے ایک بار تم کو پانی پلایا تھا۔

☆ تیسرا کہے گا' کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے' میں وہ ہوں جس نے ایک بار تمہیں پرانا کپڑا پہنایا تھا جس سے تمہارا ستر عورت ہوا۔

یہ سن کر وہ بہشتی مرد بارگاہ الٰہی میں شفاعت کرے گا اور اس کے ساتھ وہ بھی بہشت

میں داخل ہوں گے۔

جن کے لیے جنت دیدۂ دل فرش راہ کیے ہوئے ہے:

نبی پاک صاحب لولاکِ علیہ التحیۃ والثناء کا فرمان عالی شان ہے کہ تمام مخلوقات بہشت کی مشتاق ہیں۔ جبکہ بہشت کو دس لوگوں کا اشتیاق ہے:

☆ جو شخص رات کو نیند سے اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کرے (یعنی نماز تہجد)۔
☆ جو شخص گرمیوں میں روزے رکھے۔
☆ جس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو۔
☆ جو شخص عبادت الٰہی کی وجہ سے رات کو بہت کم سوئے۔
☆ جو شخص ہمیشہ سچی بات زبان پر لائے۔
☆ جو شخص اپنے گھر والوں اور اولاد کے ساتھ رحم اور شفقت سے پیش آئے۔
☆ جو شخص ہمیشہ باوضو رہے۔
☆ جو شخص شراب وغیرہ کوئی نشہ کی چیز استعمال نہ کرے۔
☆ جو شخص ہر آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجے۔
☆ جو شخص کسی بھوکے کو پیٹ بھر کے کھانا کھلائے یا پیاسے کو پانی سے سیراب کرے یا برہنہ کو کپڑے پہنائے یا کسی کی اور کوئی حاجت برلائے۔

چھپا کر خیرات کرنے سے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں خیرات کے طور پر:

☆ کسی بھوکے پیٹ میں ایک لقمہ ڈال دے۔
☆ یا کسی برہنہ آدمی کو کوئی پرانا کپڑا پہنا دے۔
☆ یا پیاسے کو ایک گھونٹ پانی پلا دے۔

تو یہ نیک عمل ہزار رکعت نماز' ہزار حج' ہزار روزے اور ہزار قربانی کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ چھپا کر خیرات کرنے سے:

☆ آفت وشر کے ستر دروازے بند ہو جاتے ہیں۔
☆ ستر بلائیں دفع ہو جاتی ہیں۔

☆ اور اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

بخل سے پیدا ہونے والی بری عادتیں:

حدیث شریف میں ہے کہ بخل سے پانچ بری خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں:

☆ مکر و فریب

☆ مال جمع کرنے کی حرص

☆ خرید و فروخت میں فضول جھوٹ بولنا۔

☆ معاملات اور معاہدہ میں عہد شکنی کرنا۔

☆ اللہ و رسول کے وعدے میں شک لانا۔

بخیل آدمی مشرکوں کا ساتھی اور شیطان کا دوست ہے — آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی جرم و گناہ کے بغض و نفرت ہے:

☆ زیادہ کھانے والا ☆ مغرور ☆ بخیل

بخیل آدمی کے مال کا آخر کار انجام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ بخیل آدمی کا مال ان سات صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں صرف ہوتا ہے:

☆ یہ کہ وہ مر جائے اور اس کے بعد اس مال کا وارث ایسا شخص ہو جس کی نسبت اس کو ہمیشہ خوف لگا رہتا تھا کہ یہ کہیں میرے مال پر قبضہ نہ کر لے پھر اس مال کو وہ معصیت الٰہی میں صرف کر دے۔

☆ یا اللہ تعالیٰ کسی ''ظالم بادشاہ'' کو اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اس کو ذلیل و رسوا کر کے اس کا مال چھین لیتا ہے۔

☆ یا کوئی نفسانی شہوت اس میں جوش زن ہوتی ہے' جس پر وہ اپنا مال لٹا دیتا ہے۔

☆ اس کے دل میں عمارت بنانے یا ویران زمین کو آباد کرنے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے۔ جس میں اس کا مال صرف ہو جاتا ہے۔

☆ یا کوئی دنیاوی مصیبت اور ناگہانی آفت آ جاتی ہے' مثلاً اس کا مال جل جائے' یا ڈوب جائے یا چوری ہو جائے۔

☆ یا اس کو کوئی دائمی مرض لاحق ہو جاتا ہے اور علاج و معالجہ میں اپنا مال صرف کرتا ہے۔

☆ یا کسی مقام میں مال کو دفن کر دیتا ہے اور پھر ایسا بھول جاتا ہے کہ ڈھونڈے سے بھی اس کو نہیں پاتا۔

مرنے کے بعد نفع دینے والی چیزیں:

رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ اولاد آدم کے مرجانے پر اس کے اعمال بھی ختم ہو جاتے ہیں اور اس کا ثواب بھی منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا ثواب ہمیشہ اس کو ملتا رہتا ہے:

☆ علم دین' جس کی اس نے تعلیم دی ہو۔

☆ نیک اولاد ☆ صدقہ جاریہ

اہل جنت و اہل دوزخ کی خصلتیں:

حدیث شریف میں ہے کہ چار خصلتیں اہل جنت کی ہیں اور چار اہل دوزخ کی —— جنتیوں کی چار خصلتیں یہ ہیں:

☆ شیریں زبان ☆ بارونق چہرہ

☆ پرہیزگار دل ☆ سخی ہاتھ

اہل دوزخ کی چار خصلتیں یہ ہیں:

☆ ترش روئی ☆ فحش گوئی

☆ سخت دلی ☆ کنجوسی

حکایت:

"ابوالجعد" سے نقل ہے کہ ایک عورت اپنا بچہ گود میں لیے کہیں جا رہی تھی۔ یکا یک راستہ میں ایک بھیڑیا آیا اور اس کے بچے کو جھپٹ لے گیا۔ وہ بھیڑیے کے پیچھے دوڑی۔ اسی حالت میں کسی سائل نے اس سے سوال کیا۔ عورت کے پاس ایک روٹی تھی۔ وہ سائل کو دے دی۔ اتنے میں بھیڑیا اس کے بچے کو لیے ہوئے واپس آیا اور اس کا بچہ اس کے حوالے کیا۔ تب سائل نے کہا:

"لقمے کے بدلے اللہ نے ایک لقمہ واپس دے دیا۔"

سخاوت کیا ہے؟ بخل کیا ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سخاوت ایک درخت ہے۔ جس کی جڑ جنت میں ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں جھکی ہوئی ہیں۔ جس نے اس کی کسی شاخ کو پکڑ لیا وہ اس کے ذریعے بہشت میں پہنچ جائے گا —— اور بخل ایک درخت ہے جس کی جڑ دوزخ میں ہے اور اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ جو شخص اس کی کسی ٹہنی سے لپٹا وہ اسے کھینچ کر دوزخ میں ڈال دے گی۔''

افضل و برتر خصائل' بدتر خصائل:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے افضل و برتر کوئی خصلت نہیں:

☆ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔

☆ مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچانا۔

اور دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے بدتر کوئی خصلت نہیں:

☆ خدا کے ساتھ شرک کرنا۔

☆ مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچانا۔

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برلائے گا' اللہ تعالیٰ اس کی ستر حاجتیں دنیا و آخرت میں پوری کرے گا اور اعمال نامہ میں سات ہزار برس کے دن بھر روزے اور شب بھر نماز کا ثواب درج فرمائے گا۔

خیرات کرنے والا اللہ کی پناہ میں ہے:

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان روایت کیا ہے کہ جو شخص کبھی دن میں یا رات میں اللہ کی راہ میں کچھ خیرات کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو ایسی موت سے اپنے حفظ و امان میں رکھتا ہے کہ:

☆ کوئی زہریلا جانور کاٹ کھائے یا

☆ کسی دیوار کے نیچے دب جائے یا

☆ ناگہانی موت سے مر جائے۔

فرشتوں کی ندا اور ثروت کا نزول:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ دو فرشتے ندا کرتے ہیں۔ جن کی آواز سوائے جن وانسان کے تمام مخلوق الٰہی سنتی ہے۔ وہ فرشتے پکار کر کہتے ہیں:

"اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف بڑھو کیونکہ جو مال تھوڑا ہو اور آدمی کی کفایت کرے وہ اس سے بہتر ہے کہ زیادہ مال ہو اور انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کردے۔"

بعض احادیث میں آیا ہے کہ ہر شہر میں دو فرشتے بآواز بلند یہ دعا کیا کرتے ہیں:

"یا اللہ! تیری راہ میں جو اپنے مال کی خیرات کرتا ہے اسے دنیا اور ثروت عطا کر — اور جو بخل سے اپنے مال کو جمع رکھتا ہے اس کی دولت کو جلد ضائع کردے۔"

حوران جنت کا مہر:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"مٹھی بھر چھوہارے اور روٹیوں کے ٹکڑے حوران جنت کا مہر ہے۔"

باب نمبر ۱۵

علم کی فضیلت اور اہل علم سے محبت

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی فضیلت:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان مشہور ہے کہ:

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔''

جب اس حدیث پاک کو خارجیوں نے سنا تو ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بڑا حسد ہوا۔ ایک بار ان میں سے گیارہ آدمی جو اپنی جماعت کے رئیس تھے' باہم جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ آؤ الگ الگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور ایک سوال کریں' پھر دیکھیں ہمیں کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم گیارہ آدمیوں کو اس ایک مسئلے کے گیارہ علیٰحدہ علیٰحدہ جواب دیئے تو ہم جانیں گے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق علم نبوت کے شہر کا دروازہ ہیں۔

یہ مشورہ کر کے ان میں سے ایک آدمی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں آیا اور بعد سلام علیک کہنے لگا کہ:

''اے علی! بتایئے کہ علم افضل ہے مال؟''

آپ نے جواب دیا کہ علم افضل ہے — اس نے پوچھا:

''اس کی دلیل بیان کیجئے۔''

آپ نے فرمایا:

''علم نبیوں کی میراث ہے اور مال قارون وہامان اور فرعون وشداد کا ورثہ ہے۔''

یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور دوسرے نے آکر وہی سوال کیا۔ آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ اس نے پوچھا:

''دلیل کیا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''علم تمہاری نگرانی کرتا ہے اور مال کی تم خود حفاظت کرتے ہو۔''

پھر تیسرا آیا' اس نے بھی وہی سوال کیا۔ آپ نے وہی جواب دیا۔ اس نے دلیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ علم خاص کر اسی شخص کو دیتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور مال کے لئے یہ خصوصیت نہیں' دوست دشمن سب کو عطا کرتا ہے۔''

چوتھے شخص نے اسی طرح آپ سے سوال کیا اور جواب کی دلیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا:

''مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے اور علم جس قدر صرف کیا جائے' اسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔''

پھر پانچواں آیا' اس نے بھی اسی طرح دلیل مانگی۔ آپ نے فرمایا:

''مال دار آدمی کبھی بخیل اور کنجوس کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے مگر صاحب علم کو ہمیشہ عظمت اور بزرگی ہی سے یاد کرتے ہیں۔''

پھر چھٹا آیا' اس نے جواب کی دلیل مانگی۔ آپ نے فرمایا:

''مال دار سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا اور ایک ایک پیسہ کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور صاحب علم قیامت کے دن گناہگاروں کی شفاعت کرے گا۔''

پھر اسی طرح ساتواں آیا' اس سے آپ نے فرمایا:

''مال دار جب مر جاتا ہے تو اس کا تذکرہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور عالم کا ذکر اس کے مرنے کے بعد قیامت تک باقی رہتا ہے۔''

پھر آٹھواں آیا۔ اس سے آپ نے فرمایا:

''مال دار کے دشمن بہت ہوتے ہیں اور عالم کے دوست بکثرت ہوتے ہیں۔''

پھر نواں آیا' اس سے آپ نے فرمایا:

''مال سے دل سخت ہو جاتا ہے اور علم دل کو روشن کر دیتا ہے۔''

پھر گیارہواں آیا' اس سے آپ نے فرمایا:

"مال دار اپنے مال کے غرور میں خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے اور صاحب علم کبھی ایسا دعویٰ نہیں کرتا' بلکہ ہمیشہ فروتنی اور عبودیت کا اقرار کرتا ہے۔"

اس کے بعد حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

"اگر یہ لوگ مجھ سے یوں ہی سوال کرتے رہیں تو اسی ایک جواب کی دلیل ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اپنی زندگی بھر دیتا رہوں گا۔"

ان لوگوں نے آپ کی فضیلت کو تسلیم کیا اور سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن اور علم دین کے سوا دنیا میں جس قدر علوم ہیں سب کفر وزندقہ ہیں۔

عالم اور عابد کا مقام:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں دو آدمیوں کا تذکرہ ہوا۔ ایک عابد تھا دوسرا عالم۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ عالم شخص اس عابد سے ایسا افضل ہے جس قدر کہ میں تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں۔"

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور زمین وآسمان اور پہاڑوں میں جس قدر مخلوقات الٰہی ہیں' یہاں تک کہ چونٹیاں اپنے سوراخوں میں' مچھلیاں پانی میں اور عرش وکرسی ولوح وقلم' جبرئیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام واسرافیل علیہ السلام' سب کے سب اس عالم کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جو لوگوں کو علم دین سکھائے اور نیک تعلیم دے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پوچھا:

"عالم افضل ہے یا عابد۔"

آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"اے شخص! تیرے اس قول سے فرشتوں کو بھی تعجب ہوگا' کیونکہ اللہ کے

نزدیک ایک ست عالم ستر ہزار محنتی اور رات بھر اٹھ کر نماز پڑھنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے عابد سے بہتر ہے۔''

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میدان حشر میں عالم اور عابد لائے جائیں گے۔ عابد کو حکم ہوگا کہ تم بہشت میں داخل ہو جاؤ — اور عالم سے کہا جائے گا کہ تم ابھی ٹھہرو اور گناہگاروں کی شفاعت کرو۔''

علماء حق کو تکلیف دینے والوں پر عذاب:

یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ

''اے ابوبکر نگاہ اٹھا کے دوزخ کی طرف دیکھو۔''

میں نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ گناہگاروں کی ایک جماعت مبتلائے عذاب ہے اور ان کے چہرے مثل خنزیر کے ہیں۔ لہو اور پیپ پی رہے ہیں اور آگ میں جلتے ہیں۔ میں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کون لوگ ہیں اور کس گناہ عظیم پر اس عذاب الیم میں گرفتار ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ لوگ دنیا میں علماء کو ایذاء پہنچاتے تھے اور بغیر توبہ کیے مر گئے' یہ وبال اسی گناہ کا ہے۔''

جیسی صحبت ویسی عادت:

کتاب تنبیہ الغافلین میں ہے کہ جو شخص آٹھ قسم کے آدمیوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھے گا' اس میں آٹھ وصف زیادہ ہوں گے:

☆ جو شخص امیروں اور رئیسوں کی صحبت میں رہے گا اس میں غرور اور تکبر اور سنگدلی بڑھ جاتی ہے۔

☆ جو شخص مالداروں کی صحبت میں بیٹھے گا اس کو حرص اور دنیا کی محبت زیادہ ہوگی۔
☆ جو شخص عورتوں کی صحبت میں بیٹھے گا اس میں جہالت اور شہوت بہت ہوگی۔
☆ جو شخص لڑکوں کی صحبت میں رہے گا اس میں کھیل کود اور مسخرہ پن بڑھے گا۔
☆ جو شخص بدکاروں میں بیٹھے گا اس میں گناہ کرنے کی دلیری زیادہ ہوگی اور توبہ کو ہمیشہ ٹالتا رہے گا۔
☆ جو شخص نیک لوگوں کے پاس بیٹھے گا اس میں عبادت کی رغبت پیدا ہوگی۔
☆ جو شخص درویشوں کی خدمت میں رہے گا اس میں شکر و رضا کی خوبی بڑھے گی۔
☆ جو شخص علماء کی صحبت میں بیٹھے گا اس میں علم و پرہیز گاری زیادہ ہوگی اور ہمیشہ اس کے دل میں خوف خدا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ نیند اور ہنسی:

بزرگوں کا قول ہے کہ چار قسم کی نیند اور چار موقعوں کی ہنسی سے اللہ تعالیٰ کو سخت نفرت ہے — نیند کی چار قسمیں یہ ہیں:

☆ نماز فجر کے بعد سونا۔
☆ نماز عشاء سے پہلے سونا۔
☆ نماز فرض کے وقت سونا۔
☆ علم اور ذکر الٰہی کی محفل میں سونا۔

ہنسی کے چار مواقع یہ ہیں:

☆ قرآن مجید کی تلاوت کے درمیان میں ہنسنا۔
☆ جنازے کے ساتھ چلنے میں ہنسنا۔
☆ قبرستان میں ہنسنا۔
☆ ذکر الٰہی اور علم کی محفل میں ہنسنا۔

دین کی اصلاح اور جسم کی آرائش:

بزرگوں کا قول ہے کہ علماء کی خدمت میں حاضر رہنا دین کی اصلاح اور جسم کی آرائش ہے۔

مسلمان کے لئے نہایت مصیبت ناک باتیں:

ابویحیٰ وراق فرماتے ہیں کہ چار باتیں مسلمان کیلئے نہایت مصیبت ناک ہیں:

☆ نماز باجماعت میں تکبیر اولیٰ کا فوت ہو جانا۔

☆ جہاد میں لشکر کفار سے غافل رہنا۔

☆ حج کرنے میں کوہ عرفات کا وقوف فوت ہونا۔

☆ ذکر خدا اور علم کے جلسہ میں شرکت کا فوت ہو جانا۔

علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار بازار میں تشریف لے گئے اور بازار والوں سے کہا:

''تم لوگ یہاں پر ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے۔''

چنانچہ وہ لوگ بازار چھوڑ کر مسجد کی طرف گئے اور لوٹ کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''ہم نے میراث کو تو نہیں دیکھا۔''

انہوں نے کہا:

''پھر تم لوگوں نے کیا دیکھا؟''

لوگوں نے بیان کیا کہ:

''ہم نے ایک جماعت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی تھی اور کلام پاک کی تلاوت کرتی تھی اور علم کی تعلیم دیتی تھی۔''

انہوں نے فرمایا:

''بس یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے۔''

ذکر الٰہی کی مجلس پر کرم باری:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے کسی مجلس میں جمع ہوتی ہے تو منادی غیب سے ندا کرتا ہے:

''اے نیک لوگو! جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا اور تم سب کو اپنی رحمت سے بخش دیا۔''

اسی طرح جب کوئی جماعت کہیں مل کر ذکر الٰہی کرتی ہے تو ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھی شریک محفل ہوتی ہے۔

نظر نظر میں ادائے جمال:

پیارے آقا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

☆ ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

☆ کعبہ شریف پر نظر ڈالنا عبادت ہے۔

☆ اور عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عالم کا مقام و مرتبہ:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اے ابن مسعود!

☆ تمہارا گھڑی بھر کے لئے علم دین کے حلقہ درس میں اس حالت میں بیٹھنا کہ نہ کوئی قلم ہاتھ سے چھوؤ اور نہ ایک حرف لکھو۔ تمہارے لئے ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

☆ اور عالم کے چہرے پر نگاہ ڈالنا خدا کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے افضل ہے۔

☆ اور عالم کو سلام کرنا تمہارے حق میں ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اسلئے کہ ایک عالم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار شہیدوں اور ہزار حافظوں سے بزرگی میں زیادہ ہے۔

جو شخص کسی عالم یا طالب علم کی مدد کرے گا خواہ وہ مدد کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو مثلاً ایک لقمہ روٹی یا ایک ٹکڑا کپڑا یا ایک پیالہ پانی یا کوئی ٹوٹا ہوا قلم یا کاغذ، تو اس شخص نے گویا

☆ ستر بار خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب عطا فرمائے گا کہ گویا:

☆ اس نے کوہ احد کے برابر خالص سونا خدا کی راہ میں دیا ہے، اور

☆ ستر حج کئے ہیں اور

☆ ستر نبیوں کو کھانا کھلایا ہے۔

☆ تمام عمر اس کی خطائیں اس کے اعمال نامہ میں نہ درج کی جائیں گی۔

عالم کی خدمت کا ثواب ہزار رکعت نفل سے زیادہ ہے۔

عالم کی تعظیم اور شفاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

''فتاویٰ نسفی'' میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس وقت عالم کسی جلسہ میں آئے اور حاضرین جلسہ اس کی تعظیم کے لئے پورے طور پر کھڑے نہ ہوں تو قیامت کے دن وہ لوگ میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔ اور جو شخص عالم کو ایک درہم دے یا پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیک بخت اولاد عطا فرمائے گا اور وہ شخص بلا حساب وکتاب بہشت میں داخل ہوگا۔''

عالم کی تعظیم میں خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری خوشنودی چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ میرے دوست کی تعظیم کرے۔ صحابہ نے عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا دوست کون ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرا دوست طالب علم ہے اور وہ مجھ کو اللہ کے فرشتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ چنانچہ

☆ جس شخص نے طالب علم کی زیارت کی' گویا اس نے میری زیارت کی۔

☆ اور جس نے اس سے مصافحہ کیا گویا مجھ سے مصافحہ کیا۔

☆ اور جو اس کے پاس بیٹھا گویا میرے قریب بیٹھا۔

☆ اور جس نے اس کی تعظیم کی اور اس کو بڑا جانا گویا اس نے میری تعظیم کی۔

اور جس نے میری تعظیم کی تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اور —— جس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اس کے لئے بغیر حساب وکتاب ہمیشہ کے لئے جنت ہے' کیونکہ قیامت کے دن وہ میری امت کا شفیع ہوگا۔''

حصول علم کے دوران انتقال درجہء نبوت کے قریب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب

لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص علم دین کی طلب میں ہو اور اسی طالب علمی کی حالت میں اس کی موت آجائے تو بارگاہ الٰہی میں اس شخص اور انبیاء کے درمیان فقط ایک درجہ کا فرق ہوگا اور وہ درجہ نبوت ہے۔''

عالم کے دم قدم سے برکات:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ عالم اور طالب علم جب کسی شہر میں گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شہر کے قبرستان سے چالیس دن تک عذاب اٹھالیتا ہے — اور جو شخص عالم کو نگاہ محبت سے دیکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دوزخ سے نجات بخشتا ہے اور جو شخص دنیا میں اہل جنت کو دیکھنا چاہئے تو طالب علموں کو دیکھے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے کہ جو طالب علم فقط علم دین سیکھنے کے لئے سیروسفر اور آمدورفت رکھتا ہے' اس کے اعمال نامہ میں اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور ہر قدم کے بدلے میں اس کے لئے ایک شہر تیار فرماتا ہے۔ طالب علم زمین پر چلتا ہے اور زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے' اور وہ صبح وشام کنار مغفرت میں رہتا ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب دوزخ سے نجات دے دی ہے۔''

ہر مسلمان کے لئے چار ضروری چیزیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں:

☆ کشادہ گھر ☆ عمدہ گھوڑا ☆ روشن چراغ ☆ نیا کپڑا

صحابہ نے عرض کی:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کشادہ گھر سے کیا مطلب ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صبر کرنا۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''گھوڑے کے عمدہ ہونے سے کیا غرض ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عقل''

صحابہ کرام نے دریافت کیا:

''لباس کی عمدگی سے کیا مطلب ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شرم وحیا''

پھر عرض کیا گیا:

''روشن چراغ سے کیا مراد ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علم''

علم سے دوری اعمال ضائع کرتی ہے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص سات دن تک علم کی باتیں نہ سنے' اللہ تعالیٰ اس کے ستر سال کے نیک عمل اکارت کر دیتا ہے۔''

جس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جناب رسالت مآب سے اس حدیث کو سنا تو حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس روتے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا

''اے علی! کیوں روتے ہو۔''

آپ نے فرمایا:

''میں ان جنگل میں رہنے والوں کی حالتوں پر روتا ہوں جو مدتوں علم کو نہیں سنتے ہیں۔''

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑی ہو گئیں اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! عالموں کے رزق کو منتشر کر دے' یہاں تک کہ وہ لوگ شہروں اور قصبوں میں گھوم کر خلق خدا کو جو ہدایت کے طریقہ پر آنا چاہیں' علم اور ادب کی تعلیم دے کر ان کے گوش گزار کریں تاکہ قیامت کی سختیوں اور مصیبت سے ان کو نجات حاصل ہو۔''

عالم کی صحبت میں بیٹھنے کی فضیلت و برکات:

حضرت فقیہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیان کیا جاتا ہے جو شخص عالم کے پاس پہنچ کر اس کے نزدیک بیٹھے اور اس سے علم حاصل کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو' تب بھی اس

کو سات کرامتیں حاصل ہوں گی:

☆ طالب علم کی سی فضیلت پائے گا۔

☆ جب تک وہ شخص اس عالم کے پاس بیٹھا رہے گا' گناہوں اور خطاؤں سے محفوظ رہے گا۔

☆ جس وقت وہاں سے نکلے گا' اس پر رحمت کا نزول ہوگا۔

☆ جب تک اس کے نزدیک بیٹھا رہے گا' اس وقت تک اس پر برابر رحمت اور برکت کا نزول ہوتا رہے گا۔

☆ جب تک وہ سنتا رہے گا اس کے اعمال نامہ میں نیکیاں برابر لکھی جائیں گی۔

☆ ملائکہ اس کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیں گے اور وہ ان میں بالکل مل جائے گا۔

☆ اس کے ہر ایک قدم' جس کو وہ اٹھاتا اور رکھتا ہے اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گے۔ اور اس کے مرتبے بلند ہو جائیں گے اور اس کی نیکیاں بڑھا دی جائیں گی۔

ان فضائل کے علاوہ اللہ تعالیٰ اس کو چھ کرامتیں اور عطا فرماتا ہے:

☆ جتنی مرتبہ وہ اہل علم کی مجلس میں بیٹھے گا' ہر بار اس کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا اور اس پر رحمت کا نزول ہوگا۔

☆ جتنے لوگ اس کی پیروی کریں گے ان سب کے برابر ثواب اس کو ملتا جائے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

☆ جو شخص اس کے پیروؤں میں سے بخشا جائے گا وہ اس کی شفاعت کرے گا۔

☆ اہل فسق و فجور کی صحبت سے اس کا دل سرد ہو جائے گا۔

☆ مومنین اور صالحین کے طریقے میں وہ داخل ہوگا۔

☆ وہ شخص اس ارشاد الٰہی کا مصداق ہوگا...... کونوا ربانیین یعنی "اللہ والے بنو۔" جس سے مراد علماء و فقہاء و صلحاء ہیں۔

یہ فضیلتیں اس شخص کے لئے ہیں جو عالموں کی صحبت میں بیٹھ کر کچھ یاد نہ کرے — اور جو شخص علماء سے فیض اٹھائے اور ان کی تعلیمات کو محفوظ رکھے۔ اس کے لئے اس سے ہزاروں درجے زیادہ فضیلتیں ہوں گی۔

باب نمبر ۱۶

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت اور اس کا اجر

کثرت درود کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اس دوران انہوں نے ایک آدمی کو طواف کرتے دیکھا کہ وہ طواف کرتے ہوئے ہر قدم پر اخلاص کے ساتھ درود شریف پڑھتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا:

> "اے شخص! تو نے طواف میں تسبیح اور تہلیل کی جگہ بھی درود شریف ہی کو اختیار کر رکھا ہے۔ کیا تیرے پاس اس کے متعلق کوئی دلیل ہے؟"

اس شخص نے جواب دیا:

> "خدا تم پر رحمت کرے پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

انہوں نے کہا:

> "میں عبداللہ ابن عباس ہوں۔" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وہ کہنے لگا:

> "اگر آپ اپنے زمانے میں عجیب وغریب شخص نہ ہوتے تو میں کبھی آپ کو اپنے حال سے آگاہ نہ کرتا نہ اپنا حال آپ پر ظاہر کرتا —— میں ایک بار حج بیت اللہ کے ارادے سے اپنے باپ کے ہمراہ چلا۔ راستے میں ایک منزل پر قیام کا اتفاق ہوا۔ جہاں میرا باپ سخت بیمار ہوگیا۔ میں اس کے علاج میں کوشش کرنے لگا لیکن کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ آخر کار ایک رات جبکہ میں اس

کے سرہانے اس کی خدمت میں مشغول تھا' وہ قضا کرگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا چہرہ بالکل سیاہ ہوگیا ہے' جسے دیکھ کر مجھے عبرت ہوئی اور بے ساختہ میری زبان سے یہ الفاظ نکلے:

انا للہ وانا الیہ راجعون

میرا باپ مرگیا اور اس کا منہ کالا ہوگیا' مجھ سے وہ چہرہ نہ دیکھا گیا اور چادر سے اس کے منہ کو ڈھانپ دیا۔ اسی دوران مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت حسین وجمیل شخص کہ اس سے زیادہ خوبصورت چہرے والا' صاف وستھرے لباس والا' نہایت معطر خوشبو والا' مجھے آج تک نظر نہیں آیا۔ نہایت دل آویز چال سے قدم بڑھاتا ہوا چلا آتا ہے۔ یہاں تک کہ میرے باپ کی لاش کے قریب آیا اور چادر کا دامن اس کے منہ سے ہٹایا۔ پھر اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر پھیرا' جس سے اس کا چہرہ روشن اور نورانی ہوگیا۔ اس کے بعد وہ پیارا انسان واپس چلا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کا دامن پکڑا اور لجاجت سے کہا کہ اے خدا کے نیک بندے! آپ کون ہو؟ جو اس حالت غیرالوطنی میں میرے باپ کی دستگیری کے لئے آپ کو اللہ کریم نے بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ "کیا تم مجھے نہیں جانتے ہو؟ محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں جن پر قرآن پاک نازل ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ تمہارا باپ زندگی بھر اپنی جان پر ظلم کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مشغول رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ کثرت سے ہم پر درود بھیجا کرتا تھا۔ چنانچہ مرنے کے بعد جب وہ مرنے کے بعد مبتلائے عذاب ہوا۔ اس نے ہماری جناب میں آ کر فریاد کی۔ چنانچہ ہم اس کی فریاد کو آ پہنچے۔ ہم اس شخص کی فریادرسی ضرور کرتے ہیں جو ہم پر درود شریف بھیجتا ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ حقیقت میں میرے باپ کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ہے۔"

قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ پانے والے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش پاک کے سایہ میں میری امت کے گیارہ قسم کے آدمیوں کو جگہ دے گا:

☆ جو شخص جاڑے کے موسم میں اچھی طرح وضو کرنے میں اعضاء کو دھوئے۔
☆ جو شخص بارش اور آندھی میں پیادہ پا (پیدل) نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جائے۔
☆ جو تہجد کی بارہ رکعت ہمیشہ پڑھتا رہے' یہ وہ وقت ہے کہ اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔
☆ جو شخص یتیموں پر احسان کرے۔
☆ جو شخص بیوہ عورتوں کی مدد کرے۔
☆ جو شخص حقوق الٰہی پورے طور سے بجا لائے۔
☆ جو شخص ان چیزوں سے اپنے دامن کو بچا کے رکھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔
☆ جو شخص میری امت کے رنج و غم کو دور کرے۔
☆ جو شخص میری امت کو خوش کرے۔
☆ جو شخص دن رات اکثر کلمہ شہادت کا ورد رکھے اور کہا کرے:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبدهٗ و رسولهٗ

☆ جو شخص ہر وقت کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔

نبی کریم ﷺ کی حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار فرما کر ان کے جسم خاکی میں روح پھونکی اور ان کی آنکھوں کو روشن کیا تو انہوں نے عرش الٰہی کے نیچے دیکھا کہ بخط نور لکھا ہوا تھا:

اللهم صل علی محمد بعد د كل ذرة الف الف مرة وعلىٰ آل محمد وبارک وسلم

تو آدم علیہ السلام نے پوچھا:

''اے میرے پروردگار! یہ کس وجہ سے مجھ سے افضل ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے آدم! جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو سنو! اس لئے کہ تمہاری گفتگو سے تو تمام فرشتے بنتے ہیں۔ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پیدا کرتا تو ہرگز تم کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا۔ حالانکہ وہ تمہاری ہی اولاد سے ہیں۔''

حضرت آدم علیہ السلام اسی وقت سجدۂ شکر بجالائے۔

درود شریف حضرت حوا علیہا السلام کا حق مہر:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے جنت میں پیدا کیا اور ان کے بائیں پہلو میں جگہ دی تو حضرت آدم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوکر کیا دیکھتے ہیں ک ایک عورت میرے پہلو میں ہے۔ جس کی طرف انہوں نے محبت سے نگاہ ڈالی اور اس کے حسن و جمال پر شیدا ہوگئے۔ بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

''اے پروردگار! یہ حسین عورت کون ہے جس کی طرف میرا دل بے اختیار کھنچا جاتا ہے اور بغیر اس کے دیکھے دم بھر صبر وقرار نہیں آتا۔''

جواب ملا:

''ان کا نام حوا ہے۔'' ......عرض کی:

''اے پروردگار! اگر تو یہ عورت مجھے عنایت فرمائے تو میری زندگی اس کی صحبت میں نہایت عیش وآرام سے بسر ہو۔'' ...... ارشاد ہوا:

''پہلے اس کا حق مہر ادا کرلو''......

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی:

''اے پروردگار میرے پاس بجز حلہ جنت کے کچھ نہیں جوکہ تیرا عطا کیا ہوا ہے لہٰذا بحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عورت کو مجھے عنایت فرما۔''

اللہ جل جلالہ کا حکم ہوا:

''اے آدم! جبکہ تم میرے پیارے محبوب اعظم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف سے واقف ہو تو تم کو چاہئے کہ ان کے نام مبارک پر دس بار درود بھیجو۔''

حضرت آدم علیہ السلام نے بکمال اخلاص درود شریف پڑھا اور حضرت حوا علیہا السلام

کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

درود شریف نہ پڑھنے والا بخیل اور حضور ﷺ کا ناپسندیدہ ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات کو میں کوئی کپڑا سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی اور چراغ بھی گل ہوگیا۔ رات اندھیری تھی کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے چہرۂ مبارک کی روشنی سے تمام گھر روشن ہوگیا اور میں نے سوئی اٹھالی' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کا چہرۂ مبارک کس قدر روشن اور منور ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس شخص پر افسوس ہے اور ہزار افسوس! جو قیامت کے دن میری زیارت سے محروم رہے گا۔''

میں نے عرض کیا:

''یا حبیب اللہ! وہ کون شخص ہے جو قیامت کے دن حضور کو نہ دیکھ سکے گا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ بخیل ہے۔''

میں نے دریافت کیا:

''یا سرکار! بخیل کون ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا نام آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

درود شریف نہ پڑھنے والا بہشت سے محروم ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص دن میں یا رات کو سو بار مجھ پر درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں برلائے گا۔ تیس دنیا میں اور ستر آخرت میں — اور جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ

بہشت کے رستے سے ہٹ گیا۔"

اللہ کریم کی رحمتوں کا ذریعہ درود شریف:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بار صدق دل سے درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو ایک حج مقبول کا ثواب اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب کہ وہ غلام اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ہوگا' بخشتا ہے۔ اور اپنے فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے:

"اے میرے فرشتو! یہ میرا وہ برگزیدہ بندہ ہے جس نے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا' مجھے اپنی عزت اور جلال اور رفعت وعظمت اور سخا اور بزرگی کی قسم ہے' کہ اس درود کے ہر حرف کے بدلے میں اس شخص کو بہشت کا ایک محل عطا کروں گا اور قیامت کے دن یہ شخص میرے حضور میں اس شان سے آئے گا کہ لوائے حمد کے سائے میں ہوگا۔ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا اور اس کا ہاتھ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا۔"

یہ فضیلت اس شخص کی ہے جو ہر دن اور رات میں یا شب جمعہ میں یا جمعہ کے دن درود شریف پڑھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد خیر الخلائق وافضل البشر وشفیع الامة یوم الحشر والنشر علیٰ سیدنا محمد بعدد کل شیء معلوماتک وصل علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی ملائکتک المقربین وعلیٰ عباد اللہ الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

جو شخص عمر بھر اکثر یہ درود پڑھا کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا' اور دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھے گا اور شہیدوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

درود شریف پڑھنے والے کو مرنے سے قبل زیارت نبوی کی بشارت:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے پوچھا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم لوگ آپ پر کس طرح درود شریف بھیجیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ یہ درود شریف پڑھا کرو۔ **اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم وارحم کما صلیت وسلمت وبارکت ورحمت علیٰ ال ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید.**

بعضوں نے کہا ہے کہ اس درود شریف کو پڑھنا چاہئے: **اللھم صل علی محمد النبی الامی**

جو شخص دن میں یا رات کو سو بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے تو:

☆ وہ قیامت کی تشنگی میں حوض کوثر کے صاف اور پاکیزہ پانی سے سیراب ہوگا۔

☆ اور دنیا میں مرنے سے پہلے اپنے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف دیدار سے مشرف ہوگا۔

درود شریف برکتوں اور نعمتوں کا دھارا :

کہتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ وفات پا گئے تو ان کو ایک شخص نے جو حضرت ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ کے خادموں میں سے تھا' خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ — انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا ہے۔ پوچھا کہ زیادہ تر مغفرت کا سبب کیا ہے؟ ...... جواب دیا کہ میں یہ درود شریف بکثرت پڑھا کرتا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علیٰ محمد بعدد من صل علیہ — وصل علیٰ محمد بعد ومن لم یصل علیہ — وصل علیٰ محمد کما تحب وترضیٰ ان تصلی علیہ — وصل علیٰ محمد کما امرتنا بالصلوٰۃ علیہ — وصل علیٰ

محمد کما ینبغی الصلوٰۃ علیہ

جو شخص ان پانچوں درود شریف کو رات اور دن میں اکیس مرتبہ پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ سات نعمتیں عطا فرمائے گا:

☆ اس کے رزق میں برکت ہوگی۔

☆ زندگی بھر کسی کا محتاج نہ رہے گا۔

☆ نزع کے وقت اس کی زبان پر کلمہ توحید جاری ہوگا۔

☆ اس پر موت کی سختی آسان ہوگی۔

☆ اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی۔

☆ جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اس کی قبر میں پہنچیں گی۔

☆ بہشت میں بغیر حساب و کتاب داخل ہوگا۔

درود شریف پڑھنے والے کی دربار نبوی میں عزت افزائی:

حدیث شریف میں کہ ایک روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک انصاری نوجوان حاضر خدمت ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی بلند تر جگہ پر بٹھایا۔ حاضرین نے اس تعظیم کا سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے اس نوجوان کو ان دونوں سے بلند مقام پر جگہ اس لئے دی ہے کہ دنیا میں اس شخص سے زیادہ کوئی مجھ پر درود نہیں پڑھتا۔ یہ شخص ہر صبح و شام کو یہ پانچوں درود اپنا ورد رکھتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ محمد بعدد من صلٰ علیہ

وصل علیٰ محمد بعدد من لم یصلٰ علیہ

وصل علیٰ محمد کماتحب وترضیٰ ان تصلٰی علیہ

وصل علیٰ محمد کما امرتنا بالصلوٰۃ علیہ

وصل علیٰ محمد کما ینبغی الصلوٰۃ علیہ

ہزاروں ثواب والا درود شریف:

روایت ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھا کرے اس کو ہزار نمازوں اور ہزار حج اور

ہزار عمروں کا ثواب ملے گا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی محمد بعدد انفاس المخلوقات
وصل علی محمد بعدد اشجار الموجودات
وصل علی محمد بعدد حروف اللوح والدعوات
وصل علی سیدنا محمد سواکن الارضین والسموت الی النہیات
من الموجود والمعدوم الی ابدالاباد من انوله واوسط حشرہ وبقاتہٖ
وصل اللہ علی محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین

جہنم میں جانے والے لوگ:

حضرت ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا ''آمین!'' —— پھر منبر کے دوسرے درجے پر تشریف لے گئے اور فرمایا ''آمین!'' —— پھر تیسرے درجے پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا ''آمین!'' —— اس کے بعد منبر پر بیٹھ کر آپ نے وعظ و نصیحت سے بھرا ہوا خطبہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا' پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

''یا رسول اللہ! آپ نے منبر پر تشریف لے جاتے ہوئے تین بار آمین کہا' یہ کیا تھا؟''

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب میں نے منبر پر قدم رکھے تو جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا' اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو شخص ماہ رمضان المبارک کو پائے اور پھر پورا مہینہ گزر جائے لیکن اس کو توبہ کی توفیق نہ ہو' اور اسی سیہ کاری کے عالم میں مر جائے' دوزخ میں جائے گا۔ خدا کرے وہ ہمیشہ رحمت الٰہی سے محروم اور دور رہے۔ میں نے اس پر آمین کہا —— پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جس شخص کے ماں باپ زندہ ہوں اور وہ شخص ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے اور اپنی

خدمت گزاری سے ان کو خوش نہ کرے اور اسی حالت میں مر جائے تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس بدنصیب کو ہمیشہ اپنی رحمت سے دور رکھے' میں نے اس پر آمین کہا ۔۔۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ! جس شخص کے سامنے حضور آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھے اور اسی سیہ دلی کی حالت میں مر جائے تو داخل جہنم ہوگا۔ وہ بدبخت ہمیشہ رحمت الٰہی سے محروم رہے۔ اس پر میں نے آمین کہا۔"

درود شریف مغفرت کا وسیلہ ہے:

حضرت عمر بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو بندۂ مومن صدق دل سے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود شریف اس کے منہ سے نکلتے ہی تیزی کے ساتھ تمام خشکی وتری مشرق ومغرب میں پھیل جاتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ میں وہ درود شریف ہوں جو فلاں بن فلاں نے اخلاص کے ساتھ اللہ کے پیارے محبوب رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین خلق اللہ کی خدمت میں پیش کیا ہے' پھر دنیا کی ہر شے اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی التجا کرتی ہے ۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ اس درود شریف سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جس کے

- ☆ ستر ہزار بازو اور ہر بازو پر ستر ہزار پر۔
- ☆ ہر چہرے میں ستر ہزار منہ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں۔
- ☆ اور ہر زبان میں ستر ہزار نعت ہوتے ہیں۔

ہر نعت سے قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس ہوتی ہے اور اس کا ثواب اس درود پڑھنے والے کے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے اور وہ پرندہ ہمیشہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یا اللہ! جس شخص نے یہ درود پڑھا ہے اس کی مغفرت فرما دے یا الٰہی! اس درود پڑھنے والے کو بخش دے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

"جو شخص مجھ پر میرے حق کی تعظیم بجالا کر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس درود کے الفاظ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک بازو مشرق میں ہوتا ہے' دوسرا

مغرب میں۔ اس کے پاؤں زمین کے ساتویں طبقہ پر ہوتے ہیں اور سر عرش الٰہی سے ملا ہوا۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے فرشتے! میرے نیک بندے کے لئے دعائے رحمت کر جس طرح اس نے میرے محبوب اعظم میرے برگزیدہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجا ہے...... وہ فرشتہ قیامت تک اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔

درود پڑھنے والے کے لئے فرشتوں کی دعائیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا:

"یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کی امت سے جو شخص آپ پر درود بھیجتا ہے' اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائے بخشش و رحمت کرتے رہتے ہیں اور جس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں وہ ضرور بہشت میں داخل ہوتا ہے۔"

درود شریف سے رحمتوں کا نزول:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت اعمش نقل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

☆ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔

☆ اور جو شخص دس بار مجھ پر درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر سو بار رحمت کرتا ہے۔

☆ جو شخص مجھ پر سو بار درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر ہزار بار رحمت کرتا ہے۔

☆ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود شریف پڑھے گا' وہ اس شان سے بہشت میں داخل ہوگا کہ میرے شانے سے اس کا شانہ ملا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے زمرے میں جگہ دے گا — اور اس کو دنیا میں کفر ونفاق اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا — اور اس کے جسم کے دوزخ کی آگ پر حرام کردے گا — اور دونوں جہاں میں اور منکر نکیر کے سامنے اس کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے عقیدے پر ثابت قدم رکھے گا اور بہشت میں داخل فرمائے گا۔ اس کے لئے وہی درود شریف قیامت کی تاریکیوں میں اور پل صراط پر جس کی درازی پانچ سو برس کی راہ ہے' نور بن جائے گا — اور ہر بار درود شریف پڑھنے کے بدلے میں اس کو

بہشت کا ایک محل ملے گا۔

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سو بار مجھ پر درود شریف پڑھے' اللہ تعالیٰ اس کی:

☆ اسی برس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔

☆ قیامت میں اس کے لئے ایک نور ہوگا اور جو شخص اہل نور میں سے ہو وہ ہرگز حوالہ آگ نہیں ہوسکتا۔

☆ کثرت سے درود پڑھنے والے کو جنت میں کثرت سے حوریں ملیں گی۔

قبولیت دعا کے لئے درود شریف:

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دعا مانگنے والے کے منہ سے جو دعا نکلتی ہے وہ زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور بارگاہ ایزدی میں قبول نہیں ہوتی جب تک دعا مانگنے والا صدق دل سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں پڑھتا۔

درود شریف نہ پڑھنے والوں پر عذاب وسختی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے ابوہریرہ! جب تمہارا کسی ایسی بستی میں گزر ہو' جہاں ایسے لوگ ہوں کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹے میں سو بار بھی مجھ پر درود نہ پڑھیں تو اس مقام سے گریز کرو' کیونکہ تھوڑے ہی دنوں میں اس بستی پر اللہ تعالیٰ کا قہر اور غضب نازل ہوگا۔ اور ان لوگوں پر پندرہ عذاب آئیں گے جن میں سے پانچ عذاب دنیا میں ہوں گے اور وہ یہ ہیں:

☆ زندگی بھر تنگ دست رہیں گے۔

☆ اللہ تعالیٰ ان پر وبائے طاعون اور ناگہانی موت کو مسلط کرے گا۔

☆ اس بستی میں بارش نہ ہوگی۔

☆ وہ لوگ تنگ دستی سے تنگ آکر اپنی اولاد کو ایک ایک درہم پر بیچ ڈالیں گے اور شہروں

میں مارے مارے پھریں گے۔

☆ سخاوت کی توفیق ان سے اٹھالی جائے گی۔

پانچ عذاب مرنے کی حالت میں ہوں گے اور وہ یہ ہیں:

☆ موت کے وقت کلمہ شہادت زبان سے ادا نہ ہوگا۔

☆ جانکنی کا عالم نہایت سخت ہوگا۔

☆ بھوک اور پیاس کی حالت میں دم نکلے گا۔

☆ دنیا سے بے ایمان اٹھے گا۔

☆ قبر میں پیشانی اور ہونٹ سیاہ ہو جائیں گے۔

پانچ عذاب آخرت میں ہوں گے اور وہ یہ ہیں:

☆ اہل فسق و فجور کی جماعت میں ان کا حشر ہوگا۔

☆ اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

☆ میزان عمل میں برائیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔

☆ پل صراط سے گزرتے ہوئے دوزخ کی آگ کے شعلوں سے پچاس ہزار برس تک جلتے رہیں گے۔

☆ دوزخ میں ہمیشہ فرعون کے ساتھ رہیں گے۔

چنانچہ ہر بستی اور مقام کے مسلمانوں کو چاہئے کہ دن اور رات میں کم از کم سو بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ضرور پڑھ لیا کریں۔

درود شریف پڑھنا تمام اذکار سے بہتر ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ:

☆ اس پر سو بار رحمت نازل فرماتا ہے۔

☆ اس کے دس گناہ معاف فرماتا ہے اور

☆ اس کے دس درجے بہشت میں بلند کرتا ہے۔

اگر تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا تمام عبادات پر افضل و اعلیٰ ہے تو تم کو چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان جو خاص اسی بارے میں ہے' غور

سے دیکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماo

اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا اپنے بندوں کو حکم دیا ہے ــــ سب سے پہلے خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا ــــ پھر اپنے ملائکہ کو درود پڑھنے کا حکم دیا ــــ اس کے بعد جمیع مسلمانوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ وہ بھی نبی برحق پر صدق دل سے درود وسلام پڑھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا تمام عبادتوں سے بہتر ہے۔

سرکار دو جہاں ﷺ کی رحلت کے بعد درود کا جواب:

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری رحلت کے بعد تم میں سے جب کوئی مجھ پر درود وسلام بھیجے گا تو جبرئیل علیہ السلام آکر مجھ سے عرض کریں گے:

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود وسلام بھیجا ہے۔"

تو میں اس کے جواب میں کہوں گا:

علیہ وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

نہایت ظلم کی چار باتیں:

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں نہایت ظلم کی ہیں:

☆ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا۔

☆ نماز کے درمیان اپنے چہرے پر سے گرد وغبار پونچھنا۔

☆ اذان سننے میں موذن کے ساتھ ساتھ وہ کلمات ادا نہ کرنا۔

☆ جب میرا نام لیا جائے اسے سن کر درود نہ پڑھنا۔

درود شریف کا اجر بے حد وحساب:

جو صاحب ایمان نبی پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والثناء پر درود پڑھتا ہے اس کا اجر بے وحساب ہے۔ جس کو اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ جس وقت درود زبان پر لاتا ہے تو حضرت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور سے سر اقدس اٹھا کر اس شخص کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں —— لہٰذا جو شخص سو بار درود شریف پڑھے گا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ محبت اس پر سو بار پڑے گی اور جو ہزار بار پڑھے گا تو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف نگاہ کرم سے ہزار بار دیکھیں گے۔

باب نمبر ۱۷

افضل الذکر لا الہ الا اللہ کلمہ طیبہ کی فضیلت

زمین و آسمان کی کنجیاں اور عرش کا خزانہ:

آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر...... یہ کلمات زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں۔ اور لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم...... عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے...... چنانچہ:

☆ جو شخص چاہتا ہے کہ شیطان کے مکروفریب سے محفوظ رہے' اسے چاہیے کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کرے۔

☆ اور جو شخص چاہتا ہے کہ جنات اور انسانوں کے مکروفریب سے بچا رہے اس کو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا ورد رکھنا چاہیے۔

☆ اور جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دے' اس کو ہمیشہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا وظیفہ پڑھنا چاہیے۔

سب اعمال پر بھاری کلمہ طیبہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عاص روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے روز ایک شخص میزان عمل کی طرف لایا جائے گا اور اس کے اعمال کے ننانوے دفتر نکالے جائیں گے...... بعض دفتر ایسے ہوں گے کہ جہاں تک نظر کام دے گی' وہاں تک اس کا پھیلاؤ ہوگا...... اور ان سب دفتر

میں اس کے گناہ درج ہوں گے۔ گناہوں کے یہ دفتر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے' پھر چیونٹی کے برابر ایک چھوٹا سا کاغذ نکال کر' جس پر کلمہ:

''اشھد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عبدہٗ ورسولہ

لکھا ہوا ہوگا۔ ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا...... تولنے پر یہی پاک کاغذ اس کے تمام گناہوں پر غالب آئے گا۔''

حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک نیک عمل جسے انسان کرتا ہے' قیامت کے دن تولا جائے گا مگر کلمہ لا الہ الا اللہ میزان عمل میں نہ رکھا جائے گا کیونکہ اگر ایک پلڑے میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور جو کچھ زمین و آسمان میں مخلوق ہے' رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں کلمہ لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو اس پر کلمہ لا الہ الا اللہ بھاری رہے گا۔''

کلمہ طیبہ کے باوضو ورد پر انعامات:

زادان نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص باوضو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کو بارہ مقامات عطا فرمائے گا:

- ☆ دنیا سے اسلام پر اٹھایا جائے گا۔
- ☆ اس پر جان کنی کی سختی آسان ہوگی۔
- ☆ اس کی قبر روشن ہوگی۔
- ☆ منکر نکیر اس کے سامنے اچھی صورت میں آئیں گے۔
- ☆ اس کو قیامت کے دن شہداء کی جماعت کے ساتھ اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔
- ☆ میزان عمل میں اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔
- ☆ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔
- ☆ اللہ کریم اس کے جسم کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔
- ☆ شراب طہور سے اسے سیراب کیا جائے گا۔
- ☆ بہشت میں ستر حوریں اس کی بیویاں ہوں گی۔
- ☆ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی شفاعت نصیب ہوگی۔
- ☆ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

کلمہ طیب کے ذکر پر اجر عظیم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ ایک بار کہے گا اس کے ذرہ برابر بھی گناہ نہ رہیں گے ـــــ نیز پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اس کے منہ سے ایک سبز رنگ کا پرندہ نکلتا ہے جس کے دونوں بازو سفید موتی اور یاقوت کے ساتھ جڑاؤ کیے ہوتے ہیں اور:

☆ اس پرندے کے دس ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں دس ہزار منہ۔

☆ ہر منہ میں دس ہزار زبانیں اور ہر زبان میں دس ہزار لغت۔

ان لغات میں اللہ کی تسبیح اور کلمہ پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتا ہوا وہ پرندہ آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور عرش الٰہی کے نیچے پہنچ کر تسبیح اور استغفار میں مشغول ہوتا ہے۔ اس پرندے کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ جنت میں بسیرا لے۔ وہ عرض کرتا ہے:

''یا اللہ! میں بہشت کی طرف نہ جاؤں گا جب تک تو اس شخص کو نہ بخش دے گا، جس کے منہ سے میں نکلا ہوں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اے کلمہ طیبہ! سن کہ اس نیک بندے کی زبان پر تو پورے طور سے ابھی جاری بھی نہ ہوا تھا کہ میں اس کے تمام گناہ بخش چکا۔''

پھر اس پرندے کو ستر ہزار زبانیں عطا کی جاتی ہیں کہ وہ ہر زبان سے اس کلمہ پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو یہ پرندہ اس نیک بندے کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام التحیات ہے اور اس درخت کی چوٹی پر ایک چڑیا ہے جس کا نام الصلوٰۃ ہے اور اس درخت کے نیچے ایک چشمہ ہے جس کا نام طیبہ ہے۔ جس کوئی شخص لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو وہ چڑیا پھڑ پھڑانے لگتی ہے اور:

☆ اس کے ہزار بدن ہیں اور ہر بدن میں ہزار سر ہیں،

☆ اور ہر سر میں ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرے میں ہزار منہ ہیں،

☆ اور ہر منہ میں ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان میں ہزار لغت'

☆ اور ہر لغت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔

☆ اور دو بازو ہیں' ایک مشرق میں ایک مغرب میں' ہر ایک بازو موتی اور یاقوت سے جڑا ہوا ہے اور اس کا سر موتی کا ہے۔

پھر وہ چڑیا اس درخت سے اڑتی ہے اور اسی چشمہ طیبہ میں غوطہ لگا جاتی ہے' پھر نکل کر اسی درخت پر بیٹھتی ہے اور اپنے بازوؤں کو پھڑ پھڑاتی ہے جس سے کثرت کے ساتھ قطرے ٹپکتے ہیں۔ پھر رب کریم ہر ایک قطرے سے ایک بڑا فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کی تسبیح و تقدیس میں قیامت تک مصروف رہے گا۔

کلمہ طیبہ اور قلم کا عزوشرف:

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس چیز کو پیدا کیا وہ لوح محفوظ ہے۔ اس کے بعد قلم کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ ''لکھ'' — قلم نے پوچھا کہ ''اے پروردگار! کیا لکھوں؟'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب لکھ'' — پھر دوسری مرتبہ حکم ہوا کہ ''اے قلم! لکھ'' — قلم نے عرض کی ''اے میرے پروردگار! کیا لکھوں؟'' — اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا'' لکھ لا الہ الا اللہ'' — قلم نے اس کلمے کو ستر ہزار سال میں لکھ کر تمام کیا...... پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے قلم! لکھ!'' — قلم نے عرض کی ''اے پروردگار! اب کیا لکھوں!'' — فرمایا'' لکھ محمد رسول اللہ'' — جب قلم نے لکھنا شروع کیا اور محمد رسول اللہ کے نام پاک پر پہنچا تو اس نام کی ہیبت سے شق ہو گیا اور سات ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہا۔ پھر جب ہوش آیا تو سات ہزار برس تک تھرتھراتا رہا۔ پھر سجدے میں گرا اور سات ہزار برس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا — جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا'' اے قلم لکھ محمد رسول اللہ'' — قلم نے عرض کی:

''اے پروردگار! کیا تیرے نام پاک کے سوا کوئی دوسرا نام بھی ہے جو اسی درجے کا عظیم الشان اور بزرگ و برتر ہو۔''

رب العزت نے فرمایا:

''اے قلم! ادب اختیار کر' کیونکہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین' عرش و کرسی' لوح و قلم کچھ بھی نہ پیدا کرتا' بلکہ اپنی

ربوبیت کو بالکل ظاہر نہ کرتا۔ میں نے یہ تمام مخلوقات اس کے طفیل اور اسی کے نور سے پیدا کی ہیں۔"

چنانچہ قلم نے ستر ہزار برس میں یہ کلمہ لکھا۔ اس طور سے قلم نے لوح محفوظ پر گویا ایک لاکھ چوبیس ہزار برس میں پورا کلمہ طیبہ تحریر کیا۔

کمال ہیبت سے قلم شق ہو گیا تھا۔ اس شگاف پر اللہ تعالیٰ نے استبرق کی ستر ہزار پٹیاں باندھیں۔ ہر پٹی کے درمیان ستر ہزار برس کی مسافت کے برابر فاصلہ تھا — جب قلم یہ کلمہ لکھ چکا تو حکم الٰہی پہنچا کہ "اب لکھ السلام علیک یا نبی اللہ" — ابھی قلم نے یہ کلمہ لکھا بھی نہ تھا کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک نے جواب دیا' "وعلیک السلام" — رب العزت نے غلبہ محبت کے ساتھ فرمایا" وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سے آواز آئی:

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین " جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ التحیۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ نے جو سلام و برکات کے ساتھ مخصوص فرمایا تھا' آپ نے اس روحانی عالم میں بھی اپنی امت کو فراموش نہیں فرمایا بلکہ اللہ پاک کے اس انعام اور رحمت و شفقت میں تمام مومنین امت کو شامل فرما لیا — اسی مقام سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لوگوں پر ایک دوسرے پر سلام کہنا سنت ہوا۔

الغرض قلم کی ضخامت بہت بڑی ہے یہاں تک کہ بالفرض آسمان و زمین کو چھیل کر باریک کاغذ کی طرح پھیلایا جائے اور پھر وہ کاغذ قلم پر رکھا جائے تو قلم کے مقابلہ میں وہ کاغذ ایسا ہو گا جیسے انار کا ایک دانہ جنگل میں' یا رائی کا کوئی دانہ کسی میدان میں پڑا ہو۔ اس وقت قلم نے عرض کی:

"اے پروردگار! تو نے مجھے نہایت عظیم الشان مخلوق بنایا ہے اور اپنی رحمت سے یہ عزت بخشی کہ اس کلمہ پاک کے لکھنے کا حکم دیا' اور میں نے تیرے حکم سے دو کلمے ایک عرصہ دراز میں جس کی مدت ایک لاکھ چالیس ہزار برس ہوتی ہے' تحریر کیے اور وہ کلمے یہ ہیں:

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

"تیرے بندوں میں سے کون سا بندہ اس مدت دراز تک زندہ رہے گا جو اس کلمہ پاک کو پورا کر سکے گا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

"اے قلم! میں آخری زمانے میں اپنا ایک حبیب پاک پیدا کروں گا' جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو گا۔ میں نے اس کو اور اس کی امت والوں کو نہایت عزت اور عظمت دی ہے لیکن ان کی عمریں ان سے پہلی امتوں' کے مقابلے میں بہت کم رکھی ہیں۔ میں نے اس امت والوں کو اس قدر شرف بخشا ہے کہ وہ ایک دن میں یہ کلمہ پاک ستر ہزار بار زبان پر لا سکیں گے"......

افسوس ہے اس شخص پر جو اپنی تھوڑی سی زندگی میں سستی اور کاہلی سے اس کلمہ پاک کا ورد نہ رکھے۔ یہ کلمہ پکارتا ہے کہ:

"مبارک ہے وہ شخص جو ہر وقت مجھے زبان پر لائے۔"

اور اس کلمہ کے ثواب کو ذوالقرنین کی سلطنت بھی نہیں پہنچ سکتی — اے امتیانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم ہر وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کرو — بہت سے فرشتے ہر وقت کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب امتیانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیتے ہیں — جو شخص عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ پاک پڑھ لے گا' اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ جنت کی کنجی ہے۔"

جو شخص دن اور رات میں دس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا کرے' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا کہ جس میں سے جی چاہے جنت میں داخل ہو جائے — اور جب بندۂ مومن لاالہ الااللہ کے ساتھ ملا کر محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے' خواہ اس کے گناہ سمندر کے برابر ہوں:

☆ اس پر دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

☆ اس کو بہشت میں ستر ہزار حوریں اور ستر ہزار دربان ملیں گے۔

☆ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

☆ اور سب سے بڑھ کر دیدار الٰہی کی دولت نصیب ہو گی۔

نماز فجر کے بعد کلمہ طیب کا ذکر اور باران رحمت:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ہر روز نماز فجر کے بعد تین بار لا الہ الا اللہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا' اور:

☆ جو شخص آٹھ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا۔

☆ جو ستر بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو نگاہ رحمت سے ستر بار دیکھے گا۔

☆ اور جو سو بار پڑھے' اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے ماں باپ کو بخش دے گا۔

☆ اور جو ہزار بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو پل صراط کے ہزار عذابوں سے دور رکھے گا۔

☆ اور جو شخص ایک لاکھ بار پڑھ کر میت کو اس کا ثواب بخشے تو اللہ تعالیٰ اس میت کے تمام گناہ معاف فرمائے گا اور اس کی مغفرت فرما دے گا اگرچہ وہ مستحق عذاب ہی کیوں نہ ہو۔

بہشت کے دروازوں پر بھی لکھا ہے کلمہ طیبہ:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گزر ساتویں آسمان پر ہوا' اور میں نے بہشت اور دوزخ کو دیکھا اور میں نے بہشت کے دروازوں کو دیکھا ہر دروازے پر چار باتیں لکھی ہیں:

☆ پہلے دروازے پر لکھا ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اور اس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہے کہ ہر شے کے لئے ایک حیلہ ہوتا ہے —— اور دنیا و آخرت میں عیش و آرام سے زندگی بسر کرنے کا حیلہ یہ چار عادتیں ہیں:

☆ قناعت ☆ ترک عداوت ☆ ترک حسد ☆ نیکوں کی صحبت۔

نیک لوگ علماء وصلحاء وفقراء ومساکین ہیں۔

☆ دوسرے دروازے پر لکھا ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اور اس کے نیچے یہ عبارت تحریر ہے کہ ہر شے کا ایک حیلہ ہوتا ہے —— اور دنیا و آخرت کی خوشی کا حیلہ یہ چار خصلتیں ہیں:

☆ یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا'

☆ بیوہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا'
☆ مسلمانوں کی حاجت برداری میں کوشش کرنا'
☆ فقراء و مساکین کی صحبت میں رہنا'
☆ تیسرے دروازے پر لکھا ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اس کے نیچے لکھا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک حیلہ ہوتا ہے — اور تندرستی کے حیلہ کی یہ چار خصلتیں ہیں:
☆ غذا میں کمی کرنا
☆ گفتگو کم کرنا
☆ کم سونا۔
☆ عورت کے ساتھ جماع میں کمی کرنا۔
☆ چوتھے دروازے پر لکھا ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اس کلمے کے نیچے چار نصیحتیں لکھی ہیں:
☆ جو شخص ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر — اس کو اپنے والدین کی تعظیم کرنی چاہیے۔
☆ جو شخص ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر — اس کو اپنے ہمسایہ کی تعظیم کرنی چاہیے۔
☆ جو شخص ایمان لایا اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر — اس کو اپنے مہمان کی تعظیم کرنی چاہیے۔
☆ جو شخص ایمان لایا اللہ تعالیٰ اور قیامت پر — اس کو اچھی باتیں کرنی چاہئیں ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔

پانچویں دروازے پر لکھا ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اور اس کے نیچے یہ چار باتیں لکھی ہیں:
☆ جو شخص کسی دوسرے پر ظلم نہ کرے گا' اس پر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔
☆ جو شخص کسی کو گالیاں نہ دے گا' اس کو بھی گالیاں نہ دی جائیں گی۔
☆ جو شخص کسی دوسرے کی تحقیر نہ کرے گا' اس کی بھی تحقیر نہ کی جائے گی۔
☆ جو شخص دنیا و آخرت میں اپنی سلامتی چاہتا ہے اس کو لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

کا وظیفہ اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیے۔

اور چھٹے دروازے پر لکھا ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اور اس کے نیچے یہ چار باتیں درج ہیں:

☆ جو شخص چاہتا ہے کہ جان کنی عمدہ طور سے ہو اس کو عمدہ گفتگو کرنی چاہیے۔

☆ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی قبر پاک و صاف رہے اور اس کے جسم کو کیڑے مکوڑے نہ کھائیں' اس کو مسجد میں جھاڑو دینا چاہیے۔

☆ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ زمین کے نیچے تروتازہ رہے اور اس کا جسم بوسیدہ نہ ہو' اس کو مسجدوں کے لئے فرش (چٹائی' دری' قالین وغیرہ) خرید کر دینا چاہیے۔

☆ جو شخص مظالم قبر اور سانپ بچھوؤں کی نیش زنی (ڈنک مارنے) سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ مسجدوں کو چراغوں سے روشن رکھے۔

ساتویں دروازے پر لکھا ہے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے نیچے لکھا ہے کہ چار خصلتوں کے سبب دل منور رہتا ہے:

☆ بیماروں کی عیادت کرنا ☆ جنازے کی نماز پڑھنا۔

☆ میت کے لئے کفن خرید کرنا ☆ دنیاوی شہوات سے نفس کو روکنا۔

آٹھویں دروازے پر لکھا ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اور اس کے نیچے لکھا ہے کہ جو شخص اس گھر (جنت) میں داخل ہونا چاہے' اسے چار عادتیں اختیار کرنی چاہیں:

☆ سچ بولنا ☆ سخاوت کرنا۔

☆ خوش خلقی سے پیش آنا۔ ☆ لوگوں سے مصیبت کو دور کرنا۔

فی الحقیقت رسول کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔

تیسرے کلمہ کی فضیلت:

حضرت عبد اللہ بن واثق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتلا دیجئے' جس کے بعد مجھے قرآن شریف پڑھنے کی حاجت نہ ہو۔ کیونکہ مجھے قرآن شریف بالکل

یاد نہیں۔"
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الاباللہ العلی العظیم پڑھ لیا کرو۔"
اس نے اپنی انگلیوں پر گن کر پانچ مرتبہ اس کو پڑھا اور خوش خوش چلا گیا' پھر لوٹ آیا اور عرض کی:
"یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تمام تعریف اور توصیف تو اللہ تعالیٰ کی ہے' میری مغفرت کے لئے کیا دعا ہے؟"
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"کہو اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی"

انبیاء کرام کا ظہور اور کلمہ تمجید کی تکمیل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا اور حاملان عرش کو اسے اٹھانے کا حکم دیا تو ان کو بڑی دشواری ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:
"کہو تم سب سبحان اللہ!"
اس کلمہ طیبہ کے پڑھتے ہی عرش کو نہایت آسانی کے ساتھ اٹھالیا اور مدتوں سبحان اللہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور ان کو چھینک آئی تو خدا کی طرف سے کلمہ الحمد للہ ان کے دل میں ڈالا گیا اور کہا گیا کہ اے آدم علیہ السلام اسی واسطے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ فرشتوں میں سے (باہم ایک نے دوسرے سے) کہا کہ یہ دوسرا کلمہ بھی تو بہت معزز اور برتر ہے۔ ہم لوگوں کو بھی اس سے غافل نہ رہنا چاہیے اور دونوں کو ملا لینا چاہیے۔ چنانچہ وہ لوگ مدتوں سبحان اللہ والحمد للہ پڑھتے رہے۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اور سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام ہی کی قوم نے بت بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی اور فرمایا:
"اپنی قوم کو لاالہ الااللہ پڑھنے کا حکم دو۔"

چنانچہ آپ نے اللہ پاک کے حکم کو اپنی قوم کے سامنے ظاہر کر دیا — پھر فرشتوں نے کہا کہ یہ تیسرا کلمہ بھی بہت عمدہ اور اعلیٰ ہے اس کو بھی ان پہلے والے دو کلموں کے ساتھ ملا لینا چاہیے۔ چنانچہ ایک زمانہ دراز تک وہ سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الااللہ پڑھتے رہے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو قربانی کا حکم دیا اور ایک مینڈھا اپنی طرف سے ہدیہ کیا۔ جسے دیکھ حضرت ابراہیم علیہ السلام بے اختیار خوش ہو کر اللہ اکبر کہہ اٹھے' پھر فرشتوں نے کہا کہ یہ کلمہ بھی بہت بزرگ و برتر ہے' اس کو بھی ان کلموں کے ساتھ ملا لینا چاہیے۔ چنانچہ ایک مدت تک وہ لوگ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الااللہ واللہ اکبر پڑھتے رہے۔

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ باتیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیں تو آپ نے متعجب ہو کر (حیران ہو کر) لاحول ولا قوۃ الاباللہ العلی العظیم پڑھا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا کہ ان کلمات کو بھی پہلے والے کلمات سے ملا لیں۔ یوں کلمہ تجید کی تکمیل ہوئی۔

میزان عمل میں بھاری کلمات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر تو بہت ہی خفیف (ہلکے) ہیں لیکن میزان عمل میں بہت ہی بھاری ہیں اور یہی دونوں کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں:
سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ"

کلماتِ استغفار:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص نماز کے بعد تین بار استغفر اللہ العظیم الذی لاالہ الاھو الحی القیوم واتوب الیہ پڑھ لیا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ دوسو مرتبہ بخش دے گا اگرچہ وہ دریا کے پھیلاؤ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ استغفار امت قلب سے ہونا چاہیے۔

صبح کا وظیفہ جنت کا پروانہ:

حضرت امامہ باہلی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو اٹھتے ہی یہ دعا پڑھ لے تو اگر وہ اس روز مر جائے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی:

اللھم لک لاالہ الاانت ابی وانا عبدک امنت بک مخلصالک دینی اصبحت علی عھدک ووعدک ما استطعت واتوب الیک من سوء عملی واستغفرک لذنوبی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الاانت .

سوتے میں ڈر جانے پر یہ پڑھے:

مالک' یحیٰ ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی:

''یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں خواب کی حالت میں ڈر جاتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سوتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرو...... **اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشرعبادہ ومن ھمزات الشیطان واعوذبک رب ان یحضرون.**''

کشائش رزق کے لئے تسبیح اکسیر:

حضرت نافع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت ایک اور شخص حاضر خدمت تھا جس نے عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں بہت تنگدست ہوں' کیا کروں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تو فرشتوں کی نماز نہیں جانتا اور مخلوقات الٰہی کی تسبیح سے ناواقف ہے جس کے طفیل تمام دنیا کو رزق ملتا ہے۔''

اس شخص نے پوچھا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کیا ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب وخطیئة واتوب الیہ — یہ دعا طلوع صبح اور نماز فجر کے درمیان سو بار پڑھا کرو۔ اس کی برکت سے دنیا تمہاری طرف غلاموں کی طرح جھک پڑے گی۔"

پہلی شب ملاقات میں بیوی کے لئے دعا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب کوئی مسلمان پہلی رات اپنی بیوی کے پاس خلوت (تنہائی) میں جائے تو چاہیے کہ اپنی بیوی کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دے۔ پھر اس کا سر پکڑ کر یہ دعا پڑھے:

اللھم بارک لی فی اھلی فی اوزالھم منی وارز قنی منھم واجمع بیننا ماجمعت فی خیر وفرق بیننا مافرقت من شر۔"

باب نمبر ۱۸

زکوٰۃ ادا کرنے کا اجر و ثواب

دوزخ کے دربانوں کی ساتوں طبقوں پر آواز:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز دوزخ کے دربان اس کے ساتوں طبقوں پر آواز دیتے ہیں:

☆ پہلے طبقے کا نام جھنم ہے اور اس کے دربان کہتے ہیں **ویل یومئذ للمکذبین** یعنی قیامت کے دن جھوٹ بولنے والے کے لئے وبال ہے۔

☆ دوسرا طبقہ جس کا نام لظی ہے۔ اس کے دربان پکارتے ہیں **فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون** — یعنی ہلاکت ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔

☆ تیسرا طبقہ جس کا نام سقر ہے اس کے دربان کہتے ہیں **ویل لکل ھمزة لمزة** — یعنی

☆ چوتھا طبقہ جسے **حطمه** کہتے ہیں' اس کے دربان آواز دیتے ہیں **فویل لھم مما کتبت ایدیھم** — یعنی افسوس ہے ان علماء پر جو کلام الٰہی بگاڑ کر لکھتے ہیں۔

☆ پانچواں طبقہ جس کا نام سعیر ہے اس کے دربان پکارتے ہیں **ویل للقاسیة قلوبھم من ذکر اللہ** — یعنی افسوس ہے ان سنگ دلوں پر جو اللہ کے ذکر سے بے خبر ہیں۔

☆ چھٹا طبقہ جسے جحیم کہتے ہیں اس کے دربان آواز لگاتے ہیں **فویل للمطففین الذین اذا کتالو اعلی الناس یستوفون** — یعنی ہلاکت ہے ان کم تولنے والوں

کے لئے جو خود کسی کو دیتے وقت کم تول کر دیتے ہیں اور کسی سے اگر کچھ لیتے ہیں تو خوب پورا تول کر لیتے ہیں۔

☆ ساتواں طبقہ جس کا نام ھاویہ ہے اس کے دربان پکارتے ہیں فویل للذین لایؤتون الزکوٰۃ وھو حق اللہ —— یعنی بربادی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے حالانکہ وہ اللہ کا حق ہے۔"

قارون کی ہلاکت سے سبق لو:

بعض حکماء نے بیان کیا کہ قارون کی ہلاکت کے تین سبب تھے:

☆ دنیا کی محبت۔

☆ زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔

☆ فاحشہ عورت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہتان باندھنا۔

چنانچہ اے دنیا دارو! ——اے بہتان لگانے والو! ——اے زکوٰۃ نہ دینے والو! —— قارون کی حالت دیکھ کر غور کرو اور عبرت حاصل کرو اور بھول کر بھی کسی پر بہتان نہ لگاؤ اور قارون کے زمین میں دھنس جانے سے نصیحت پکڑو۔

نہایت سخت مصیبتیں:

حدیث شریف میں ہے کہ دس مصیبتیں نہایت سخت ہیں —— پانچ دنیا میں' پانچ آخرت میں —— دنیا کی پانچ مصیبتیں یہ ہیں:

☆ کسی پیارے دوست کا مر جانا۔

☆ خراب حالت دیکھ کر دشمنوں کا خوش ہونا۔

☆ دائمی مرض میں مبتلا ہونا۔

☆ بری عورت۔

☆ مال و دولت کا زائل ہو جانا۔

اور آخرت کی پانچ مصیبتیں یہ ہیں:

☆ امام کے ساتھ نماز با جماعت فوت ہو جانا۔

☆ علم دین کے عالم کا مر جانا۔

☆ محتاج سائل کو جواب دینا۔

☆ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

☆ مال کی زکوٰۃ نہ نکالنا۔

اللہ تعالیٰ کے غضب کے اسباب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی قوم:

☆ عہد شکنی اختیار کر لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو قتل و خون کے وبال میں مبتلا فرماتا ہے۔

☆ اور جس قوم میں فحاشی اور بدکاری پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر وبائے عام نازل فرماتا ہے۔

☆ اور جب کوئی قوم مال کی زکوٰۃ نکالنا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر بارش کو بند کر دیتا ہے۔

پانچ فضیلتوں سے محرومی:

بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص پانچ باتوں سے باز رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پانچ فضیلتیں دور رکھے گا:

☆ زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے سے اللہ تعالیٰ صحت اور عافیت دور رکھے گا۔

☆ قرآن پاک حفظ نہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ قبر کی روشنی دور رکھے گا۔

☆ دعا سے گریز کرنے والے سے اللہ تعالیٰ مقبولیت اور حاجت براری دور رکھے گا۔

☆ نماز میں سستی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ موت کے وقت کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کی زبان سے دور رکھے گا۔

☆ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ نفس کی پاکیزگی اور اس کے مال کی محافظت کو دور رکھے گا۔

قیامت کے دن حسرت زدہ لوگ:

روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس تین قسم کے آدمیوں کے لئے ہے:

☆ وہ نیک بخت غلام جس کو اس کے اعمال کی وجہ سے قیامت کے دن بہشت میں داخل کیا جائے گا اور اس کے بداعمال آقا کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔ اس وقت اس کو اپنی

دولت پر سخت حسرت ہوگی۔

☆ علم دین کا وہ عالم جو خود بے عمل ہو اور لوگوں کو قرآن و حدیث کی باتیں سنائے' لوگ اس کی باتوں کی وجہ سے قیامت کے دن نجات پا جائیں گے اور خود عالم بے عمل داخل جہنم ہوگا۔

☆ وہ شخص جس نے بڑی محنت سے جھوٹ بول بول کر اور زکوٰۃ و خیرات کو روک کر مال و دولت جمع کی اور مر گیا — پھر اس کے وارثوں نے اس مال و دولت کو خدا کی طاعت میں صرف کیا۔ جس کی وجہ سے قیامت کے دن نجات پا کر بہشت میں جائیں اور مال جمع کرنے والا دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

زکوٰۃ دینے میں مال کی حفاظت:

حدیث پاک میں ہے کہ زکوٰۃ دینے میں مال کی نگہداشت ہے اور وبال سے نجات ہے اور زوال سے حفاظت — آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے مسلمانو! زکوٰۃ نکال کر اپنے مالوں کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھو' جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا' اس کا ایمان مقبول نہیں۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کے لئے ایک آفت ہوتی ہے:

☆ علم کی آفت طمع ہے۔

☆ گفتگو کی آفت جھوٹ اور'

☆ تجارت کی آفت خیانت اور'

☆ خیرات اور صدقے کی نمائش اور'

☆ مال کی آفت زکوٰۃ نہ دینا۔

زکوٰۃ نہ دینے پر گیارہ مصیبتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص مال کی زکوٰۃ دینا چھوڑ دے گا۔ اس کا مال گیارہ مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کے ساتھ تباہ ہو جائے گا:

☆ یہ کہ اس کے گودام میں جہاں مال رکھا ہے وہاں آگ لگ جائے اور وہ تمام جل جائے۔

☆ یہ کہ تجارت کی غرض سے کشتی میں مال رکھ کر دریا کا سفر کرے اور وہ کشتی مال اور صاحب مال دونوں کو لے کر ڈوب جائے۔

☆ یہ کہ اپنے شہر سے دوسرے شہر میں سفر کرے اور کسی مقام پر مسافرانہ اترے' رات کو جب سو جائے تو چور اس کا مال چرا لے جائیں۔

☆ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر کسی ظالم و جابر کو مسلط کر دے جو اس سے زبردستی وہ مال چھین لے۔

☆ یہ کہ اس کا کوئی ایسا دشمن ظاہر ہو کہ اس کو قتل کر کے اس کے مال پر قابض ہو جائے۔

☆ یا اس کے مال کا کوئی حصہ خطرے میں پڑ جائے — یا اس کے گھر والے اور عزیز و اقارب سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائیں — یا یکایک مر جائیں اور ایسی حالت میں وہ مجبوراً اپنا مال صرف کرے اور اس کے پاس کچھ نہ رہے۔

☆ یا اس کے مکان کی کوئی دیوار شق ہو جائے یا محل کا کوئی حصہ گر پڑے' جس کی مرمت میں وہ اس مال کو صرف کر ڈالے۔

☆ یا زمین میں مال کہیں دفن کر دے اور پھر وہ جگہ یاد نہ رہے۔

☆ یا کسی دائمی مرض میں مبتلا ہو جائے اور شفا نہ پائے اور وہ مال اس کے تمام علاج میں صرف ہو جائے۔

☆ یا نزع کی حالت میں اس پر جان کنی کی سختی شدید ہو' یہاں تک کہ اس حالت میں اپنا مال صرف کر ڈالے۔

☆ یا ناگہانی موت سے کہیں گر کر یا دب کر مر جائے اور اس کے مال پر اس کا دشمن یا اس کے اعزاء و اقربا قبضہ کر کے اس مال کو معصیت' سیہ کاری' شراب اور زنا اور ناچ رنگ میں خرچ کریں۔

غرض زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال انہی صورتوں میں سے کسی شکل میں ضائع ہو جاتا ہے' اور اس جمع کرنے والے سے قبر میں ایک ایک دمڑی کا حساب لیا جائے گا اور قیامت میں بھی اس پر بہت سخت عذاب ہوں گے۔

زکوٰۃ محتاجوں اور فقیروں کا حق ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کا مال محتاجوں اور فقیروں کا حق

ہے۔ جو شخص اس میں سے کوئی چیز سونگھے گا وہ بیمار ہو جائے گا — اور جو شخص کھائے گا وہ جان کنی کی شدت کے عالم میں مرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الصدقات للفقراء یعنی صدقہ فقیروں کے لئے ہے — یہ نہیں فرمایا کہ امیروں کے لئے ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے پر قبر کی سختی: (حکایت)

زواجر میں درج ہے کہ تابعین میں سے کچھ حضرات ابوسنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب وہاں جا کر بیٹھے تو انہوں نے فرمایا کہ آؤ ہم سب اپنے ایک ہمسائے کے پاس چلیں جس کا بھائی مر گیا ہے' وہاں جا کر رسم تعزیت ادا کریں'' — محمد ابن یوسف غربانی کہتے ہیں کہ ہم سب لوگ ان کے ساتھ چلے اور اس شخص کے مکان پر آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص اپنے بھائی کے غم میں بے حد رو رہا ہے اور نہایت بے قرار ہے۔ ہم لوگ اس کو تسلی و تشفی دینے لگے لیکن اس کو کسی بات سے قرار نہ آتا تھا۔ آخر ہم نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ موت گویا کہ راہ ہے جس پر سے ہر متنفس ضرور گزرے گا — اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن میری گریہ وزاری کا سبب وہ دائمی عذاب ہے جس میں میرا بھائی گرفتار ہے۔ ہم نے پوچھا کہ کیا تجھ کو خدا نے غیب کی خبر دی ہے۔'' اس نے جواب دیا:

> ''نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو قبر میں رکھا اور مٹی ڈال کر قبر کو برابر کر دیا۔ دفن کر چکنے کے بعد سب ساتھ والے واپس چلے آئے اور میں تنہا اس کی قبر کے پاس بیٹھا رہا۔ اتنے میں قبر سے مجھے آواز آئی کہ وہ کہتا ہے' ہائے افسوس! سب لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اور میں عذاب کی سختیاں اٹھا رہا ہوں۔ حالانکہ میں روزے رکھتا تھا اور نمازیں پڑھتا تھا — یہ آواز سن کر میں رو پڑا اور بے اختیار ہو کر اس کی حالت دیکھنے کے لئے میں نے قبر کو کھولا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبر میں آگ دہک رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہے۔ مجھے برادرانہ محبت کے جوش نے مجبور کیا اور ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ وہ طوق اس کے گلے سے دور کر دوں۔ میرا ہاتھ اور انگلیاں جل گئیں۔''

یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ دکھایا جو بالکل سیاہ اور جلا ہوا تھا۔ پھر کہا:

"میں مٹی ڈال کر قبر کو اسی طرح بند کر کے چلا آیا' پھر کیونکر اپنے' بھائی کے حال پر نہ روؤں اور کیونکر نہ غم کروں۔"

ہم نے پوچھا کہ:

"دنیا میں تیرا بھائی کیا عمل کیا کرتا تھا جس کی یہ سزا ملی۔"

جواب دیا:

"وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کیا کرتا تھا۔"

ہم نے کہا:

"اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول پاک کی تصدیق ہوتی ہے۔
ولایحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہٖ ھو خیر لھم بل ھو شرلھم سیطوقون ما بخلوا بہٖ یوم القیمۃ —— یعنی جو لوگ اس مال و دولت کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں دے رکھا ہے' بخل اور خست کی وجہ سے جمع کرتے ہیں۔ وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ایسا مال ان کے حق میں مفید ہوگا' بلکہ وہ ان کے لئے وبال ہو جائے گا۔ بخل سے جمع کی ہوئی وہ دولت عنقریب قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہو جائے گی۔"

اور اس شخص کو یہ عذاب اس کی قبر ہی میں شروع ہو گیا —— راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم لوگ وہاں سے اٹھے اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام قصہ بیان کیا۔ اور ان سے پوچھا کہ:

"یا حضرت! ہم دیکھتے ہیں کہ یہود اور انصاریٰ بخل وغیرہ کی حالت میں مر جاتے ہیں اور ان پر اس طور سے کھلم کھلا عذاب نہیں ہوتا۔"

انہوں نے فرمایا:

"یہود اور نصاریٰ جو کہ کافر ہیں' ان کے دوزخی ہونے میں شک نہیں' صرف مسلمان کے متعلق اس طرح کے کرشمے تم کو اللہ تعالیٰ اس لئے دکھلاتا ہے تا کہ تم عبرت حاصل کرو۔ **وقال اللہ تعالیٰ فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم بحفیظ** —— یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم کہہ دو کہ قدرت الٰہی کے کرشموں سے جو شخص بصیرت حاصل کرے گا تو اس

میں اسی کی ذات کا نفع ہے اور جو دیکھ کر آنکھیں بند کر لے گا تو اس کا وبال اسی پر ہے میں تم پر کوئی نگہبان نہیں۔"

چھ چیزوں سے محبت' چھ چیزوں کی فراموشی:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگوں کو چھ چیزوں سے محبت ہوگی اور چھ چیزیں بھول جائیں گے:

☆ مخلوق سے محبت رکھیں گے' خالق کو بھول جائیں گے۔
☆ بڑے بڑے محلوں سے محبت رکھیں گے' اور قبروں کو بھول جائیں گے۔
☆ گناہوں سے محبت رکھیں گے' اور توبہ کو بھول جائیں گے۔
☆ دنیا سے محبت رکھیں گے' اور آخرت کو بھول جائیں گے۔
☆ زندگی سے محبت رکھیں گے' اور موت کو بھول جائیں گے' ایسے لوگوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بیزار ہوگا۔
☆ مال سے محبت رکھیں گے اور زکوٰۃ کو بھول جائیں گے۔

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ کے پسندیدہ اعمال:

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

☆ کلام الٰہی کی ایک آیت جس کو میں دل سے پڑھوں اور اس پر عمل کروں مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ ہزار بار پورا قرآن ختم کر ڈالوں اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نہ ہو۔
☆ اور مومن کے دل کو خوش کرنا اور اس کی حاجت برلانا میرے نزدیک عمر بھر عبادت کرنے سے پسندیدہ تر ہے۔
☆ اور دو رکعت نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا مجھے ان ہزار رکعتوں سے زیادہ پسند ہیں جو گھر میں تنہا ادا کروں۔
☆ حرام کمائی کی ایک دمڑی سے پرہیز کرنا میرے نزدیک ایسے سینکڑوں حج سے افضل ہے جو حلال کمائی کے مال سے ادا کیا جائے۔
☆ اور ایام بیض یعنی ہر مہینے کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے تین روزے میرے نزدیک ہزار نفلی روزوں سے افضل ہیں۔

☆ اور اطاعت الٰہی کے ساتھ دوزخ میں جانا مجھے زیادہ مرغوب ہے اس سے کہ عصیان الٰہی کے ساتھ بہشت میں جاؤں۔

☆ اور مال کی زکوٰۃ ادا کرنا مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ ستر برس نفلی روزے رکھوں۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں پر بلاؤں کا نزول:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب تم ایسے گروہ کو دیکھو جو کہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے اور اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ان پر آٹھ بلائیں نازل فرمائے گا کہ وہ بلائیں کسی مخلوق پر نہ آئی ہوں گی:

☆ ان کے رزق سے برکت اٹھ جائے گی۔

☆ خشک سالی کی وجہ سے بے موت مریں گے۔

☆ فتنہ وفساد اور فحاشی و بدکاری کی ان میں کثرت ہوگی۔

☆ ان کی اولاد اور ان کے گھر والوں پر اللہ تعالیٰ مرض کو مسلط کر دے گا۔

☆ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کریں گے۔

☆ اللہ تعالیٰ ان پر ظالم اور جابر بادشاہ کو مسلط کر دے گا۔

☆ اللہ کے ہاں ان کا کوئی نیک عمل مقبول نہ ہوگا۔

☆ ان کی دعا کبھی مقبول نہ ہوگی۔

باب نمبر ۱۹

مہمان داری و مہمان نوازی کی فضیلت

مہمان کی عزت افزائی پر فضیلتیں:

نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ جو شخص مہمان کی عزت کرے گا' اس کے لئے نو فضیلتیں ہیں:

☆ جس وقت مہمان گھر میں آتا ہے تو اس کے ساتھ گھر میں دس لاکھ برکتیں اور دس لاکھ رحمتیں داخل ہوتی ہیں۔

☆ جو کچھ مہمان کھاتا ہے اس کے ہر لقمے کے بدلے میزبان کو اس قدر ثواب ملتا ہے کہ گویا اس نے اللہ کی راہ میں ہزار گھوڑے دیئے۔

☆ اللہ تعالیٰ بہشت میں اس کے لئے ایک شہر تیار کرتا ہے۔

☆ اس کو ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆ اس کے ماں باپ اگر مسلمان ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا اور اگر کافر ہوں تو ان پر عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔

☆ اس کے اعمال نامہ میں ستر حج اور ستر عمروں کا ثواب لکھا جائے گا۔

☆ اس کے گھر والوں کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ شمار میں جنگل کی ریت کے برابر ہوں۔

☆ اس کی قبر ستر ہزار گز تک فراخ کر دی جائے گی۔

☆ ہر لقمہ کے عوض اس کو قیامت کے دن ایک پر ملے گا جس کے ذریعہ وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

ایک اور جگہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے مہمان

کی عزت کی تو گویا اس نے ستر اولیاء اللہ اور ستر شہیدوں کی خدمت کی جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور پشت نہیں پھیری۔

مہمان نوازی پر نوازشات باری تعالیٰ:

آقا نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہمان کو کھانا کھلانے میں پانچ خوبیاں ہیں:

☆ مال و رزق میں ترقی ہوتی ہے۔
☆ اس گھر سے مرض دور ہو جاتا ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ اس گھر والوں سے مصیبت اٹھالیتا ہے۔
☆ اس میزبان کی قبر قیامت تک روشن رہے گی۔
☆ قیامت میں اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جس گھر میں مہمان داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ رحمت الٰہی کے فرشتے اس گھر میں آتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کے یہاں مہمان آئے اور وہ مہمان کو اپنے ساتھ کھلائے تو اللہ تعالیٰ ہر لقمہ کے بدلے میں:

☆ اس کو دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔
☆ اس کی دس برائیاں دور فرماتا ہے۔
☆ اس کے لئے بہشت میں دس رتبے بلند فرماتا ہے۔

مہمان کی خاطر داری اللہ کو پیاری ہے:

نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کا فرمان عالی شان ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے:

☆ اپنے مہمان پر ایک درہم خرچ کرے تو اس نے اللہ کی راہ میں گویا فقیروں اور محتاجوں پر دس ہزار درہم خرچ کیے۔
☆ جس نے مہمان کو پیٹ بھر کھانا کھلایا تو اس نے اللہ کی راہ میں گویا بنی اسرائیل کے ساتھ پیغمبروں کو کھانا کھلا کر آسودہ کیا۔

☆ جس نے مہمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا اور دنیا سے اٹھ جانے سے پہلے انشاء اللہ حوض کوثر کے پانی سے سیراب ہو گا۔
مہمان کی عزت اور خاطر داری اللہ کے نزدیک ستر ہزار رکعت نفل سے زیادہ پسند ہے —
جس نے مہمان کو کوئی کپڑا دیا خواہ وہ چھوٹا سا ٹکڑا کیوں نہ ہو' تو اس کو بہشت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی حاصل ہو گی۔

مہمان داری میں اجر و ثواب:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے ایک منادی ندا کرے گا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ پر کوئی حق ہو تو وہ آگے بڑھ کر بیان کرے۔ یہ آواز سن کر کچھ لوگ نکل کر کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ پر ہم لوگ حق رکھتے ہیں کیونکہ ہم دنیا میں اپنے مہمان بھائیوں کو عزت سے کھلاتے پلاتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا "میرے یہ نیک بندے سچ کہتے ہیں اور میں آج ان کو بلا حساب و کتاب اور بغیر عذاب و عتاب بہشت میں داخل کروں گا۔"

وسائل کے مطابق مہمان نوازی:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں مہمان آتا ہے اور وہ شخص اپنے مقدور (حیثیت) کے موافق اس کی خدمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اس کو بہشت میں ستر حوریں اور سرخ یاقوت کے ستر محل عطا فرماتا ہے۔
آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مہمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا' اس نے خود پر بہشت کو واجب کر لیا — اور جو شخص مہمان سے کھانا دور رکھے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے فضل و کرم سے محروم رکھے گا اور اس پر دہکتی ہوئی آگ میں سخت عذاب کرے گا۔

رضائے الٰہی کے لئے مہمان داری:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے مہمان کو کھانا کھلائے گا تو اس کو:

☆ جنت کی تمام نعمتیں اور وہ راحتیں ملیں گی جن کو نہ کبھی اس نے آنکھوں سے دیکھا اور نہ کانوں سے سنا ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت کی ستر حاجتیں برلائے گا۔

☆ اور بہشت میں ہر روز ستر مرتبہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

قیامت کے دن دوزخ کو مطلوب لوگ:

اوس بن نواس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو دوزخ کی ایک گردن بڑھ کر نکل آئے گی جس کا نام لہب ہوگا' اور وہ ھاویہ کا ایک شعلہ ہے جس کا سر عرش الٰہی تک بلند اور دونوں کنارے مشرق اور مغرب میں اور نیچے کا حصہ تحت الثریٰ تک ہوگا — جہنم کی اس گردن سے میدان حشر میں سات بار نہایت ہیبت ناک لہجے میں آواز بلند ہوگی:

☆ کہاں ہیں خدائے رحمان کے مخالف!

☆ کہاں ہیں خدائے دیان کے دشمن!

☆ کہاں ہیں شیطان کے دوست!

یہ سن کر دوزخ کے دربان کہیں گے کہ اے لہب! تجھے کن لوگوں کی طلب ہے وہ کہے گی کہ میں امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تیرہ گروہوں کی طلب گار ہوں — دربان دوزخ پوچھیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ — لہب سے آواز آئے گی:

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جو نماز میں سستی کرتے تھے۔

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جو مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جو ہمیشہ شراب کے نشے میں مست رہا کرتے تھے۔

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جو سود کھاتے تھے یا سود دیتے تھے۔

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جو آزاد مرد اور آزاد عورت کو مال دنیا کی طمع میں غلام بنا کر بیچ ڈالا کرتے تھے۔

☆ کہاں ہیں زنا کرنے والے۔

☆ کہاں ہیں ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے۔

☆ کہاں ہیں توبہ کر کے توڑ ڈالنے والے۔

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جو ارزانی کے دنوں میں غلہ روک رکھتے تھے تاکہ قحط کے زمانے میں مہنگا بیچ سکیں۔

☆ کہاں ہیں وہ جو ایمان اور اسلام کی نعمت پر اللہ کا شکر چھوڑ بیٹھتے تھے اور انہیں مرنے کا خوف نہ تھا۔

☆ کہاں ہیں جو بندگان خدا پر ظلم کیا کرتے تھے۔

☆ کہاں ہیں وہ لوگ جن کے بخل اور بدخوئی کی وجہ سے کبھی ان کے گھر میں کوئی مہمان نہیں آیا۔

ان تمام گروہوں کو لہب کا شعلہ بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لے گا اور اس طرح جلا ڈالے گا جیسے آگ سوکھی ہوئی گھاس کو جلاتی ہے' پھر ھاویہ کی طرف لوٹ جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کیونکر خلیل اللہ ہوئے:

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پوچھا:

''اے باپ! آپ کو کس عمل نے اللہ تعالیٰ کا خلیل بنا دیا؟''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا:

''اے بیٹے! تین باتوں کی وجہ سے مجھے یہ شرف حاصل ہوا:

☆ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ہر ایک کے حکم پر ترجیح دی اور اسی کی اطاعت کی۔

☆ میں نے اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کی کفالت پر چھوڑ دیے۔

☆ میں نے کبھی دن کو یا رات کو مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھایا۔

روز قیامت عرش کے سائے میں آنے والے:

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا' اس قیامت کے دن میں جبکہ سایہ الٰہی کے سوا کوئی سایہ کام آنے والا نہیں:

☆ گرمی میں روزہ رکھنے والا۔

☆ اندھیری رات میں نماز کے لئے مسجد کی طرف پا پیادہ جانے والا۔

☆ بھوکے کو کھانا کھلانے والا۔

بخل سے بچانے والے اعمال:

حضرت محمد ابن سیرین علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''اے انس! آپ مجھے کوئی ایسا نیک عمل بتائیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہو اور مجھ کو خدا نے مال بہت کچھ دے رکھا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے شخص! اگر تم اپنے خزانے کو ایسی جگہ رکھنا چاہتے ہو جہاں نہ اس کو زمین کے کیڑے کھائیں اور نہ چور لے جائیں تو اپنے اس مال کو تین کاموں میں لگا دو ـــ کیونکہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت ہے کہ جس شخص نے:

☆ مال کی زکوٰۃ دی۔

☆ اور امانت ادا کی۔

☆ اور مہمان کی عزت اور توقیر کی۔

اس نے اپنے آپ کو بخل اور خست سے بچالیا۔''

سائل کو محروم نہ لوٹایئے: (حکایت)

روایت ہے کہ ایک سائل کسی مسجد میں داخل ہوا۔ اس کو اہل محلہ نے اس کے حاجت مند ہونے کے باوجود اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دیا۔ اتفاق سے وہ شخص مرگیا۔ دوسرے دن لوگوں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور قبرستان میں دفن کر آئے۔ جب دفن کر کے لوٹے اور مسجد میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جو کفن اس کو دیا گیا تھا وہ اسی طرح رکھا ہے اور اس کے ایک گوشے پر لکھا ہے:

''تمہارا یہ کفن تم کو واپس کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے سخت ناخوش ہے۔ تم بہت برے لوگ ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے واما السائل فلاتنھر یعنی سوال کرنے والے کو محروم نہ لوٹاؤ۔''

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے سائل کو جھڑک کر محروم واپس

کیا تو قیامت کے دن پروردگار کے سامنے اس شخص کو فرشتے جھڑکیاں دیں گے۔

مہمان نوازی میں ایثار و قربانی: (حکایت)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو روزہ کھولنے کے لئے پانی کے سوا اسے کچھ میسر نہ ہوا۔ اسی سے روزہ افطار کیا اور رات فاقہ سے بسر کر کے دوسرے دن پھر روزہ رکھا۔ اس روز بھی اس کے پاس افطار کے لئے پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسی حالت میں تیسرے دن بھی اس نے روزے کی نیت کی' مگر اس روز بھوک اور فاقہ کی شدت سے اس کو سخت تکلیف پہنچی' اس کے باوجود اس نے روزہ رکھ لیا۔

ایک انصاری صحابی کو اس کی یہ حالت قرینے سے معلوم ہوئی۔ اس روز شام کو وہ انہیں لے کر اپنے گھر آئے اور گھر والوں سے کہا کہ آج کی رات ہمارے یہاں ایک مہمان آ گیا ہے۔ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہوگا۔ اس کی بیوی نے جواب دیا کہ آج ہمارے گھر میں صرف اس قدر کھانا ہے کہ ایک آدمی پیٹ بھر کر کھا سکے — اتفاق سے اس روز وہ انصاری صحابی اور ان کی بیوی بھی روزے سے تھے' اور ان کا ایک بچہ تھا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا:

> "بہتر ہوگا کہ ہم اپنے مہمان کو وہ کھانا کھلادیں اور آج کی رات خود صبر سے کام لیں۔ تم بچے کو بہلا کے جلدی سلادو۔ جب کھانے کا وقت آئے تو چراغ گل کر دینا تاکہ اندھیرے میں مہمان یہ خیال کرے کہ ہم بھی دسترخوان پر اس کیساتھ کھا رہے ہیں' اور وہ اچھی طرح پیٹ بھر کر کھانا کھالے۔"

الغرض وہ نیک دل عورت کھانا لائی اور اپنے شوہر اور مہمان کے سامنے رکھ دیا۔ پھر بتی درست کرنے کے بہانے چراغ بجھا دیا۔ اس حکمت سے مہمان نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا حتیٰ کہ برتن میں موجود کھانا ختم ہو گیا۔ مہمان کو یہی گمان رہا کہ وہ میاں بیوی بھی کھانا کھانے میں اس کے ساتھ شریک ہیں۔

اگلے دن وہ انصاری میزبان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر کی جماعت میں شریک ہوا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ان انصاری سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"رات تم دونوں میاں بیوی کی مہمان داری سے اللہ تعالیٰ بے حد خوش اور راضی ہوا' اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون

یعنی "جو لوگ خود تکلیف اٹھا کر باوجود خود حاجت مند ہونے کے دوسروں کی حاجت پوری کرتے ہیں اور جو لوگ نفسانی طمع اور بخل سے محفوظ ہیں وہ فلاح پانے والے یعنی عذاب سے محفوظ رہنے والے ہیں۔"

خلفاء راشدین حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہما کے محبوب عمل:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دنیا میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ومرغوب تین عمل ہیں:

- ☆ قرآن مجید کی تلاوت۔
- ☆ بھوکے کو کھانا کھلانا۔
- ☆ ننگے کو کپڑا پہنانا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سنا تو فرمایا کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہتے ہیں۔ اور مجھ کو دنیا میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور مرغوب تین چیزیں ہیں:

- ☆ گرمی میں روزہ رکھنا۔
- ☆ اللہ کی راہ میں تلوار چلانا۔
- ☆ مہمان کی خدمت کرنا۔

بہشت میں بہشت سے بھی اچھی چیزیں:

حدیث شریف میں ہے کہ بہشت میں پانچ چیزیں بہشت سے بھی اچھی ہیں:

- ☆ ہمیشہ بہشت میں رہنا بہشت سے اچھا ہے۔
- ☆ نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہمسائیگی بہشت میں بہشت سے اچھی ہے۔
- ☆ حوران جنت کی صحبت بہشت میں بہشت سے اچھی ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بہشت میں بہشت سے بہتر ہے۔
- ☆ مہمان کی خاطر داری کا ثواب بہشت میں بہشت سے افضل ہے۔

وہ اعمال جن کو جلدی کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

حضرت خاتم عاصم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سات باتوں میں جلدی کرنا سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

☆ قرض ادا کرنے میں جب قدرت حاصل ہو۔
☆ میت کی تجہیز وتکفین میں۔
☆ لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرنے میں۔
☆ اذان سن کر نماز ادا کرنے میں۔
☆ گناہ جب حد سے گزر جائیں تو توبہ کرنے میں۔
☆ روزے کے ضروری مسائل سیکھنے میں۔
☆ مہمان جب آئے تو اس کو کھانا کھلانے میں۔

باب نمبر ۲۰

توکل کی فضیلت اور کسب و ہنر کا شرف

اولیاء کرام کے اکیس خصائل:

حضرت اعمش علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی صفت یہ ہے کہ ان میں اکیس خصلتیں پائی جاتی ہیں:

- ☆ ان کی طلاوت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔
- ☆ ان کی گفتگو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کو فخر و ناز ہے۔
- ☆ اللہ کے ذکر سے ان کو الفت ہے۔
- ☆ وجدان الٰہی ان کا ارشاد ہے۔
- ☆ خوش خوئی ان کا لباس ہے۔
- ☆ تازہ روئی ان کا زیور ہے۔
- ☆ اللہ کا شکر ان کی آرائش ہے۔
- ☆ ذکر الٰہی ان کا مقصود ہے۔
- ☆ اللہ کا خوف ان کا دوست ہے۔
- ☆ رات کو وہ اللہ کے خیال میں رہتے ہیں۔
- ☆ دن کے واقعات سے وہ عبرت حاصل کرتے ہیں۔
- ☆ ذاتی سخاوت ان کا پیشہ ہے۔
- ☆ خوش معاملگی ان کا شیوہ ہے۔

☆ ان کی تمام حاجتیں اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔

☆ فقر و درویشی ان کے لئے عزت ہے۔

☆ فاقہ ان کی غذا ہے۔

☆ ان کا اللہ پر توکل ہے۔

☆ ان کا قول و فعل، مجاہدہ و مراقبہ اور شغل و ذکر سب کچھ اللہ کے متعلق ہے۔

خوف خدا اپنے اوپر لازم کرنے والے:

بعض حکماء کا قول ہے جو شخص دو باتوں یعنی خوف و امن کو اپنے اوپر لازم کرے یعنی

☆ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سن کر جب تک اسے پورے طور سے بجا نہ لائے، ڈرتا رہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جو بندوں کا رزق اپنے ذمہ لے لیا ہے، اس پر بھروسہ کر کے امن کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

جو شخص ایسے خوف و امن کے ساتھ زندگی بسر کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو دو نعمتیں عطا فرمائے گا۔

☆ اول — عبادت کی حلاوت۔

☆ دوسرے — جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اس پر قناعت۔

چار چیزوں کی پہچان نہ کرنے پر جہنم واجب:

حضرت شفیق بن ابراہیم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان دو سو برس تک زندہ رہے اور ان چار چیزوں کو نہ پہچانے تو اس شخص سے زیادہ عذاب جہنم کا مستحق کوئی نہ ہوگا — وہ چار چیزیں یہ ہیں:

☆ اللہ رب العزت کی معرفت۔

☆ ایسے عمل کی شناخت جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرمائے۔

☆ اللہ کے دشمن کو پہچاننا۔

☆ اپنی ذات کی معرفت۔

ان کی وضاحت اس طرح سے ہے:

☆ اللہ تعالیٰ کی معرفت یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں کامل یقین کے ساتھ یقین کرے کہ رزق دینے والا اور تنگ دست کرنے والا اس ذات پاک کے سوا کوئی نہیں۔

☆ پسندیدہ عمل کی شناخت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص نیت اور سچے دل سے محض اس کی رضا وخوشنودی کے لئے کیا جائے۔

☆ اللہ کے دشمن کی پہچان یہ ہے کہ اپنے نفس کا بندہ ہو اور اللہ کے احکام' جن میں ناپسندیدہ کاموں سے رکنا اور بچنا ہے کی پروا نہ کرے اور جن پسندیدہ کاموں کے کرنے کی ترغیب وتحریک ہے' ان پر عمل نہ کرے۔

☆ اپنی ذات کی معرفت یہ ہے کہ اپنے آپ کو بالکل کمزور اور ناتواں یقین کرے کیونکہ اس میں ہرگز یہ طاقت نہیں کہ قضائے الٰہی کو واپس کر سکے ——
لہٰذا جو کچھ رب کریم نے اس کا مقدر کر دیا ہے' اس پر رضامند رہے۔

توکل، تسلیم و رضا سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں:

احادیث میں ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اللہ رب العزت سے دریافت کیا کہ اے پاک پروردگار! تیرے نزدیک سب سے افضل و برتر کون سا عمل ہے؟ —— ارشاد ہوا:

''اے میرے پیارے محبوب! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میری بارگاہ میں توکل وتسلیم و رضا سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں کیونکہ

☆ وہ لوگ جو فقط میرے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں' ان سے میں ضرور محبت رکھتا ہوں۔

☆ اور جو لوگ صرف میرے لئے ایک دوسرے سے ترک تعلق رکھتے ہیں' ان سے میں ضرور محبت رکھتا ہوں۔

☆ جو فقط میرے لئے عجز وتواضع (عاجزی وانکساری) اختیار کرتے ہیں' میں ان سے ضرور محبت رکھتا ہوں۔

☆ جو لوگ صرف میرے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں' میں ان سے ضرور ملتا ہوں۔

☆ اور جو لوگ پورے طور سے مجھ پر توکل کرتے ہیں' میں ان سے غایت درجہ کی محبت کرتا ہوں کیونکہ وہ لوگ علماء اور شہداء کے برابر ہیں۔

مرسل انبیاء کے منتخب جملے:

بیان کرتے ہیں کہ چار پیغمبروں نے چار۰۱۰ آسمانی کتابوں میں سے چار جملے اختیار

کیے ہیں:

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات سے یہ فقرہ لیا:

"من تنع شبع — یعنی جس نے قناعت کی وہ آسودہ ہے۔"

☆ حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور سے یہ فقرہ لیا:

"من ترک اللذات صار مسلمامن الافات — یعنی جس شخص نے دنیاوی لذتیں ترک کر دیں وہ تمام آفتوں سے محفوظ رہا۔"

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل سے یہ فقرہ لیا:

"من صمت نجا — یعنی جس نے خاموشی اختیار کی' اس نے نجات پائی۔"

☆ پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کی اس آیہ مبارکہ کو اختیار فرمایا:

"ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ — یعنی جس نے اللہ پر توکل کیا تو اس کے لئے وہی کافی ہے۔"

بھیک مانگنا ذلت ہے:

حضرت سمرۃ بن جنب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"سوال کرنا یعنی بھیک مانگنا ایک خراش ہے جس سے سائل کا چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ پس جس کے جی میں آئے وہ اس ذلت کو اپنے چہرے پر باقی رکھے اور جو شخص چاہے وہ اس ننگ وعار سے خود کو بچائے —
ہاں البتہ ایسی حالت میں قباحت نہیں کہ انسان کسی شخص سے سوال کرے' جس کو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکومت عطا کی ہے — یا ایسی صورت میں سوال کرے کہ بغیر سوال کے کام نہیں چل سکتا۔"

یہ حدیث پاک ابوداؤد' ترمذی ونسائی میں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توکل کے لئے تاکید:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت سے فرمایا کہ تم ذخیرے کے طور پر کل کے لئے کھانا چھپا کر نہ رکھو کیونکہ جب کل کا دن آئے گا تو اس کے ساتھ اس کا رزق بھی ہوگا

— اسی ذات پاک کی طرف اپنی نگاہ بھی رکھو جس نے زندگی بھر کے رزق کی ذمہ داری کرلی ہے۔ وہ

☆ پتھر کے کیڑوں اور گولر کے بھنگوں کو بھی رزق پہنچاتا ہے' اور —

☆ پرندوں کی طرف غور کرو کہ کیونکر رزق پاتے ہیں' اگر تم کہو کہ پرندوں کے پر و بازو ہیں' جن کے ذریعے اڑ کر وہ رزق حاصل کرتے ہیں' تو —

☆ وحوش اور چوپایوں کی طرف خیال کرو کہ اللہ نے ان کو کیسا قوی بدن کیا ہے' وہ نہ آسمان میں اڑتے ہیں اور نہ زمین میں کھیت بوتے اور کاٹتے ہیں' پھر بھی زمین و آسمان کا مالک ان کو رزق پہنچاتا ہے —

تم کو چاہئے کہ:

☆ مسجدوں کو اپنی خلوت (تنہائی) کے کمرے بناؤ اور

☆ قبروں کو اپنا اصل گھر جانو' اور

☆ دنیا میں مہمانوں کی طرح زندگی گزارو' اور

☆ جو کچھ خدا اپنے فضل و رحمت سے جو کی روٹی کا ٹکڑا یا زمین کا ساگ پات کھانے کو پہنچائے' اس پر شکر بجالاؤ اور قناعت کرو۔

توکل کرنے کا حق کیا ہے؟

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو' جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں بھی اسی طرح رزق پہنچائے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے ہوتے ہیں اور شام کو آسودہ شکم ہو کر بسیرا کر لیتے ہیں۔"

تقدیر میں لکھے اعمال خیر کی جستجو کرتے رہو:

حضرت محمد ابن فضل علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو کچھ اپنے اوامر سے عمل کرنے کا حکم دیا تھا' میں نے وہ تمام احکام تم کو سنا کر عمل کرنے کا حکم دیا — اور جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نواہی سے منع فرمایا تھا' وہ سب ممنوع باتیں تم سے بیان کرکے تم کو ان سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

یاد رکھو کہ حضرت روح الامین جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے مجھ کو یہ وحی پہنچی ہے کہ ہر ایک ذی روح اپنے مرنے سے پہلے ان تمام اعمال کا پورے طور پر ضرور مرتکب ہوگا جو اس کی تقدیر میں لکھ دیئے گئے ہیں —— جس شخص کے مقدر میں اعمال خیر لکھے ہیں اور ان میں سے کسی عمل کے ظاہر ہونے میں تاخیر ہو تو انسان کو چاہئے کہ اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرے —— یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی عبادت اور فرماں برداری سے بڑھ کر کوئی عمل غیر نہیں جسے تم طلب کرو۔

اپنے پروردگار کے ناشکرے:

حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا کے بکھیڑوں میں ہر وقت سرگرداں اور غم ناک رہتا ہے وہ شخص گویا اللہ تعالیٰ سے ناخوش ہے —— اور جو شخص کسی مالدار کی تعظیم اور اس کے سامنے اپنی فروتنی (بے کسی) کا اظہار فقط اس کی تونگری کی وجہ سے کرے گا تو اس نے گویا اپنا دو تہائی ایمان ضائع کر دیا اور —— جو شخص رزق کی تنگی سے تنگ آ کر شکایت کرتا ہے گویا وہ اپنے پروردگار کا شاکی ہے۔

شاکر اور راضی بدرضا پر اللہ تعالیٰ کی عنایت:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص رزق کی کمی پر شکر کرے اور اللہ کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے تھوڑے سے عمل خیر کو خوشنودی کی نگاہ سے دیکھتا ہے —— اور جو شخص تھوڑی روزی پر رضامند نہیں' اس کے دل میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے اور آخرت میں اعمال نامہ کا وزن ہونے اور پل صراط پر گزرنے کے وقت اس کو بے چینی اور بے تابی لاحق ہوگی۔

حیرت اور تعجب کے مقام:

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ! —— میں نے چار چیزوں کو چار خاص مقاموں پر رکھا ہے اور لوگ وہ چیزیں دوسرے مقامات پر طلب کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان چیزوں کو کیوں کر پا سکتے ہیں:

☆ میں نے عزت کو خالق کی خدمت میں رکھا ہے اور لوگ بادشاہوں کے دروازوں پر عزت کو ڈھونڈتے ہیں' لہٰذا کیوں کر پا سکتے ہیں۔

☆ میں نے راحت کو جنت میں رکھا ہے اور لوگ دنیا میں طلب کرتے ہیں' لہٰذا کس طرح پاسکتے ہیں۔

☆ میں نے علم کو فاقہ کشی میں رکھا ہے اور لوگ شکم سیری (بھرے پیٹ) میں ڈھونڈتے ہیں' لہٰذا کیوں کر پاسکتے ہیں۔

☆ میں نے بے نیازی کو قناعت میں رکھا ہے اور لوگ اس کو حرص میں ڈھونڈتے ہیں' لہٰذا کیوں کر حاصل کرسکتے ہیں۔

☆ اے آدم کے بیٹے! سخت تعجب کا مقام ہے کہ جس کو مرنے کا یقین ہے' اس کا دل کیونکر خوش ہونے کو چاہتا ہے۔

☆ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! تعجب ہے اس شخص پر جس کو قیامت کے حساب کا یقین ہو وہ کیونکر اطمینان سے زندگی گزارتا ہے۔

☆ اور تعجب ہے اس شخص پر جس کو قبر میں جانے کا یقین ہو' وہ کیونکر اللہ کی عبادت میں سستی کرتا ہے۔ اور

☆ تعجب ہے اس شخص پر جسے روز آخرت اور وہاں کی نعمتوں کا یقین ہو وہ دنیا میں کیونکر آرام سے رہتا ہے۔ اور

☆ تعجب ہے اس شخص پر جس کو دنیا کی ناپائیداری اور اس کے زوال کا یقین ہو وہ کیونکر دنیا کی طرف اطمینان کے ساتھ مائل ہے۔ اور

☆ تعجب ہے اس شخص پر جس کا علم صرف فقط اس کی زبان پر ہے اور اس کے دل میں اس کا کوئی اثر نہیں۔ اور

☆ تعجب ہے اس شخص پر جو ظاہری اعضاء کو دھوکر پاک کرتا ہے اور اس کا دل گناہوں کی آلائش سے پاک نہیں۔ اور

☆ تعجب ہے اس شخص پر جو لوگوں کے عیب ڈھونڈنے میں مشغول ہے اور اپنے نفس کے عیب کی بالکل خبر نہیں۔ اور

☆ تعجب ہے اس شخص پر جو خداوند عالم الغیب کو ہر وقت حاضر وناظر جانتا ہے' وہ پھر کیونکر اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور

☆ تعجب ہے اس شخص پر جس کو اللہ کی طرف سے رزق پہنچنے کا یقین ہے وہ کیونکر روزی

کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

بے دست و پا کے لئے رزق کا حیلہ: (حکایت)

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ وہ اپنے دل میں روزی طلب کرنے کا قصد کر کے گھر سے نکلے اور ایک جنگل میں ان کا گزر ہوا۔ ایک مقام پر بیاباں میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لومڑی نہایت فربہ اور تروتازہ بیٹھی ہوئی ہے۔ جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں' اور آنکھوں سے اندھی ہے۔ وہ بزرگ ایسے بے دست وپا اور مجبور جانور کو اس قدر تروتازہ دیکھ کر نہایت متعجب ہوئے اور وہاں بیٹھ کر حیرت سے سوچنے لگے اور اپنے دل میں کہا:

"یا اللہ! یہ حیوان کس حیلے سے اپنا رزق پاتا ہے' حالانکہ روزی طلب کرنے کا کوئی ذریعہ اس کے پاس موجود نہیں' یہ نہ چل سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے۔"

اس قسم کی باتیں اپنے جی میں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک جگہ سے زمین شق ہوئی اور دو پیالے برآمد ہوئے۔ ایک دودھ سے بھرا ہوا تھا اور دوسرا شہد سے۔ ان بزرگ نے اب یہ خیال کیا کہ:

"الٰہی! اس غذا تک کھانے کے لئے یہ لومڑی کیونکر پہنچے گی۔"

یکا یک اسی مقام پر پہاڑ سے نہایت خوبصورت اور نورانی چہرے والا ایک شخص نیچے اترا اور ان دونوں پیالوں کو اٹھا کر لومڑی کے پاس لایا اور دونوں پیالے اس کو پلا دیئے۔ جب وہ شخص پھر پہاڑ کی طرف جانے لگا تو ان بزرگ نے بڑھ کر اس کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے؟ —— اس نے کہا:

"میں خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور یہی خدمت میرے سپرد ہے کہ ہر روز صبح اور شام کو یہاں آؤں اور اس جانور کو پیٹ بھر کے اس کی غذا پہنچاؤں۔"

یہ واقعہ دیکھ کر ان بزرگ نے روزی طلب کرنے کی تکلیف کے خیال کو اپنے دل سے نکال ڈالا اور اسی پہاڑ پر بیٹھ رہے اور ایک چشمے کے کنارے سکونت اختیار کی اور نماز روزے میں مشغول ہو گئے۔ سات دن تک اسی طور سے بسر کی مگر غیب سے کوئی رزق نہ پہنچا۔ فاقے کی کثرت سے نہایت ضعیف اور نڈھال ہو گئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی:

"اے پروردگار! اپنی رحمت سے مجھ کو غذا کا کوئی لقمہ عنایت فرما۔ مجھ میں اب

بھوک برداشت کرنے کی طاقت نہیں — یا میری روح کو قبض کر لے۔"

بارگاہ الٰہی سے جواب ملا:

"اے شخص! تو اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دے اور روزی طلب کر۔ میں تیرا رزق تجھے پہنچاؤں گا۔ خود بھی کھا اور محتاجوں کو بھی کھلا۔ اور اگر تو اسی حالت میں اسی پہاڑ پر ستر برس تک بھی بیٹھا رہے گا تو میں تجھ کو غذا کا ایک دانہ بھی نہ پہنچاؤں گا۔"

اس وقت ان بزرگ کی آنکھیں کھلیں اور پہاڑ سے اتر کر تلاش معاش میں مشغول ہوئے — جو کچھ کماتے تھے' آدھا خود کھاتے تھے اور آدھا محتاجوں کو دے دیتے تھے۔

روزق کمانے والوں کی اقسام:

"سنن العالمین" میں ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' کسب معاش کرنے کے متعلق لوگوں کی پانچ حالتیں ہیں۔ لہٰذا پیشے سے روزی کمانے والے لوگ پانچ قسم کے ہیں:

☆ وہ شخص جو اپنی روزی کو فقط پیشے ہی پر موقوف سمجھے اور اللہ کی طرف سے خیال نہ کرے' ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔

☆ وہ شخص جو کہ رزق کا دارومدار جس طرح پیشے پر سمجھے اسی طرح اللہ کی طرف سے بھی جانے' ایسا شخص مشرک ہے۔

☆ وہ شخص جو کہ روزی کو اللہ کی طرف سے خیال کرے مگر پیشے کو روزی حاصل ہونے کا سبب جانے اور اس کے ساتھ اس کے دل میں یہ شک ہو کہ اگر وہ پیشہ نہ کرے' خدا جانے اس کو روزی ملے یا نہ ملے۔ ایسے عقیدے والا منافق ہے اور اس کا ایمان مشکوک۔

☆ وہ شخص جو کہ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ کو یقین کرے اور پیشے کو روزی کا حیلہ جانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ اگر وہ پیشہ نہ کرتا جب بھی اللہ تعالیٰ اس کو رزق پہنچاتا مگر باوجود اس عقیدے کے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا رہے اور اپنی کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کرے' ایسا شخص مومن ضرور ہے لیکن فاسق ہے۔

☆ جو شخص کہ رزق دینے والا صرف خدا کو جانے اور پیشے کو روزی کا سبب سمجھے اور یہ

عقیدہ رکھے کہ اگر وہ پیشہ نہ اختیار کرتا تب بھی اللہ تعالیٰ اس کا رزق پہنچاتا اور وہ شخص اللہ کی نافرمانی بھی نہ کرے' بلکہ اپنی کمائی میں سے اللہ کا حق نکالتا رہے' ایسا شخص مومن کامل اور موحد ہے۔

توکل کے بارے میں شیطان کا دھوکہ:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہر روز صبح کو مجھے شیطان آ کر دھوکہ دیتا ہے اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ آج تو کیا کھائے گا؟ اور کیا پہنے گا اور کہاں رہے گا — میں اسے جواب دیتا ہوں کہ موت کھاؤں گا' کفن پہنوں گا' قبر میں رہوں گا۔ یہ سن کر میرے پاس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

پاک وصاف کمائی کے لئے رہنما اصول:

فقیہ ابواللیث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی کمائی پاک وصاف رہے۔ اس کو چاہیے کہ پانچ باتیں یاد رکھے:

☆ کسب معاش میں مشغول رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرنے میں تاخیر نہ کرے اور نہ کسی فرض کے بجالانے میں کمی روا رکھے۔

☆ کسب کی وجہ سے کسی مخلوق خدا کو تکلیف نہ پہنچائے۔

☆ کسب معاش سے مقصود صرف یہ ہو کہ کمانے والا خود اور اس کے اہل وعیال عزت وآبرو کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ نہ یہ کہ روپیہ کثرت سے آئے اور دولت جمع کی جائے۔

☆ کسب معاش میں اپنی طاقت اور قدرت سے زیادہ تکلیف نہ اٹھائے۔

☆ روزی کا دارومدار اپنے کسب پر نہ سمجھے بلکہ اصل روزی پہنچانے والا اللہ تعالیٰ کو جانے اور کسب وہنر کو واسطہ ووسیلہ سمجھے۔

بسیارخوری سخت دلی کا سبب ہے:

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جس شخص کا پیٹ غذا سے زیادہ بھرا ہوگا اس کے جسم میں گوشت زیادہ ہوگا — اور جس کے جسم میں گوشت زیادہ ہوگا اس کی نفسانی خواہشات زیادہ

ہوں گی — اور جس شخص کی نفسانی خواہشیں زیادہ ہوں گی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے — اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل سخت ہوگا — اور جس کا دل سخت ہوگا وہ صرف دنیا کی لذتوں میں ڈوبا رہے گا — اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔"

اللہ پاک کے ناپسندیدہ لوگ:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے بغیر کسی جرم وگناہ کے نفرت وبغض (ناراضی) رکھتا ہے:

☆ بخیل ☆ مغرور ☆ زیادہ کھانے والا

اللہ پاک کے پسندیدہ لوگ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تین اشخاص سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے:

☆ قلیل المنام (کم سونے والا) ☆ قلیل الآرام (کم آرام لینے والا)

☆ قلیل الطعام (کم کھانے والا) (یعنی ضرورت سے زیادہ نہ کھانے والا) [1]

دین کی محافظت کے لئے غلاف:

حامد لفاف علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کی کہ آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حامد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اے شخص جس طرح تو قرآن مجید کے لئے غلاف بناتا ہے اسی طرح اپنے دین کی محافظت کے لئے غلاف بنا۔ اس نے پوچھا کہ دین کا غلاف کیا ہے؟ — فرمایا:

☆ ضرورت سے زیادہ کلام نہ کرنا (قلیل الکلام)

☆ ضرورت سے زیادہ لوگوں سے میل جول نہ رکھنا۔

☆ ضرورت سے زیادہ غذا نہ کھانا (قلیل طعام)

اگر تم لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بہشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ اہل ایمان کی کیسی مہمانی ہوگی تو اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھاؤ۔"

---

[1] چوتھی صفت یہ بھی ہے۔ قلیل الکلام یعنی فضول اور بے مقصد گفتگو سے بچنے والا

دنیا و آخرت کی کنجیاں:

ابن سلیمان دارانی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ دنیا و آخرت میں تمام نیکیوں کی جڑ خوف الٰہی ہے — اور دنیا کی کنجی شکم سیری (پیٹ بھر کر کھانا) ہے — اور آخرت کی کنجی فاقہ۔

منتخب حکیمانہ رہنما باتیں:

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ کسی حکیم نے ایک لاکھ حکیمانہ اقوال جمع کیے — پھر ان میں سے چار ہزار مقولے منتخب کیے — پھر اس میں سے چار سو اقوال نکالے — پھر ان میں سے چالیس مقولے اختیار کیے — پھر ان میں سے چار قول رکھے جو کہ درج ذیل ہیں: (یعنی ایک لاکھ اقوال زریں کا جوہر)

☆ کسی حالت میں عورت پر بھروسہ نہ رکھو۔
☆ کسی وقت مال و دولت پر نہ بھولو۔
☆ جو علم کچھ نفع نہ دے اسے اختیار نہ کرو۔
☆ اپنے معدے کو ناجائز اور ممنوع غذا سے گراں بار نہ کرو۔

باب نمبر۲۱

حلال روزی کی فضیلت' حرام کی مذمت

حلال روزی کا حصول بھی جہاد ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک حلال روزی کھائے گا تو اس کا دل روشن ہو جائے گا اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہوں گے — اور حدیث پاک میں ہے کہ:

''حلال روزی طلب کرنا گویا جہاد ہے۔''

حرام کھانے پہننے پر اللہ کی ناراضی:

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا جو سجدے میں پڑا ہوا مناجات و زاری کررہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے — اس کی حالت زار دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا:

''یاالٰہ العالمین! اپنے اس بندے پر رحم کر۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

''اے موسیٰ! میں اس شخص پر کبھی رحم نہ کروں گا' اگرچہ یہ اسی طرح روتے روتے مر جائے کیونکہ اس کا پیٹ حرام غذا سے بھرا ہے' اور اس کا جسم حرام (کمائی کے) لباس سے آراستہ ہے۔''

حلال روزی کے بغیر ہر عبادت بے نتیجہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ

کی عبادت اس قدر بجالائے کہ اس کی کمر کمان کے گوشوں کی طرح جھک جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ فاقوں کے مارے کمان کی طرح ہو جائے تو خدا کی قسم! یہ اعمال اس کو کچھ نفع نہ دیں گے جب تک حلال روزی اور پرہیزگاری کو اپنا شعار نہ بنائے۔

مومن انسان پر دس فرائض:

''تنبیہ الغافلین'' میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم پر ہر روز دس باتیں فرض کی ہیں:

☆ اپنی نقل و حرکت میں یاد الٰہی بجالائے کیونکہ ارشاد باری ہے:

یا ایها الذین امنوا ذکرو الله ذکراً کثیراً

یعنی ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا کرو''۔

☆ ناف سے گھٹنوں تک اپنے جسم کو چھپائے رکھنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

خذوا زینتکم عند کل مسجد

یعنی ''نماز کے ہر ایک مقام میں اپنی زینت کو اختیار کرو'' — زینت سے مراد وہ کپڑا ہے جس سے ستر عورت کیا جائے۔

☆ اوقات نماز میں پورے طور پر وضو کرنا' چنانچہ ارشاد ہوا ہے:

یا ایها الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروؤسکم وارجلکم الی الکعبین.

یعنی ''اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کرو تو پہلے اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور گھٹنوں تک پاؤں دھوؤ''۔

☆ نماز کو اس کے وقت پر پورے طور سے ادا کرنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الصلوٰة کانت علی المؤمنین کتاباموقوتا

یعنی ''تمام ایمان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ نماز فرض ہے''۔

☆ روزق ملنے میں اللہ تعالیٰ نے رزق دینے کا جو وعدہ فرمایا ہے اس پر یقین رکھنا — چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها

یعنی زمین پر جس قدر ذی روح ہیں' سب کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے۔

☆ قسمت کے مطابق اللہ تعالیٰ جو رزق پہنچائے اس پر قناعت کرنا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

نحن قسمنا بينهم معيشتهم

یعنی ''ہم نے لوگوں میں ان کی روزی تقسیم کردی ہے''۔

☆ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنا — جیسا کہ ارشاد ہوا ہے:

وتوكل على الحى الذى لايموت

یعنی ''اسی ایک ذات پاک پر بھروسہ کرو جو کہ زندہ جاوید ہے'' (ہمیشہ رہنے والا ہے)

☆ حکم الٰہی اور قضائے الٰہی پر صابر رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فاصبر لحكم ربك — یعنی ''اپنے پروردگار کے حکم پر صبر اختیار کرو''۔

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانا — کیونکہ ارشاد الٰہی ہے:

واشكر والله — یعنی ''اللہ تعالیٰ کا شکر کرو''۔ اس کی پہلی نعمت تندرستی ہے اور سب سے بڑی نعمت دین اسلام اور دوسری بے شمار نعمتیں ہیں۔ چنانچہ خود فرمایا ہے:

وان تعدو انعمة الله لاتحصوها — یعنی ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کبھی شمار نہ کرسکو گے۔''

☆ حلال کمائی سے روزی کھانا — کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كلوامن طيبات مارزقنكم — یعنی ''جو کچھ ہم نے تمہیں روزی بخشی ہے اسے پاکیزہ طریقے سے حاصل کرکے کھاؤ۔''

مومن کی خوبیاں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے پوچھا کہ ''یا رسول اللہ مومن کی کیا پہچان ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں چار خوبیاں ہونا چاہئیں:

☆ اپنے دل کو حسد اور غرور سے پاک رکھے۔

☆ اپنی زبان کو جھوٹ اور غیبت سے دور رکھے۔

☆ اپنے نیک عمل کو نمائش اور شہرت سے محفوظ رکھے۔

☆ اپنے پیٹ کو مشتبہ اور حرام غذا سے بچائے۔

سادات کے اوصاف:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ میری اولاد یعنی سادات ہوں گے ان کی شناخت یہ ہے کہ ان میں سات وصف پائے جائیں گے:

☆ عالم باعمل ہوں گے۔
☆ حلیم و بردبار ہوں گے۔
☆ سخی ہوں گے۔
☆ امر دین میں دلیر اور بہادر ہوں گے۔
☆ فقراء کے دوست دار اور شریعت کے تابع ہوں گے۔
☆ موت کو یاد کرنے والے ہوں گے۔
☆ حلال روزی کھانے والے ہوں گے۔

اللہ کے نزدیک احسن باتیں:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص حلال روزی کھائے گا وہ داخل بہشت ہوگا — حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ

☆ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اور
☆ تمہارے اکل حلال پر نگاہ رکھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوال' نبی اکرم ﷺ کے جواب:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نو سوال کئے' جن کا آپ نے مجھے جواب دیا:

☆ میں نے پوچھا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وفا کیا چیز ہے؟" — فرمایا:
"توحید اور کلمہ اشھدان لا الہ الا اللہ"
☆ میں نے پوچھا "فساد کیا چیز ہے؟"......فرمایا : "کفر و شرک"
☆ میں نے پوچھا "حق کیا ہے؟"......فرمایا:
"اسلام اور قرآن اور وہ سلسلہ ولایت جو تم تک پہنچے۔"

☆ میں نے پوچھا ''تدبیر اور حیلہ کیا ہے؟'' ......فرمایا:
''تدبیر اور حیلہ سے دست کش ہونا۔''

☆ میں نے پوچھا ''مجھ پر فرض کیا ہے؟'' ......فرمایا:
''اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت۔''

☆ میں نے پوچھا ''اللہ تعالیٰ سے کیا چیز طلب کروں؟'' ......فرمایا:
''ہر حال میں امن و عافیت۔''

☆ میں نے پوچھا ''اپنی نجات کے لئے مجھے کیا اختیار کرنا چاہئے؟'' ......فرمایا:
''سچ بولنا۔''

☆ میں نے پوچھا ''اللہ تعالیٰ کس چیز سے خوشنود ہوتا ہے؟'' ......فرمایا:
''اکل حلال سے''

مومن کون ہے؟

نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کا فرمان عالی شان ہے کہ مومن وہ ہے جو:

☆ حدود الٰہی کی محافظت کرے۔
☆ ہمیشہ آثار قدرت میں فکر کرتا رہے۔
☆ عقل میں کامل ہو۔
☆ قلب سلیم رکھتا ہو۔
☆ زبان پاکیزہ ہو۔
☆ اخلاق اچھے ہوں۔
☆ کم ہنستا ہو بہت روتا ہو۔
☆ کثرت سے ذکر الٰہی کرے۔
☆ حرص و ہوا کو مار ڈالے۔
☆ ہمیشہ غم ناک ہو۔
☆ نفسانی خواہشوں کو ترک کرے۔
☆ شیطان کا مخالف ہو رحمٰن کا موافق ہو۔
☆ امور دنیا سے جدا رہے۔

☆ امورِ آخرت میں راغب رہے۔
☆ اپنے نفس کے عیب ڈھونڈنے میں مشغول ہو۔
☆ دوسروں کی عیب جوئی سے کام نہ رکھے۔
☆ قرآن اس کی باتیں ہوں۔
☆ نیک بندے اس کے ہم صحبت ہوں۔
☆ راتوں کو جاگتا ہو۔
☆ ہمیشہ باوضو رہے۔
☆ تھوڑا بہت فارغ وقت جب ملے تو فوراً دو رکعت نماز نفل پڑھے۔
☆ اس کے دل میں ہر وقت اپنے انجام کا کھٹکا ہو۔
☆ یادِ الٰہی سے مانوس ہو۔
☆ درود شریف اس کا وظیفہ ہو۔
☆ اکلِ حلال اس کی روزی ہو۔

گوہرِ شریعت پانے کی ترکیب:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شریعت مثل کشتی ہے اور طریقت مثل دریا اور حقیقت مثل صدف اور معرفت گویا موتی ہے۔ لہٰذا جو معرفت (موتی) حاصل کرنا چاہیے اس کے لئے ضروری ہے کہ کشتی میں سوار ہو کر دریا میں چلے اور صدف تک پہنچے — جو شخص یہ ترکیب چھوڑ دے گا اس کی رسائی ہرگز موتی تک نہیں ہو سکتی — اس ترکیب پر عمل کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اکلِ حلال نہ اختیار کرے۔

اللہ کا خوف رکھنے والے ہی اللہ کے دوست ہیں:

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے نیچے ایک منادی ندا کرے گا کہ "اللہ کے دوست کہاں ہیں؟" — یہ آواز سن کر کچھ لوگ سامنے آئیں گے۔ ان سے فرشتے پوچھیں گے "کیا اللہ کے دوست تمہی ہو؟" وہ کہیں گے کہ "ہاں" — لہٰذا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

"اے میرے بندو! تم سچ کہتے ہو — تم میرے دوست ہو — تم میری زیارت کرنے والے ہو — تم مجھ سے خوف رکھنے والے ہو — تم میرے

دیدار کے مشتاق ہو۔آج تمہارے لئے خوشی ہے' شوق سے میرے پاس آؤ۔

عقل مند کے اوقات کی تقسیم (بابرکت زندگی بسر کرنے کے سنہری اصول):

حضرت داؤد علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے داؤد! عاقل آدمی اپنے اوقات کو چار باتوں پر تقسیم کر دیتا ہے:

☆ ایک وقت میں اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے۔

☆ دوسرے وقت میں اپنے نفس کا حساب لیتا ہے۔

☆ تیسرے وقت میں اپنے ان بھائیوں سے ملتا ہے جو اس کو اس کے عیب بتاتے ہیں۔

☆ چوتھے وقت میں اپنے نفس اور اس کی لذات کا خیال رکھتا ہے جو بطریق حلال ہے۔

جو شخص اس صورت سے زندگی بسر کرے' وہ بہت بابرکت ہے۔

ممنوع غذا کے اثرات و ثمرات:

''کنز العباد'' میں ہے کہ انسان کے لئے غذائے حرام (ممنوع) سے بڑھ کر کوئی شے خطرناک نہیں' کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب بہشت میں اس درخت کا پھل کھالیا جس سے منع فرما دیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد انہیں ندامت ہوئی تو قے کر ڈالی۔ وہ قے زہر قاتل ہوگئی۔ قیامت تک دنیا میں جو کچھ زہر پایا جائے گا' اس کی اصل وہی قے ہے۔ تاہم اس پھل کی قوت حضرت آدم علیہ السلام کے بدن میں باقی رہی۔ توبہ قبول ہونے کے بعد جب حضرت حوا علیہا السلام سے مقاربت کی تو قابیل کی پیدائش ہوئی' جس نے اپنے بھائی ھابیل کو مار ڈالا۔ یہ اسی پھل کی قوت کا اثر تھا۔

غور کا مقام ہے کہ جب غذائے ممنوع کی تھوڑی سی مقدار کا ایسا ضرر ہو تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کی تمام غذا حرام اور مشتبہ ہے۔ ایسی غذا سے پرہیز کرنا چاہئے تاکہ بہشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غذا کھانا نصیب ہو...... اور حقوق کی نگہداشت کرنا چاہئے۔ . .

دنیا کی سخت مصیبتیں اور اکل حلال کی برکت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی سخت مصیبتیں چار ہیں:

☆ سفر کرنا اگرچہ ایک ہی میل ہو۔

☆ قرض لینا اگرچہ ایک ہی درہم ہو۔

☆ صاحب دختر ہونا اگرچہ ایک ہی لڑکی ہو۔

☆ سوال کرنا اگرچہ اپنے ماں باپ ہی سے کیوں نہ ہو۔

پس جو شخص اکل حلال طلب کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ یہ چاروں سختیاں آسان کر دے گا۔ یعنی اکل حلال کا پابند۔

☆ اگر کوئی طول وطویل اور اپنی قوت سے باہر سفر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سامان آسانی سے بہم پہنچا دے گا۔

☆ اور اگر وہ شخص قرض دار مرا اور مرتے دم تک اسے ادا کرنے کی توفیق نہ ہوئی حالانکہ اس کی نیت قرض ادا کرنے کی تھی تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کا قرض ادا کر دے گا اور قیامت کے دن اس قرض کی نسبت اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔

☆ اس کی اولاد میں کوئی لڑکی ہوگی جو امر الٰہی کی مطیع اور نماز روزے کی پابند رہے گی' صالحہ عورتوں میں اس کا شمار ہوگا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک صالح شوہر' نیک اعمال بہم پہنچا دے گا اور اس کی زندگی اپنے شوہر کے ساتھ عیش و آرام میں بسر ہوگی۔ جسے دیکھ کر اس لڑکی کا باپ خوش ہوگا — اور اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو اللہ تعالیٰ غیب سے ان کے رزق میں کشائش بخشے گا' اور دنیا میں کسی مخلوق کا محتاج نہ رکھے گا۔

یہ سب اکل حلال کی برکت ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو قناعت کا دعویٰ کرے اور اکل حرام اس کی کمائی ہو' حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر اکل حلال کے کسی نیک عمل کو قبول نہیں فرماتا۔

روایات کے امین: (حکایت)

امام حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ وہ شام میں چند روز کے لئے مقیم ہوئے۔ وہاں رہ کر حدیث لکھتے رہے۔ ایک بار ان کا قلم ٹوٹ گیا اور لکھنے کے لئے کسی سے عاریتہً دوسرا قلم مانگ لیا اور اس سے حدیث کی کتابت کرتے رہے۔ جب وہاں سے اپنے وطن کو چلنے لگے تو بھولے سے وہ مانگا ہوا قلم بھی ان کے قلم دان میں رہ گیا۔ جب آپ شہر میں پہنچے اور مال اسباب کھولا تو قلم دان میں وہ قلم بھی نکلا۔ انہوں نے اسے پہچانا

اور فوراً اپنے وطن سے پھر ملک شام جانے کی تیاری کی تاکہ قلم کے مالک کو اس کا قلم واپس دیں۔

اسلام کی حدیں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ہر ایک شے کی حد ہوتی ہے اور اسلام کی حدیں چار ہیں:

☆ تواضع ☆ صبر ☆ شکر ☆ پرہیزگاری

لہٰذا:

☆ تواضع سے عزت اور سربلندی حاصل ہوتی ہے۔
☆ صبر کی بدولت دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے۔
☆ شکر کی وجہ سے بہشت کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔
☆ پرہیزگاری پر امن وامان کا دارومدار ہے۔

راہ تقویٰ کی سختیاں:

بعض حکماء کا قول ہے کہ تقویٰ کے گرد پانچ سختیاں ہیں جو شخص ان سختیوں کو جھیل کر آگے بڑھ سکتا ہے وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی طرف مائل ہوگا۔ وہ پانچ سختیاں یہ ہیں:

☆ خوشحالی چھوڑ کر تنگ حالی اختیار کرنا۔
☆ آرام چھوڑ کر تکلیف اختیار کرنا۔
☆ عزت چھوڑ کر ذلت اختیار کرنا۔
☆ قوت چھوڑ کر ضعف اختیار کرنا۔
☆ زندگی چھوڑ کر موت اختیار کرنا۔

اہل تقویٰ و پرہیز کے لئے کامرانیاں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سات چیزیں ایسی ہیں جن کے آرزومند تمام لوگ ہیں مگر ان سے ہمکنار ہونے (تکمیل) کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے صرف اہل پرہیز وتقویٰ ہی سے کیا ہے:

☆ ہر شخص آرزو کرتا ہے کہ اس کی برائیاں معاف کردی جائیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس

فضیلت کا وعدہ فقط اہل تقویٰ سے فرمایا ہے' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ

یعنی "جو شخص خوف اور تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا"۔

☆ ہر شخص کی آرزو ہے کہ عذاب دوزخ سے نجات پائے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ صرف متقیوں سے فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

ینجی اللہ الذین اتقوا بمفازتھم

یعنی "جو لوگ اہل تقویٰ ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نجات بخشے گا اور کامیاب فرمائے گا"۔

☆ ہر شخص کی خواہش ہے کہ اسے انجام نیک اور اچھی عافیت حاصل ہو۔ لیکن یہ وعدہ صرف اتقیاء کے لئے ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

قال اللہ تعالیٰ والعاقبۃ للمتقین

یعنی عاقبت کی خیر و نیکی فقط اہل تقویٰ کے لئے ہے۔

☆ ہر شخص کی تمنا یہ ہے کہ وہ بہشت کا وارث ہو مگر یہ وعدہ صرف پرہیز گاروں کے لئے ہے: ارشاد باری ہے:

قولہ تعالیٰ وتلک الجنۃ التی نورث من عبادنامن کان تقیا

یعنی "بہشت پاک کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہی کو بنائیں گے جو پرہیز گار ہیں"۔

☆ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو اور اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے' مگر اس کا وعدہ صرف پرہیز گاروں کے لئے ہے' فرمایا:

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

یعنی "اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ساتھ دیتا ہے جو تقویٰ اختیار کیے ہوئے ہیں اور جن کا شیوہ نیکی و احسان ہے"۔

☆ ہر شخص خواہش مند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے مگر یہ وعدہ صرف پرہیز گاروں کے لئے ہے: چنانچہ فرمایا:

قولہ تعالیٰ ان اللہ یحب المتقین

یعنی ''اللہ تعالیٰ کو اہل تقویٰ سے محبت ہے۔''

☆ ہر شخص یہ تمنا رکھتا ہے کہ اس کی عبادت اور طاعت درجہ قبول کو پہنچے مگر اس کا وعدہ صرف پرہیزگاروں سے ہے' ارشاد ہے:

قولہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من المتقین

یعنی ''اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں ہی کے نیک اعمال کو قبول فرماتا ہے۔''

دین پر استقامت:

ارشاد ربانی ہے کہ میں نے مومن کو دو چیزیں عطا کی ہیں:

☆ ایک نفس ☆ دوسری عقل

لہٰذا نفس کا میلان طلب دنیا کی طرف ہے اور عقل کا رجحان عقبیٰ (آخرت) کی جانب...... اس کے بعد میں نے اس کو دین اسلام کی دولت عطا فرمائی اور محبت دنیا کی خوشنمائی بھی اس کے سامنے رکھی' اور دین و دنیا کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا' جس کی وجہ سے اس بندۂ مومن کو دنیا کی محبت کوئی ضرر نہیں پہنچاتی اور میرے فضل وکرم سے وہ دین پر ثابت قدم رہتا ہے۔

متقی کی علامات:

ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ متقی کی پانچ علامتیں ہیں:

☆ وہ ہمیشہ ایسی صحبت میں بیٹھے گا جس سے اس کا دین درست ہو۔

☆ اپنی زبان اور شرم گاہ پر غالب رہے گا۔

☆ اگر اس کو دنیا کی بہت بڑی ثروت اور عزت ملے گی تو اس کو اپنے لئے وبال جانے گا' اور اگر دنیا کا کم حصہ اس کے ہاتھ آئے گا تو اسے غنیمت سمجھے گا۔

☆ اپنے پیٹ کو غذاء حلال سے بھی اچھی طرح نہ بھرے گا اس خوف سے کہ کہیں اس میں کوئی مشتبہ جزو اور حرم شامل نہ ہو۔

☆ سب لوگوں کی نسبت اس کا خیال ہوگا کہ نجات پا جائیں گے اور اپنی ذات کی نسبت ڈرتا رہے گا کہ مواخذہ سے نجات نہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان باتوں کو نہ صرف یاد رکھے بلکہ اپنی زندگی ان کے مطابق ڈھال لے۔

باب نمبر۲۲

فقراء کی فضیلت اور مالداروں کی مذمت

فقراء کی مالداروں پر فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بار مدینے کے فقراء نے ایک قاصد بھیجا۔ وہ حاضر خدمت ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عزت سے بٹھایا اور دریافت فرمایا "تم کہاں سے آئے ہو؟"......اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں آپ کی خدمت میں غریبوں کا پیغام لایا ہوں۔"

آپ نے فرمایا:

"مجھے فقراء اور مساکین سے محبت ہے' تم کہو ان کا کیا پیغام ہے؟"

اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! فقراء کہتے ہیں کہ مالدار لوگ تمام نیکیاں اور ثواب سمیٹے جا رہے ہیں:

☆ وہ حج و عمرہ کرتے ہیں' صدقہ و زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہم میں قدرت نہیں۔

☆ وہ سخاوت کرتے ہیں' اپنے رشتہ داروں کی مدد کرتے ہیں' صلہ رحم کرتے ہیں' اور ہم عاجز ہیں۔

☆ وہ جب بیمار ہوتے ہیں' تو بہت کچھ مال و دولت اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتے ہیں' اور ہماری اتنی حیثیت نہیں۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے قاصد! تم ان فقراء اہل ایمان کو یہ خوش خبری سنا دو کہ تم میں سے جو شخص اپنی تنگدستی پر ثابت قدم و شاکر رہے گا' اس کے لئے تین فضیلتیں ہیں جو صرف غریبوں ہی کے لئے مخصوص ہیں' مالداروں کا ان میں کچھ حصہ نہیں:

☆ جنت میں ایک بالا خانہ سرخ یاقوت کا ہے۔ جو اس قدر بلند ہے کہ بہشت میں رہنے والے بھی اس کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے زمین کے رہنے والے ستاروں کو' اس بالا خانہ میں فقراء ہی داخل ہوں گے —— اور وہ فقراء یا نبی ہوں گے یا شہید یا فقراء مومنین۔

☆ اہل ایمان فقراء قیامت کے دن امیروں سے آدھا دن پہلے بہشت میں داخل ہوں گے اور اس آدھے دن کی مدت دنیا کے حساب سے پانچ سو برس ہو گی —— بعض روایات میں یہاں تک آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ملک و مال عطا فرمایا تھا' باوجود نبی ہونے کے دوسرے انبیاء علیہم السلام سے چالیس برس بعد داخل بہشت ہوں گے۔

☆ جب غریب مومن صدق دل سے کہتا ہے:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور یہی کلمے مالدار کے منہ سے نکلتے ہیں تو جس قدر ثواب اس فقیر کو ملتا ہے اس کو مالدار ہرگز نہیں پاتا۔ اگرچہ اس وظیفے کے ساتھ وہ دس ہزار درہم بھی خیرات کر ڈالے۔ یہی حال تمام نیک اعمال کا ہے۔''

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی سن کر قاصد انُ فقراء کے پاس آیا اور تینوں فضیلتیں ان سے بیان کیں۔ وہ سب یہ سن کر خوش وقت ہوئے اور ایک زبان ہو کر بولے:

''ہم راضی ہیں' ہم خوشنود ہیں''

یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فضائل اور مراتب ان فقراء مومنین کے لئے ہیں جو فقر و فاقہ اور تنگدستی پر راضی برضاء الٰہی ہیں —— اور جو شخص ایسی حالت پر صبر نہ کرے' اس کا فقر اس کے لئے دنیا اور آخرت میں روسیاہی کا ذریعہ ہے۔

فقر وفاقہ اور اعضاء کی نعمت:

کہتے ہیں کہ کسی شخص نے کسی مرد عاقل سے اپنی محتاجی اور تنگدستی کی شکایت کی اور نہایت رنج وغم کا اظہار کیا۔ اس مرد دانا نے اس سے کہا:

☆ ''کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ دس ہزار درہم تم کو دیئے جائیں اور اس کے بدلے میں تمہاری آنکھیں پھوڑ کر تمہیں اندھا کر دیا جائے'' — اس نے کہا ''نہیں''...... پھر کہا:

☆ ''کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری گویائی جاتی رہے اور تم کو اس کے بدلے میں بیس ہزار درہم مل جائیں'' — اس نے کہا ''نہیں'' — پھر کہا:

☆ ''کیا تم اس بات پر رضا مند ہو کہ تمہاری سماعت زائل ہو جائے اور اس کے بدلے میں تم کو تیس ہزار درہم دے دیئے جائیں'' — اس نے کہا ''نہیں'' — پھر کہا:

☆ ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری عقل جاتی رہے اور اس کے بدلے تم کو چالیس ہزار درہم مل جائیں'' — کہا ''نہیں'' — پھر کہا:

☆ ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں اور پچاس ہزار درہم تم کو دے دیئے جائیں'' — اس نے کہا ''نہیں'' — پھر کہا:

☆ ''کیا تمہاری خوشی ہے کہ تمہارے پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ساٹھ ہزار درہم تم کو دے دیئے جائیں'' — اس نے کہا ''نہیں'' — پھر کہا:

☆ ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے دونوں کان کاٹ لئے جائیں اور اس کے عوض ستر ہزار درہم تم کو مل جائیں'' — اس نے کہا ''نہیں'' —۔

اس وقت مرد عاقل نے اس سے کہا:

''سن اے کمزور طبیعت والے! تجھ کو شرم نہیں آتی اور اپنے مولیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا کہ دو لاکھ اسی ہزار درہم سے زیادہ قیمت کی دولت اس نے تجھ کو عطا کر رکھی ہے۔''

یہ سن کر اس شخص نے کہا:

''میں اپنے فقر وفاقہ پر راضی ہوں اور مجھے کبھی مال و دولت کی خواہش نہ ہو گی۔''

تنگدست بمنزلہ انبیاء ہیں:

نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کا فرمان عالی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے تنگدست بندوں سے فرمائے گا:

''اے میرے بندو! تم بمنزلہ انبیاء کے ہو اور آج تم میرے سامنے مخلوق کی شفاعت کرو گے ——— اے میرے بندو! جو تمہارا جی چاہے مجھ سے مانگو میں تم کو دوں گا ——— میں تم سے راضی ہوں ——— آج تمہارے لئے کوئی عذاب اور تنگی نہیں۔''

اولیاء اللہ کی صفات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی پانچ صفات ہیں:

☆ ان کو کسی مخلوق کا ڈر نہیں ہوتا' صرف اپنے خالق سے ڈرتے ہیں۔
☆ ان کو بھوک اور فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں ہوتا۔
☆ ان کو مرنے کا خوف نہیں۔
☆ ان کو مرض کی پروا نہیں۔
☆ ان کو فقر کا اندیشہ نہیں''۔

دنیا کی اچھی باتیں:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں چار باتیں اچھی ہیں:

☆ عالموں کا علم' ☆ مالداروں کی سخاوت'
☆ حاکموں کا انصاف' ☆ فقیروں کی دعا۔

فقراء کے لئے شرف:

بعض علماء نے کہا ہے کہ فقراء کے لئے نو شرف ہیں:

☆ اس کے عمل میں اخلاص ہو گا۔
☆ مخلوق سے اسے خلوت حاصل ہو گی۔
☆ فقر کی برکت سے اس پر سے ظلم اٹھا لیا جائے گا۔
☆ مال کی تلاش سے اس کا نفس راحت میں رہے گا۔

☆ رہزن اور چور کے کھٹکے سے بے خوف رہے گا۔
☆ علماء کی صحبت اسے حاصل ہوگی۔
☆ بخل کی آفت سے محفوظ رہے گا۔
☆ جو کچھ پائے گا اس پر قناعت کرے گا۔
☆ خدا کے فضل و کرم پر اس کو بھروسہ ہو گا۔

عبادت کو تجارت پر فوقیت:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصر کی طرف روانہ فرمایا --- میں تجارت کیا کرتا تھا۔ میں نے چاہا کہ تجارت کے ساتھ عبادت میں بھی مشغول رہوں۔ مگر ان دونوں کا جمع کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ لہٰذا میں نے تجارت کو ترک کر دیا اور صرف عبادت ہی کو اختیار کر لیا۔

قسم ہے اس ذات پاک کی! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اب عبادت سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز مرغوب نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ مسجد کے دروازے پر کوئی دکان رکھ لوں اور مسجد میں نماز پڑھا کروں۔ اور اس دکان سے ہر روز چالیس دینار کا نفع ہو — اور اس رقم کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دوں۔ کیونکہ مال و دولت کے ساتھ کسی حالت میں امن نہیں — ں نے ان سے پوچھا کہ:

''اے ابودرداء! آپ عبادت کے ساتھ تجارت کو برا کیوں جانتے ہیں۔''

جواب دیا:

''اس میں قیامت کے دن حساب و کتاب کی دشواری ہے۔''

فقر میں فضیلت اور بزرگی ہے:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب فقیر مومن بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح معذرت کرے گا' جس طرح ایک آدمی دوسرے آدمی سے عذر کرتا ہے اور فرمائے گا:

''اے میرے بندے! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں نے تجھ سے دنیاوی مال و ثروت کو اس لئے نہیں دور رکھا کہ تو میری نظروں میں حقیر تھا۔ بلکہ اس

کی وجہ یہ ہے کہ میں نے تیرے لئے اپنی بارگاہ میں بہت سی فضیلت اور بزرگی رکھ چھوڑی ہے۔

اے میرے بندے! آج میدان حشر میں تو آگے بڑھ اور گناہگاروں کی صفوں کو دیکھ۔ ان میں سے جن جن لوگوں نے تیری دنیا کی تنگدستی دیکھ کر میری رضامندی کے لئے خالص نیت سے تجھ کو کھانا کھلایا...... یا کپڑا پہنایا...... یا پانی پلایا...... ان کے ہاتھ پکڑ اور اپنے ساتھ بہشت میں لے جا۔''

اس روز لوگ پسینے میں نہائے میدان حشر میں صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ وہ شخص یہ ارشاد باری سن کر صفوں میں آئے گا اور اپنے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کو پہچان کر نکالے گا اور اپنے ساتھ بہشت میں لے جائے گا۔

فقراء صاحب اقبال و دولت ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''تم فقیروں اور محتاجوں سے بہت جان پہچان پیدا کرو اور ان کی دستگیری کرتے رہو کیونکہ وہ صاحب اقبال و دولت ہیں۔''

صحابہ کرام نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فقراء کا اقبال و دولت کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ جس شخص نے دنیا میں تم کو:

☆ روٹی کا ایک ٹکڑا کھلایا تھا' ☆ یا پانی کا گھونٹ پلایا تھا'

☆ یا کپڑا پہنایا تھا'

اس کا ہاتھ پکڑو اور اپنے ساتھ بہشت میں لے جاؤ۔''

نعمتوں کے شکر میں نیک اعمال:

حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں سے فضائل علم

کے متعلق بھی سوال فرمائے گا جس طرح اپنے اور انعامات کی نسبت حساب لے گا۔ چنانچہ:
سب سے پہلے میدان حشر میں علوم دین اور — قرآن پڑھنے والے اور — راہ خدا میں جہاد کرنے والے اور — کثرت سے مال و دولت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں گے۔

☆ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ عالم و قاری کو مخاطب کر کے فرمائے گا کہ "کیا میں نے تجھ کو اپنے اس کلام پاک کا علم نہیں دیا تھا جس کو اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا"۔ وہ عرض کرے گا "اے پروردگار! بے شک تو نے مجھے علم دیا تھا"...... ارشاد ہو گا "پھر تو نے اس نعمت کے شکریئے میں کیا نیک عمل کیا؟"...... وہ عرض کرے گا "اے پروردگار! میں تیری رضامندی کے لئے راتوں کو اٹھ کر تیرے کلام پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ دن کو اس کی ہدایتوں پر عمل کرتا تھا"...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا "تو جھوٹ کہتا ہے۔" فرشتے بھی کہیں گے کہ "تو جھوٹا ہے۔ اس عمل سے تیری نیت صرف یہ تھی کہ لوگوں میں عالم و قاری مشہور ہو"......فوراً فرشتہ عذاب کا حکم ہو گا اور وہ اس کو کھینچ کر جہنم میں ڈال دے گا۔

☆ پھر راہ خدا میں جہاد کرنے والے سے اسی طرح ارشاد ہو گا کہ "ہم نے تجھ کو قوت و شجاعت عطا کی تھی۔ تو نے اس کے بدلے میں کیا کیا؟"...... وہ عرض کرے گا "اے پروردگار! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا اور کفار سے جنگ کی' یہاں تک کہ شہید ہو گیا"...... اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ "تو جھوٹ کہتا ہے"......فرشتے بھی کہیں گے "تو جھوٹا ہے بلکہ تیری مراد صرف یہ تھی کہ دنیا میں بہادر اور جوان مرد مشہور ہو' چنانچہ دنیا میں شہرت ہو چکی۔"......فرشتوں کو حکم ہو گا وہ اس کو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔

☆ پھر مالدار سے خطاب فرمائے گا کہ "کیا میں نے تجھ کو دنیا میں خوش حال اور فارغ البال نہیں کیا تھا"...... وہ عرض کرے گا "اے پروردگار! بے شک تو نے دولت اور ثروت عطا کی تھی"...... ارشاد ہو گا "پھر تو نے اس نعمت کے شکریئے میں کون سا نیک کام کیا"...... وہ عرض کرے گا "الٰہی! میں نے تیری راہ میں صدقے دیئے اور صلہ رحم کیا"...... ارشاد ہو گا "تو جھوٹ کہتا ہے" اور فرشتے بھی کہیں گے کہ "تو جھوٹا ہے۔ بلکہ تیرا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں سخی مشہور ہو۔ چنانچہ تیری سخاوت کا شہرہ ہو چکا۔"......

فرشتہ عذاب کو حکم ہوگا اور وہ اسے کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔

بدخصلت خیر و نیکی سے محروم:

بعض علماء کا قول ہے کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی وہ ہر قسم کی خیر و نیکی سے محروم رہے گا:

☆ اپنے سے کمزور پر ظلم کرنا۔
☆ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔
☆ غریب آدمی کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے حقیر جاننا۔
☆ مالدار کی عزت صرف اس کے مال و دولت کی وجہ سے کرنا۔

لقمان حکیم کا قول:

لقمان حکیم کا قول ہے کہ جو شخص مالدار کی تونگری کی وجہ سے اس کی تعظیم کرے اور محتاج کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے ذلیل سمجھے..... وہ دونوں جہان میں ملعون ہے۔

مال و دولت کے ساتھ مصیبتیں:

بعض حکماء نے کہا ہے کہ مالدار آدمی کو مال و دولت کے ساتھ پانچ مصیبتوں کا سامنا رہتا ہے:

☆ اس کو جسمانی رنج و محبت سے نجات نہیں۔
☆ اس کا دل ہر وقت دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے۔
☆ اپنے دین کا نقصان کرتا ہے۔
☆ جھوٹ بولنا اس کا شیوہ ہو جاتا ہے۔
☆ قیامت میں اس کا حساب و کتاب سخت ہوگا۔

تنگ دست کے لئے نعمتیں:

فقیر اور تنگدست کے لئے پانچ نعمتیں ہیں:

☆ اس کو جسمانی راحت حاصل رہتی ہے۔
☆ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔
☆ اس کا دین سلامت رہتا ہے

☆ سچ بولنا اس کی عادت ہوتی ہے۔
☆ قیامت میں اس کے لئے کامیابی ہے۔

مال دار شیطان کے جال میں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کہتا ہے مالدار آدمی میرے مکروفریب سے نجات نہیں پا سکتا۔ تین باتوں میں سے ایک ضرور اس میں پیدا ہو جائے گی جو اسے راہ راست سے ہٹا دے:

☆ یا یہ کہ مال و دولت کی عزت اس کی نظروں میں ہوگی اور اسے راہ حق میں خرچ نہ کرے گا۔
☆ یا یہ کہ مال کی کوئی وقعت نہ سمجھے گا اور ناحق طریقے سے اس کو خرچ کرنے لگے گا۔
☆ یا یہ کہ مال کی محبت اس کے دل میں گھر کر جائے گی تو ناحق طور پر اس کو پیدا کرے گا۔

فقیر مومن کے لئے فضیلتیں:

فقیہ ابو الیث علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ فقیر مومن کے لئے پانچ فضیلتیں ہیں:

☆ اس کے نیک اعمال کا ثواب مالدار کے نماز روزے وغیرہ سے زیادہ ہے۔
☆ اس کو جب بھوک لگتی ہے یا اور کسی ضروری چیز کی حاجت ہوتی ہے اور کچھ میسر نہیں آتا تو اس کے لئے اجر لکھا جاتا ہے۔
☆ غریب لوگ بہشت میں امیروں سے پہلے داخل ہوں گے۔
☆ قیامت میں ان کے اعمال کا حساب کم ہوگا۔
☆ ان کے لئے ندامت کم ہے کیونکہ قیامت کے دن مالدار لوگ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں فقیر ہوتے...... اور غریب لوگ یہ تمنا نہ کریں گے کہ امیر ہوتے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور صبر و قناعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ:

''الٰہی! جو شخص مجھ سے محبت رکھے' اس کو صبر و قناعت اور ضروری روزینہ عطا فرما...... اور جو مجھ سے دشمنی رکھے' اس کے مال و اولاد میں ترقی دے۔''

باب نمبر ۲۳

دنیا اور طالب دنیا کی مذمت' تارک دنیا کی فضیلت

دنیا کی حرص کا انجام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اے ابوہریرہ! آؤ تمہیں تمام دنیا دکھلاؤں''...... میں نے عرض کیا ''بہت بہتر''...... آپ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک گھوڑے پر لے گئے' جہاں مردہ آدمیوں کی کھوپڑیاں اور نجاست اور چیتھڑے اور ہڈیاں پڑی تھیں۔

آپ نے فرمایا:

''اے ابوہریرہ دیکھو! یہ کھوپڑیاں بھی اسی طرح حرص دنیا سے بھری ہوئی تھیں جس طرح آج لوگ حریص ہیں...... اور اسی طرح کھانا کھاتے تھے جس طرح تم لوگ کھاتے ہو۔ اور ان کی اب یہ حالت ہے کہ صرف ہڈیاں رہ گئیں جن پر کھال کا نشان تک نہیں۔ کچھ روز میں بالکل خاک ہو کر مٹی میں مل جائیں گی...... اور یہ نجاست وہی انواع و اقسام کی غذائیں ہیں جن کو لوگوں نے طرح طرح کے مکروفریب کر کے حاصل کیا تھا اور پھر پاخانے کی راہ سے نکال ڈالا...... اب یہ حال ہے کہ لوگ اس سے پرہیز کرتے ہیں اور اس کا دیکھنا گوارا نہیں کرتے...... اور یہ چیتھڑے لوگوں کے لباس و قماش ہیں جن سے وہ اپنے جسموں کی آرائش کرتے تھے۔ اور اب یہ عالم ہے کہ ہوائیں ان کو اڑائے پھرتی ہیں۔ اور یہ ہڈیاں لوگوں کے چوپایوں کی ہیں جن پر سوار ہو کر وہ شہروں کا سفر کیا کرتے تھے۔

یہ عبرتناک تماشہ دیکھ کر جو شخص دنیا کی نیرنگی پر رونے والا ہو تو اسے رونا

چاہئے''۔

آگ کے لئے عود اور گوبر یکساں ہیں:

دانشوروں کا قول ہے کہ شریف وہ شخص ہے جس کو دنیا کی محبت' رنج و تعب میں نہ ڈالے۔ کیونکہ مکروہاتِ دنیا میں مبتلا ہو کر آدمی کسی کام کا نہیں رہتا...... کیا تم نہیں دیکھتے کہ آگ عود اور گوبر میں کوئی امتیاز نہیں کرتی بلکہ دونوں کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔

دنیا کی وقعت:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی وقعت اللہ تعالٰی کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔

عبادات میں بے کیفی کا سبب:

کہتے ہیں کہ کسی شخص نے ایک بزرگ کی صحبت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ ''میں اکثر نیک اعمال بجا لاتا ہوں اور عبادت الٰہی کرتا ہوں مگر اس سے کوئی ذوق یا لذت میرے دل میں پیدا نہیں ہوتی'' —— ان بزرگ نے جواب دیا کہ ''اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہارے پاس گویا تمہاری زوجیت میں شیطان ملعون کی بیٹی ہے۔ جسے دنیا کہتے ہیں۔ اور یہ ضرور ہے کہ باپ اپنی بیٹی کے دیکھنے کے لئے اس کے گھر میں آئے اور وہ گھر تمہارا دل ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس گھر میں شیطان کے داخل ہونے سے سوائے فساد و خرابی کے کچھ حاصل نہیں''۔

دولت کی محبت شیطان کو مرغوب ہے:

ایاز بن کثیر علیہ الرحمہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ دنیا میں پہلے پہل جب چاندی سونا ڈھال کر روپیہ اور اشرفی بنائی گئی تو شیطان نے پہلا سکہ لے کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور اس کو مخاطب کر کے کہا:

''جو تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا بندہ ہے''۔

دنیا ملنے کی خوشی سراسر حماقت ہے:

''تنبیہ الغافلین'' میں ہے کہ جس شخص کو دنیا حاصل ہو جائے اور وہ اس کو پا کر خوش

ہو تو اس نے اپنی حماقت کا ثبوت دیا —— اور اس سے بڑھ کر احمق وہ شخص ہے کہ دنیا کے فوت ہو جانے پر رنج و غم کرے۔ کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پر ایک زہریلا سانپ حملہ کرنے کے لئے دوڑا اور خدا نے اس کے شر سے اس شخص کو محفوظ رکھ کر نجات دی' اور وہ شخص سانپ کے ضرر نہ پہنچانے پر رنج و غم کرے۔

دنیا کے نہ دین کے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم لوگ نہ تو دنیا کو طلب کرتے ہو نہ آخرت کو" —— انہوں نے کہا کہ "اے خدا کے رسول! ہم دنیا میں پیدا ہوئے ہیں اور ہم اب یہی سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا یا دین کے طالب ہیں" —— حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر تم دنیا کے طلب گار ہوتے تو ضرور دنیا کے پروردگار کو خوش رکھتے' جس کے ہاتھ میں دنیا کے خزانوں کی کنجی ہے۔ پھر وہ تم کو دنیا عطا کرتا...... اور اگر تم آخرت کے طالب ہوتے تو ضرور خدائے آخرت کو خوش رکھتے۔ جو دنیا و آخرت کا مالک ہے اور وہ تم کو آخرت کی نعمتیں عطا فرماتا —— لیکن تم لوگ نہ اس کے طالب ہو' نہ اس کے مالک ہو۔"

دنیا کی محبت گناہوں کی جڑ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھ کے پانی کا خشک ہو جانا یعنی اپنے گناہوں پر آنسو نہ بھر لانا سنگ دلی کی وجہ سے ہے...... اور سنگدلی گناہوں کی کثرت سے...... اور گناہوں کی کثرت اکل حرام سے...... اور اکل حرام کا سبب موت کا بھول جانا ہے...... اور موت کا بھول جانے کا سبب طول امل ہے...... اور طول امل کا سبب دنیا کی محبت ہے...... اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

تمام علوم کا نچوڑ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے فقہ اور دینی علوم کے دو سو باب حاصل کیے تھے' اور ان پر عبور حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے ایک نبی پر وحی بھیجی کہ اس فاضل سے کہہ دیا جائے کہ اگر تو تمام علوم کو

حاصل کرے گا تو کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ صرف ان تین باتوں پر عمل کر لینا کافی ہے:

☆ اول تو بادشاہوں اور امیروں کی صحبت نہ اختیار کرے کیونکہ وہ مومن کے کام آنے والی نہیں۔

☆ دوسرے اہل ایمان کو ایذا نہ دے کیونکہ یہ حرمت ایمان کے خلاف ہے۔

☆ تیسرے دنیا سے محبت نہ کرے کیونکہ دنیا مومنوں کے لئے نہیں۔"

سنگدل آدمی کی علامات:

رسول کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! سنگدل آدمی کی پانچ علامتیں ہیں:

☆ علماء سے پرہیز رکھنا۔

☆ حرام میں قوی ہونا۔

☆ جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا۔

☆ جھوٹ بولنا۔

☆ دل میں دنیا کی محبت کا گھر کر جانا۔

دنیا کی اصل حقیقت:

روایت ہے کہ جب حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مشرق سے مغرب تک تمام دنیا کو فتح کرنے کے لئے نقل و حرکت کا ارادہ کیا تو حکیموں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیا اور کہا۔

"دنیا کا ملک نہایت قلیل فانی اور حقیر زوال پذیر ہے۔ ایسی ذلیل چیز کے لئے سفر کی تکلیف اٹھانا عالی ہمتی سے بعید ہے۔"

حکماء نے جواب دیا:

"ملک دنیا بے شک حقیر ہے اور آپ کی ہمت کے شایان شان نہیں کہ اس کی طرف توجہ کی جائے لیکن آپ دنیا کے ساتھ آخرت کو بھی شامل کر لیں تاکہ دونوں جہاں کی بادشاہی حاصل ہو۔"

ذوالقرنین علیہ السلام نے اس رائے کو بہت پسند کیا۔

اسی بناء پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کو پسند کرتا ہے..... اور پست خیال لوگوں سے سخت نفرت کرتا ہے۔''

ناآسودگی کا عالم:

حدیث شریف میں ہے کہ آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں سے کبھی آسودہ نہیں ہوتیں:

☆ زمین بارش سے ☆ آگ لکڑی سے
☆ مادہ نر سے ☆ دریا پانی سے
☆ عالم علم سے ☆ آنکھ دیکھنے سے
☆ کان سننے سے ☆ دل حرص دنیا سے

دنیا کے بندوں پر ہمیشہ کی لعنت:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میری امت میں ایک زمانہ آئے گا جس میں:

☆ ایمان کا صرف نام رہ جائے گا۔
☆ اور اسلام ایک رسم و رواج ہو جائے گا۔
☆ قرآن صرف پڑھ لینے کی ایک کتاب ہوگی۔
☆ چھوٹے بدکار ہوں گے اور بڑے دروغ گو۔
☆ ان کا دین و مذہب روپیہ ہوگا۔
☆ ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی۔
☆ ان کی ہمت صرف شکم پروری تک محدود ہوگی۔
☆ ان کے افعال مثل شیطان کے ہوں گے۔
☆ ان کا کلام صرف دنیا کے متعلق ہوگا۔

''وہ سب ملعون ہیں اور ہمیشہ ان پر لعنت رہے گی۔''

دنیا میں کیونکر رہا جائے:

حدیث شریف میں ہے کہ ہر بندہ دنیا میں ہر وقت مہمان کی طرح ہے اور اس کے قبضے میں جو کچھ مال و دولت ہے وہ گویا عاریت (عارضی) ہے یاد رکھ کہ مہمان اپنے گھر جانے والا ہے اور مانگی ہوئی چیز اس کے مالک کو واپس دی جائے گی۔ اللہ کا حکم ہے کہ اے

میرے بندو!:

☆ آپس میں بھائی بن کر رہو۔

☆ ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو۔

☆ علماء بن کر رہو اور جاہل نہ بنو۔

☆ قضائے الٰہی پر راضی رہو۔

☆ جو کچھ تھوڑی سی دنیا حاصل ہو جائے تو اس پر قناعت کرو۔

☆ ہمیشہ اپنے آپ کو نیک اعمال کی کثرت سے آرائش دو۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو فنا ہونے کے لئے پیدا کیا ہے اور بمنزلہ ایک پل کے بنایا ہے۔ اس پل پر سے گزر جاؤ اور اس پر ڈیرہ نہ ڈالو۔

دنیا چھوڑ کے اللہ کے ہو جاؤ:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دنیا سے قطع تعلق کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی امور کا کفیل ہوگا اور اس کو ایسے طور سے بلامحنت رزق پہنچائے گا کہ اسے خبر بھی نہ ہوگی...... اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کر کے دنیا کی طرف جھک جائے' اس کو اللہ تعالیٰ دنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے اور خود اس سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دنیا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم چٹائی پر لیٹتے تھے اور آپ کے جسم مبارک میں چٹائی کے نشان ہو جاتے تھے۔ ایک بار میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر آپ ارشاد فرمائیں تو آپ کے لئے چٹائی پر بچھونا بچھا دیا جائے اور یہ تکلیف آپ کو نہ ہو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سوار نے کسی سایہ دار درخت کے نیچے دم لیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر چل کھڑا ہوا۔"

حرص کا پیٹ مٹی بھرتی ہے:

حدیث قدسی میں ہے کہ اگر فرزند آدم کے پاس دو جنگل سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے ہوں تو حرص کی وجہ سے ایک تیسرے جنگل کی ضرورت ہوگی۔ اور فرزند آدم کے پیٹ کو بھرنے والی خاک کے سوا کوئی چیز نہیں...... اور جو شخص خدا کی طرف رجوع کرتا ہے' خدا بھی اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی عربی شاعر نے دو شعر کہے ہیں' جس کا ترجمہ یہ ہے:

''جب دنیا تم پر جھک پڑے تو سخاوت سے اس کو لوگوں پر لٹا دو...... کیونکہ وہ بدل جانے والی ہے...... یاد رکھو! دنیا جب آنے والی ہوتی ہے تو سخاوت سے اس میں کمی نہیں آتی...... اور جب جانے والی ہوتی ہے تو کنجوسی سے پاس نہیں رہتی۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مثالی جہیز:

احادیث صحیحہ میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی تو صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سلمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تجویز فرمایا کہ سامان جہیز اٹھا کر لے چلیں۔ سامان جہیز یہ تھا:

- ☆ ایک چکی۔
- ☆ ایک کمائی ہوئی کھال۔
- ☆ ایک تکیہ جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔
- ☆ پیلو درخت کی ایک مسواک۔
- ☆ ایک چادر جس میں سات پیوند لگے ہوئے تھے۔
- ☆ ایک مٹی کا بدھنا۔
- ☆ ایک مٹی کا کونڈا۔
- ☆ ایک لاٹھی۔
- ☆ لکڑی کا ایک تخت۔
- ☆ ایک کھجور کی جھاڑو۔
- ☆ ایک سوئی۔
- ☆ ایک کھجور کی چٹائی۔
- ☆ ایک لکڑی کا پیالہ۔

☆ ایک مٹی کا بادیہ۔ ☆ ایک مٹی کی ھانڈی۔
☆ چھوہاروں کی گٹھلی کی ایک تسبیح۔

یہ سامان دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور تعجب سے کہا:

''یہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز ہے۔''

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوبکر! اس قدر سامان اس شخص کے لئے کافی ہے جو دنیا میں ایک مسافر سوار کی طرح قیام کرے جو کہ تھوڑی دیر دم لینے کے لئے کسی سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہر جائے اور فوراً چل کھڑا ہو۔''

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر تشریف لے چلیں۔ آپ کے سر مبارک پر ایک اونی چادر تھی جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے...... جو لوگ دنیا کی طرف مائل ہیں انہیں اس مقام پر غور کرنا چاہئے کہ تمام عورتوں کی سردار حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کیسے ساز و سامان کے ساتھ ہوئی ہے۔

اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے علی! اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا شرف کثرت عبادت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ فضیلت ان کو اس لئے ملتی ہے کہ ان کی طبیعت میں سخاوت ہوتی ہے لہٰذا دنیا کو ذلیل جانتے ہیں۔''

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جو کی کچھ روٹیاں لے کر حاضر ہوئے۔ تاکہ آپ اور آپ کے گھر والے تناول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاقہ اختیار کیا اور روٹیوں کو منظور نہ فرمایا۔

ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھ کر اپنے گھر والوں کے لئے کچھ جو خریدے...... ایک بار حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''آج محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل و عیال کے پاس نہ سیر بھر گیہوں ہیں نہ سیر بھر جو ہیں۔''

اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات تو تھیں۔

دنیا دار کا حال کیسا ہے؟:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو پانی پر چلے اور اس کے قدم پانی میں تر نہ ہوں۔''

صحابہ کرام نے عرض کی:

''ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بس یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ نیک اعمال کے لئے کتنی ہی کوشش کرے مگر گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔''

دنیا میں اولاد آدم کا حق:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں آدم علیہ السلام کے بیٹے کا حق صرف اس قدر ہے کہ اسے چار چیزیں حاصل ہوں:

☆ رہنے کے لئے ایک مکان۔

☆ پردہ پوشی کے لئے ضروری کپڑا۔

☆ حلال طریقے سے روٹی کمانا تاکہ سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کرے۔

☆ اپنے ہمسائے کے ساتھ سلوک کرنا۔

جس بندۂ مومن میں یہ خوبیاں ہوں گی قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکے گا۔

اور جو شخص دنیا میں اگرچہ روزی تو حلال طریقے سے پیدا کرے مگر اس پر فخری اور مغرور ہو...... اور حرص میں مبتلا رہے...... اور ریاکاری اختیار کرے...... تو وہ شخص قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوگا' اس وقت اللہ تعالیٰ اس پر اپنے غضب کا

اظہار فرمائے گا۔

حرص دنیا میں آخرت سے بے خبری پر عذاب:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کو طلب کرے اور حرص دنیا میں مبتلا ہو کر عقبیٰ سے بالکل بے خبر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ عذابوں میں گرفتار کر دے گا ـــ تین عذاب دنیا میں ہوں گے اور تین آخرت میں۔

دنیا کے تین عذاب یہ ہیں:

☆ اس کے دل میں ایسی بڑی آرزوئیں ہوں گی جن کی انتہا نہ ہو اور ان کا پورا ہونا محال ہو۔

☆ اس پر حرص غالب ہو گی اور قناعت کی توفیق نہ ملے گی۔

☆ اس کے دل سے عبادت کی حلاوت دور ہو جائے گی۔

اور آخرت کے تین عذاب یہ ہیں:

☆ قیامت کی ہولناکی سے وہ بدحواس ہوگا۔

☆ اس کے اعمال کا سختی سے حساب لیا جائے گا۔

☆ قیامت کے دن اس کو بے انتہا حسرت ہو گی۔

مومن اور کافر کے لئے دنیا:

حدیث پاک میں ہے کہ بندۂ مومن کے لئے دنیا قید خانہ ہے اور قبر ایک قلعہ ہے جو اس کو سختی سے بچائے گا اور بہشت اس کا اصلی ٹھکانہ ہے...... لیکن کافر کے لئے دنیا بہشت ہے اور قبر اس کا جیل خانہ ہے اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔

دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مرغوب چیزیں:

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں مجھ کو مرغوب اور دل پسند ہیں:

☆ ایک خوشبو۔ ☆ دوسرے عورتیں۔

☆ تیسرے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور نہایت راحت پہنچانے والی چیز نماز ہے۔

دنیا میں خلفائے راشدین کی مرغوب چیزیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک کی زیارت۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کفار سے جہاد کرنا۔

☆ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر اپنا مال لٹا دینا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

☆ نیک باتوں کا حکم دینا۔

☆ بری باتوں سے روکنا۔

☆ حدود الٰہی کو نگاہ میں رکھنا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

☆ بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

☆ اخلاص کے ساتھ ظاہر و باطن کو یکساں کر کے باہم سلام و کلام کرنا۔

☆ رات کو جب لوگ سو رہے ہوں بستر سے اٹھ کر نماز پڑھنا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

☆ مجبوروں کی امداد کرنا۔

☆ گمراہوں کو ہدایت کرنا۔

☆ کلام الٰہی کے مطابق عمل کرنا۔

دنیا میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرغوب چیزیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

☆ اللہ کے فضل پر پورا بھروسہ کرنا۔

☆ مخلوق سے پرہیز کرنا۔

☆ جو کچھ خدا نے دیا ہے اس پر قناعت کرنا۔

دنیا میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پسندیدہ چیزیں:

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

☆ جس قدر ممکن ہو عبادت کرنا۔

☆ گناہوں سے نادم ہو کر رونا۔

☆ فقر و فاقہ میں صبر کرنا۔

دنیا میں خالق کائنات کی پسندیدہ چیزیں:

اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں:

☆ وہ نوجوان جو کہ جوانی میں گناہوں سے توبہ کر کے میری طرف رجوع کریں۔

☆ وہ دل جو کہ اخلاص سے میرے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کرے۔

☆ وہ آنکھ جو کہ میرے ڈر سے آنسو بہائے۔

باب نمبر۲۴

مصیبت اور بلا کی فضیلت

موت آخرت کا راستہ ہے:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک صاحبزادہ انتقال کر گیا۔ جس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ ہر وقت مغموم رہا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کے دربار میں دو فرشتے اہل مقدمہ کی صورت بنا کر آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا:

''اے خدا کے نبی! میں نے کھیت میں بیج ڈالا تھا۔ وہ اگا لیکن ابھی اس کھیت کو کاٹنے نہ پایا تھا کہ یہ شخص اس کھیت میں گیا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام اس شخص کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا:

''تمہارے پاس مدعی کے دعوے کا کیا جواب ہے؟''

اس نے کہا:

''یا نبی اللہ! میں عام راستے میں چلا جا رہا تھا۔ چلتے چلتے اس کھیت پر پہنچا۔ اس کے دائیں بائیں طرف دیکھا' کہیں راستہ نہ پایا۔ مجبوراً اسی کھیت میں سے گزر گیا۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا:

''تو نے رستے کو کیوں کھیت بنایا تھا' کیا تو نہیں جانتا تھا کہ راستہ چلنے والے ضرور وہاں سے گزریں گے۔''

اس فرشتے نے جواب دیا:

''اے سلیمان! پھر تم کیوں اپنے بیٹے کے مرجانے کا اس قدر غم کرتے ہو۔ کیا

تم نہیں جانتے کہ موت آخرت کا راستہ ہے۔ جس پر سے ہر فرد ہر بشر کو گزرنا ہوگا۔"

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی اور پھر اپنے بیٹے کو یاد کر کے کبھی رنج و غم کا اظہار نہیں فرمایا۔

مصیبت میں صبر کرنا چاہئے:

روایت ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں سفر میں تھے۔ اسی مقام پر ان کو وطن سے اطلاع دی گئی کہ آپ کا بیٹا انتقال کر گیا۔ یہ خبر سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور فرمایا:

☆ ایک برہنگی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے پردے میں چھپا دیا۔
☆ ایک محنت و مشقت تھی جس کے لئے فضل الٰہی کافی ہو۔
☆ اور ایک اجر و ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے غیب سے بھیج دیا۔

یہ کہہ کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ مصیبت کی حالت میں جو کچھ خدا کا حکم تھا وہ میں بجا لایا۔

کمسنی میں مرنے والے اپنے والدین کے شفیع ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص اکثر و بیشتر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا ایک کمسن لڑکا ہوا کرتا تھا۔ اچانک وہ بچہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ اس کے غم کے باعث اس کا باپ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ "وہ شخص چند روز سے کیوں نہیں آیا"۔ حاضرین نے عرض کی "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اس کا بچہ جو اس کے ہمراہ خدمت مبارک میں حاضر ہوا کرتا تھا' قضا کر گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "تم لوگوں نے اب تک اس واقعہ کی مجھ کو اطلاع کیوں نہیں دی"۔ اتنا فرما کر آپ مع حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے اور اس شخص کے مکان پر تشریف لائے۔ دیکھا کہ وہ شخص نہایت غمگین اور افسردہ بیٹھا ہے۔ آپ نے اس کو تشفی دی۔ اس نے عرض کی:

"یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ لڑکا میری عمر بھر کی کمائی اور

بڑھاپے کا سہارا تھا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے شخص خوش ہو کہ قیامت کے دن جب اس لڑکے سے ارشاد الٰہی ہو گا کہ بہشت میں داخل ہو اور تین بار یہی حکم دیا جائے گا تو وہ ہر بار عرض کرے گا کہ اے پروردگار! اپنے ماں باپ کے بغیر میں ہرگز بہشت میں داخل نہ ہوں گا اسی طرح اصرار کے ساتھ وہ لڑکا شفاعت کرے گا اور اپنے ماں باپ کو اپنے ساتھ بہشت میں لے جائے گا۔"

یہ فرمان عالی شان سن کر اس شخص کا غم جاتا رہا اور قضائے الٰہی پر صبر و شکر بجا لایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس مسلمان کے تین یا دو بچے یا صرف ایک بچہ قبل از بلوغ مر جائے اور وہ ان کے مرنے پر صبر و رضا سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے اس اولاد کے ساتھ اپنے فضل و رحمت سے بہشت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے استفسارات' اللہ تعالیٰ کے جوابات

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سوال کیا:

☆ "اے پروردگار! جو شخص بیمار کی مزاج پرسی کو جائے اس کو کیا ثواب ملے گا؟"۔
—ارشاد ہوا کہ" وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جائے گا کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے"۔

☆ پھر سوال کیا کہ "جنازے کے ساتھ جانے والے کے لئے کیا ثواب ہے؟"
—ارشاد ہوا کہ" جو شخص مومن کے جنازے کے ساتھ چلے گا اس کے پاس حالت نزع میں رحمت کے فرشتے علم و نشان کے ساتھ آئیں گے اور اس کے جنازے کے ساتھ اس کی قبر تک جائیں گے۔ اور روز قیامت تک اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ اور اس کے لئے نیکیوں کا ثواب لکھتے رہیں گے"۔

☆ پھر سوال کیا" اے پروردگار! جس عورت کا بچہ مر گیا ہو اس کی تشفی دینے والے کے لئے کیا ثواب ہے؟ — ارشاد ہوا کہ" میں اس شخص کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔

اس ہولناک دن میں جبکہ میرے سائے کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا"۔
یعنی قیامت کے دن وہ شخص عرش الٰہی کے سائے کے نیچے ہوگا۔

نیک اولاد مومن کے لئے خزانہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک بیٹا بندۂ مومن کے لئے خزانہ و ذخیرہ ہے......اگر:

☆ اگر اپنے باپ کے سامنے فوت ہو تو قیامت کو وہ اس کی شفاعت کرے گا۔

☆ اور اگر باپ کے مرنے کے بعد زندہ رہے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے تو جو کچھ وہ نیک اعمال کرے گا' اس کے باپ کو بھی ان نیکیوں میں سے حصہ پہنچے گا۔

رنج و مصیبت میں صبر کرنے کے درجات:

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کا بچہ مر جائے اس کو ضرور بہشت ملے گا خواہ وہ شخص صبر کرے یا نہ کرے اور رضاء و تسلیم سے کام لے یا نہ لے۔

اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ صبر گویا بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ صبر سے افضل و اعلیٰ کوئی نعمت نہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے...... جو شخص رنج و مصیبت کی حالت میں صبر کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو تین سو درجے رحمت فرمائے گا جن میں ہر ایک درجے سے دوسرے درجے تک کا فاصلہ اتنا ہوگا جس قدر فاصلہ زمین سے آسمان تک ہے۔

پھر اس ارشاد پاک پر غور کرنا چاہئے جو صبر کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے کلام ربانی میں مذکور ہے:

قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین

یعنی "اے ایمان والو! رنج و مصیبت میں صبر و شکر بجالانے اور نماز پڑھنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ یاد رکھو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشادِ خداوندی کے مطابق دنیا رنج و بلا' امتحان اور آزمائش کا گھر ہے۔ اور دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمائش کے لئے پیدا فرمایا اور ان کو صبر کا حکم دیا...... اور دوسری آیت پاک

میں صبر کرنے والوں کو بشارت دی' وہ آیت یہ ہے:

ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون

یعنی ''اے لوگو! ہم ضرور تمہارا امتحان کریں گے اور خوف اندیشہ اور فقر و فاقہ اور مال و جان اور پھل و پھلواری کے نقصان' اس قسم کی مصیبتوں میں تمہیں مبتلا کریں گے۔ ان لوگوں کے لئے بشارت و نوید ہے جو مصیبت میں پڑتے ہی بارگاہ باری تعالیٰ میں رجوع لاتے ہیں اور صدق دل سے کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون!''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت:

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ ان کے ہاں جب کوئی لڑکا پیدا ہوتا تھا تو ساتویں دن اس کو گود میں لے لیا کرتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکے کی محبت میرے دل میں قرار پکڑ جائے تاکہ اگر اتفاق سے وہ بچہ فوت ہو جائے اور محبت کی وجہ سے میرے دل کو زیادہ صدمہ ہو' جس پر میں صبر و شکر کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ کو زیادہ سے زیادہ اجر عظیم عطا فرمائے۔''

مناجات حضرت داؤد علیہ السلام:

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک بار مناجات کی کہ اے پروردگار! جو تیرا بندہ تیری بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر و رضا اختیار کرے تو اس کی کیا جزا ہے؟...... ارشاد ہوا:

''اے داؤد! میں اس شخص کو دنیا' اور آخرت میں ایمان کی خلعت پہناؤں گا۔''

صبر جمیل کیا ہے؟:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص پر کوئی مصیبت آئے اور وہ صبر جمیل بجا لائے تو ضرور داخل بہشت ہوگا ...... کسی نے پوچھا کہ صبر

جمیل کیا چیز ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''شدت غم سے آنکھیں کھلی رہ جائیں اور خوف الٰہی سے زبان بند ہو جائے۔''

عزیز واقارب کے وصال پر اظہار غم:

روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حالت شیر خوارگی میں وفات پائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ بھی ایسے صدمات سے بے چین ہو کر روتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے ہم کو رونے سے منع فرمایا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے رونے سے منع نہیں کیا ہے بلکہ:

☆ نوحہ یعنی بین اور راگ سے منع کیا ہے...... نوحہ اور راگ کی دو آوازیں سراسر حماقت سے بھری ہوئی اور فسق و فجور کی خبر دیتی ہیں۔ اور ان دونوں آوازوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے...... راگ کی آواز لہو ولعب اور شیطان کا باجہ ہے...... اور۔

☆ مصیبت میں بیان کر کے رونا اور منہ پیٹنا اور۔

☆ گریبان چاک کرنا۔

یہ سب شیطانی حرکتیں ہیں...... لیکن:

☆ رنج وغم میں آنکھیں بھر لانا ایک رحمت الٰہی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے رحیم المزاج بندوں کے دلوں پر نازل فرماتا ہے۔

اور جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرے گا' اس پر کبھی رحم نہیں کیا جائے گا''...... پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''درد و مصیبت کی حالت میں صرف اتنی بات ہے کہ دل غم کرتا ہے اور آنکھ آنسو بھر لاتی ہے لیکن ہم ایسا کلمہ زبان پر نہیں لاتے جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہو۔''

مصیبت پر رونا پیٹنا ناپسندیدہ ہے:

ابن مبارک علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ مصیبت ایک ہوتی ہے مگر جب اس مصیبت پر جزع وفزع کیا جاتا ہے تو وہ دو مصیبتیں ہو جاتی ہیں...... ایک تو وہی مصیبت جو نازل ہوئی ہے اور...... دوسری یہ مصیبت' حقیقت میں اس پہلی مصیبت سے بھی بڑی ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

''رونے کا ثواب صبر کے نصف ثواب کے برابر ہے اور صبر ایمان کا نصف حصہ ہے۔''

صبر وشکر کا اجر درجہ صدیق ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوح محفوظ پر قلم نے سب سے پہلے حکم الٰہی سے یہ لکھا تھا:

''میں اللہ واحد ہوں۔ میرے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے رسول برحق ہیں۔ جو شخص میرے حکم کو مانے گا اور میری بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر کرے گا۔ میں اس کو صدیق کا درجہ عطا کروں گا' اور قیامت کے دن اس کو صدیقین کے ساتھ بہشت میں داخل کروں گا —— اور جو شخص میرے حکم کے سامنے تسلیم و رضا نہ اختیار کرے گا اور میری بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر نہ کرے ...... اور میری نعمتوں کا شکر نہ بجا لائے۔ اس کو چاہئے کہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے...... اور میرے سوا کوئی دوسرا پروردگار ڈھونڈ لے۔''

دنیا سے ترک تعلق پر مصیبتیں آسان:

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص جنت کا مشتاق ہوگا' وہ نیک اعمال میں سبقت کرے گا ...... اور جس شخص کو دوزخ کا خوف ہوگا وہ نفسانی خواہشوں سے باز رہے گا...... اور جس شخص کے سامنے ہر وقت خیال ہوگا وہ دنیا کی لذتوں کو ترک کر دے گا

اور جو شخص دنیا سے ترک تعلق کر لے گا اس پر مصیبتیں آسان ہو جائیں گی۔"

صبر کی صورتیں اور اس کے درجے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صبر کی چار صورتیں ہیں:

☆ عبادت بجالانے میں صبر سے کام لینا۔

☆ گناہ سے باز رہنے میں صبر اختیار کرنا۔

☆ مصیبت نازل ہونے پر صابر رہنا۔

☆ بلا پر صبر کرنا۔

چنانچہ:

☆ جو شخص عبادت بجالانے میں صبر پر کاربند ہوگا اس کے لئے تین سو درجے ہیں اور

☆ جو شخص گناہ سے باز رہنے پر صبر کرے گا اس کے لئے چھ سو درجے ہیں اور

☆ جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اس کے لئے نو سو درجے ہیں اور

☆ جو شخص بلا پر صبر کرے گا اس کے لئے ہزار صدیقوں کا مرتبہ ہے"

میت کو عذاب سے بچانے والے اعمال:

حضرت محمد بن افضل علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ جب میت قبر میں رکھی جاتی ہے تو نماز اس کے دائیں طرف...... اور زکوٰۃ بائیں طرف...... صدقہ اور خیرات سامنے...... اور صبر اس کے دونوں پہلوؤں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر صبر ان تمام نیک اعمال کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

"تم سب اس میت کی حمایت کرو۔ اگر تمہاری محبت غالب رہے اور تم اس میت کو عذاب سے بچا سکو تو بہتر ہے ورنہ میں تنہا کافی ہوں۔ اس میت کے لئے ڈھال ہو جاؤں گا اور اللہ کے فضل سے ہر قسم کے عذاب کو ہٹا دوں گا۔"

یہ حدیث شریف اس بات کی دلیل ہے کہ بلا اور مصیبت میں صبر کرنا تمام نیک اعمال سے افضل ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

انما یوفی صابرون اجرھم بغیر حساب

یعنی "صبر کرنے والوں کو ان کا پورا پورا ثواب بے حد و حساب ملے گا۔"

مالی نقصان اور بیماری صبر کا امتحان ہے:

ابن داؤد نے محمد بن مسلم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کی:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میری دولت جاتی رہی اور میرا جسم مبتلائے مرض ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ بندہ کبھی نیک نہیں ہو سکتا جس کے مال کا نقصان نہ ہو اور جس کے جسم میں بیماری نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت رکھتا ہے' اس کا امتحان کرتا ہے۔ وہ بندہ مبتلائے مصیبت ہونے پر صبر کرتا ہے۔"

اہل عیش وعشرت اور اہل مصیبت کا انجام:

حمید نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو میدان میں لایا جائے گا جس نے تمام اہل دنیا سے زیادہ ناز ونعمت اور عیش وعشرت کے ساتھ زندگی بسر کی تھی۔ اس کو دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا اور وہاں سے جھلسا ہوا سیاہ ہو کر نکلے گا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ دنیا میں تو نے کبھی عیش و آرام دیکھا تھا...... وہ جواب دے گا کہ میں نے کبھی آرام نہیں پایا بلکہ جب سے دنیا میں پیدا ہوا ہمیشہ ایسی ہی بلا ومصیبت میں گرفتار رہا......۔

اس کے بعد ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ مصیبت زدہ اور گرفتار بلا تھا۔ اس کو تھوڑی دیر بہشت میں داخل کر کے نکالا جائے گا۔ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک اٹھے گا۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے کبھی بلا ومصیبت بھی اٹھائی ہے...... وہ عرض کرے گا کہ مولیٰ! میں نے کبھی رنج نہیں دیکھا بلکہ جب سے تو نے پیدا کیا ہے ہمیشہ ایسے ہی عیش و آرام میں رہا۔

نیکیوں پر اجر' گناہوں کا کفارہ:

عبدالحارث نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ پہلے زمانے میں کسی پیغمبر نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی:

"اے پروردگار! یہ کیا بات ہے کہ تیرا مومن بندہ تیری فرمانبرداری کرتا ہے اور تیری نافرمانی سے پرہیز رکھتا ہے۔ اس سے دنیا دور ہو جاتی ہے اور بلا و

مصیبت اس پر ٹوٹ پڑتی ہے اور — تیرا کافر بندہ تیری اطاعت سے بھاگتا ہے اور تیری نافرمانی میں دلیر ہوتا ہے لیکن اس سے بلا و مصیبت دور رہتی ہے اور دنیا کی عیش اس پر جھک جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

"اے پیغمبر! بندے بھی میرے ہیں اور مصیبت اور بلا بھی میری پیدا کی ہوئی ہے اور ہر چیز میری حمد و ثنا بجا لاتی ہے۔ بندۂ مومن کے سر پر کچھ گناہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں اس سے دنیا کو دور کر دیتا ہوں اور مصیبت میں اس کو مبتلا کرتا ہوں جس پر وہ صبر کرتا ہے۔ اور یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں...... جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں اس کو عقبیٰ میں اس کی نیکیوں کی جزائے خیر دیتا ہوں۔"

اسی طرح کافر کے اعمال میں کچھ نیکیاں ہیں۔ میں دنیا میں اس کے رزق کو فراخ کر دیتا ہوں۔ رنج و مصیبت کو اس سے دور رکھتا ہوں۔ اس کی نیکیوں کا بدلہ اس کو دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے مرنے پر عقبیٰ میں اس کو اس کی بدیوں کا بدلہ دیا جاتا ہے۔"

بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں:

عطا ابن یسار نے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندۂ مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس کچھ فرشتے بھیجتا ہے اور انہیں حکم دیتا ہے کہ دیکھو یہ میرا بندہ اپنی عیادت کرنے والوں کے جواب میں کیا کہتا ہے...... جب وہ فرشتے آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ بندہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر بجا لاتا ہے — یہ دیکھ کر فرشتے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں اور جو کچھ دیکھ آئے ہیں' عرض کرتے ہیں۔۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

☆ میں اپنے بندے کو اس کے صبر کا اجر دوں گا۔

☆ اگر اس مرض میں اسے دنیا سے اٹھا لوں گا تو بہشت میں داخل کروں گا اور۔

☆ اگر صحت دوں گا تو اس کے گوشت سے اچھا گوشت اور خون سے اچھا خون بدل دوں گا اور۔

☆ اس کے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔"

حالت مرض میں مریض کو نفع:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے ایک صحابی کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھ کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچی ہے کہ مریض کے لئے حالت مرض میں چار نفع ہیں:

☆ وہ مرفوع القلم ہو جاتا ہے یعنی شرعی تکالیف اسی پر پورے طور سے نہیں رہتیں۔

☆ اس کا اجر وثواب اسی طرح ملتا رہتا ہے جیسا کہ حالت صحت میں نیک اعمال بجالانے پر ملتا تھا۔

☆ اس کی رگ رگ اور جوڑ جوڑ سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے۔

☆ اگر حالت مرض میں مر جائے تو اس کی مغفرت ہو گی اور اگر تندرست ہو کر زندہ رہے گا تو گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔

بخار گناہوں سے پاک کرتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تپ یعنی مرض بخار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی عورت کے بھیس میں نمودار ہوئی —— آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ "تو کون ہے؟" اس نے کہا کہ میں ام ملدم ہوں"...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ام ملدم کیا چیز ہے؟"...... اس نے کہا کہ "میں گوشت کھاتی ہوں اور خون کو خشک کرتی ہوں اور میری گرمی دوزخ کی لپیٹ ہے"...... اس بیان سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ تپ ہے...... اس کے بعد اس نے کہا کہ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ مجھے اپنی جماعت میں سے ایسے لوگوں کے پاس بھیج دیجئے جن سے آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے۔"...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے انصار کی طرف بھیج دیا۔ وہ لوگ سات روز تک تپ و لرزہ میں مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ مجبور ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فریاد لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے تپ کو دور کیا۔ یہی انصار وہ لوگ تھے کہ جب ان کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے تو فرماتے:

"مرحبا! اے قوم تم وہ لوگ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی آلائش سے پاک وصاف کر دیا ہے۔"

فضل وکرم کے حیلے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا پروردگار اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ:

"میں جس بندۂ مومن پر اپنا فضل وکرم کرنا چاہتا ہوں تو اس کو اس سے پہلے کہ دنیا سے اٹھاؤں اس کے تمام گناہوں کو اس طور سے فنا کر دیتا ہوں کہ اس کے جسم میں بیماری یا رزق میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے...... پھر بھی اس پر اگر کسی خطا کا وبال رہ جاتا ہے تو جان کنی کی سختی اور تکلیف بڑھا دیتا ہوں...... وہ دنیا سے میرے پاس ایسا پاک وصاف آتا ہے جیسا کہ اس روز جبکہ وہ اپنی ماں سے پیدا ہوا۔

اسی طرح جس بندۂ بے دین کو عذاب دینا چاہتا ہوں تو اس کی نیکیوں کا پورا پورا بدلہ اس کو دنیا ہی میں دے دیتا ہوں۔ اس طور سے کہ اس کا جسم تندرست رہتا ہے اور اس کا رزق فراخ رہتا ہے۔ پھر بھی اگر کسی نیکی کا بدلہ رہ جاتا ہے تو جان کنی کے وقت اس پر آسانی ہو جاتی ہے۔ اور وہ میرے پاس ایسی حالت میں آتا ہے کہ اس کے پاس کوئی بھی نیکی نہیں رہتی۔"

بیمار کی عیادت کا اجر:

حدیث صحیح میں ہے کہ جو مسلمان کسی بیمار مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں پیرتا رہتا ہے اور جب اس مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو گویا دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا ہے۔

نرم دلی کے لئے تدبیر:

روایت ہے کہ حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ایک شخص آیا اور شکایت کی کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ ایسی تدبیر بتلایئے جس

سے نرم دلی حاصل ہو۔ انہوں نے فرمایا:

"سخت دلی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بیماری نہیں بہتر ہے کہ تم:

☆ قبرستان میں جایا کرو، اور۔

☆ جنازے کے ساتھ چلا کرو، اور۔

☆ مریض کی عیادت لیا کرو۔"

اس شخص نے اس تجویز پر عمل کیا اور چند روز میں اس کی حالت بدل گئی اور اس کے قلب میں خوف الٰہی پیدا ہو گیا...... پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

"اے دنیا کی تمام عورتوں سے افضل اور بہتر' خدا آپ کو جزائے خیر دے کر آپ نے میرے قلب کی حالت درست فرما دی۔"

مریض کی عیادت اور جنازے کے ساتھ جانے پر اجر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص مسلمان کے جنازے کا ساتھ دے تو گویا اس نے رضائے الٰہی کے لئے ایک ایسے دن کا روزہ رکھا جو سات سو دن کے برابر تھا۔

جس نے مریض کی عیادت کی اس نے گویا دن بھر اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھی اور وہ دن سات سو دن کے برابر تھا۔

باب نمبر ۲۵

میت کا حال اور قبر کی منزلیں

میت کی پکاریں:

ضحاک سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر سب سے زیادہ سخت حالت اس وقت ہوتی ہے جبکہ غسل دینے والا اس کو نہلانے کے لئے آتا ہے' اس کی انگلی سے انگوٹھی اتارتا ہے' جسم سے لباس اتارتا ہے' سر سے عمامہ جدا کرتا ہے' اس کی روح بے چین ہو کر فریاد کرتی ہے جس کی آواز جن وانسان کے سوا سب سنتے ہیں اور کہتی ہے:

''اے نہلانے والے تجھ کو خدا کی قسم! میرے کپڑے بہت نرمی سے اتارو کیونکہ ملک الموت کے پنجہ کی تکلیف سے مجھے پورے طور پر ابھی آرام نہیں ملا۔''

پھر جب اس کو تختے پر لٹا کر اس پر پانی ڈالا جاتا ہے تو روح چلاتی ہے:

''اے نہلانے والے! خدا کے واسطے میرے جسم کو قوت سے ہاتھ نہ لگا' کیونکہ وہ جانکنی کی سختی سے زخمی اور چور چور ہو رہا ہے۔''

پھر جب نہلا کر اس کو کفناتے ہیں اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیتے ہیں تو روح کہتی ہے:

''اے غسل دینے والے! خدا کے لئے ابھی سر کی طرف سے میرے کفن میں گرہ نہ لگا تاکہ میرے بیوی و بچے اور تمام رشتہ دار دنیا میں آخری بار میری صورت دیکھ لیں' کیونکہ آج میں ان سے بچھڑ رہا ہوں اور اب قیامت تک یہ میری صورت نہ دیکھیں گے۔''

پھر جب اس کا جنازہ تیار کر کے گھر سے باہر نکالا جاتا ہے تو روح پکارتی ہے:

''اے جنازہ اٹھانے والو! خدا کے واسطے ابھی جلدی نہ کرو تا کہ میں اپنے بال بچوں اور عزیز و اقارب سے رخصت ہولوں......اے جنازہ اٹھانے والو! میں اپنی اولاد کو آج یتیم اور بیوی کو بیوہ چھوڑے جاتا ہوں۔ خدا کے لئے میرے بعد ان کو تکلیف نہ دینا۔ میں اپنا گھر اور مال و اسباب دوسروں کیلئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اب یہاں کبھی واپس نہ آؤں گا اور قیامت تک کسی کی صورت نہ دیکھوں گا۔''

پھر جب جنازہ اٹھا کر لے چلتے ہیں تو میت کہتی ہے:

''اللہ اللہ اے میرے بھائیو! میں نے آج تک جو کچھ مال و اسباب جمع کیا تھا' وہ صرف وارثوں کے لئے تھا۔ آج ان میں سے کوئی میرے گناہوں کا ذرا سا بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتا...... ہر چیز کا حساب مجھ سے لیا جائے گا اور میرے وارث کھائیں اور اڑائیں گے۔''

پھر جب نماز جنازہ کے بعد دفن سے پہلے کچھ لوگ اپنے اپنے گھر جانے لگتے ہیں تو میت کہتی ہے:

''اے میرے بھائیو! خدا کے واسطے ابھی سے ایسا ظلم نہ کرو' مرنے والا تم سے مانوس تھا' اور تم دفن سے پہلے لوٹے جاتے ہو۔''

پھر جب اسے قبر میں اتارتے ہیں تو میت کہتی ہے:

''اے میرے وارثو اور ترکہ پانے والو! میں نے جو کچھ مال جمع کیا تھا وہ سب تمہارے لئے چھوڑا۔ خدا کے لئے تم مجھ کو دعائے خیر اور فاتحہ سے بھلا نہ دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاینما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع'' علیم

قبر......آخرت کی پہلی منزل:

بزرگوں کا قول ہے کہ آخرت کی منزلوں میں سے قبر پہلی منزل ہے۔ اگر اس منزل میں نجات پائی تو اس کے بعد کی منزلیں بہت آسان ہیں اور اگر یہاں عذاب میں مبتلا ہوا تو آگے چل کر اس سے زیادہ سختی ہوگی۔

قبر میں مردے کا حال:

حدیث شریف میں ہے کہ مردہ قبر میں ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے فریاد کرتا ہو —— مردہ ہر وقت اپنے ماں باپ' بھائی بہن یا اولاد اور دوست وغیرہ اپنے پس ماندگان سے دعائے خیر اور فاتحہ کا منتظر رہتا ہے۔

جب اس کو اس کے پس ماندگان کی طرف سے کوئی تحفہ ثواب پہنچتا ہے تو وہ اس کے لئے تمام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے' سے محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے رشتہ داروں کی دعائے خیر کے ثواب کو قبرستان والوں پر پہاڑوں کے برابر داخل فرماتا ہے۔

جس کا شہیدوں کے ساتھ حشر ہوگا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بار نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ التسلیم سے پوچھا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا کسی دوسرے شخص کا بھی قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ حشر ہوگا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں وہ شخص جو دن میں کئی بار موت کو یاد کرتا ہے۔"

قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت:

مصابیح میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مردہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں۔ جن میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ اے شخص تیرے سامنے جو یہ صورت ہے تو اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟...... اس موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ مبارک اس کے سامنے لائی جاتی ہے۔ وہ فرشتے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں...... مردہ اگر مومن ہوتا ہے تو فوراً جواب دیتا ہے:

"یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ"

یہ جواب سن کر وہ فرشتے کہتے ہیں:

''اے بندۂ مومن! تیرا چہرہ دیکھ کر ہم کو پہلے ہی یقین ہوگیا تھا کہ تو ایسا ہی شافی جواب دے گا۔''

پھر اس کی قبر طرف سے ستر ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے' اور اس میں نور بھر دیا جاتا ہے۔ یہ عیش و آرام کا سامان دیکھ کر وہ مردہ کہتا ہے:

''اے خدا کے فرشتو! مجھے اجازت دو کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے گھر جاؤں اور گھر والوں کو اپنی حالت خیر کی خبر دے دوں۔''

فرشتے جواب دیتے ہیں:

''اب تو یہیں آرام کر اور یوں راحت سے سو جا جیسے پہلی رات کی دلہن سوتی ہے اور اس کو وہی شخص آ کر جگاتا ہے جس کو وہ اپنے گھر میں سب سے زیادہ پیار کرتی ہے۔''

غرض وہ مومن مردہ قیامت تک اسی طرح عیش و راحت سے قبر میں رہے گا اور اگر وہ شخص منافق ہوتا ہے تو فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے:

''میں نے لوگوں کو کچھ الفاظ کہتے سنا تھا' وہی الفاظ میں بھی کہا کرتا تھا۔ جن کے معنی مجھے معلوم نہیں اور میں نہیں جانتا کہ یہ کس ہستی کی شبیہ پاک ہے۔''

یہ سن کر فرشتے کہتے ہیں:

''اے مردود! تیرا ناپاک چہرہ دیکھتے ہی ہم جان گئے تھے کہ تو ایسا جواب دے گا۔''

پھر زمین کو حکم ہوتا ہے کہ سمٹ جا۔ وہ سمٹ جاتی ہے حتیٰ کہ مردہ کی ہڈیاں پسلیاں دب کر چور چور ہو جاتی ہیں اور قیامت تک یونہی عذاب اور مصیبت میں پڑا رہتا ہے۔

جمعہ کی رات روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں:

بعض روایات میں آیا ہے کہ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی روحیں ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن دنیا میں آتی ہیں اور اپنے اپنے گھروں کے صحن میں کھڑی ہو کر نہایت غمگین اور دردناک آواز سے پکارتی ہیں:

''اے میرے گھر والو! اے میرے بال بچو! اے میرے رشتہ دارو ... اے میرے دوستو! ہم کو موت نے فنا کر دیا اور ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے ... خدا کے واسطے

ہم پر رحم کرو' صدقات اور خیرات سے ہماری خبر لو...... ہم کو یاد رکھو اور بھول نہ جاؤ' ہماری غربت پر ترس کھاؤ...... ہمارے پاس کوئی تدبیر وحیلہ نہیں۔ ہم قبر کی تنگی اور جیل خانے میں پڑے سخت تکلیف اٹھا رہے ہیں' رنج وغم میں مبتلا ہیں اور — تمہاری دعاؤں اور فاتحہ کے سخت حاجت مند ہیں۔

یہ مال و دولت جو آج تمہارے قبضے میں ہے' کبھی ہم اس کے مالک تھے۔ اگر ہم اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالتے تو آج اپنے پروردگار کے سامنے جواب دہ نہ ہوتے...... ہمارا جمع کیا ہوا مال تم مزے سے کھا پی رہے ہو اور ہم سے حساب لیا جا رہا ہے اور روز قیامت تک مبتلائے عذاب رہیں گے"۔

اسی قسم کے کلمات کہہ کر وہ روحیں روتی ہوئی آزردہ و غمگین واپس ہوتی ہیں اور کہتی ہیں:

"اے گھروں میں رہنے والو!...... اور اے ہمارے بنائے ہوئے عظیم الشان محلوں میں بسنے والو!...... تم جانتے ہو کہ ہم اندھیری قبروں میں رہتے ہیں۔ اے ہمارے یتیموں پر سختی کرنے والو!...... اے غفلت کی نیند سونے والو!...... ہوش میں آؤ۔ دیکھو ہمارے اعمال نامے بند کر دیئے گئے اور تمہارے اعمال نامے ابھی کھلے ہوئے ہیں...... ہماری حالت سے نصیحت پکڑو اور اپنی اپنی نجات کی فکر کرو۔"

قبر کو کثرت سے یاد کرنا:

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی قبر کو کثرت سے یاد کریگا تو اس کی قبر اس کے لئے بہشت کا ایک باغ ہو جائے گی...... اور جو شخص قبر کی یاد سے غافل رہے گا اس کی قبر اسکے لئے ایک گڑھا ہوگی۔

اے فرزند آدم!...... بیدار ہو کیونکہ تو بالکل مسکین و عاجز ہے — تیری اولاد یتیم ہے — تیرا گھر ویران و برباد ہے — تیرا توشہ تیرے اعمال ہیں — تیری سواری جنازہ ہے — تیرا لباس کفن ہے — تیری منزل قبر ہے — تیرا بچھونا خاک ہے — تیرا تکیہ اینٹ ہے اور — تیرے ہم نشین منکر نکیر ہیں"۔

قبر میں سوال و جواب:

حدیث پاک میں ہے کہ جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ

رنگت اور ہیبت ناک شکل والے دو فرشتے آتے ہیں۔ ان کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں اس قدر بھاری گرز ہوتے ہیں کہ جن وانسان مل کر بھی نہ ان کو اٹھا سکیں۔ ان کی آواز بادل کی گرج کی طرح ہوتی ہے اور نگاہ بجلی کی چمک کی طرح ہوتی ہے۔ اپنے دانتوں سے زمین کو کھودتے اور پھاڑتے ہوئے میت کے پاس آتے ہیں۔ اس کو بٹھاتے ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے جب کہ لوگ اس کو دفن کر کے واپس جاتے ہیں اور وہ ان کے قدموں کی آواز سنتا ہے...... پھر فرشتے اس سے پوچھتے ہیں:

''تیرا پروردگار کون ہے؟...... تیرا دین کیا ہے؟...... تیرے نبی کا کیا نام ہے؟''

اگر وہ حالت ایمان پر فوت ہوا ہو تو جواب دیتا ہے:

''میرا پروردگار اللہ ہے...... میرا دین اسلام ہے...... میرے نبی محبوب رب کریم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔''

فرشتے کہتے ہیں:

''اے شخص! اللہ تعالیٰ نے تجھے عقیدۂ توحید پر ثابت قدم رکھا۔ اب تو قیامت تک قبر میں خوش وخرم اور آرام سے رہے گا۔''

منکر نکیر کا میت سے سلوک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے کے بعد میت پر جو تکلیف ہوتی ہے اس کی وجہ سے ہر ایک میت شور وفریاد کرتی ہے۔ اس کی آواز کو جن وانسان کے سوا تمام حیوانات سنتے ہیں۔ اگر انسان وہ آواز سن لے تو فوراً بے ہوش ہو کر مر جائے' پھر جب اس کا جنازہ قبر کی طرف لے چلتے ہیں' اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے:

''اے جنازہ اٹھانے والو! مجھے جلد میرے مکان پر پہنچاؤ...... کاش تم کو معلوم ہوتا کہ میں کیسے عیش وآرام کی طرف جا رہا ہوں تو تم بہت جلد مجھے وہاں پہنچا دیتے۔''

اور اگر بدکار اور گناہگار ہوتا ہے تو پکارتا ہے:

''اے جنازہ اٹھانے والو! ٹھہرو ابھی جلدی نہ کرو...... کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ تم کس بلا وعذاب کی طرف مجھے لئے جا رہے ہو تو ضرور دیر کرتے۔''

پھر جب اس کو قبر میں اتارتے ہیں اور دفن کر چکتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے نہایت بدشکل، ہاتھوں میں گرز لئے ہوئے، غصہ میں بھرے ہوئے آتے ہیں۔ وہ فرشتے

☆ اس کے سر کی طرف سے اس کے قرب آنا چاہتے ہیں تو اس کی نماز اس کے آڑے آتی ہے اور کہتی ہے کہ "اس طرف سے نہ آؤ۔ کیونکہ اسی خواب گاہ (قبر) کے خیال سے یہ شخص دنیا میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھا کرتا تھا"۔

☆ پھر فرشتے اس کے دائیں طرف سے آنا چاہتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے کہ "ادھر سے نہ آؤ کیونکہ اسی مقام کے خوف سے یہ شخص صدقہ وخیرات کرتا تھا"۔

☆ پھر اس کے بائیں طرف سے آنا چاہتے ہیں تو روزہ کہتا ہے کہ ادھر سے نہ آؤ، کیونکہ اسی جگہ کے ڈر سے یہ شخص بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتا تھا۔

☆ پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آنا چاہتے ہیں تو دونوں پاؤں کہتے ہیں کہ ادھر سے نہ آؤ کیونکہ یہ شخص انہی پاؤں سے مسجد کی طرف جایا کرتا تھا"۔

پھر فرشتے فاصلے سے کھڑے ہوکر ادب سے اس کو بیدار کرتے ہیں اور اس کے ایمان اور عقیدے کے بارے میں پوچھتے ہیں:

"تیرا پروردگار کون ہے؟...... تیرا نبی کون ہے؟ ...... تیرا دین کیا ہے؟ تیری پیشوا (رہنما) کیا چیز ہے؟...... تیرا قبلہ کون سا ہے؟......

وہ جواب دیتا ہے:

"میرا پروردگار اللہ ہے...... اور میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں — میری پیشوا کتاب اللہ یعنی قرآن پاک ہے اور — میرا قبلہ کعبہ شریف ہے۔"

یہ جواب سن کر فرشتے کہتے ہیں:

"اے شخص! تو دنیا میں سچا مومن تھا اور تیرا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا۔"

پھر جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے وہاں تک اس کی قبر فراخ کردی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمتیں اس پر نازل ہوتی ہیں۔ اس کی قبر میں پھولوں کا فرش بچھا دیا جاتا ہے اور ریشم کے پردے لگا دیے جاتے ہیں۔ اگر اس کو کچھ قرآن پاک یاد ہوتا ہے تو اس کو نور قرآن کی روشنی کافی ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی قبر کو آفتاب کی طرح

روشن کر دیتا ہے۔ اس کی روح کو علیین میں جگہ ملتی ہے اور یہ آواز الٰہی اس کو پہنچتی ہے:

یا یتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة

یعنی ''اے اطمینان والی روح! اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو کہ تو اس سے رضامند ہے اور وہ تجھ سے خوشنود ہے۔''

پھر غیب سے آواز آتی ہے:

''اس بندۂ مومن کے لئے بہشت کی کھڑکیاں کھول دو۔''

پھر اس کی قبر میں بہشت کی ہوائیں اور خوشبوئیں پہنچتی ہیں۔ اس کے بعد اس کے سامنے ایک نہایت حسین اور خوبصورت انسان آتا ہے جس کے جسم سے بہت خوشبو آتی ہے۔ وہ اس سے کہتا ہے:

''اے قبر میں آرام کرنے والے! خوش ہو میں تجھ کو خوش خبری دیتا ہوں۔ آج وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

میت سوال کرتی ہے:

''اے شخص! تو کون ہے؟''

وہ جواب دیتا ہے:

''میں تیرے نیک اعمال ہوں۔''

اس وقت خوشی کے مارے میت کہتی ہے:

''اے پروردگار! قیامت جلد برپا کر' تاکہ میں اپنے اہل وعیال سے ملوں اور ان کے ساتھ مل کر جنت کے میوے کھاؤں۔''

قبر روزانہ آواز دیتی ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر روز دن میں پانچ بار یہ کلمے کہتی ہے:

☆ میں تنہائی اور وحشت کا گھر ہوں — میری طرف کوئی مونس اور ہمدم لے کر آؤ۔

☆ میں اندھیرے کا مقام ہوں — میری طرف چراغ لے کر آؤ۔

☆ میں مٹی' پتھر' ڈھیلے اور کنکر کا مکان ہوں — لہٰذا اپنے ساتھ بچھونا لے کر آؤ۔

☆ میں فقر وحاجت کا مکان ہوں — میرے پاس خزانہ لے کر آؤ۔

☆ میں سانپ' بچھو اور زہریلے کیڑوں والا گھر ہوں — میرے پاس تریاق لے کر آؤ۔

یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر ایک اعرابی نے عرض کی:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ ارشاد فرمائیں کہ قبر میں مونس وہمدم کیا چیز ہوگی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کلام اللہ کی تلاوت''

اس نے عرض کیا:

''قبر کا چراغ کیا ہے؟''

ارشاد ہوا:

''پانچ وقت کی فرض نماز اور تہجد ادا کرنا''

اس نے پوچھا:

''قبر کا بچھونا کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نیک اعمال''

اس نے استفسار کیا:

''قبر کے لئے خزانہ کیا ہے؟''

ارشاد فرمایا:

''صدق و اخلاص کے ساتھ یہ کلمہ پاک زبان پر لانا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**''

ایک اور روایت میں ہے کہ قبر ہر روز دن میں سات بار آواز دیتی ہے:

☆ پہلی مرتبہ کہتی ہے کہ ''اے آدم کے بیٹے! تو میری پشت پر مجھ سے بھاگتا ہے' یاد رکھ کہ عنقریب تو میرے پیٹ میں آ کر رہے گا''۔

☆ دوسری بار کہتی ہے کہ ''اے فرزند آدم! تو میری پشت پر مجمع کے ساتھ چلتا ہے' یاد رکھ کہ عنقریب میرے پیٹ میں تن تنہا آ کر رہے گا''۔

☆ تیسری بار کہتی ہے کہ ''اے فرزند آدم! تو میری پشت پر ہنستا ہے' عنقریب میرے پیٹ میں آ کر روئے گا''۔

☆ چوتھی بار کہتی ہے کہ "اے فرزند آدم! تو میری پشت پر طرح طرح کی نعمتیں کھاتا ہے' یاد رکھ کہ عنقریب میرے پیٹ میں تیرے گوشت کو کیڑے کھائیں گے"۔

☆ پانچویں بار کہتی ہے کہ "اے فرزند آدم! تو میری پشت پر روشنی میں چلتا ہے' یاد رکھ عنقریب میرے پیٹ میں آ کر اندھیرے میں بسر کرے گا"۔

☆ چھٹی بار کہتی ہے کہ "اے فرزند آدم! تو میری پشت پر گناہ کرتا ہے' عنقریب میرے پیٹ میں آ کر عذاب میں مبتلا ہوگا"۔

☆ ساتویں بار کہتی ہے کہ "اے فرزند آدم! تو میری پشت پر مال حرام جمع کرتا ہے...... عنقریب میرے پیٹ میں آ کر غم سے گھلا کرے گا"۔

موت کی ہیبت:

سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرنے کا حال جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو' اگر چوپائے اس طرح جانتے ہوتے تو کوئی چوپایہ تم کو گوشت کھانے کے لئے کبھی تازہ وفربہ نہ ملتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی چوپایہ گھاس نہ کھاتا۔

موت کی تکلیف کیسی ہوتی ہے:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اے ابوہریرہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خوب یاد رکھو کہ مومن پر موت کی سختی اور تکلیف اس قدر ہوتی ہے کہ گویا تین سو تلواریں ایک ساتھ جسم پر پڑیں۔"

ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اے کعب! ہم سے موت کی سختی کے بارے میں بیان کرو۔"

انہوں نے کہا:

"یا امیر المومنین! موت کی سختی کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی کانٹے دار جھاڑی کا درخت انسان کے پیٹ میں داخل کیا جائے اور اس کے کانٹے اس کے جسم کی رگوں میں گڑ جائیں۔ پھر اس درخت کو کوئی طاقتور آدمی پکڑ کر زور سے باہر کھینچے جس سے کچھ حصہ ٹوٹ کر باہر آ جائے اور کچھ کانٹے ٹوٹ کر اندر ہی رہ جائیں۔"...... **العیاذ باللہ!**

حدیث پاک میں ہے کہ جب انسان جان کنی کی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور تمام جسم سے روح کھنچنے لگتی ہے تو اس وقت غیب سے منادی ندا کرتا ہے:

''اس کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دو تا کہ دم لے لے۔''

پھر جب روح سینے تک پہنچتی ہے تو پھر غیب سے منادی ندا کرتا ہے:

''اس کو ذرا دم لے لینے دو۔''

پھر دم جب گلے میں آ کر اٹکتا ہے تو غیب سے آواز آتی ہے۔

''ذرا ٹھہرو! تا کہ ہر ایک عضو دوسرے عضو کو رخصت کرے اور خود اس سے رخصت ہو لے۔''

لہٰذا ایک آنکھ دوسری آنکھ کو اور ایک کان دوسرے کان کو — اسی طرح ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء ایک دوسرے کو رخصت کرتے ہیں اور روح کو نفس رخصت کرتا ہے — ایسی کشمکش کی حالت میں اللہ نہ کرے کہ دل اور زبان سے ایمان اور اسلام اور معرفت الٰہی رخصت ہو جائے — اللہ کریم ہر مسلمان کو ایسے امتحان سے محفوظ رکھے۔ آمین!

موت کے وقت مومن کی حالت:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندۂ مومن کی موت قریب ہوتی ہے تو وہ اپنی حالت کو پانچ حصوں پر تقسیم کر دیتا ہے:

☆ روح ☆ مال ☆ نیک اعمال ☆ گوشت ☆ ہڈیاں

اس تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ:

☆ روح موت کے فرشتہ کے لئے ہے۔

☆ مال اس کے وارثوں کا حصہ ہے۔

☆ اس کے نیک اعمال ان لوگوں کو دیئے جائیں گے جن کو اس کی ذات سے تکلیف پہنچی۔

☆ گوشت کو قبر کے کیڑے کھا جائیں گے۔

☆ ہڈیاں بوسیدہ ہو کر خاک میں مل جائیں گی۔

لہٰذا اس شخص کی حالت قابل افسوس ہے جس کا ایمان ضائع ہو جائے...... ورنہ اگر ایمان

سلامت ہے تو ان پانچوں چیزوں کے ضائع ہو جانے کا کوئی غم نہیں کیونکہ مرنے کے بعد تین چیزیں تو قبر میں رہ جاتی ہیں:

''روح' گوشت اور ہڈیاں''

پھر قیامت کے دن قبر سے اٹھا کر مال کا حساب لیا جائے گا' اور اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دی جائیں گی جن کو اس کی ذات سے تکلیف پہنچی —— ایسی حالت میں اگر ایمان باقی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکریم سے اس کو دولت مغفرت اور جنت نعیم عطا فرمائے گا —— اور خدانخواستہ اگر ایمان نہ رہا تو پھر سخت مصیبت کا سامنا ہے کیونکہ اب دنیا میں لوٹنا محال ہے اور مستقل عذاب دوزخ سے چارہ نہیں۔

موت کی سختی بھلائے نہیں بھولتی:

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو حکم الہٰی سے مردہ زندہ کیا کرتے تھے' کسی کافر نے ان سے کہا:

''آپ فقط ان لوگوں کو زندہ کرتے ہیں جن کو مرے ہوئے کوئی عرصہ نہیں گزرا جس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ مردہ شاید پہلے ہی سے زندہ ہو...... اگر آپ اللہ کے برحق رسول ہیں تو کسی ایسے شخص کو زندہ کر کے دکھایئے جو زمانہ قدیم میں فوت ہوا ہو۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''جس شخص کا نام تم بتاؤ اس کو زندہ کردوں۔''

کافر نے کہا:

''آپ حضرت نوح علیہ اسلام کے بیٹے سام ابن نوح کو زندہ کیجئے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً سام ابن نوح کی قبر پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھ کر بارگاہ الہٰی میں دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے سام ابن نوح کو زندہ کر دیا۔ ان کے سر اور داڑھی کے سب بال بالکل سفید تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

''یہ بالوں کی سفیدی کیسی ہے؟''

کیونکہ اس زمانے میں بال سفید نہ ہوا کرتے تھے۔ سام ابن نوح نے جواب دیا:

''اس وقت مجھ کو غیب سے آواز سنائی دی۔ جس سے میں سمجھا کہ قیامت برپا

ہوگئی۔ جس کے خوف سے اور ہیبت سے میرے تمام بال یکا یک سفید ہو گئے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

''آپ کو مرے ہوئے کتنا زمانہ گزرا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا کہ:

''چار ہزار برس گزر چکے لیکن موت کی سختی اور جانکنی کی تکلیف ابھی تک میرے دل سے فراموش نہیں ہوئی۔ مرنے کے بعد ہر بندۂ مومن کے سامنے حیات پیش کی جاتی ہے اور اس کو پھر دنیا میں واپس جانے کے لئے کہا جاتا ہے مگر وہ موت کی سختی کے خیال سے پھر دنیا میں جانا پسند نہیں کرتا۔''

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ:

☆ میں فقر اور فاقے کو دوست رکھتا ہوں جس کی وجہ سے اللہ کے سامنے اظہار عجز و نیاز ہوتا ہے' اور

☆ میں بیماری کو پسند کرتا ہوں جس کے سبب سے گناہ معاف ہوتے ہیں' اور

☆ میں موت کو دوست رکھتا ہوں جو شوق الٰہی کی دلیل ہے۔

موت کی حقیقت و کیفیت:

حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے لوگوں پر سخت تعجب ہوتا ہے جبکہ انسان پر موت کی سختی گزرتی ہے اور اس کو خدا نے عقل اور زبان دی ہے تو پھر وہ کیونکر اپنے اوپر گزری ہوئی تکلیف کو بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ان پر جان کنی کی حالت طاری ہوتی ہے تو میں نے کہا:

''اے باپ! آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کہ ان پر موت کی سختی گزرتی ہے اور باوجود عقل اور زبان کے وہ اسے کس طرح لفظوں میں ادا نہیں کر سکتے۔ اس وقت آپ پر نزع کا عالم طاری ہے اور آپ کے دماغ میں عقل اور منہ میں زبان ہے' کچھ موت کا حال بیان کیجئے تاکہ ہم

نصیحت پکڑیں۔"

انہوں نے جواب دیا:

"اے بیٹے! حقیقت یہ ہے کہ موت کی اصلی تکلیف ہرگز بیان میں نہیں آ سکتی ۔لیکن میں تم سے کسی قدر بیان کرتا ہوں...... سنو! بخدائے لایزال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میرے کندھے پر بڑا بھاری پہاڑ رکھا ہوا ہے اور میری روح جیسے سوئی کے روزن میں سے نکالی جارہی ہے اور گویا میرے پیٹ میں کانٹے دار جھانکڑ بھر دیئے ہیں اور گویا کہ آسمان زمین سے آ کر مل گیا اور میں بیچ میں پس رہا ہوں۔"

پھر فرمایا:

"اے بیٹے! میری زندگی کی حالت میں تین تبدیلیاں آئیں:

☆ ابتداء میں مجھے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت تھی اور میں ان کے قتل پر آمادہ تھا...... کس قدر مصیبت کا سامنا ہوتا اگر خدانخواستہ مجھے اس حالت میں موت آ جاتی۔

☆ پھر اللہ کا فضل میرے شامل حال ہوا اور اللہ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔ اس وقت مجھ کو سب سے زیادہ محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس سے تھی' اور میرا ظاہر و باطن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضے میں تھا — کیا اچھا ہوتا اگر اس وقت مجھ کو موت آ جاتی تاکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پاک سے دعائے خیر و مغفرت میرے لئے ہوتی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا نماز جنازہ پڑھاتے۔

☆ اس کے بعد ہم لوگ دنیا کے کاروبار میں مصروف ہو گئے اور اب اسی حالت میں میرا خاتمہ ہو رہا ہے ..... میں نہیں جانتا کہ اللہ کے حضور میں مجھ پر کیا گزرے۔" یہی باتیں کرتے کرتے حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔

موت کی تلخی مر کے بھی نہیں جاتی:

حدیث شریف میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کے حالات بیان کیا کرو کہ اس میں کوئی قباحت نہیں' اور ان کے حالات

عجیب و غریب ہیں' پھر آپ ایک واقعہ بیان فرمانے لگے کہ ایک بار بنی اسرائیل کی ایک جماعت کسی قبرستان میں پہنچ کر آپس میں کہنے لگی کہ بہتر ہوگا کہ ہم لوگ نماز پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگیں کہ اس قبرستان کا کوئی مردہ زندہ ہوکر ہم سے موت کی حقیقت بیان کرے۔ آپس میں یہ طے کر کے سب نے مل کر نماز پڑھی اور دعا مانگی۔ یکا یک ایک قبر سے مردے نے سر نکالا۔ وہ سیاہ چہرہ تھا۔ سر نکالتے ہی وہ کہنے لگا:

''اے لوگو! خدا کے واسطے مجھے تکلیف دینے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ خدا کی قسم! مجھ کو مرے ہوئے ستر یا سو سال گزر چکے لیکن ابھی تک موت کی تلخی میرے دل سے نہیں گئی اور یوں لگتا ہے کہ جیسے ابھی ابھی جان نکلی ہے۔ جلدی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ پھر مجھے میرے مقام پر بھیج دے۔''

ان لوگوں نے دعا کی اور وہ مردہ پھر اپنی جگہ چلا گیا۔ اس شخص کی پیشانی پر سجدہ کا نشان بھی تھا۔

صبح وشام دو فرشتے پکارتے ہیں:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر روز صبح اور شام کے وقت دو فرشتے آواز دیتے ہیں:

''اے دنیا والو! تم مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہو' اور برباد ہونے کے لئے عمارت بناتے ہو — تم مال اور دولت جمع کرتے ہو' جس پر تمہارے بعد تمہارے دشمن قابض ہو جائیں گے اور قیامت کے دن اس کا تم سے حساب لیا جائے گا اور اس کا وبال تمہی پر ہوگا۔''

دنیا میں مسافر کی طرح رہو:

حدیث شریف میں ہے کہ انسان کو دنیا میں اس طرح رہنا چاہئے کہ گویا وہ مسافر ہے یا ایک راستے سے گزرنے والا ہے — اے لوگو! اپنے آپ کو قبروں کا باشندہ جانو اور غفلت میں زندگی بسر نہ کرو۔

باب نمبر ۲۶

گناہ سے پرہیز اور بچاؤ

ایک بدی کرنے میں دس عیب ہیں:

کتاب ''تنبیہ الرجال'' میں بزرگوں کا قول لکھا ہے کہ بدی کرنے میں دس عیب ہیں:

☆ جب بندہ کوئی بدی یا گناہ کرتا ہے تو اس خدائے خالق و برتر کو ناراض کرتا ہے جس کو اس پر ہر وقت قدرت حاصل ہے۔

☆ ایسی ذات کو خوش کرتا ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل اور قابل نفرت ہے یعنی شیطان لعین...... جو اس کا بھی دشمن ہے اور خدا کا بھی۔

☆ نہایت اچھے مقام یعنی بہشت سے دور جا پڑتا ہے۔

☆ بہت برے مقام یعنی دوزخ کے قریب ہو جاتا ہے۔

☆ وہ ایسے شخص پر ظلم کرتا ہے جو اس کو سب سے زیادہ پیارا ہے یعنی خود اپنے آپ پر۔

☆ اس نے اپنے آپ کو ناپاک کر لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پاک وصاف پیدا کیا تھا۔

☆ اپنے ایسے ساتھیوں کو ایذا دی جو اس کو کبھی تکلیف نہیں دیتے یعنی وہ فرشتے جو اس کے محافظ ہیں۔

☆ اپنی گناہگاری پر زمین اور آسمان' رات اور دن کو گواہ بنایا اور انہیں تکلیف پہنچائی۔

☆ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک کو قبر انور میں غمگین کیا۔

☆ اس نے تمام مخلوقات الٰہی کی خواہ انسان ہوں یا غیر انسان' خیانت کی ——

انسانوں کی خیانت یہ ہے کہ اگر کسی معاملہ میں اس سے گواہی لینے کی ضرورت پڑے تو اس گناہ کی وجہ سے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی —— اور دیگر مخلوقات کی خیانت یہ

ہے کہ آدمی کی سیہ کاری کی وجہ سے تمام مخلوق پر آسمان سے بارش بند ہو جاتی ہے۔
لہٰذا انسان کو گناہ اور بدی سے بچنا چاہئے کیونکہ گناہ کرنے سے اپنی ہی جان پر ظلم ہوتا ہے جو کہ نہایت عزیز ہے۔

توفیق خیر کا دروازہ بند کرنے والی باتیں:

حضرت یحیٰی بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر توفیق خیر کا دروازہ چھ باتوں کی وجہ سے بند کر لیتا ہے:

☆ جبکہ لوگ علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔
☆ اللہ کی نعمتیں کھاتے ہیں اور شکر نہیں بجالاتے۔
☆ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں اور ان کے طریقے پر نہیں چلتے ہیں۔
☆ مرنے والوں کو دفن کرتے ہیں اور نصیحت نہیں پکڑتے۔
☆ مال و دولت کے مالک ہوتے ہیں اور آخرت کے لئے کچھ توشہ نہیں لیتے۔
☆ گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے۔

چار چیزیں چار چیزوں سے پاک کرو:

بعض اہل معرفت کا قول ہے کہ چار چیزوں سے دھو کر پاک و صاف کرنا چاہئے:

☆ چہرے کو آنکھ کے آنسوؤں سے
☆ زبان کو ذکر الٰہی سے
☆ دل کو خوف خدا سے
☆ گناہوں کو توبہ سے

خود کو چار قسم کے پانی سے صاف کرو:

حضرت یحیٰی بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اپنے آپ کو چار قسم کے پانی سے دھو کر صاف کرنا چاہئے:

☆ چہرے کو شرم کے پانی سے
☆ زبان کو معذرت کے پانی سے
☆ جسم کو حرمت دین کے پانی سے

☆ دل کو گناہوں کی شرمندگی اور ندامت کے پانی سے
جس شخص میں یہ خوبی ہوگی وہ بندۂ صالح اور پرہیزگار ہے۔

جن آنکھوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ تین قسم کی آنکھوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے:

☆ وہ آنکھ جو اللہ کی رضا مندی کے لئے راتوں کو بیدار رہے۔

☆ وہ آنکھ جو حرام چیزوں پر نظر ڈالنے سے بند رہے۔

☆ وہ آنکھ جو اپنے گناہوں پر خوف خدا سے روتی رہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ:

☆ جو شخص اپنے پروردگار کے شوق میں روئے گا' اس کا مقام جنت الماویٰ ہے۔

☆ جو شخص اپنے گناہوں کو یاد کر کے خوف خدا سے آنسو بہائے گا' اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔

شیخ منیری علیہ الرحمہ کا حاصل مطالعہ:

حضرت شیخ منیری علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے چار لاکھ کتابیں مطالعہ کر کے ان میں سے چار باتیں اختیار کیں' اپنے نفس سے کہتا ہوں:

☆ اے نفس! اگر تو عبادت کرتا ہے تو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کر — ورنہ اس کا دیا ہوا رزق کھانا چھوڑ دے۔

☆ اے نفس! جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو منع فرمایا ہے اس سے باز رہ — ورنہ اس کے ملک سے نکل جا۔

☆ اے نفس! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی ہو — ورنہ اللہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا پروردگار ڈھونڈ لے۔

☆ اے نفس! اگر تو کسی گناہ کا ارادہ کرے تو پہلے ایسی جگہ تجویز کر جہاں تجھ کو اللہ پاک نہ دیکھے — ورنہ اگر نجات کی خواہش ہے تو گناہ کا نام ہرگز نہ لے۔

رحمت وکرم کے باوجود ندامت وشرمندگی:

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ

دوزخ میں داخل ہونا میرے نزدیک اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ خدا کی نافرمانی میں زندگی بسر کرکے بہشت پاؤں۔

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اور سیہ کاری میں مبتلا رہنے پر اگر داخل بہشت کر بھی دیا جائے تو گناہ گار کو اپنے گناہوں سے ہر وقت شرم وندامت ضرور لاحق رہے گی — اور اطاعت الٰہی کی حالت میں زندگی گزارنے سے اگر انسان کو دوزخ میں بھیج دیا جائے تو وہاں اس کو کوئی ندامت اور شرمندگی نہ ہوگی اور خدا کی رحمت سے امیدوار رہے گا کہ کبھی دوزخ سے اس کو نکال لیا جائے۔

چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچو:

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اے لوگو! چھوٹے چھوٹے گناہوں کو چھوٹا اور حقیر نہ جانو کیونکہ ان ذرا ذرا سے گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جماعت کسی جنگل میں اتری اور سب مل کر ایک ایک دو دو چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اٹھا لائے۔ یہاں تک کہ وہ لکڑیاں اس قدر جمع ہوگئیں کہ سب کا کھانا بخوبی پک گیا۔ انہی چھوٹے چھوٹے گناہوں پر جب اللہ تعالیٰ پوچھ گچھ کرے گا تو آدمی تباہ و برباد ہو جائے گا۔

حضرت حوا علیہا السلام کے باعث عورتوں پر تکالیف:

روایت ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام نے بہشت میں جب منع کئے ہوئے درخت کو کھالیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل سے تمام عورتوں پر سولہ تکالیف مسلط فرمائیں:

- ☆ ماہواری حیض۔
- ☆ پیدائش کے وقت دردزہ۔
- ☆ اپنے ماں باپ سے جدا ہونا اور ایک اجنبی مرد کے ساتھ زوجیت کا تعلق رکھ کر زندگی بسر کرنا۔
- ☆ نفاس ...... یعنی وہ خون جو بچہ جننے کے بعد جاری رہتا ہے۔
- ☆ عورت کو اپنی ذات کا کوئی اختیار نہیں بلکہ وہ مرد کے قبضے میں ہے۔
- ☆ میراث میں عورت کا حصہ مرد سے کم ہے۔
- ☆ طلاق کا اختیار ہر وقت مرد کو ہے۔
- ☆ مرد کے لئے جائز ہے کہ ایک ساتھ چار عورتیں اپنے نکاح میں رکھے اور عورت صرف

ایک ہی مرد کے نکاح میں رہ سکتی ہے۔

☆ عورت کا اعتکاف صرف اپنے گھر میں ہو سکتا ہے' مسجد میں نہیں۔

☆ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔

☆ عورت کے لئے جائز نہیں کہ بغیر کسی رشتہ دار محرم کو ساتھ لئے سفر کرے۔

☆ جمعہ' عیدین اور جنازے کی نماز مردوں پر فرض ہے اور وہ کفار سے جہاد کرتے ہیں جبکہ عورتوں کے لئے ان میں سے کوئی بات ضروری نہیں۔

☆ عورتوں میں امیر' حاکم اور قاضی بننے کی صلاحیت نہیں۔

☆ اجروثواب کے ہزار حصے ہیں جن میں عورت کے لئے صرف ایک ہے اور باقی مردوں کے لئے ہے۔

☆ بدکار عورتوں میں سے ہر ایک کو قیامت کے دن آدمی امت کے برابر عذاب ہوگا۔

☆ شوہر کے مرنے اور طلاق پانے کے بعد بغیر عدت کی مدت پورا کیے عورت نکاح نہیں کر سکتی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کیونکر قبول ہوئی:

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ پانچ باتوں کی وجہ سے قبول ہوئی:

☆ حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کو اپنی ذات سے نسبت کیا اور گناہ کا اقرار کیا۔

☆ گناہ کر کے شرمندہ ہوئے۔

☆ اپنے نفس کو ملامت کیا۔

☆ توبہ کرنے میں جلدی کی۔

☆ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوئے۔

لہٰذا جس شخص کی حالت حضرت آدم علیہ السلام کی مانند ہوگی' اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

شیطان پر لعنت کیونکر پڑی:

شیطان کی گردن میں پانچ باتوں کی وجہ سے طوق لعنت پڑا:

☆ شیطان نے اپنے گناہ کا اقرار نہیں کیا۔

☆ گناہ کر کے شرمندہ نہیں ہوا۔

☆ اپنے نفس کو ملامت نہیں کی۔
☆ توبہ کی طرف مائل نہیں ہوا۔
☆ اللہ کی رحمت سے نااُمید ہوگیا۔

جس کی کیفیت شیطان کے مشابہ ہوگی اس کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔

دلوں پر گناہوں کی سیاہی:

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندۂ مومن جب گناہ کرتا ہے' اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے — اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کرلی اور استغفار کی تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے اور دل میں روشنی آ جاتی ہے — اور اگر پھر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ سیاہی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ گناہوں کی کثرت سے تمام دل پر سیاہی چھا جاتی ہے اور کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا مقرر نہ ہو۔

چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ جھوٹا:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ جو شخص چار چیزوں کے بغیر چار باتوں کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور اس کا دعویٰ غلط ہے:

☆ جو شخص اللہ کی محبت کا مدعی ہو اور جن باتوں کو اللہ نے حرام کردیا ہے ان سے باز نہ رہے وہ جھوٹا ہے۔
☆ جو شخص بہشت کے طلب کرنے کا دعویٰ کرے اور صدقہ وخیرات سے باز رہے' اس کا دعویٰ غلط ہے۔
☆ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا مدعی ہو اور فقراء ومساکین سے نفرت رکھے' اس کا دعویٰ جھوٹ ہے۔
☆ جو شخص دوزخ سے خوف رکھنے کا دعویٰ کرے اور گناہوں سے پرہیز نہ کرے' اس کا دعویٰ ہرگز صحیح نہیں۔

دنیا میں روزانہ اترنے والے پانچ فرشتوں کی ندا:

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار علیہ الرحمہ سے سنا' وہ اسناد کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ ہر روز آسمان

سے پانچ فرشتے دنیا میں اترتے ہیں:

☆ ایک مکہ معظمہ میں'

☆ دوسرا مدینہ منورہ میں'

☆ تیسرا بیت المقدس میں'

☆ چوتھا مسلمانوں کے قبرستان میں'

☆ پانچوں مسلمانوں کے بازاروں میں'

جو فرشتہ مکہ معظمہ میں نازل ہوتا ہے وہ بآواز بلند پکارتا ہے:

''اے لوگو! خوب یاد رکھو کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کو ترک کر دیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور جا پڑا۔''

جو فرشتہ مدینہ منورہ میں نازل ہوتا ہے وہ پکارتا ہے:

''اے لوگو! یاد رکھو جس شخص نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے کوئی سنت ترک کی وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہا۔''

بیت المقدس میں اترنے والا فرشتہ ندا کرتا ہے:

''اے لوگو! یاد رکھو کہ جس شخص نے حرام مال کمایا اس کا کوئی عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں۔''

قبرستان کا فرشتہ آواز دیتا ہے:

''اے قبروں کے رہنے والو! تم کو کس چیز پر رشک آتا ہے اور کس بات پر پشیمان ہوتے ہو؟''

وہ جواب دیتے ہیں:

''ہم اپنی کھوئی ہوئی عمروں کے ضائع ہو جانے پر پشیمان اور نادم ہیں...... جمعہ اور جماعت کے پابند لوگوں پر ہم کو رشک آتا ہے کہ وہ کلام الٰہی پڑھتے ہیں' آپس میں علم دین کا چرچا رکھتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں...... ہم کو ان باتوں میں سے ایک پر بھی قدرت نہیں۔''

بازاروں میں اترنے والا فرشتہ پکارتا ہے:

"اے لوگو! ٹھہرو ٹھہرو ہوش میں آؤ۔ دیکھو تم سر سے پاؤں تک زخموں سے چور ہو تمہارے زخموں سے خون بہہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب ہیبت ہے وہ سب پر غالب ہے اور اس کا ناخوش ہونا برا ہے...... جو شخص اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت سے ہیبت زدہ اور اس کی ناخوشی سے ڈرنے والا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے زخموں کا علاج کرے یعنی اپنے گناہوں سے توبہ کرے ــــ ہم نے تم کو جنت کا شوق دلایا تو تم اس کے چاہنے والے نہ ہوئے اور دوزخ سے خوف دلایا تو اس سے نہیں ڈرے...... خوب یاد رکھو! اگر خدا کے برگزیدہ اور اس سے خوب یاد رکھو! اگر

☆ خدا کے برگزیدہ اور اس سے ڈرنے والے پاک بندے

☆ اور شیر خوار بچے اور

☆ گھاس چرنے والے چوپائے اور

☆ نماز پابندی سے پڑھنے والے نوجوان

"دنیا میں نہ ہوتے تو تم پر آسمان سے موسلادار بارش کی طرح عذاب الٰہی برستا۔"

خود کو جیسا چاہتے ہو ویسا عمل بھی کرو:

حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو! پانچ باتیں اختیار کرو اور دل سے ان پر عمل پیرا رہو:

☆ جس قدر رہو سکے اپنی طاقت کے موافق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

☆ دنیا سے اس قدر حصہ لو جس قدر اس میں نیک عمل کرو۔

☆ جس طور سے قبر میں رہنا چاہو اس کے مطابق نیک اعمال کا توشہ ساتھ لے لو۔

☆ جس طور سے بہشت میں رہنا چاہتے ہو تو اسی اندازے کے مطابق دنیا میں نیک اعمال کا ذخیرہ کرو۔

☆ عذاب الٰہی جس قدر برداشت کرنے کی قدرت ہو اسی قدر گناہ کرو۔

دلوں پر لگائی جانے والی مہر:

روایت ہے کہ دل کے بارے میں ایک مہر لگی ہوئی ہے جس وقت کوئی بندہ کسی حرام کا

مرتکب ہوتا ہے اور گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے تو حکم الٰہی سے وہ مہر اس کے دل پر لگادی جاتی ہے، جس سے اس کی عقل میں ان گناہوں کی برائی نہیں آتی۔

اپنے آپ کو محروم رکھنے والے:

بزرگوں کا قول ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی بخیل نہیں جو اپنی ذات کے ساتھ بخل کرے اور اپنے آپ کو ایسی چیز سے محروم رکھے جس میں سراسر فلاح و سعادت ہے۔

اپنی جان پر ظلم کرنے والے:

اس شخص سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے اپنی جان پر ظلم کرے اور خود اپنے آپ کو تباہ و برباد کر ڈالے۔

صاحب کرم کون ہے؟

وہ شخص صاحب کرم نہیں جو طاعت و عبادت میں مشغول رہے بلکہ صاحب کرم وہ شخص ہے جو گناہ و معصیت کو ترک کر دے۔

باب نمبر ۲۷

تحمل و برداشت' رواداری اور حسن سلوک

تحمل و برداشت باعث رحمت ہے:

ہشام کی زبانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "جو شخص اپنے غلام کو تھپڑ مارے تو اس زیادتی کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے — اور جس شخص نے اپنے غصے کو روکا' اس کو اللہ تعالیٰ عذاب سے بچائے گا اور اپنے پروردگار کے سامنے معذرت اور توبہ کرے' اللہ تعالیٰ اس کی معذرت کو قبول فرمائے گا اور — جو شخص اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو چھپائے گا۔

جو شخص زیادہ خاموش رہے گا' لوگ اس کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں گے اور — جو شخص باتیں زیادہ کرے گا اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور — جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل مر جائے گا اور جس کا دل مر جائے گا وہ داخل جہنم ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھنے والے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ:

☆ اپنے ہمسائے کو عزیز رکھے۔

☆ اپنے مہمان کی عزت کرے اور

☆ جب بات کرے تو زبان سے اچھی (نیک) بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

عاقل اور جاہل کا دل:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عقل مند کی زبان اس کے دل کے تابع ہوتی ہے۔ جب وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو پہلے اپنے دل کی طرف رجوع کرتا ہے اگر دل اجازت دیتا ہے تو بولتا ہے' اور —اگر اس کے بات کرنے سے کسی ضرر (نقصان) کا خدشہ ہے تو خاموش رہتا ہے۔

اور جاہل کا دل اس کی نوک زبان پر ہے وہ اپنے دل سے کبھی مشورہ نہیں لیتا' بلکہ جو کچھ زبان پر آتا ہے' کہہ دیتا ہے۔

علم پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزوں کے مجموعہ کو علم کہتے ہیں:

- ☆ علم کی بات کو سننا
- ☆ اس کو یاد رکھنا
- ☆ اس پر عمل کرنا
- ☆ اس کو لوگوں میں پھیلانا
- ☆ خاموشی اختیار کرنا

زبان ہی سے جنت ہے' دوزخ ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں زبان سے بڑھ کر کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی — اسی سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے اور اسی سے دوزخ میں داخل ہوتا ہے —

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زبان کو قید میں رکھو کیونکہ وہ ایک سگ دیوانہ ہے۔"

عبادت میں زیادہ حصہ تر خاموشی کا ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "عبادت کے دس حصے ہیں جن میں سے نو حصے خاموشی میں ہیں اور — ایک حصہ یہ ہے کہ انسان جاہلوں کی صحبت سے دور رہے"۔

خاموشی میں سات خوبیاں ہیں:

بعض حکماء کا قول ہے کہ خاموشی میں سات خوبیاں ہیں جن میں سے ہر ایک خوبی ہزار نیکیوں کے برابر ہے:

☆ خاموشی ایسی عبادت ہے جس میں جسم کو کوئی تکلیف نہیں۔
☆ خاموشی ایک آرائش ہے جس میں کوئی تکلیف نہیں۔
☆ خاموشی ایک قسم کی ہیبت ہے جو بغیر دلیل اور حجت کے ظاہر ہوتی ہے۔
☆ خاموشی ایک قلعہ ہے جس میں کسی نگہبان کی ضرورت نہیں۔
☆ خاموشی ایک ایسی بے نیازی ہے جس میں کسی سے عذر کرنے کی ضرورت نہیں۔
☆ خاموشی کی وجہ سے کراماً کاتبین آرام میں رہتے ہیں۔
☆ خاموشی انسان کے تمام عیبوں کا پردہ ہے۔
☆ خاموشی جاہل کے لئے راز دار اور عالم کے لئے زینت ہے۔

حکیم لقمان کی حکمت: (حکایت)

کہتے ہیں کہ حضرت حکیم لقمان سیاہ فام تھے۔ کسی نے ان کو اپنے حبشی غلام کے دھوکے میں خدمت گار بنالیا۔ اور وہ اس کی خدمت میں غلاموں کی طرح مشغول رہے۔ پہلے پہل وہاں سے ان سے جو حکمت کی بات ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک بار ان کے آقا نے ان سے کہا کہ اے غلام! آج بکری ذبح کرکے اس کے گوشت میں سے دو ٹکڑے جو نہایت عمدہ ہوں' میرے لئے تیار کر کے لا...... حضرت لقمان نے بکری ذبح کی اور دل اور زبان تیار کر کے لائے۔ ان کے آقا نے اس کا سبب پوچھا۔ جواب دیا:

> "جسم میں یہی دو ٹکڑے ہیں کہ اگر اچھی حالت پر رہیں تو ان سے بہتر کوئی ٹکڑا نہیں اور — اگر خباثت کے ساتھ زندگی گزرے تو ان سے بدتر جسم کا کوئی ٹکڑا نہیں۔"

چھوٹی سی زبان کے فتنے بڑے بڑے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر روز صبح کو جسم کے تمام اعضاء زبان کی طرف متوجہ ہو کر اس سے کہتے ہیں:

"خدا کے واسطے! تو راستی اختیار کیے رہنا — کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔"

معلوم یہ ہوا کہ زبان اگرچہ بہت چھوٹی چیز ہے مگر اس کا گناہ بڑا ہے۔

انسان میں اعلیٰ درجے کے جزو:

بعض حکماء کا قول ہے کہ انسان کے جسم میں اعلیٰ درجے کے جزو تین ہیں:

☆ دل ☆ ہاتھ پاؤں ☆ زبان

اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک جزو کے لئے ایک خاص کرامت اور عزت رکھی ہے:

☆ دل کی عزت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید حاصل ہو۔
☆ ہاتھ پاؤں کا شرف یہ ہے کہ نماز روزہ اور ہر قسم کی عبادت کے لئے کوشش کی جائے۔
☆ زبان کی کرامت یہ ہے کہ کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھے اور تلاوت کلام الٰہی میں مشغول رہے۔

ان تینوں میں سے ہر ایک جزو پر ایک نگہبان اور محافظ مقرر فرمایا — دل کی نگہبانی اللہ پاک بذات خود فرماتا ہے۔ چنانچہ انسان کے دل کی بات سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا اور — ہاتھ پاؤں پر اپنے اوامر و نواہی کو مسلط فرمایا ہے اور — زبان کی نگہداشت کے لئے فرشتے مقرر فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید

یعنی "انسان کی زبان سے کوئی لفظ ایسا نہیں نکلتا جسے لکھنے کے لئے ایک نگہبان فرشتہ نہ ہو۔"

☆ دل کی وفاداری یہ ہے کہ عقیدۂ ایمان و توحید پر قائم رہے اور حسد و دشمنی اور مکر و فریب سے دور ہو۔
☆ ہاتھ پاؤں کی وفاداری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور کسی مسلمان کو تکلیف نہ دے۔
☆ زبان کی وفاداری یہ ہے کہ غیبت نہ کرے اور جھوٹ نہ بولے اور بے ہودہ باتیں زبان پر نہ لائے۔

یاد رکھو کہ:

☆ جو شخص ہاتھ پاؤں کو وفادار نہ رکھے گا وہ گناہ گار ہے۔

☆ جو دل کو اس کے فرض سے جدا کرے گا وہ منافق ہے۔

☆ جو زبان کو قابو میں نہ رکھے گا وہ کافر ہے۔

زبان کی لغزش کے نتائج:

کسی عاقل نے کہا ہے کہ بعض اوقات زبان کی لغزش آدمی کی موت کا سبب ہو جاتی ہے۔ حالانکہ پاؤں کی لغزش سے نہیں مرتا' کیونکہ زبان کی لغزش اس کے سر کو تن سے جدا کر دیتی ہے اور پاؤں کے پھسلنے سے فقط تھوڑی جسمانی تکلیف پہنچتی ہے۔

زبان کے ثمرات (صدیق یا کذاب):

''مشارق الانوار'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سچائی انسان کو نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور نیکی بہشت کی طرف لے جاتی ہے — ہمیشہ سچ بولنے والے انسان کا نام اللہ تعالیٰ کے یہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے — جھوٹ آدمی کو بدکاری کی طرف لیجاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اس کا اعتبار نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا نام کذاب (بڑا جھوٹا) لکھ لیا جاتا ہے۔

چھ باتوں کی ذمہ داری کا صلہ بہشت ہے:

حضرت ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! تم اپنی ذات کے لئے میرے سامنے چھ باتوں کی ذمہ داری لو تو میں تمہارے لئے بہشت کا ذمہ لیتا ہوں:

☆ جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔

☆ اگر تمہارے پاس کوئی امانت رکھے تو ایمان داری سے اسے لوٹاؤ۔

☆ اپنی شرم گاہوں کو حرام سے محفوظ رکھو۔

☆ اپنی نگاہوں کو بری نظر سے بند رکھو۔

☆ اپنے ہاتھ پاؤں کو قابو میں رکھو۔

☆ جب بات کرو تو سچ بولو۔

سب سے اعلیٰ، سب سے پست:

ابو جعفر کی زبانی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

☆ سب سے زیادہ سچا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے۔

☆ سب باتوں میں اشرف و اعلیٰ ذکر، ذکر الٰہی ہے۔

☆ بہت بڑا اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے۔

☆ تھوڑا سا رزق جو کہ ضروریات کے لئے کافی ہو، اس زیادہ دولت سے بہت بہتر ہے جو انسان کو غافل اور بے خبر بنا دے۔

☆ بہت بڑی ندامت یہ ہے کہ قیامت کے دن انسان کے پاس حسرت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

☆ اعلیٰ درجہ کا غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہے۔

☆ دنیا سے ساتھ لے جانے کے لئے سب سے بڑھ کر توشہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

☆ تمام گناہوں کا مجموعہ شراب میں ہے۔

☆ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔

☆ جوانی جنون کی ایک شاخ ہے۔

☆ نہایت بدتر کمائی سود کی کمائی ہے۔

☆ بہت بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے۔

حضرت لقمان کے بلند رتبہ کے عوامل:

حضرت لقمان علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جس درجے پر ہم آپ کو دیکھتے ہیں اس رتبے پر آپ کو کس چیز نے پہنچایا''؟...... آپ نے جواب دیا کہ ''تین باتوں سے یہ عزت ملی:

☆ ہمیشہ سچ بولنا۔

☆ امانت کا ادا کرنا۔

☆ بے فائدہ امور کو ترک کر دینا۔

سچائی ہی باعث نجات ہے: (حکایت)

کہتے ہیں کہ ایک بار مشہور امیر ظالم حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے قتل کا ارادہ کیا۔ چنانچہ کچھ سپاہی ان کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو اس بات کی خبر ہوگئی۔ آپ اپنے مکان سے نکل کر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے پاس آئے۔ حضرت حبیب علیہ الرحمہ نے پوچھا:

''اے مسلمانوں کے امام! آپ اس وقت ایسے پریشان کیوں ہیں؟''

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے ماجرا بیان فرمایا اور کہا:

''آپ مجھ کو کسی جگہ چھپائیں جہاں وہ لوگ نہ پہنچ سکیں۔''

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''آپ جس طرح مجھ سے پناہ طلب کرتے ہیں' اسی طرح خود اللہ تعالیٰ سے ان کے دفعیہ کی دعا کیوں نہیں فرماتے!...... میرے عبادت خانہ میں جا کر نماز می مشغول ہو جائیں۔''

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں حجاج کے بھیجے ہوئے سپاہی آپہنچے اور حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے حسن بصری علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے؟...... آپ نے فرمایا ''ہاں دیکھا ہے''...... پوچھا گیا ''وہ کہاں ہیں؟'' فرمایا: ''میرے عبادت خانے میں'' ــــ وہ لوگ اندر گئے مگر کسی کو نہ وہاں پایا۔ باہر نکل کے کہنے لگے:

''اے حبیب! تم اتنے بڑے درویش اور زاہد ہو کر جھوٹ بولتے ہو۔''

آپ نے فرمایا:

''میں جھوٹ نہیں بولتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری آنکھوں کو اندھا کر دیا۔''

وہ لوگ کئی بار اندر گئے اور باہر آئے مگر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو وہاں نہ پایا اور ناکام واپس چلے گئے' پھر حضرت حسن علیہ الرحمہ وہاں سے نکلے اور کہنے لگے:

''اے حبیب! تم نے ان لوگوں کو میرا ٹھکانا کیوں بتایا تھا جبکہ تم جانتے تھے کہ وہ میرے قتل کے درپے ہیں۔''

حضرت حبیب علیہ الرحمہ نے جواب دیا:

''میرے سچ بولنے ہی سے آپ نے نجات پائی اور اگر جھوٹ بولتا تو

میں اور آپ دونوں ہلاک کر دیئے جاتے۔"

جھوٹ کب جائز ہے:

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا مصلحتاً تین موقع پر جائز ہے:

☆ کفار سے جنگ کی حالت میں۔

☆ دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔

☆ اپنی بیوی کو راہ راست پر لانے کے لئے۔

غصے پر ضبط رکھو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غصے کو روکے حالانکہ وہ اس غصہ کے مطابق اپنی خواہش پوری کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو اپنی رضا و رحمت سے بھر دے گا۔

کسی بزرگ کا ذکر ہے کہ ان کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کو وہ بے حد چاہتے تھے۔ ایک روز گھوڑے کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا ایک پاؤں کاٹ ڈالا گیا ہے۔ اپنے غلام سے پوچھا کہ "گھوڑے کا یہ حال کس نے کیا"؟...... اس نے جواب دیا کہ "میں نے"۔ پوچھا کہ "کیوں"؟ ...... اس نے کہا کہ "آپ کو صدمہ پہنچے اور غصہ بھڑکے"۔ انہوں نے فرمایا:

> "یہ واقعہ ضرور صدمہ دینے والا ہے اور غصہ بھڑکانے والا، مگر میں اس سے بالکل بے تعلق ہوا جاتا ہوں۔ جا تجھ کو خدا کی راہ میں آزاد کیا اور گھوڑا بھی تجھی کو بخشا۔"

غصہ کرنے میں خرابیاں:

فقیہ علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اے لوگو! غصہ کو ضبط کرنے کی کوشش کرو اور غصہ لانے میں جلدی کرنے سے بچو' کیونکہ غصہ میں جلدی کرنے سے تین خراب نتیجے ہیں:

☆ اپنے دل میں شرمندہ ہونا۔

☆ لوگوں کی ملامت سننا۔

☆ عذاب الٰہی کا سزاوار ہونا۔

غصہ روکنے میں خوبیاں:

غصہ روکنے میں تین خوبیاں ہیں:

☆ اپنے دل میں خوش رہنا۔

☆ لوگوں سے اپنی تعریف سننا۔

☆ اللہ تعالیٰ سے ثواب پانا۔

بردباری اور تحمل کا مزا ابتداء میں کڑوا ہوتا ہے لیکن آخر میں شہد سے زیادہ میٹھا معلوم ہوتا ہے۔

زہد وتقویٰ کیا ہے؟

بعض حکماء کا قول ہے کہ زہد وتقویٰ پانچ چیزوں کا نام ہے:

☆ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کے بارے وعدے فرمائے ہیں ان پر پورا یقین رکھنا۔

☆ لوگوں کی زبانی اپنی تعریف اور مذمت کو یکساں سمجھنا۔

☆ اعمال خیر میں صدق واخلاص سے کام لینا۔

☆ ظلم اور بے انصافی سے دور رہنا۔

☆ کمزور اور مملوک پر غصہ نہ ہونا بلکہ ہر حالت میں حلم اور صبر اختیار کرنا اور ہر ایک سے نرم زبانی سے پیش آنا۔

جن کا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ہے:

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا:

"کہاں ہیں وہ لوگ جن کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

یہ سن کر وہ لوگ سامنے آئیں گے جو دنیا میں عاجزوں اور اپنے زیردستوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے اور سیدھے بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔

انسانیت کیا ہے

حضرت احنف بن قیس علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ انسانیت کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا:

☆ دولت اور حشمت کے ساتھ تواضع و انکسار اختیار کرنا۔

☆ بغیر احسان رکھے بخشش کرنا۔

☆ باوجود بدلہ لینے کی قدرت کے، مجرم کا قصور معاف کرنا۔

ظلم کرنے والے کو معاف کرنا افضل ہے:

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے ظلم کرنے والے پر دعویٰ کیا اور اس سے بدلہ لیا تو اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء و صالحین کو مسرور کیا۔

تین چیزوں کی پہچان:

روایت ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے تین چیزیں تین حالتوں میں پہچانی جاتی ہیں:

☆ بہادری لڑائی کے وقت

☆ بھائی حاجت کے وقت

☆ حلم اور بردباری آدمی کے غصہ کے وقت۔

غصہ آتش دوزخ کا انگارہ ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غصہ دوزخ کی آگ کا انگارہ ہے۔ بس شخص کو اس کی گرمی محسوس ہونے لگے تو

☆ اگر وہ شخص کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔

☆ اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

☆ اور اگر لیٹا ہی ہو تو مٹی میں لوٹ جائے۔

غصہ سے ہر ممکن بچو:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اے لوگو! غصہ سے پرہیز رکھو کیونکہ غصہ فرزند آدم کے دل میں آگ روشن کر دیتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب انسان غصہ میں آتا ہے تو اس کی دونوں آنکھیں کیسے سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اندر غصہ پائے تو اس کو چاہیے کہ لیٹ جائے اور اپنا بدن زمین سے چمٹائے۔

نیز فرمایا کہ تم میں بعض لوگ ایسے ہیں جن کو غصہ جلد آتا ہے اور جلد زائل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں تو ایک حالت دوسری حالت کا بدلہ ہو جاتی ہے اور — بعض ایسے ہیں جن کو غصہ دیر میں آتا ہے اور جلد زائل ہو جاتا ہے۔ اس میں ایک حالت دوسری کا بدل ہے — اچھا وہی شخص ہے جس کو غصہ دیر میں آئے اور جلد ٹھنڈا ہو جائے اور — بدتر وہ ہے جس کو غصہ جلد آئے اور دیر میں ٹھنڈا ہوا۔

غصہ کے وقت اللہ کا غضب یاد کرو:

علماء کہتے ہیں کہ انجیل میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم! جب تجھ کو غصہ آئے تو وہ وقت یاد کر جبکہ میں قہر و غضب میں ہوں گا اور تو اس بات کا آرزومند ہو کہ میں تیری مدد کروں، میری امداد تیرے حق میں اس سے بہتر ہے کہ تو خود اپنی مدد کرے۔

باب نمبر ۲۸

غیبت کی برائی اور کینہ وحسد کی رسوائی

غیبت کرنے پر دس عذاب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص زندگی میں ایک بار بھی کسی کی غیبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دس عذاب نازل ہوں گے:

☆ خدا کی رحمت سے دور ہو جائے گا۔
☆ اعمال لکھنے والے فرشتے اس سے نفرت کریں گے۔
☆ جان کنی کے وقت اس کو سخت تکلیف ہوگی۔
☆ وہ دوزخ کے قریب ہو جائے گا۔
☆ بہشت سے دور جا پڑے گا۔
☆ عذاب قبر کی سختیاں اٹھائے گا۔
☆ اس کے نیک اعمال کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔
☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک کو قبر میں اس سے تکلیف پہنچے گی۔
☆ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔
☆ قیامت کے دن اعمال تولنے کے وقت وہ شخص مفلس ہوگا۔

غیبت سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں:

تفسیر زاہدی میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن غیبت کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس کا اعمال نامہ اس کے

سامنے کھولا جائے گا' جس میں کوئی نیک عمل نہ لکھا ہوگا۔ وہ شخص کہے گا کہ یہ میرا اعمال نامہ نہیں ہے۔ میں نے دنیا میں بہت کچھ نیک عمل کیے ہیں اور اس اعمال نامہ میں ایک بھی نیکی نہیں — اس شخص سے کہا جائے گا کہ تو دنیا میں لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا' جس کی وجہ سے تیری تمام نیکیاں جاتی رہیں اور ان لوگوں کو دے دی گئیں جن کی تو نے غیبت کی۔

اسی طرح ایک دوسرا شخص بارگاہ الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اور اس کے سامنے نامہ اعمال کھولا جائے گا۔ اس کے اعمال نامہ میں ایسی نیکیاں بھی درج ہوں گی جو اس سے کبھی سرزد نہیں ہوئیں — وہ کہے گا کہ یہ میرا اعمال نامہ نہیں اور یہ نیکیاں مجھ سے کبھی نہیں ہوئیں' پھر یہ میرے اعمال نامہ میں کیونکر لکھ دی گئیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے تمہاری غیبت کی' اس غیبت کے بدلے میں اس کی نیکیاں تمہارے اعمال نامہ میں لکھ دی گئیں۔

غیبت زنا سے بڑھ کر ہے: (حکایت)

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ ایک بار طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

"یا حضرت! میری آپ سے ایک التجا ہے۔"

آپ نے فرمایا: "کہو کیا کہتے ہو۔"

وہ عرض کرنے لگا:

"آپ جس وقت شب کو اپنے پروردگار سے مناجات کریں تو میری عرض داشت کو میرے خالق کے حضور میں پہنچا دیں کہ اے مولیٰ! اے بے نیاز! تیرا عاجز بندہ تجھ سے عرض کرتا ہے کہ میرے گناہ بخش دے۔"

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے پوچھا:

"اے نوجوان! تو نے ایسا کون سا گناہ کیا جس کی وجہ سے تو اتنا بے چین ہے۔"

اس نے کہا:

"مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟"

حضرت عبداللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش و کرسی۔''

اس نے عرض کیا:

''میرا گناہ بہت بڑا ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ کی رحمت۔''

یہ سن کر وہ شخص خاموش ہو گیا' پھر حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا:

''بیان کر تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟''

اس نے کہا کہ ''میں ایک اجنبی غیر عورت کے ساتھ زنا کی بلا میں مبتلا ہوا ہوں۔''

حضرت عبداللہ علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا:

''اے شخص! خاطر جمع رکھ...... مجھ کو تیری باتوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ شاید تو نے کسی کی غیبت کی ہوگی۔''

رحمت حق سے محرومی کا باعث:

فقیہ ابواللیث علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ جس شخص میں سات بری خصلتیں ہوں گی' اس پر کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول نہ ہوگا:

☆ مال جمع کرنے کی طمع
☆ کثرت سے ہنسنا۔
☆ لوگوں پر بغیر کسی سبب کے تہمت لگانا۔
☆ غیر محرم عورت کو دیکھنا۔
☆ نفسانی خواہشوں اور شہوتوں میں مبتلا رہنا۔
☆ نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جانا۔
☆ لوگوں کی غیبت کرنا۔

اپنے استاد کو حقیر سمجھنے پر مصیبتیں:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے استاد کو حقیر جانے' اس شخص کو اللہ تعالیٰ بارہ بلاؤں میں مبتلا فرماتا ہے:

☆ وہ شخص جو کچھ علم حاصل کرے گا' بھول جائے گا۔
☆ اس کا رزق جاتا رہے گا۔
☆ اس کی عمر کم ہوگی۔
☆ اس کے چہرے سے نیکی اور سعادت کی رونق دور ہو جائے گی۔
☆ اس کو عبادت الٰہی کی توفیق نہ ہوگی۔
☆ ہمیشہ شیطان کے مکروفریب میں مبتلا رہے گا۔
☆ اس کا دل معرفت الٰہی کے لئے حاضر نہ ہوگا۔
☆ جانکنی کے وقت اس کی زبان کلمہ شہادت کے لئے گونگی ہو جائے گی۔
☆ دنیا سے ایمان کے بغیر اٹھے گا۔
☆ اس کی قبر اس قدر تنگ ہوگی کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں چور ہو جائیں گی۔
☆ فاسقوں اور بدکاروں کے زمرے میں اس کا حشر ہوگا۔
☆ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

انسانی جوہر زائل کرنے والے عمل:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرزند آدم کی ذات میں چار جوہر ہیں جن کو چار چیزیں زائل کر دیتی ہیں:

☆ عقل کو غصہ زائل کر دیتا ہے۔
☆ فرائض چھوڑنے سے دین و ایمان زائل ہو جاتے ہیں۔
☆ شرم وحیا کو طمع کھو دیتی ہے۔
☆ نیک اعمال غیبت کرنے سے ملیامیٹ ہو جاتے ہیں۔

غیبت پر پانچ عذاب:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! غیبت سے بچو کیونکہ غیبت کرنے والے پر پانچ عذاب ہوتے ہیں:

☆ اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔
☆ اس کی دعا مقبول نہیں ہوتی۔

☆ اس کی عبادت اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔
☆ قیامت کے دن اس کا منہ اس کی پشت کی طرف ہوگا۔
☆ وہ شخص فرعون وشداد کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک اور روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ غیبت کرنے سے دنیا میں کوئی مزہ نہیں ملتا —— اور آخرت میں غیبت کرنے والا عذاب دوزخ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

غیبت نیکیوں سے محروم کردیتی ہے:

ایک بار حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے کسی نے کہا کہ "فلاں آدمی نے آپ کی غیبت کی ہے"۔ یہ سن کر انہوں نے اس غیبت کرنے والے کے پاس ایک تھال بھر کر کھجوریں بھیجیں اور کہلا بھیجا:

"ہم نے سنا ہے کہ تم نے اپنی نیکیاں مجھے بخش دی ہیں' لہٰذا ان کے بدلے میں یہ ہدیہ تمہارے پاس بھیجا جاتا ہے۔"

غیبت کیا ہے؟

ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہا یک بار ایک پستہ قد عورت کسی ضرورت سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب وہ اٹھ کر چلی گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں کہ "یہ عورت کس قدر ٹھگنی تھی"...... یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

اے عائشہ! تم نے اس کی غیبت کی۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

"میں نے تو وہی وصف بیان کیا ہے جو اس میں موجود ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم نے برائی کی راہ سے یہ وصف بیان کیا ہے' اسی کا نام غیبت ہے۔"

غیبت کرنے والوں کا حال:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات جب میں آسمان پر گیا تو وہاں پر میں نے کچھ ایسے آدمیوں کو دیکھا کہ فرشتے ان کے پہلوؤں سے ان کا گوشت کاٹتے تھے اور انہی کو کھلاتے تھے اور ان سے کہتے تھے:

"جس طرح تم لوگ دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے' اسی طرح یہاں اب اپنا گوشت کھاؤ۔"

میں نے پوچھا:

"اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو دوسروں کا عیب تلاش کرتے تھے اور مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے۔"

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ ایک بار کسی دعوت میں تشریف لے گئے۔ سب لوگ جب کھانے کے لئے بیٹھے تو دوران گفتگو ذکر ہوا کہ فلاں شخص دعوت کیوں نہیں شریک ہوا؟ کسی نے کہا:

"وہ بہت بھاری آدمی ہے' موٹاپے کے باعث چل پھر نہیں سکتا۔"

یہ باتیں سن کر حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ نے اپنے دل میں کہا:

"میری شکم پروری نے مجھے ڈبو دیا۔" اس پیٹ کی وجہ سے میں ایسے کھانے میں شریک ہوا جہاں مسلمانوں کی غیبت کی جاتی ہے۔"

پھر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سات دن تک کھانا نہ کھایا۔

غیبت سے توبہ:

حضرت کعب احبار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اگلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص غیبت کرتا رہے مگر مرنے سے پہلے صدق دل سے توبہ کرلے گا تو وہ قیامت کے دن سب کے بعد بہشت میں داخل ہوگا' اور جو غیبت کرنے والا بغیر توبہ مرے گا وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔

نیکی فنا کرنے والے عمل:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ کینہ اور حسد نیک اعمال کو ایسا فنا کر دیتے ہیں جیسا کہ خشک لکڑی کو آگ جلا دیتی ہے۔

حسد کرنے پر مصیبتیں:

بزرگوں کا قول ہے کہ حسد سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی شے ضرر ناک نہیں کیونکہ حسد کرنے والا (حاسد) پانچ مصیبتوں کا مستحق ہے جن کا محسود (جس سے حسد کیا جائے) پر کوئی اثر نہیں پڑتا:

☆ بے انتہا غم
☆ وہ مصیبت جس کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔
☆ مذمت' جس کے ساتھ کوئی تعریف نہیں۔
☆ اس سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔
☆ اس پر توبہ کا دروازہ بند رہتا ہے اور نہ اس کو توبہ کی توفیق رہتی ہے۔

دوزخ میں پھینکے جانے والے لوگ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ چھ قسم کے لوگ چھ باتوں کی وجہ سے قیامت کے دن بلا حساب و کتاب دوزخ میں پھینکے جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کون ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ حکومت کرنے والے ظلم کی وجہ سے
☆ عرب لوگ تعصب کی وجہ سے
☆ رئیس اور زمیندار لوگ تکبر اور غرور کی وجہ سے
☆ سوداگر لوگ خیانت کی وجہ سے
☆ گاؤں والے جہالت کی وجہ سے
☆ علماء لوگ حسد کی وجہ سے یعنی وہ علماء جو دنیا کی طمع میں مبتلا ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں۔

حسد اور خیانت سے بچو:

امام التعبیر حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی دنیاوی چیز پر کبھی کسی کو حسد کی آنکھ سے نہیں دیکھا۔ کیونکہ آخرت میں اگرکوئی شخص داخل بہشت ہونے والا ہے تو اس پر حسد کرنے سے کچھ حاصل نہیں کیونکہ وہ ضرور داخل بہشت ہوگا اور اگر بہشت میں جانے والا نہیں ہے تو اس پر حسد کرنے سے کیا نفع' کیونکہ وہ ضرور دوزخ میں جائے گا۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ انسان کو خیانت اور حسد سے بچنا چاہئے کیونکہ حسد ہی وہ پہلا گناہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی' اور حسد ہی وہ پہلا جرم ہے جس نے زمین پر گناہوں کا بیج بویا۔ آسمان پر اس کی وجہ سے جو گناہ سرزد ہوا وہ تو یہ ہے کہ ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ازراہ حسد یہ کہا:

خلقتنی من نار وخلقتہ من طین

یعنی "اے خدا! میں آدم سے افضل ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے' لہٰذا آگ مٹی کو سجدہ نہیں کرسکتی ہے۔"

اس حسد اور نافرمانی کے خیال نے شیطان کو ہمیشہ کے لئے ملعون کردیا — دوسرا گناہ جو حسد کی وجہ سے پہلے پہل زمین پر سرزد ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا واقعہ ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کردیا اور دنیا میں خون ریزی کی بنیاد ڈالی۔

جس طرح گناہ کی بنیاد حسد سے پڑی' اسی طرح خیانت کا وجود پہلے پہل قارون سے ہوا' جس کو اللہ تعالیٰ نے بے حد و بے شمار مال عطا فرمایا تھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا حق یعنی زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا' جس کی وجہ سے اپنے مال و دولت سمیت زمین میں دھنس گیا۔

حسد گویا اپنے پروردگار سے لڑائی ہے:

بعض علماء کا قول ہے کہ حسد کرنے والا گویا پانچ طریقہ سے اپنے پروردگار کے ساتھ لڑتا ہے:

☆ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو نعمت عطا کررکھی ہے اور حسد کرنے والے کو یہ ناگوار گزرتا ہے' لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کا مخالف ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جس طور سے اپنی نعمت کو تقسیم فرمایا ہے' حسد کرنے والا اس سے ناخوش ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک شخص کو نعمت عطا فرماتا ہے اور حسد کرنے والا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بخیل ہو جائے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اپنی نعمت عطا کی ہے اور حسد کرنے والے کی خواہش ہے کہ وہ نعمت اس سے چھین لے۔

☆ حسد کرنے والا اللہ کے دشمن یعنی شیطان لعین کا معین و مددگار ہے۔

باب نمبر ۲۹

زنا وغرور کی مذمت' تواضع کی ترغیب

حضرت جعفرؓ کا دامن بعثت اسلام سے پہلے بھی پاک تھا:

روایت ہے کہ حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے بھی کبھی زنا کے مرتکب نہیں ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے:

''میں اپنی عزت و حرمت داغ دار نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی دوسروں کی پردہ دری کرنا چاہتا ہوں۔''

عذاب الٰہی کے اسباب:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو عذاب الٰہی سے نجات نہیں مل سکتی جب تک کہ وہ ان پانچ باتوں کو نہ چھوڑ دے:

☆ جھوٹ ☆ کبر وغرور ☆ بخل وتنگدلی

☆ بدگمانی ☆ زنا

زنا کے وبال:

نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اے لوگو! زنا سے بچو کیونکہ زنا کے چھ وبال ہیں۔ تین دنیا میں نازل ہوتے ہیں اور تین آخرت میں۔

دنیا کے تین وبال یہ ہیں:

☆ خاندانی شرافت مٹ جاتی ہے۔

☆ رزق جاتا رہتا ہے۔

☆ دولت زائل ہو جاتی ہے۔

آخرت کے تین وبال یہ ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب

☆ حساب وکتاب کی سختی

☆ دوزخ کا دائمی عذاب

ایک اور روایت میں ہے کہ زنا کے نو وبال ہیں:

☆ دین کی کمی ☆ رزق کی کمی ☆ عزیزوں سے جدائی کا صدمہ

☆ غم وغصہ ☆ نسیان کا غلبہ ☆ اہل ایمان کی ناراضی

☆ چہرے کی رونق کا زوال ☆ دعا کا قبول نہ ہونا ☆ عبادت کا رد ہونا

خوف خدا کے باعث ترک خواہش:

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو نیک بندہ دنیاوی خواہشوں میں سے کسی خواہش کو خوف خدا کے خیال سے ترک کردے گا' اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکی سے امن میں رکھ کر بہشت میں داخل فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى الماوىٰ

یعنی ''جو شخص اپنے پروردگار کے حضور میں جانے کا خوف رکھتا ہو اور اپنے نفس کو خواہش سے باز رکھے' اس کا ٹھکانہ بہشت پاک ہے۔''

مخلوق خدا کی ترکیب:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرما کر ان کی ترکیب میں عقل رکھی...... اور چوپایوں کو پیدا فرما کر ان کی ترکیب میں شہوت رکھی...... اور بنی آدم کو پیدا فرما کر ان کی ترکیب میں عقل اور شہوت دونوں کو داخل کیا۔

لہٰذا جس شخص کی عقل اس کی شہوت پر غالب آجائے وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ وافضل ہے اور جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب آجائے وہ حیوان اور چوپائے سے بھی بدتر ہے۔

دوزخ کا عذاب:

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں ایک میدان ہے جس کے عذاب کی شدت سے دوزخ والے بھی ہر روز ستر ہزار بار پناہ مانگتے

ہیں ــــ اس میدان میں آگ کا ایک مکان ہے اور اس مکان میں ایک گڑھا ہے' اور اس گڑھے میں آگ کا ایک صندوق ہے' اور اس صندوق میں ایک اژدھا ہے جس کے ہزار سر ہیں' اور ہر سر میں ہزار منہ ہیں اور ہر ایکمنہ میں ہزار دانت ہیں' ہر ایک دانت میں ہزار رطل (تقریباً بارہ من) زہر ہے۔ اور ہر ایک دانت ایک ہزار گز کا ہے۔

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ سانپ کن کن لوگوں پر عذاب کرنے کے لئے ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے انس! یہ عذاب ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ:

☆ شراب پیتے ہیں ☆ نماز نہیں پڑھتے
☆ بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ نہیں رکھتے اور ☆ زنا کرتے ہیں

حالانکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ عمر بھر توبہ نہیں کرتے اور انہی گناہوں کے ساتھ مر جاتے ہیں"۔

سختیاں اور ان کی وجوہ:

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے فرماتے تھے کہ:

☆ جب تم دیکھو کہ دنیا میں تلواریں ننگی ہوگئیں اور خون بہائے جا رہے ہیں تو سمجھ لینا کہ بندوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو ضائع کر دیا' اللہ تعالیٰ نے ان سے اس کا بدلہ اس صورت میں لیا ہے۔

☆ جب تم دیکھو کہ بارش موقوف ہوگئی اور قحط پڑ گیا تو جان لینا کہ لوگوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنا چھوڑ دی ہے' جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی باران رحمت کو بند کر دیا۔

☆ اور جب تم دیکھو کہ وباء اور طاعون نے پھیل کر دنیا کو ہلاک کر ڈالا تو یقین کر لینا کہ زنا کی گرم بازاری ہے اور یہ اسی کا وبال ہے۔

فرزند آدم میں آگ کی اقسام:

حدیث پاک میں ہے کہ فرزند آدم علیہ السلام کے اندر نوقسم کی آگ موجود ہے' جنہیں بجھانے کے لئے نوقسم کے ہی پانی درکار ہیں:

☆ شہوت ایک آگ ہے جس کو صرف روزہ بجھاتا ہے۔
☆ حرص ایک آگ ہے جو موت کی آگ سے بجھتی ہے۔
☆ نگاہ کی آگ کے لئے دل میں خوف خدا کی ضرورت ہے۔
☆ غفلت کی آگ کے لئے ذکر الٰہی درکار ہے۔
☆ جہالت کی آگ کے واسطے علم کی باتیں سننے کی ضرورت ہے۔
☆ پیٹ کی آگ کو حلال روزی کی حاجت ہے۔
☆ زبان کی آگ کے لئے تلاوت قرآن ضروری ہے۔
☆ گناہ کی آگ کو توبہ کا پانی بجھاتا ہے۔
☆ شرم گاہ کی آگ کے لئے نگاہ حلال چاہئے۔

زنا اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا باعث ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی جس نے اپنے زنا کا اقرار کیا۔ وہ حاملہ تھی۔ آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد آنا — وہ چلی گئی اور وضع حمل کے بعد پھر حاضر خدمت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس بچے کے دودھ پلانے کی مدت کے ختم ہونے کے بعد آنا — وہ چلی گئی اور مدت رضاعت پوری ہونے کے بعد پھر حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے حد زنا (سزا) جاری کی گئی اور اس عورت کو سنگسار کیا گیا۔ یہی زنا کی حد ہے۔

جس شخص پر دنیا میں حد زنا جاری کردی گئی' اس پر انشاء اللہ آخرت میں اس گناہ کا وبال نہ آئے گا اور اس میں شک نہیں کہ آخرت کا عذاب نہایت سخت ہے۔ ہر ایک کو زنا سے پرہیز رکھنا چاہئے' کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تقربوا الزنا انہٗ کان فاحشۃً ومقتا

یعنی ''زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ یہ نہایت بے حیائی کا فعل اور اللہ کی ناخوشی کا

سبب ہے۔"

دوزخ کے لائق دس گروہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک بڑا بچھو نکلے گا جس کا نام حریش ہے۔ اس کا سر ساتویں آسمان پر ہوگا اور دم زمین کے سب سے نیچے والے طبقے تک پہنچی ہوگی اور دونوں ہونٹ مشرق و مغرب تک پھیلے ہوں گے...... میدان قیامت میں آ کر نہایت کرخت اور اونچی آواز سے تین بار پکارے گا:

"کہاں ہیں دشمنانِ خدا؟"

حضرت جبرئیل علیہ السلام پوچھیں گے کہ:

"اے حریش! دشمنانِ خدا سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

وہ جواب دے گا کہ میں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے دس گروہوں کا طالب ہوں:

☆ کہاں ہیں' نماز ترک کرنے والے۔

☆ کہاں ہیں' زکوٰۃ روکنے والے۔

☆ کہاں ہیں' شراب پینے والے۔

☆ کہاں ہیں' سود کھانے والے۔

☆ کہاں ہیں' ناحق خون بہانے والے۔

☆ کہاں ہیں' مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والے۔

☆ کہاں ہیں' ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے۔

☆ کہاں ہیں' توبہ کر کے توڑ دینے والے۔

☆ کہاں ہیں' زنا کرنے کے بعد توبہ کیے بغیر مر جانے والے۔

☆ کہاں ہیں' اناج کو (قحط کے زمانے میں مہنگا بیچنے کے لیے) روک رکھنے والے۔

ان دس گروہوں کو وہ بچھو اس طرح لقمہ بنا لے گا جیسے کہ سانپ مینڈک کو نگل جاتا ہے' پھر دوزخ کی طرف لوٹ جائے گا۔

قیامت کے دن زانیوں کا حال:

حدیث شریف میں ہے کہ زنا کرنے والا مرد قیامت کے دن قبر سے اٹھے گا تو اس کی

دونوں آنکھوں کے درمیان عورتوں کی مانند شرم گاہ ہو گی...... اور زنا کرنے والی عورت قبر سے اٹھے گی تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان مردوں کی طرح عضو خاص ہو گا۔ اور اس کی شرم گاہ سے پیپ اور خون بہے گا۔ اگر اس کا ایک قطرہ زمین پر گر پڑے تو تمام دنیا گرمی کے مارے جلنے لگے۔

حشر میں تکبر کرنے والوں کا حال:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے لوگ چیونٹیوں کی طرح حقیر حالت میں آئیں گے اور عذاب نے ان کو چاروں طرف سے گھیرے میں لیا ہو گا اور آتے ہی ان کو دوزخ میں پھینکا جائے گا...... اور ان کو دوزخیوں کا پیپ اور زرد پانی پلایا جائے گا۔

حکماء کا قول:

بعض حکماء کا قول ہے کہ:

☆ قناعت کا پھل راحت ہے۔

☆ تواضع کا پھل محبت ہے۔

☆ تکبر کا پھل عداوت ہے۔

غرور و تکبر کے لئے آئینہ:

مہلب بن ابی صفقر جو کہ حجاج بن یوسف کے لشکر کا سپہ سالار تھا' ایک بار اس کے زمانے کے ایک بزرگ مطرف بن شخیر علیہ الرحمہ کی طرف اپنے ریشمی لباس میں مغرورانہ چال سے اکڑتا ہوا آ نکلا۔ مطرف علیہ الرحمہ نے اس سے کہا:

''اے بندۂ خدا! تو جس طور سے چلتا ہے اس قسم کی چال سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفرت کرتے ہیں۔''

مہلب نے جواب دیا:

''کیا تم مجھے نہیں پہچانتے کہ میں کون ہوں؟''

مطرف علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ شروع میں تو ایک ناپاک نطفہ تھا اور آخر میں

ایک سڑا ہوا مردار ہو گا...... اور تیرے اندر جو کچھ نجاست بھری ہوئی ہے' اس کو سب جانتے ہیں۔"

مہلب نے شرم کے مارے وہ چال چھوڑ دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تواضع:

روایت ہے کہ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا:

"اے پروردگار! تو نے میری کس بات سے خوش ہو کر مجھ کو نبوت عطا کی اور اپنی ہمکلامی کا شرف بخشا۔"

ارشاد عالی ہوا:

"اے موسیٰ! تیری تواضع اور رحمدلی کی وجہ سے تجھ پر خاص انعام کیا۔"

مغروروں کے لئے ذلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تواضع کرنے والوں کے ساتھ ملو تو ان کے ساتھ تواضع سے ملو اور جب تکبر کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے سامنے مغرور ہو جاؤ...... کیونکہ مغروروں کے سامنے غرور کرنا ان کے لئے ذلت اور حقارت کا باعث ہے...... البتہ جو شخص اللہ کریم کے حضور میں تکبر کرے گا وہ ذلیل و پست ہو جائے گا۔

غرور' خیانت اور قرض سے پرہیز:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا سے اٹھ جائے اور اپنی آخر عمر تک غرور' خیانت اور قرض سے دور رہے' وہ داخل بہشت ہو گا...... ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ان تینوں باتوں سے پرہیز رکھے تاکہ بہشت کا حق دار ہو سکے...... اور جس شخص کے ذمے کسی کا قرض ہوا اگر وہ زندگی میں ادا کرے گا تو عذاب الٰہی سے نجات پائے گا...... اور اگر اس کی نیت خراب ہوئی اور مال و دولت پاس ہونے کے باوجود قرض نہ ادا کیا تو اس کے لئے دوزخ ہے۔

مقروض کا جنازہ:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص کا

انتقال ہو گیا۔ اس کے ذمے دو دینار قرض تھے...... آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار فرمایا...... حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ دو دینار میں ادا کروں گا...... یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے تیسرے دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے وہ دونوں دینار ادا کر دیئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب اس مرنے والے کو ٹھنڈک پہنچی۔

نہایت ذلیل لوگوں کی اقسام:

حضرت اکثم بن صیفی سے منقول ہے کہ چار قسم کے لوگ نہایت ذلیل ہیں:

- ☆ لگائی بجھائی کرنے والا۔
- ☆ جھوٹ بولنے والا۔
- ☆ بیمار رہنے والا۔
- ☆ قرض دار۔

مومن کا قرض اللہ کے ذمہ:

فقیہ ابواللیث نے ثابت بنانی کی زبانی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ مومن جو قرض لیتا ہے تو تین صورتوں میں اللہ تعالیٰ اس کے قرض کا ذمہ دار ہو جاتا ہے:

- ☆ فسق و فجور میں پڑ جانے کے خوف سے نکاح کرنے کے لئے کوئی شخص قرض لے اور پھر اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہو یہاں تک کہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کفیل ہو کر قیامت کے دن اس کے قرض کو ادا کر دے گا۔
- ☆ اس غرض سے قرض لیا جائے کہ مسلمانوں کو امداد پہنچے تاکہ سامان درست کر کے کافروں سے جہاد کریں۔
- ☆ کسی مسلمان میت کو کفن دینے کے لئے قرض لے۔

اس تین قسم کے قرض لینے والوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے قرض خواہوں کو راضی کر دے گا۔

یہ حدیث پاک سننے کے بعد حضرت ثابت بنانی ایک روز حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے ملے اور جو حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھی وہ ان سے بیان

کی...... حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بوڑھے اور کمزور ہو گئے ہیں اور ان کا حافظہ قوی نہیں رہا۔ ان تینوں صورتوں سے افضل ایک چوتھی قسم کا قرض بھول گئے:

☆ اللہ تعالیٰ اس قرض کا بھی کفیل ہو گا کہ کوئی شخص اپنے بال بچوں کی پرورش کے لئے قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے' لیکن مرتے دم تک ادا کرنے سے قاصر ہو تو اس کے قرض خواہوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن راضی کر دے گا۔

مومن و کافر کے لئے یکساں اعمال:

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ باتوں پر مسلمان اور کافر دونوں کو برابر عمل کرنا چاہئے:

☆ اگر تمہارے پاس کوئی شخص کچھ امانت رکھے تو اسے ادا کر دو۔

☆ جو شخص تمہارا عزیز و رشتے دار ہے اس کے ساتھ سلوک و احسان کرو خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

☆ جس شخص سے کوئی عہد و پیمان کرو' اسے پورا کرو۔

☆ اگر تمہارے ماں باپ زندہ ہوں تو ان کی خدمت کرو۔

☆ جس شخص کا تمہارے ذمہ قرض ہو اسے جلد ادا کر دو خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

مقروض صحابی کا وقتِ آخر اور اللہ پاک کی دستگیری:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں رونے لگی۔ انہوں نے پوچھا "کیوں روتی ہو؟"...... میں نے کہا:

"یہ آپ کی زندگی کا آخری وقت ہے اور قرض خواہ لوگ اپنے قرضوں کا تقاضا کرنے کے لئے دروازے پر موجود ہیں۔ اب یہ قرض کہاں سے ادا کیا جائے گا؟"

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ مالداروں سے قرض لے کر محتاجوں پر تقسیم کیا کرتے تھے' پھر جب کہیں سے روپیہ آتا تھا تو قرض ادا کر دیا کرتے تھے...... جب وفات پانے لگے تو اس وقت ستر ہزار دینار کے قرض دار تھے۔ جب اپنی بیوی کی باتیں سنیں

تو نہایت مغموم ہو کر بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا مانگی:

"یا الہ العالمین! اپنے ذلیل وحقیر بندے پر رحم کر۔ میرا آخری وقت ہے اور قرض خواہ اپنے قرض کا تقاضا کرتے ہیں۔ میرے بے جان جسم سے وہ کیونکہ قرض وصول کریں گے۔ اے پروردگار! قرض ادا ہونے سے پیشتر میری روح کو جسم سے جدا نہ کرنا۔ کیونکہ پھر قیامت کے دن یہ سب لوگ میرے دامن گیر ہوں گے اور اس وقت میری تدبیر پیش نہ چلے گی۔ اے سختیوں کے دور کرنے والے! میری مشکل آسان کر۔"

ان کی ہی دعا مقبول ہوئی اور آسمان سے دو فرشتے انسان کی صورت میں اترے اور اس شہر کے کنارے ایک مکان کرایہ پر لے کر قیام کیا۔ پھر ان میں سے ایک فرشتہ شہر میں آیا اور بلند آواز سے پکار کر کہا:

"اے مسلمانو! جس کا جس قدر قرضہ حضرت ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ذمے ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اپنا قرض لے جائے۔"

سب لوگوں کو تعجب ہوا اور اس طرف آئے اور اپنے قرضوں کے کاغذ پیش کیے۔ اس فرشتے نے ہر ایک سے قرضے کے وہ کاغذات لئے اور سب کو روپیہ ادا کر دیا۔ جب تمام قرض ادا ہو گیا اس وقت حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح قبض کی گئی...... کچھ دن بعد ان کی بیوی نے ان کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا:

"میرے پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بخش دیا لیکن عتاب کے طور پر اس قدر فرمایا کہ اے ابوذر! تو قرض کی صرف اتنی حقیر رقم لے کر میری بارگاہ میں آیا' اگر ساری دنیا کا مال قرض لے کر میری خوشنودی کے لئے مساکین اور محتاجوں کو دے ڈالتا' اس کو بھی تیرا رب ادا کر دیتا' اس کے بعد تیری روح قبض کی جاتی۔"

باب نمبر ۳۰

نشے کی چیزوں کا گناہ' گانے بجانے کی برائی

شراب کے نشے میں کفر کا امکان:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! شراب سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے...... خدا کی قسم! ایمان اور شراب کی محبت جس دل میں جمع ہوں گی تو دونوں میں سے ایک کو غلبہ ہوگا۔ یعنی شراب پینے والا جب مستی کے عالم میں بے خود ہوگا تو ممکن ہے کہ اس کی زبان سے کفر کا کلمہ نکل جائے...... اگرچہ ایسی حالت میں اس کے مرتد ہونے کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ کیونکہ قصد (ارادہ) اور اعتقاد (یقین) سے اس نے یہ کلمہ نہیں کہا لیکن ایسا کفر بکنے کی اس کو عادت ہو جاتی ہے۔ تو تعجب نہیں کہ مرنے کے وقت بھی اس کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہو جائے اور دنیا سے کفر کی حالت میں اٹھے۔ کیونکہ مرنے کے وقت جس بندے کا ایمان سلب کیا جاتا ہے وہ انہی گناہوں کا وبال ہوتا ہے جن میں عمر بھر وہ مبتلا رہا۔ لہٰذا ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جائے گا۔

شراب سے متعلق لوگ ملعون ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شراب حرام ہے اور اس کے ساتھ دس قسم کے لوگ ملعون ہیں:

☆ شراب کھینچنے والا
☆ جس کے لئے شراب تیار کی جائے
☆ شراب پینے والا
☆ شراب لے کر جانے والا
☆ جس کے لئے شراب لی جائے۔
☆ شراب بیچنے والا
☆ شراب کی تجارت میں حصہ لینے والا
☆ شراب خریدنے والا

☆ جس کے لئے شراب خریدی جائے

☆ شراب بنانے کی نیت سے انگور اور لہوا وغیرہ کے درخت اگانے والا

جو شخص شراب کا ایک پیالہ پیتا ہے وہ جہنم کے سانپوں کا زہر پیئے گا اور جس کو نشہ کی حالت میں موت آئے گی وہ قیامت کے دن قبر سے متوالا اٹھے گا اور اس پر قیامت تک قبر میں دو فرشتے لعنت کرتے رہیں گے اور رحمت الٰہی کے فرشتے اس سے دوری اختیار کریں گے اور شیطان اس سے قریب ہوگا۔

اور جب قبر سے اٹھے گا تو اس کی صورت سر سے ناف تک کتے کی ہوگی اور باقی جسم گدھے کا ہوگا' اور میدان قیامت میں وہ پیاس کی شدت سے ہزار برس تک ''پیاس پیاس'' پکارے گا۔ اس وقت اس کو تھوہر کا پانی پلایا جائے گا۔ اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیریں ڈالی جائیں گی۔ اور ہزار برس تک پہاڑ کے برابر اژدھے اور خچر کے برابر بچھو اس کو کاٹتے رہیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شراب سے نفرت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

☆ اگر شراب کا ایک قطرہ سمندر میں گر پڑے اور اس کا پانی ابل کر زمین میں پھیل جائے' جس سے زمین پر سبزہ اگے' اور اس سبزے کو کوئی بکری کھائے۔ تو میں کبھی اس بکری کا گوشت نہ کھاؤں اور نہ اس کا دودھ پیوں۔

☆ اگر شراب کا ایک قطرہ کسی میدان میں گر پڑے اور اس مقام پر کچھ گھاس پیدا ہو جائے تو میں کبھی اس کے قریب نہ جاؤں۔

☆ اگر شراب کا ایک قطرہ کسی دریا میں گر پڑے' پھر وہ دریا خشک ہو اور وہاں سبزہ اگے تو میں ہرگز جانوروں کو سبزہ چرنے کی اجازت نہ دوں۔

یاد رہے کہ شراب سے کسی مرض میں دوا کا کام لینا جائز نہیں اور جو شخص شراب بنانے والے کو شراب کی تیاری میں مدد دے' وہ بھی گویا شراب بنانے والا ہے۔

بغیر توبہ مرنے والا بے ایمان ہے:

حدیث پاک میں ہے کہ زنا کرتے وقت اور کسی مسلمان کا خون کرنے کی صورت میں اور شراب پینے کی حالت میں دل سے نور ایمان نکل کر سائے کی طرح سر پر آ جاتا ہے۔

پھر اگر وہ شخص بغیر توبہ کیے مرجائے تو بے ایمان مرے گا۔ نعوذباللہ من ذلک.
شراب پینے میں کس قدر ذلت و رسوائی ہے اور یہ شیطانی عمل کس قدر ناپاک ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ایسی حرکت سے توبہ کرنی چاہئے۔

قیامت کے دن شرابی کا حال:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن شراب پینے والا جو اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس کے جسم سے سڑے ہوئے مردار کی ایسی بو آئے گی۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا پیالہ ہوگا۔ بہت سے سانپ اور بچھو اس کے جسم سے لپٹے ہوں گے۔ اس کے پاؤں میں آگ کا جوتا پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا۔ اس کی قبر جہنم کا ایک گڑھا ہوگی اور دوزخ میں فرعون' شداد اور ھامان کے ساتھ رہے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شرابی سے بیزاری:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

☆ جو شخص شراب پینے والے کو روٹی کا ایک لقمہ روٹی کا کھلائے گا یا ایک گھونٹ پانی پلائے گا یا کوئی کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے جسم پر سانپ بچھو مسلط کرے گا۔

☆ اور جس شخص نے شراب پینے والے کی کوئی حاجت پوری کی' اس نے گویا اسلام کی بنیاد ڈھانے کی کوشش کی۔

☆ اور جس نے شرابی کو قرض دیا' اس نے گویا ایک مسلمان کو قتل کیا۔

☆ اور جو شخص شرابیوں سے صحبت رکھے گا' وہ قیامت کے دن قبر سے اندھا اٹھے گا اور اس کے پاس نجات کا کوئی وسیلہ نہ ہوگا۔

☆ جو شخص شراب پیئے' اس کے ساتھ شادی بیاہ کا تعلق نہ رکھو اور اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائے تو اس کی جنازے کے ساتھ نہ جاؤ اور نہ اس پر نماز پڑھو۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے کہ شراب پینے والے پر تورات' انجیل' زبور اور قرآن پاک میں لعنت آئی ہے اور جس شخص نے شراب پی' اس نے

گویا تمام آسمانی کتابوں کا انکار کیا...... شراب کو حلال سمجھنے والا کافر ہے اور میں ایسے شخص سے دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔

مے نوشی سے جو سانحات ہوئے:

''تنبیہ الغافلین'' میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول درج ہے کہ:

☆ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو مار ڈالی گئی اس کا سبب مے نوشی ہوئی۔

☆ هاروت و ماروت جو امتحان وبلا میں مبتلا ہوئے' اس کا سبب مے نوشی تھی۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی امت نے جو تکلیف دی' اس سنگدلی کا سبب مے نوشی تھی۔

☆ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا سبب مے نوشی تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شراب تمام خباثتوں (برائیوں) کی جڑ ہے۔ اور جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے...... ہمیشہ شراب پینے والا اور قطع رحم کرنے والا اور جادو پر یقین رکھنے والا بہشت میں داخل نہ ہو گا۔

شراب کا فساد: (حکایت)

بروایت ظاہری منقول ہے کہ ایک بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا جس میں فرمایا کہ اے لوگو! شراب سے پرہیز رکھو کیونکہ وہ تمام برائیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔

پہلے زمانے میں ایک شخص عابد و زاہد تھا اور نماز کے لئے مسجد میں آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دن ایک آوارہ عورت نے اس کو دیکھا اور اپنی لونڈی کو بھیج کر اپنے گھر بلایا۔ جب وہ شخص گھر میں داخل ہوا تو عورت نے دروازہ بند کر لیا۔ وہاں شراب کے برتن رکھے ہوئے تھے اور عورت کی گود میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ عورت نے اس شخص سے کہا کہ اب تم اس گھر سے باہر نہیں نکل سکتے مگر اس شرط پر کہ تین باتوں میں سے ایک بات کرو:

☆ اس شراب میں سے ایک پیالہ پیو ☆ یا میری ناجائز خواہش پوری کرو۔

☆ یا اس بچے کو قتل کر ڈالو۔

اگر تم اس شرط کے منظور کرنے میں تامل کرو گے تو میں ابھی شور مچا کر کہوں گی کہ یہ شخص

میرے گھر میں گھس آیا ہے اور مجھ سے ناپاک ارادہ پورا کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت تم کو کوئی سچا نہ جانے گا...... یہ سن کر وہ شخص ڈر گیا اور گھبرا کر بولا:

"زنا ناپاک فعل ہے جو مجھ سے نہ ہو گا اور معصوم بچے کا ناحق قتل میں نہ کروں گا' البتہ شراب پینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔"

ایک پیالہ بھر کر وہ پی گیا اور دوسرا پیالہ مانگا۔ عورت نے دوسرا پیالہ دیا یہاں تک کہ وہ نشہ میں مخمور ہو گیا۔ پھر بے خودی کے عالم میں اس سے زنا کا ارتکاب ہوا اور اس بچہ کو بھی مار ڈالا۔ جس کی خبر شہر کے کوتوال کو ہوئی' وہ اپنے سپاہی لے کر وہاں پہنچا اور اسے گرفتار کر کے عدالت میں لے گیا۔ پھر سر بازار اس کی گردن مار دی...... اور افسوس وہ دنیا سے بغیر توبہ کیے بے ایمان اٹھ گیا۔

شرابی کی کوئی نیکی قابلِ قبول نہیں:

حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پیٹ میں شراب ہو گی اس کا کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو کافر مرے گا۔

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ جس شخص نے:

☆ ایک بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز' اس کا روزہ اور کوئی نیک عمل چالیس دن تک قبول نہیں کرتا۔

☆ اور جب دوبارہ پیتا ہے تو اَسی (۸۰) دن تک کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا۔

☆ پھر اگر تیسری بار پیئے گا تو ایک سو بیس دن تک اس کے نیک اعمال قبول نہ ہوں گے۔

☆ اور اگر چوتھی بار شراب پیئے تو اس کو قتل کر ڈالو' کیونکہ وہ کافر ہے...... اور اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اہلِ دوزخ کا پیپ اور لہو پلائے گا۔

عبرت کا مقام:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن بغداد کے کوچے میں ایک شرابی کو دیکھا جو نشہ میں بے خود تھا۔ اسی بے خودی کے عالم میں پیشاب کرنے لگا اور اپنے پیشاب کو ہاتھ میں لے کر منہ پر پھیرتا تھا اور یہ دعا پڑھتا تھا:

اللهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین

☆ امام ابویوسف علیہ الرحمہ نے مدائن میں ایک شرابی کو دیکھا جو شراب کے نشے میں پیشاب کرتا تھا اور پیشاب کو ہاتھ میں لے کر منہ پر ملتا تھا اور کہتا تھا:

اللھم بیض وجھی

☆ ایک شرابی نے نشہ کی حالت میں قے کی اور وہیں راستے میں گر پڑا۔ اتنے میں ایک کتا آیا اور اس کا منہ چاٹنے لگا۔ شرابی کہنے لگا کہ اے میرے آقا! آپ تکلیف نہ کریں' آپ کا رومال خراب ہو جائے گا اور دوسرا رومال خریدنا پڑے گا۔

شرابی کے ایمان وکفر کا پیمانہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب شراب پینے والا مر جائے تو اس کو اسی طرح کسی مقام میں دفن کردو اور چند گھنٹوں کے بعد اس کی قبر کھود کر دیکھو اگر قبلے سے اس کا منہ نہ پھرا ہوا تو باقاعدہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو۔

بھنگ پینے کی برائی:

ابوشکور سلمی کا قول ہے کہ نشے والی گھاس سے بچو۔ اس کے استعمال سے آنکھوں کی حیا جاتی رہتی ہے اور مرتے وقت ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

والشجرۃ المعلونۃ الیٰ القران

یعنی ''وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن رمان کی تفسیر میں شجرۂ ملعونہ سے مراد بھنگ ہے خواہ سبز ہو خواہ سیاہ۔ اس سے گانجہ' چرس' تاڑی وغیرہ کی حرمت نکلتی ہے۔ یہ سب اشیاء حرام ہیں خواہ مزہ میٹھا ہو یا کڑوا...... ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس چیز کی ۱۶ رطل مقدار سے نشہ پیدا ہو اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں نہ جاؤ:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پیاز' لہسن اور گندنا کھائے' اس کو چاہئے کہ مسجد میں نہ آئے۔ کیونکہ جس چیز کی بو سے آدمیوں کو نفرت ہوتی ہے' فرشتوں

کو بھی تکلیف ہوتی ہے......

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے اس کو چاہئے کہ مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں جب کسی شخص کے منہ سے پیاز یا لہسن کی بو آتی تھی تو آپ حکم فرماتے تھے کہ وہ شخص بقیع کی طرف چلا جائے۔

اگرچہ ان احادیث میں مسجد کا ذکر ہے لیکن یہ حکم ہر ایک دینی مجمع کے لئے ہے۔ خواہ علمی مذاکرے اور وعظ کی مجلس ہو یا عیدگاہ یا نماز جنازہ وغیرہ کے لئے لوگ جمع ہوئے ہوں۔

فسق و فجور، گانے بجانے سے بچو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے وسیلہ ہدایت اور تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ:

☆ کھیل کود کے سامان اور گانے بجانے کے آلات کو مٹا دوں۔

☆ جاہلیت کی باتیں اور بت پرستی دنیا سے اٹھا دوں۔

کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

"کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنی طبیعتوں اور اپنے کانوں کو راگ رنگ اور گانے بجانے کی نجاست سے پاک رکھا کرتے تھے...... آج ان کو بہشت پاک میں داخل کر دو۔"

گانا بجانا کفر و نفاق کا سبب ہے:

ابو وائل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ گانے بجانے سے دل میں کفر و نفاق اس طرح پیدا ہو جاتا ہے جیسے پانی سے سبزہ اور — تورات میں لکھا ہے کہ ہم نے اپنا کلام حق اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لغو و باطل کو مٹا دے...... یوں اس سے کھیل تماشے کے سامان اور گانے بجانے کے آلات باطل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر ایک باجا حرام ہے۔ جس گھر میں کسی قسم کا باجا ہو گا' اس سے رحمت کے

فرشتے بہت دور جائیں گے اور وہاں شیطان دخل پائے گا۔

کسی حرام شے کو اچھا سمجھنا باطل ہے:

''فتاویٰ مسعودی'' سے نقل ہے کہ جو شخص کسی گویئے وغیرہ سے گانا سنے یا کسی حرام شے کو دیکھ کر اس کو اچھا جانے تو فوراً دین سے خارج و مرتد ہو جائے گا...... کیونکہ گویا اس شخص نے شریعت کے حکم کو باطل کر دیا۔ اور جو شخص شریعت کو باطل کرے وہ کسی مجتہد کے نزدیک مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوء اطاعت قبول فرمائے گا اس کی تمام نیکیاں اکارت ہو جائیں گی' اور اس کی بیوی پر طلاق بائن پڑ جائے گی...... لیکن اگر وہ اپنے خیال سے توبہ کرے تو اس کا قتل واجب نہیں۔

جس سے روکا گیا اس سے باز رہنا افضل ہے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے' اس سے باز رہنا تمام دنیا کی عبادت سے افضل ہے۔ گانے بجانے کی تمام چیزیں بالاتفاق حرام ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ گانے بجانے کی محفل میں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اٹھانا کفر ہے۔...... بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عید کے دن دف بجانا اور گانا جائز اور سند میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں اس وقت دو لڑکیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جھڑکا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر! ان لڑکیوں کو گانے دو کیونکہ آج عید کا دن ہے...... یہ حدیث متروک ہے کیونکہ قرآن پاک میں گانے کی برائی پر یہ آیت صریح دلالت کرتی ہے:

ومن الناس من یشتری لهوا لحدیث الایة

یعنی ''بہت سے لوگ ایسے ہیں جو راہ راست سے گمراہ کرنے کے لئے کھیل کود کی باتیں مول لیتے ہیں۔''

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی گانے بجانے کی مذمت:

روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ ایک باغ میں تشریف لے

گئے۔ جب وہاں سے اپنے ہمراہیوں کی طرف لوٹے تو دیکھا کہ حضرت ابن ابی لیلیٰ علیہ الرحمہ خچر پر سوار تشریف لے جا رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ بھی ساتھ ہو لئے۔ راستے میں کچھ عورتیں گا بجا رہی تھیں۔ جب یہ دونوں بزرگ ان کے قریب آئے تو خاموش ہو گئیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا...... ''کیا خوب!''...... حضرت ابن ابی لیلیٰ نے آپ کی طرف فوراً دیکھا مگر خاموش رہے......

چند روز کے بعد کوئی مقدمہ پیش آیا جس میں امام حنیفہ علیہ الرحمہ کی گواہی تھی جب وہ گواہی کے لئے پیش ہوئے تو حضرت ابن ابی لیلیٰ نے کہا:

''اس روز آپ نے گانے والیوں کی تعریف کی تھی اور لفظ ''کیا خوب!'' زبان پر لائے تھے۔''

آپ علیہ الرحمہ نے جواب دیا:

''میں نے ضرور یہ کلمہ کہا تھا لیکن گانے بجانے کی حالت میں نہیں کہا تھا بلکہ ان کے خاموش ہونے پر کہا تھا' جس کا مطلب یہ تھا کہ تم نے جو گانا روک دیا تو خوب کیا۔''

یہ سن کر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی گواہی نافذ کی گئی۔

باب نمبر ۳۱

زیادہ ہنسنے اور چغل خوروں کی مذمت

خواہ مخواہ قہقہہ لگانے کی مذمت:

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ مجھے تعجب آتا ہے:

☆ اس ہنسنے والے پر جس کے پیچھے دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے اور

☆ اس خوش ہونے والے پر جس کے پیچھے موت لگی ہے۔

ایک روز آپ کا گزر ہوا۔ ایک نوجوان بہت قہقہے لگا کر ہنس رہا تھا۔ اس سے فرمایا:

''کیا تم پل صراط پر سے گزر چکے ہو؟''

وہ بولا ''نہیں''...... فرمایا:

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم بہشت میں جاؤ گے یا دوزخ میں؟''

اس نے جواب دیا ''نہیں''...... آپ نے فرمایا:

''پھر کس بات پر یوں بے دھڑک ہنس رہے ہو؟''

ان باتوں کا اتنا اثر ہوا کہ پھر آخر عمر تک اس نوجوان کو کسی نے ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔

کثرت سے ہنسنے پر سختیاں:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کثرت سے ہنسے گا وہ دس عذابوں میں مبتلا ہوگا:

☆ اس کے چہرے کی رونق جاتی رہے گی۔

☆ اس کا دل مرجائے گا۔

☆ شیطان اس سے خوش ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن اس سے نفرت ہوگی۔
☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن اس سے منہ پھیر لیں گے۔
☆ فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔
☆ زمین و آسمان کے رہنے والے اس سے بغض رکھیں گے۔
☆ اس کی بدکاریوں سے میزان عمل وزنی ہو جائے گی۔
☆ پل صراط پر چالیس برس تک کھڑا رہے گا۔
☆ قیامت میں تمام انبیاء و اولیاء و شہداء کے سامنے ذلیل و رسوا ہوگا۔

دنیا کی باتیں ان مقاموں پر ہرگز نہ کرو:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سات مقاموں میں دنیا کی باتیں کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو سور یا کتے یا بندر کی صورت میں اٹھائے اور وہ شخص دنیا سے بے ایمان جائے گا...... وہ سات مقام یہ ہیں:

☆ مسجد میں۔
☆ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت۔
☆ اذان کے درمیان۔
☆ نماز پڑھنے کی حالت میں۔
☆ قبرستان میں۔
☆ جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے۔
☆ علماء کی مجلس میں۔

بے موقع ہنسی پر ندامت:

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا کہ میں ایک بار بے موقع ہنس پڑا تھا' جس پر آج تک شرمندہ ہوں...... واقعہ یہ ہوا کہ فرقہ معتزلہ کے امام ابن عبید سے ایک بار میں مناظرہ کر رہا تھا...... مناظرہ کے درمیان میں میں نے اس کو کچھ مغلوب اور اپنے آپ کو غالب پایا۔ اس وقت مجھے دل میں اپنی کامیابی پر خوشی ہوئی اور میرے لبوں پر مسکراہٹ کے آثار ظاہر ہوئے۔ یہ دیکھ کر ابن عبید نے کہا:

"اے ابوحنیفہ! یہ کیا بات ہے کہ تم صاحب علم و فضل ہو کر علمی گفتگو میں ہنستے ہو...... جاؤ میں تم سے اب کبھی بات نہ کروں گا۔"

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنی اس بے جا حرکت پر اب تک شرمندہ ہوں۔ اگر اس وقت مجھے ہنسی نہ آتی تو ابنِ عبید کو اس کے عقائد اور خیالات سے ہٹا دیتا اور اس کے راہ

راست پر آ جانے میں ایک بہت بڑی جماعت کی اصلاح تھی۔

مومن صبح و شام غمگین رہتا ہے:

بروایت یونس علیہ الرحمہ منقول ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''خدائے پاک کی قسم! مومن آدمی صبح و شام غمگین رہا کرتا ہے''...... امام حسن بصری علیہ الرحمہ ہر وقت ایسی حالت میں رہتے تھے جیسے کسی پر سخت مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ ان کے چہرے سے ایسا رنج و غم پایا جاتا تھا کہ گویا ابھی اپنی ماں کو دفن کیے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔

قہقہہ سے ہنسانا گناہ کبیرہ ہے:

حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے اس قول باری تعالیٰ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے:

لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا

یعنی ''انسان کے اعمال نامہ میں ہر ایک گناہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا' ضرور درج ہوگا''...... چھوٹے گناہ سے مراد تبسم یعنی بغیر آواز کے ہنسنا اور بڑے گناہ سے مراد قہقہہ ہے۔ جس کا یہ مطلب ہوا کہ قہقہہ مار کر ہنسنا گناہ کبیرہ ہے...... افسوس ہے ان لوگوں پر جو دوسروں کو خوش کرنے اور ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔

چار چیزوں کا غم:

علماء کا قول ہے کہ زندگی میں انسان کو چار چیزوں کا غم ہونا چاہئے:

- ☆ اپنے پچھلے گناہوں کو یاد کر کے غمگین ہونا چاہئے جن کی نسبت معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا کہ نہیں۔
- ☆ یہ معلوم ہے کہ پچھلی زندگی کیونکر گزری لیکن اس کی کچھ خبر نہیں کہ آئندہ زندگی کیونکر بسر ہوگی' اس بات کی غمگینی دل میں ہونی چاہئے۔
- ☆ اس بات کی خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہشت اور دوزخ دو ہی ٹھکانے ہیں لیکن اس بات کا علم نہیں کہ آخرت میں اپنا ٹھکانا کہاں ہوگا۔
- ☆ یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے یا ناخوش۔

جو شخص ساری عمر ان چار باتوں کے غم میں مشغول رہے گا تو اس کے ہونٹوں پر کبھی ہنسی نہ

آئے گی اور جس شخص کو ان کا فکر اور غم نہ ہوگا تو مرنے کے بعد یقیناً یہ معاملات ضرور پیش آئیں گے۔

مرنے کے بعد ہونے والے غم اور صدمے:

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ مرنے والے کو مرنے کے بعد پانچ باتوں کا غم اور صدمہ ہوتا ہے:

☆ اس مال و دولت کی حسرت جسے اس نے زندگی بھر حرام اور حلال طریقے سے جمع کر کے وارثوں کے لئے ترکہ چھوڑا۔

☆ اس بات کا افسوس کہ تمام عمر نیک اعمال بجا لانے کو دوسرے وقت پر ٹالتا رہا لیکن نیکی کی کبھی توفیق نہ ہوئی...... اپنے اعمال نامہ میں بہت تھوڑی نیکیاں دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ پھر اس کو دنیا میں جانے کی اجازت ملے۔ تاکہ توبہ کر کے عبادت اور بندگی میں مشغول ہو۔

☆ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوتا ہے جن کی بے شمار تعداد اپنے اعمال نامہ میں پاتا ہے اس وقت توبہ کرتا ہے جبکہ توبہ کچھ کارآمد نہیں۔

☆ بہت سے لوگوں کو وہ پاتا ہے جو اللہ کے سامنے اس پر دعویٰ کریں گے اور وہ اس وقت صرف اپنی نیکیاں دے کر اپنے مدعیوں کو راضی کر سکتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو اپنے سے ناخوش پاتا ہے جس کے راضی کرنے کی اس وقت کوئی سبیل نہیں۔

یہ پانچوں باتیں دنیا میں جس شخص کے پیش نظر رہیں گی تو ایسے غموں کو یاد کر کے اسے کبھی ہنسی نہ آئے گی۔

قہقہے سے ہنسنے میں آفات:

فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ انسان کو ہنسنے اور قہقہے لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس میں آٹھ آفتیں ہیں:

☆ علماء اور عقل مند لوگ ایسے شخص کو برا کہتے ہیں۔

☆ جاہل اور بیوقوف لوگ اس شخص پر دلیر ہو جاتے ہیں۔

☆ اگر ہنسنے والا جاہل ہے تو اس کی جہالت بڑھ جاتی ہے اور اگر صاحب علم ہے تو اس

کے علم میں نقصان آ جاتا ہے...... چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عالم آدمی جب ایک بار ہنستا ہے تو گویا علم کا ایک حصہ اپنے منہ سے اگل دیتا ہے۔

☆ ہنسنے سے انسان پچھلے لوگوں کو بھول جاتا ہے۔

☆ آئندہ گناہ کرنے پر دلیر ہوتا ہے کیونکہ ہنسنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے۔

☆ آخرت کا خوف دل سے جاتا رہتا ہے۔

☆ اس کے اعمال نامہ میں بڑا گناہ لکھا جاتا ہے۔

☆ تھوڑے سے ہنسنے پر مرنے کے بعد بہت رونا پڑے گا۔

گناہوں سے نہ بچنے والا:

طاؤس کی زبانی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تازہ قبروں کے پاس سے گزرے، اور فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی ایسے گناہ کی وجہ سے نہیں جس سے باز رہنا غیر ممکن تھا ان میں سے:

☆ ایک شخص تو پیشاب کی نجاست سے پرہیز اور احتیاط نہ رکھتا تھا۔

☆ اور دوسرے کو چغل خوری کی عادت تھی۔

پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی ایک سبز شاخ لے کر اس کو بیچ میں سے چیر کر دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا...... صحابہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ نے ایسا کیوں کیا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تا کہ ان شاخوں کے خشک ہونے تک ان پر عذاب میں کمی رہے۔''

چغل خور سب سے برے ہیں:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بندگانِ الٰہی میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جن کو طعنہ دینے اور لعنت کرنے اور چغلی کھانے کی عادت ہے...... ایک اور روایت میں ہے کہ عذاب قبر کے تین حصے ہیں:

☆ ایک حصہ غیبت کی وجہ سے۔

☆ اور ایک حصہ پیشاب کرنے میں بے احتیاطی کی وجہ سے۔

☆ اور ایک حصہ چغل خوری کی وجہ سے نازل ہوگا۔

چغل خور شیطان سے بڑھ کر ہے:

علماء کا قول ہے کہ چغل خور آدمی کی حرکت شیطان کی حرکت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ شیطان کا عمل خیال اور وسوسے سے تعلق رکھتا ہے اور چغل خور کا عمل منہ در منہ اور کھلم کھلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی بیوی کے متعلق حمالۃ الحطب فرمایا ہے یعنی لکڑیاں اٹھانے والی عورت۔ ...... اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں لکڑیوں سے مراد نمیمہ یعنی چغل خوری ہے۔ جس طرح لکڑیوں سے آگ جلائی جاتی ہے' اسی طرح چغل خوری سے عداوت اور لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔

خیر وفلاح ایمان والوں کے لئے ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بہشت عدن کو پیدا کیا اور اس میں وہ نعمتیں رکھیں:

☆ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔

☆ نہ کسی کان نے سنا۔ اور'

☆ نہ کسی دل پر ان کا خیال گزرا۔

اس وقت ارشاد فرمایا کہ ''اے بہشت کلام کر''...... بہشت نے تین بار کہا:

قد افلح المومنون یعنی ''خیر وفلاح ایمان والوں کے لئے ہے''...... پھر کہا:

''میں حرام ہوں ہر ایک بخیل' ریاکار' مغرور اور چغل خور پر۔''

چغل خوری باعثِ فتنہ وفساد ہے:

حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ اپنا ایک غلام فروخت کیا اور خریدار نے کہہ دیا کہ اس غلام میں کوئی عیب نہیں البتہ چغل خوری کی عادت ہے...... خریدار نے اس عیب کو حقیر جان کر اسے خرید لیا۔ وہ غلام اس شخص کی خدمت میں رہنے لگا۔ ایک روز اپنے آقا کی بیوی کے پاس گیا اور کہا:

''اے بیگم! مجھے افسوس ہے کہ آپ کے میاں کو آپ سے کچھ محبت نہیں۔ اب

ان کا ارادہ ہے کہ کوئی لونڈی خرید کر اس کے ساتھ عیش منائیں اور آپ کو بالکل چھوڑ دیں۔ اگر آپ کی خواہش ہو تو میں آپ کو ایسی ترکیب بتاؤں جس سے ان کا دل آپ پر مائل ہو جائے اور آپ سے محبت کرنے لگیں۔"

بیوی نے پوچھا...... وہ کیا ترکیب ہے؟"

غلام نے کہا:

"آج رات کو جب میاں سو جائیں تو استرا لے کر گلے کے پاس سے ان کی داڑھی کے کچھ بال مونڈ لینا اور ان بالوں کو اپنے پاس رکھنا۔ پھر میں ترکیب بتا دوں گا۔"

اس کے بعد غلام اپنے آقا کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"حضور میں نے آج بی بی کو ایک غیر شخص کے ساتھ اختلاط کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ آپ کو قتل کر ڈالنے کی فکر میں ہے۔ اگر آپ میرے قول کی تصدیق چاہتے ہیں تو آج رات کو آنکھیں بند کر لے لیٹے رہیں اور اپنے آپ کو سوتا ہوا بنالیں۔"

غلام کی بات سے اس کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ رات کو اس نے ویسا ہی کیا۔ عورت سمجھی کہ سو رہا ہے استرا لے کر داڑھی کے بال مونڈنے کے لئے بڑھی۔ شوہر کا خیال پختہ ہو گیا کہ واقعی وہ عورت اسے قتل کرنا چاہتی ہے۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور استرا چھین کر عورت کو مار ڈالا۔ عورت کے عزیز و اقارب کو معلوم ہوا تو دوڑے آئے اور اس شخص کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں کے عزیز و اقارب میں باہم لڑائی ہوئی اور سو کے قریب آدمی مارے گئے۔ اس فتنہ و فساد کا سبب چغل خوری تھا۔

یحییٰ ابن اکثم کا قول ہے کہ چغل خور آدمی جادوگر سے بھی برتر ہے...... جو کام جادوگر ایک ماہ میں کرے گا' وہ کام چغل خور ایک گھڑی میں کر دیتا ہے۔

چغل خور کی دعا قبول نہیں ہوتی:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بار عظیم قحط پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر دعائے استسقا کے لئے نکلے۔ تین دن تک دعا مانگی مگر بارش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ:

"اے موسیٰ! میں ایسے لوگوں کی دعا کبھی قبول نہ کروں گا جن میں چغل خور ہوں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

"اے پروردگار! وہ چغل خور شخص کون ہے تاکہ ہم اس کو اپنی جماعت سے نکال دیں۔"

ارشاد باری ہوا:

"اے موسیٰ! میں اپنے بندوں کو چغل خوری سے منع کرتا ہوں۔ اگر چغل خور کو ظاہر کر دوں تو یہ بھی چغل خوری ہوگی۔"

اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ سب کے سب چغل خوری سے توبہ کریں۔ سب نے دل سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت نازل فرمایا۔

جنت سے محروم رہنے والے:

نافع کی زبانی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا تو اس سے ارشاد فرمایا کہ کلام کر' بہشت نے کہا:

"خوش نصیب ہے وہ شخص جو مجھ میں داخل ہو۔"

جناب باری تعالیٰ نے فرمایا:

"قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی' آٹھ قسم کے لوگ تجھ میں داخل نہیں ہو سکتے:

☆ ہمیشہ شراب پینے والا۔ ☆ زنا پر اصرار کرنے والا۔

☆ قلت بان اور دیوث۔ ☆ ظالم کوتوال اور حاکم۔

☆ مخنث جو فعل شنیع اور گانے بجانے وغیرہ کا پیشہ رکھتا ہو۔

☆ رشتے ناطے کا قطع کرنے والا۔

☆ جھوٹی قسم کھانے والا۔ ☆ چغل خور۔

چغل خور بدکلام ہے:

بعض حکماء کا قول ہے کہ جو شخص تم سے آ کر کہے کہ تمہارے فلاں بھائی نے تم کو گالیاں دیں تو دراصل گالی دینے والا یہی شخص ہے...... اور جو شخص تمہاری تعریف ایسی کرے

کہ وہ وصف تم میں نہ ہو...... تو بہت ممکن ہے کہ ایسا شخص تم کو بلاوجہ تکلیف پہنچائے۔

لگائی بجھائی کا انجام بہت برا: (حکایت)

عمر بن دینار بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ اس کی ایک بہن اور ایک ماں تھی۔ اتفاقاً بہن بیمار ہوگئی۔ اس شخص نے اپنی بہن کی تیمارداری کی' لیکن وہ فوت ہوگئی۔ اس نے تجہیز و تکفین کر کے اسے قبر میں دفنا دیا۔ گھر آ کر اسے یاد آیا کہ اپنی بہن کو دفن کرتے وقت وہ روپوں کی تھیلی وہاں بھول گیا ہے۔ فوراً ایک شخص کو ساتھ لے کر قبر پر آیا۔ اور قبر کو کھودا۔ وہ تھیلی مل گئی۔..... اپنے ساتھی سے اس نے کہا کہ تم ذرا ہٹ جاؤ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری بہن کس حال میں ہے؟..... جیسے ہی اس نے لحد کا تختہ اٹھایا' کیا دیکھتا ہے کہ قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ فوراً تختہ رکھ دیا اور قبر کو برابر کر کے اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا اے ماں! میری بہن کی کیفیت بیان کر کہ اس کی زندگی کس حالت میں گزری..... ماں نے کہا کہ بیٹا تمہاری بہن مرگئی اب اس کا حال کیا پوچھتے ہو؟ اس نے اصرار کیا کہ ضرور بیان کرو۔ ماں نے جواب دیا کہ سنو بیٹا!

☆ تمہاری بہن نماز کو وقت سے دیر کر کے پڑھا کرتی تھی۔
☆ نماز پڑھنے میں طہارت اور پاکی کا خیال نہیں رکھتی تھی۔
☆ رات کو ہمسایوں میں جا کر ان کی باتیں ادھر ادھر لگاتی بجھاتی تھی یعنی چغل خوری کرتی تھی۔

لہٰذا جو شخص عذاب قبر سے محفوظ رہنا چاہے اور منکر نکیر کے سوال کو آسان کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ چغل خوری' غیبت اور تمام گناہوں سے پرہیز رکھے۔

چغل خور سب سے بدتر ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام آدمیوں سے بدتر چغل خور ہیں..... اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول کے نزدیک چغل خوری بہت بڑا گناہ ہے۔

چغل خور سے خود کو بچاؤ:

فقیہ ابواللیث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے پاس کوئی شخص آئے اور بیان

کرے کہ فلاں شخص نے تمہارے ساتھ ایسا کیا اور برائی کی تو اس وقت تم پر چھ باتیں لازم ہیں:

☆ اس شخص کو سچا نہ جانو کیونکہ وہ چغل خور ہے۔ شریعت میں اس کی گواہی مقبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان جآئکم فاسق بنبا فتبنو...... یعنی اگر کوئی فاسد شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس خبر دینے والے کو خوب جانچ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس جھوٹے کی باتوں میں آ کر تم اپنی نادانی سے کسی کو دکھ دے بیٹھو۔

☆ اس شخص کو ایسی باتیں کرنے سے روکنا چاہئے کیونکہ بری باتوں سے باز رکھنا قدرت ہونے کی صورت میں واجب ہے۔

☆ ایسے شخص سے نفرت کرنی چاہئے کیونکہ وہ شخص اللہ کا نافرمان ہے اور اللہ کے نافرمان سے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے بغض رکھنا واجب ہے۔

☆ جس شخص کی تم سے برائی کی گئی ہے صرف سن کر تمہیں اس سے بدگمان نہیں ہونا چاہئے کیونکہ مسلمان کی طرف سے بدگمان ہونا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان بعض الظن اثم

☆ یہ زبانی برائی سن کر تم اس کی تحقیق کے درپے نہ ہونا۔ کیونکہ اس کا نام تجسس ہے اور تجسس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے...... ولا تجسسوا

☆ چغل خور کی زبان سے سن کر جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اسے زبان پر نہ لاؤ کیونکہ جب تم کسی کے سامنے وہی بات بیان کرو گے تو تم بھی چغل خور ٹھہرے۔ الغرض مسلمان کو چغل خوری' غیبت' بہتان اور ہر قسم کے برے کاموں سے پرہیز رکھنا چاہئے۔

باب نمبر۳۲

تجارت کی بھلائی و برائی' سود کی مذمت

سچے تاجر اور جھوٹے (فاجر) تاجر:

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن تاجروں کا حشر فاجروں کے ساتھ ہوگا' مگر وہ تاجر جس نے تقویٰ اور نیکی اختیار کی اور معاملہ (لین دین) میں سچ بولتا رہا۔

تاجروں کو حدیث پاک میں فاجروں کا لقب اسی بنا پر دیا گیا ہے کہ اکثر اپنی تجارت کو رواج اور فروغ دینے کے لئے ان کی عادت ہوتی ہے کہ خریدار کو طرح طرح سے فریب دیتے ہیں۔ اپنے برے مال کو اچھا ثابت کرتے ہیں' جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں...... لہٰذا حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن تاجران لوگوں کی جماعت میں اٹھائے جائیں گے جو کثرت سے جھوٹ بولتے رہے' لیکن اس وعید میں وہ تاجر شامل نہیں جس نے جھوٹ سے پرہیز رکھا اور سچائی اختیار کی۔ سچے اور نیک تاجروں کا حشر ابرار اور متقیوں کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''وہ سوداگر جو کہ سچا اور امانت دار ہو' قیامت کے دن انبیاء' صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا''۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ تاجر کو اپنے معاملات میں سچائی اور ایمانداری اختیار کرنی چاہئے اور جھوٹ اور خیانت سے بچنا چاہئے تاکہ متقی اور ابرار کے ساتھ اس کا حشر ہو' اور فاجروں کے گروہ میں شامل نہ کیا جائے' بلکہ اس پر واجب ہے کہ تجارت میں عدل وانصاف کا لحاظ رکھے اور ظلم وزیادتی سے پرہیز رکھے۔

یہاں ظلم سے مراد یہ کہ کسی شخص کو ضرر (نقصان) پہنچایا جائے مثلاً کھوٹا سکہ رائج کرنا

ایک عام ظلم ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے' کیونکہ جو شخص کسی کے ہاتھ کھوٹا سکہ چلا دیتا ہے' اگر لینے والا نہیں جانتا کہ کھوٹا ہے تو اس کو نقصان پہنچتا ہے' اور اگر اس پر وہ کھوٹ ظاہر ہو گیا تو وہ کسی دوسرے کے ہاتھ اسے چلائے گا۔ یوں یہ سلسلہ پھیلتا چلا جائے گا۔

برا طریقہ جاری کرنے والے:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص پہلے پہل کوئی برا طریقہ جاری کرے گا تو قیامت تک جتنے لوگ اس طریقے پر عمل کریں گے' ان سب کا گناہ اس شخص کے اعمال نامہ میں لکھا جائے گا۔ اسی وجہ سے بعض بزرگوں کا یہ کہنا ہے کہ ایک کھوٹا روپیہ دھوکے سے چلا دینا اس سے کہیں بدتر ہے کہ سو کھرے روپوں کی چوری کی جائے' کیونکہ سو روپے کی چوری ایک ہی گناہ ہے جو کہ چرانے والے کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے لیکن ایک کھوٹے روپیہ کا چلا دینا ایک مستقل گناہ ہے' جو اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک یہ کھوٹا روپیہ لوگوں کے ہاتھوں میں آتا جاتا رہے گا۔ لہٰذا اس رواج دینے والے کی زندگی میں اس کے مرنے کے بعد لوگوں کا جو کچھ نقصان اس کھوٹے روپیہ کی وجہ سے ہوا' وہ سب گناہ اس شخص کے اعمال نامہ میں لکھے جاتے رہیں گے' یہاں تک کہ وہ کھوٹا روپیہ فنا ہو جائے۔

اچھے ہیں وہ لوگ جن کے مرنے پر ان کے گناہ بھی مر جاتے ہیں اور افسوس ہے اس شخص پر جو کہ خود تو مر جائے لیکن اس کے گناہ کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہے۔

بے علم تجارت نہ کرے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت تھی کہ علم دین نہ جاننے والا ہمارے بازار میں تجارت نہ کرنے پائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تجارت کرنے والا شخص اگر علم دین سے بالکل بے بہرہ ہوگا تو سود کی آفت میں مبتلا ہوگا اور خوب مبتلا ہوگا۔

امیروں کی ہمسائیگی سے بچو:

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تم بازار والوں کی ظاہری وضع پر نہ جاؤ کیونکہ وہ انسانوں کے لباس میں بھیڑیے ہیں اور —— امیروں کی ہمسائیگی سے بچتے رہو'

اور—— بازاری قرآن خوانوں سے پرہیز رکھو اور—— ان علماء سے علیحدہ رہو جو امیروں کے ہم نشین (کے پاس بیٹھنے والے) ہیں۔

محتاج تاجر کی خامیاں:

بعض حکماء کا قول ہے کہ جس تاجر میں تین خوبیاں نہ ہوں گی وہ دین و دنیا میں محتاج رہے گا:

☆ زبان کو تین چیزوں جھوٹ' لغو اور قسم سے صاف رکھنا۔

☆ دل کو تین باتوں کھوٹ' خیانت اور حسد سے صاف رکھنا۔

☆ اپنے نفس کو تین چیزوں نماز باجماعت' نماز جمعہ اور بعض اوقات طلب علم کی محافظت پر مجبور رکھنا...... اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی میں مشغول رہنا۔

سچا تاجر عرش الٰہی کے سائے میں:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے میں امن وامان سے رہے گا۔

دین و دنیا کا نظام چلانے والے:

حضرت حمزہ علیہ الرحمہ نے بعض علماء امت کے حوالے سے لکھا ہے کہ دین اور دنیا کا قیام فقط چار گروہوں سے وابستہ ہے:

☆ علماء ☆ امراء ☆ غازی ☆ پیشہ ور

☆ علماء کی جماعت وہ ہے جس کو انبیاء علیہم السلام کی میراث پہنچی ہے۔ یہ لوگ بندگان الٰہی کو آخرت کی راہ بتاتے ہیں اور اللہ کی مخلوق ان کی پیروی کرتی ہے۔

☆ امراء گویا مخلوق کے پاسبان ہیں جو کہ خلق خدا کی نگہبانی کرتے ہیں' اور

☆ غازی لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں جو کہ مسلمانوں کے محافظ اور کفر کو دنیا سے مٹانے والے ہیں' اور

☆ تاجر اور پیشہ ور لوگ بندگان خدا کی ' ملحت کے لئے گویا اللہ تعالیٰ کے امانت دار ہیں۔

لیکن اگر

☆ علماء علم وعمل چھوڑ کر دنیا کے بکھیڑوں میں پھنس جائیں گے تو مخلوق کا پیشوا کون ہوگا۔
☆ اور پاسبانی کرنے والے (امراء) جبکہ خود بھیڑیئے بن جائیں گے تو بکریوں کے گلہ کی نگہبانی کون کرنے گا' اور
☆ جہاد کرنے والے جبکہ فخر وغرور اختیار کریں گے اور حرص وطمع کی راہ سے کفار پر چڑھائی کریں گے تو دشمن پر فتح یابی کیونکر ممکن ہے' اور
☆ تجارت پیشہ لوگ جبکہ اہل معاملہ کے ساتھ خیانت روا رکھیں گے تو لوگ ان پر کیوں کر بھروسہ کریں گے۔

گمراہ کا ہر نیک عمل رائیگاں ہے:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ سود' رشوت' خیانت' کھوٹ اور چوری کے مال سے اللہ تعالیٰ کبھی کوئی حج' عمرہ' جہاد' صدقہ اور غلام کا آزاد کردینا قبول نہیں فرماتا......گویا پانچ چیزوں کے مقابل پانچ چیزیں ضائع ہوتی ہیں۔

سود اور اس کے متعلقین پر لعنت ہے:

حارث کی زبانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی:

☆ سود کھانے والے پر اور اس کی وکالت کرنے والے پر اور
☆ سود کے گواہوں پر اور اس کا تمسک لکھنے والے پر
☆ اور گدنا گودنے والی عورت پر اور گدنا گدانے والی پر اور
☆ دوسرے شخص کے لئے حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے والے پر
☆ اور صدقہ اور خیرات سے روکنے والے پر

سود خور کی پہچان:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چاندی کے بدلے چاندی برابر برابر ہے۔ اور گیہوں کے بدلے گیہوں برابر برابر ہے۔ اسی طرح جو' چھوہارے' منقے اور نمک کا ذکر فرمایا......اور ارشاد فرمایا:

"جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے' وہ سود خور ہے۔"

شہروں کی بربادی کا باعث:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شہر میں:

☆ زنا کی کثرت ہوگی اور

☆ سود کھایا جائے گا

وہ ضرور تباہ و برباد ہو جائے گا۔

حرام کو حلال و جائز کرنے پر بربادی:

لیث ابن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے کسی بربادی کا حکم اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہاں کے رہنے والے چار چیزوں کو حلال اور جائز کر لیتے ہیں:

☆ پیمانے میں کمی کرتے ہیں۔

☆ تولنے میں دھوکا دیتے ہیں۔

☆ زنا میں آلودہ ہو جاتے ہیں۔

☆ سود کھانے لگتے ہیں۔

جب زنا کی کثرت ہوتی ہے تو ان پر طاعون کی بلا آتی ہے..... اور جب ناپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں تو بارش موقوف ہو کر قحط پڑ جاتا ہے..... اور جب سود کھانا اختیار کرتے ہیں تو ان میں تلوار چل جاتی ہے۔

پیمائش میں کمی پر سختی:

ابوعبید مخازنی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہمراہ بازار میں جایا کرتا تھا اور آپ کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا۔ جب آپ کسی شخص کو دیکھتے تھے کہ ناپ و تول میں کمی کرتا ہے تو اسے کوڑا لگاتے اور فرماتے کہ ایمانداری سے ناپ و تول کو پورا رکھو ورنہ ہمارے بازار سے نکل جاؤ۔

سود کے لین دین میں مدد گناہ ہے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ کوئی شخص سود خوری کی بلا سے محفوظ نہ رہے گا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): کیا سب کے سب سود کھانا

اختیار کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
"اس فتنے کے زمانے میں جو شخص سود نہ کھائے گا' اس پر بھی کچھ نہ کچھ اس کا چھینٹا پڑ جائے گا یعنی کسی قدر اس گناہ میں وہ بھی مبتلا ہوگا...... کیونکہ سود کے لین دین میں گواہی دینا یا کاغذ لکھنا یا اس پر اپنی رضامندی ظاہر کرنا...... غرض ہر قسم کی مدد (اعانت) سے سود کا گناہ لکھا جاتا ہے۔"

سودخوروں اور ناپ تول میں کمی کرنے والوں پر عذاب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زیادہ دینے والا اور زیادہ لینے والا دونوں دوزخی ہیں...... تجارت پیشہ آدمی کے لئے لازم ہے کہ بقدر ضرورت علم دین حاصل کرے تاکہ تجارت میں سودخواری سے محفوظ رہے اور ناپ وتول میں کبھی کمی نہ کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سخت وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ویل للمطففین ...... یعنی عذاب شدید ہے ان لوگوں کے لئے جو خیانت کی راہ سے ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ اس آیت شریف میں جو لفظ ویل آیا ہے' اس کے معنی عذاب شدید کے ہیں۔

بعض روایتوں میں ہے کہ دوزخ میں ایک بہت بڑا جنگل ہے جس کا نام ھاویہ ہے۔ اس میں طرح طرح کے عذاب اور دہکتی ہوئی آگ اور سخت تاریکیوں کے سوا کچھ نہیں۔ اس جنگل کے عذاب سے خود دوزخ بھی سو بار پناہ مانگتا ہے۔ اس میں ایک کنواں ہے جس کو ویل کہتے ہیں۔ اس کنوئیں میں نہایت درجہ کا عذاب سخت ہے۔ یہاں تک کہ وہ جنگل بھی ہر روز دو سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے۔ اس کنوئیں میں آگ کا ایک صندوق ہے اور اس صندوق میں ایک قسم کا روغن ہے۔ اگر اس روغن کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپک پڑے تو تمام پہاڑ پگھل جائیں اور دنیا ہلاک ہو جائے۔ اس صندوق کے عذاب سے خود ویل کنواں بھی ہر روز تین سو بار پناہ مانگتا ہے...... پھر اس صندوق میں ایک کالا سانپ ہے' جس کے ایک لاکھ چہرے ہیں...... اور ہر ایک چہرے میں ایک لاکھ منہ ہیں' اور ہر ایک منہ میں ایک لاکھ زبانیں ہیں۔ جن سے وہ صندوق بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ اس زہریلے سانپ کے ہر ایک منہ میں بہت بڑے بڑے دانت ہیں۔ ان دانتوں سے وہ

☆ نماز ترک کرنے والوں ☆ رمضان کے روزے بلا عذر توڑنے والوں

☆ جھوٹی قسم کھانے والوں ☆ زنا کاروں اور سود خوروں پر حملہ کرے گا

عدل اور حق شناسی اللہ کی میزان ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عدل اور حق شناسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ترازو ہے جس نے اختیار کیا اس نے بہشت کو پالیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ سیدھا جہنم میں گیا۔

ذخیرہ اندوزی اللہ کی نافرمانی ہے:

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گرانی (مہنگائی) کے موقع پر زیادہ نفع اٹھانے کے خیال سے وہی شخص ارزانی کے زمانے میں غلہ روکے گا جو کہ اللہ کا نافرمان اور بدکار ہوگا — جس شخص نے اس نیت سے چالیس روز تک اناج روک رکھا تو وہ اللہ و رسول سے بیزار ہے اور اللہ و رسول اس سے بیزار ہیں۔

زیادہ نفع کے خیال سے غلہ روک رکھنا ناپسندیدہ ہے:

سعید کی زبانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جالب رزق پائے گا اور محتکر ملعون ہے۔

جالب اس سوداگر کو کہتے ہیں جو ایک مقام سے غلہ خرید کر اپنے شہر میں لائے اور اس کو فروخت کر ڈالے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ رزق دے گا' کیونکہ لوگ اسکی ذات سے فائدہ اٹھائیں گے اور اس کو مسلمانوں کی دعا سے برکت ملے گی ..... اور محتکر وہ شخص ہے جو کہ شہر کا غلہ خرید کر اپنے گھر میں بھر لے اور باوجودیکہ لوگوں کو غلے کی حاجت ہو لیکن وہ اس وقت فروخت کرنے سے باز رہے اور اس بات کا منتظر ہو کہ مہنگائی آ جائے اور زیادہ نفع ہو۔ اسی فعل کا نام احتکار ہے' جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔

اگر اپنے استعمال کے لئے ذخیرے کے طور پر اپنے شہر سے خرید کر یا دوسرے شہر سے لاکر غلہ جمع کرے تو یہ احتکار نہ ہوگا۔ البتہ اگر ایسا موقع پیش آئے کہ لوگوں کو اس سے اناج خریدنے کی حاجت ہے تو ایسی صورت میں افضل یہی ہے کہ وہ اناج بیچ ڈالے۔ اگر ایسا نہ کرے تو بوجہ اس کے کہ اس نے مسلمانوں کے حال پر رحم نہ کیا' گناہگار ہوگا۔

چنانچہ حاکم وقت کو چاہئے کہ جو تجارت پیشہ باوجود حاجت خلق کے اناج فروخت نہ کرے تو اس کو فروخت کرنے پر مجبور کرے اور اگر نہ مانے تو سختی اور تنبیہ سے کام لے لیکن حاکم اس غلے کے لئے کوئی نرخ مقرر نہ کرے بلکہ یہ حکم دے کہ جس طرح سب لوگ فروخت کر رہے ہیں وہ بھی فروخت کرے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم نرخ نہ مقرر کرو کیونکہ نرخ کا مقرر ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔

ضرورت کے وقت خلق خدا کا احساس کرنا: (حکایت)

کہتے ہیں کہ کسی بزرگ کے گھر میں گندم کی بڑی مقدار جمع تھی۔ اتفاق سے قحط کا دور آ گیا۔ ان بزرگ نے تمام گندم بیچ ڈالی' پھر جب ان کو اناج کی ضرورت ہوئی تو خود بھی بازار سے خریدنے لگے۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس جو اناج تھا' آپ نے اسے کیوں نہ روک رکھا۔ جواب دیا:

''میں سب لوگوں کے ساتھ ان کے غم اور ان کی تکلیف ومصیبت میں شریک رہ کر زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔''

کام سیکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی:

شعبی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو کوئی کام سیکھنے کے لئے کسی دکاندار کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ رہنمائی کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''درزی' قصائی' درخت کاٹنے والے' بردہ فروش اور کفن بیچنے والے دکاندار کے سپرد نہ کرے کیونکہ:

☆ درزی جو کہ خیانت کرتا ہے وہ قیامت کے دن زانیوں اور شرابیوں کے زمرے میں اٹھے گا۔ وہ اس شخص سے بھی بدتر ہے جو کہ لوگوں کی احتیاج (ضرورت) کے باوجود چالیس دن تک فروخت کرنے سے غلہ روکے رہے۔ اور

☆ سبز درخت کاٹنے والا جو کہ ہری شاخوں کو کاٹتا ہے حالانکہ ان کی چیتاں ذکر الٰہی میں مشغول ہوتی ہیں۔ وہ بھی اس شخص سے بدتر ہے جو مہنگائی کے لئے اناج روک رکھے۔ اگر توبہ کیے بغیر مرے گا تو اس کی زبان کلمہ توحید ادا کرنے سے بند ہو جائے گی' اور

☆ بردہ فروش یعنی انسان کی تجارت کرنے والا سود خور سے بھی بدتر ہے' کیونکہ سود کھانے

والا اور سبز درخت کاٹنے والا اگر مرنے سے پہلے توبہ کرلیں تو ان کی توبہ قبول ہوگی' لیکن انسانوں کو بیچنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ مخلوق خدا پر ظلم کرتا ہے' جبکہ سود کھانے والا اور سبز درخت کاٹنے والا فقط اپنی ذات پر ظلم کرتے ہیں...... اور

☆ قصائی چونکہ ہمیشہ جانوروں کو ذبح کرتا رہتا ہے' اس لئے اس کے دل سے نرمی اور رحمت اٹھ جاتی ہے' اور

☆ کفن بیچنے والا یا مردہ نہلانے والا ہر وقت لوگوں کے مرنے کا آرزومند رہتا ہے' حالانکہ مجھے اپنی امت کا ایک ایک فرد تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ پیارا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت:

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو سات باتوں کی وصیت کرتا ہوں:

☆ جن چیزوں کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے' اس کا دل سے یقین کرو۔

☆ آخرت کا ہر وقت خیال رکھو۔

☆ فرائض کو ان کے وقت پر ادا کرو۔

☆ زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھو۔

☆ شیطان کا ساتھ نہ دو کیونکہ اس کو مخلوق سے حسد ہے۔

☆ دنیا کو آباد کرنے کی فکر نہ کرو کیونکہ دنیا کے آباد کرنے سے آخرت برباد ہوتی ہے۔

☆ ہمیشہ اہل ایمان کے خیر خواہ اور رحمدل رہو اور کثرت سے موت کو یاد کیا کرو۔

اس ساتویں وصیت کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنی موت کو پیش نظر رکھے گا تو رحمدلی اختیار کرے گا اور کبھی مہنگا بیچنے کے خیال سے غلہ کو روک نہ رکھے گا۔

باب نمبر ۳۴

اولاد پر ماں باپ کے حقوق

والدین کی خدمت سب سے بڑا جہاد ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "میں جہاد کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں"؟...... اس نے عرض کی "ہاں" ...... ارشاد ہوا:

"ان کی خدمت سے بڑھ کر تیرے لئے کوئی جہاد نہیں۔"

آدمی کو لازم ہے کہ ماں باپ کا مقام و مرتبہ پہچانے اور ان کا حق ادا کرے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل و زبور اور قرآن مجید اور تمام آسمانی کتابوں میں تاکید فرمائی ہے اور تمام پیغمبروں کو وحی فرمائی کہ اپنے ماں باپ کی عزت کریں اور ان کی ناخوشی کو اپنی ناخوشی فرمایا ہے۔

قرآن پاک کی تین آیتیں:

بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی تین آیتیں دو دو حکموں پر شامل ہوئی ہیں جن میں سے کسی ایک حکم پر عمل کرنا فائدہ نہیں جب تک کہ دوسرے حکم پر بھی عمل نہ کیا جائے:

☆ ارشاد باری ہے: اقیمو الصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ ...... یعنی "نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو" —— جو شخص نماز کا پابند ہو مگر مال کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو اس کی نماز بھی قبول نہ ہوگی۔

☆ ارشاد باری ہے: واطیعو اللہ واطیعوالرسول ......یعنی "اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو" — چنانچہ جو شخص اللہ کی اطاعت کا دعویٰ کرے اور رسول ﷺ کی اطاعت کا منکر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اطاعت کبھی قبول نہ فرمائے گا۔

☆ ارشاد باری ہے: ان اشکرلی ولوالدیک ......یعنی "اللہ کا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو"......لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے لیکن ماں باپ کا شکریہ نہ ادا کرے تو اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کی شکر گزاری مقبول نہیں۔

ناخوش مرحوم والدین کیونکر خوش ہو سکتے ہیں:

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سوال کرے کہ ماں باپ اگر اولاد سے ناخوش مر جائیں تو ان کے مرنے کے بعد اولاد ان کو کس طرح خوش کر سکتی ہے؟......اس کا جواب یہ ہے کہ اولاد تین طرح سے انہیں خوش کر سکتی ہے:

☆ یہ کہ اولاد اپنی ذات سے نیک اور صالح ہو کیونکہ ماں باپ کے نزدیک اس سے زیادہ خوشی کی بات کوئی نہیں کہ ان کی اولاد نیک ہو۔

☆ ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

☆ ماں باپ کے لئے استغفار اور دعائے خیر کرتا رہے اور ان کے نام سے صدقہ اور خیرات دیتا رہے۔

اولاد پر ماں باپ کے حقوق:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اولاد پر ماں باپ کے دس حق ہیں:

☆ ماں باپ کو جب کھانا کھانے کی حاجت پڑے تو ان کے کھانے کا انتظام کرے۔

☆ ان کو کپڑے کی ضرورت ہو تو اپنے وسائل کے مطابق ان کے لئے کپڑا فراہم کرے۔

☆ جب ان کو کوئی خدمت لینے کی ضرورت ہو تو ان کی خدمت کرے۔

☆ ماں باپ جب بلائیں تو فوراً حاضر ہو۔

☆ جب کسی بات کا حکم دیں تو ان کا حکم بجالائے بشرطیکہ کسی گناہ کا حکم نہ ہو۔

☆ ماں باپ کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرے، کبھی سخت کلمہ زبان پر نہ لائے۔

☆ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے۔

☆ اگر باپ کے ساتھ کہیں چلنے کا اتفاق ہو تو ادب سے اس کے پیچھے چلے۔

☆ جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی ماں باپ کے لئے پسند رکھے۔اور جو بات اپنے آپ کو ناگوار (ناپسند) ہؤا سے ان کے لئے بھی ناپسند جانے۔

☆ جس طرح اللہ پاک سے اپنے لئے دعائے خیر کرتا ہے' ماں باپ کے لئے بھی دعائے مغفرت کیا کرے۔

ماں کا حق کبھی ادا نہیں ہو سکتا:

روایت ہے کہ ایک بار حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کندھے پر ایک زنبیل ڈالے ہوئے طواف میں مشغول ہے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا کہ "اے شخص! یہ زنبیل اٹھا کر رکھ دے"۔ اس نے جواب دیا:

"یا حضرت! اس زنبیل میں میری ضعیف والدہ ہے۔ میں نے ان کو اس طرح زنبیل میں بٹھا کر اور اپنے کندھے پر اٹھا کر ملک شام کی آخری سرحد سے یہاں لا کر حج کرایا ہے۔ اسی طرح سے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور تمام ارکان حج ادا کئے' اور ...... اسی طرح میں ان کو سات حج کرا چکا ہوں ...... آپ بتلائیں کہ میں نے ماں کا حق ادا کر دیا یا نہیں؟"

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"اے شخص! اگر تو اپنی ماں کو اسی طرح کندھے پر اٹھا کر اور دنیا کے آخری کنارے سے لا کر ستر مرتبہ بھی حج کرائے تو یاد رکھ کہ اس کے پیٹ میں تو نے اپنی ایک بار جنبش کرنے (ہلنے جلنے) کا حق ادا نہیں کیا...... کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

ماں سے قطع کلامی پر موت کی وحشت:

روایت میں ہے کہ ایک صحابی جن کا نام حارث تھا' بیمار ہوئے۔ اور نزع کی حالت ان پر طاری ہوئی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور انہیں کلمہ شہادت کی تلقین فرمائی۔ انہوں نے کلمہ نہ پڑھا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کلمہ کیوں نہیں پڑھتے ہو"؟ انہوں نے جواب عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے سامنے آگ کا پہاڑ ہے۔ جب میں کلمہ لا الہ الا اللہ کہنا چاہتا ہوں تو وحشت سے میری زبان بند ہو

جاتی ہے۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ "تم سے کون سا ایسا عمل سرزد ہوا"؟...... انہوں نے عرض کیا:

"میں نے اپنی ماں سے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ماں کو بلوایا اور فرمایا:

"اپنے بیٹے کا قصور معاف کردو ورنہ اس کی روح کو دوزخ کے فرشتے لے جائیں گے۔"

ماں نے معافی سے انکار کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اچھا دعا کرو کہ تمہارے بیٹے کی زبان سے کلمہ شہادت ادا ہو۔" اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ آپ میری جناب میں تمام مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں حارث سے ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک کہ اس کی ماں اس کی خطا معاف نہ کرے گی۔"

یہ ارشاد باری سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ماں سے سفارش کی، حتیٰ کہ وہ اپنے بیٹے سے راضی ہوگئیں اور حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر کلمہ شہادت فوراً جاری ہوگیا۔

ماں کو دکھ دینے پر عذاب:

روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "چلو غربا اور پڑوسیوں کی زیارت کریں"...... حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ "غرباء کون لوگ ہیں"؟...... فرمایا "وہ لوگ جن سے کوئی ملنے نہیں جاتا۔" عرض کی کہ آپ کی مراد شاید اہل قبور ہیں...... فرمایا "ہاں!" ...... چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ ہولئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک قبر پر کھڑے ہوکر رونے لگے...... حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کیوں روتے ہیں؟"
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"اس قبر میں میری امت کا ایک شخص ہے جس پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔"
اتنے میں جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:
"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کے رونے سے آسمان کے سب فرشتے رو رہے ہیں۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"اے جبرئیل! اس قبر سے میت کے رونے کی آواز کسی نوجوان کی آواز معلوم ہوتی ہے اور اس کی فریاد غریبوں کی فریاد سے ملتی ہے۔ یہ مردہ کون ہے؟"
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا:
"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم لوگوں کو آپ کے امتی کا گناہ معلوم نہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مردہ زندہ ہو کر اپنا وہ گناہ بیان کرے۔"
حضور رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا فرمائی اور قبر سے اس نوجوان کی آواز بلند ہوئی:
"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! الامان الامان! میری فریاد کو پہنچئے......
میرے اوپر آگ ہے' نیچے آگ ہے' دائیں آگ ہے' بائیں آگ ہے......
اور یہ وبال اس گناہ کا ہے کہ میں زندگی میں اپنی ماں کو دکھ دیا کرتا تھا۔"
یہ فریاد سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "مدینے میں ندا کرو کہ یہ قبر جس کے عزیز کی ہے' وہ یہاں آئے اور قبر کے سرہانے کھڑا ہو"...... چنانچہ ندا کی گئی اور کچھ لوگ ہاں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"اگر اس نوجوان کی ماں مر چکی ہے تو یہ قیامت تک اسی طرح عذاب میں مبتلا رہے گا۔"
تھوڑی دیر میں ایک ضعیف اور بوڑھی عورت لاٹھی ٹیکتی ہوئی قبروں کے درمیان سے گزرتی ہوئی آئی اور اسی قبر کے سرہانے آ کر کھڑی ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس

ضعیفہ سے دریافت فرمایا کہ "اس قبر کے مردے سے تیرا کیا رشتہ ہے؟" اس نے عرض کیا کہ "وہ میرا بیٹا میری آنکھوں کا تارا اور دل کا ٹکڑا ہے"...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کیا تو اس سے راضی ہے، خوش ہے؟"...... اس نے جواب دیا کہ "نہیں"...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ناخوشی کی کیا وجہ ہے؟" اس نے عرض کی:

"ایک روز میں محراب نماز میں مشغول عبادت تھی اور یہ میرا بیٹا شراب کے نشے میں چور گھر میں داخل ہوا اور اس زور سے مجھے لکڑی پھینک کر ماری کہ میرا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ میں نے بددعا کی کہ اللہ کرے تجھے اللہ کی رضا حاصل نہ ہو۔"

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے ضعیفہ! اپنے بیٹے پر رحم کر، کیونکہ جس شخص کے دل میں رحم نہیں اس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں کرتا۔"

بڑھیا نے جواب دیا کہ "میں اپنے بیٹے کے لئے اپنے دل میں رحم نہیں پاتی"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اپنے کان قبر سے لگا کر اس کی آواز سن"۔

بڑھیا نے قبر سے کان لگائے اور اپنے بیٹے کی فریاد سنی کہ وہ کہہ رہا ہے:

"اے میری ماں! اے میرے باپ! میری بے کسی کی حالت پر رحم کرو۔ اگر تم مجھ پر رحم نہ کرو گے تو قیامت تک آگ میں جلتا رہوں گا۔"

یہ دردناک آواز سن کر وہ ضعیفہ رو دی اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی۔"

اس کی زبان سے یہ بات نکلنے کی دیر تھی کہ اس نوجوان پر سے قبر کا عذاب دور ہوگیا اور بہشت کی ہوائیں آنے لگیں۔

والدین کے ظلم کے باوجود ان کی خدمت کرو:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس شخص کے ماں باپ زندہ ہوں اور وہ رات دن ان کو خوش رکھے تو اس کے لئے بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں...... اور اگر ان میں سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھلا رہے گا...... اور جو شخص اپنے ماں باپ کو ہمیشہ ناراض رکھے، اس

کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے رہیں گے اور اگر ایک کو ناخوش رکھے تو ایک دروازہ کھلا رہے گا"۔

یہ حدیث سن کر ایک شخص نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر ماں باپ ظلم کریں تو کیا پھر بھی ان کی اطاعت کرنی چاہئے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا:

"ہاں اگرچہ ماں باپ ظلم کریں۔"

اللہ کی نظر رحمت سے محروم لوگ:

احادیث میں ہے کہ سات قسم کے لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھتا:

☆ آوارہ عورتوں کے گھر میں سونے والے ☆ چاشت کے وقت غافل رہنے والے

☆ پانسہ کھیلنے والے ☆ قہوہ پینے والے

☆ پردہ نشیں عورتوں کو جھانکنے والے ☆ امانت میں خیانت کرنے والے

☆ ماں باپ کو برا کہنے والے

ماں کا خدمت گزار جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہمسایہ:

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار جناب باری میں عرض کی:

"یا اللہ! مجھے اس شخص کو دکھا دے جو بہشت میں میرا ہم نشین ہوگا۔"

ارشاد ہوا کہ فلاں شہر میں جاؤ' اس کے فلاں بازار میں تم کو ایک قصائی ملے گا۔ جس کی شکل وصورت اور یہ قد وقامت ہے' وہی تمہارے ساتھ بہشت میں رہے گا۔"...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اس شہر میں گئے اور اس بازار میں جا کر ایک قصائی کی دکان پر جا کھڑے ہوئے' دیکھا کہ ایک نوجوان شخص بیٹھا ہے جس کے چہرے سے عیاری اور چالاکی جھلکتی ہے...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا حلیہ وحالت دیکھنے کے لئے وہاں ٹھہرے۔ اس شخص کا معاملہ یہ تھا کہ گاہک سے قیمت پوری لیتا تھا لیکن گوشت کم دیتا تھا...... خیال آیا کہ شاید یہ مطلوبہ آدمی نہیں' حلیہ تو ویسا ہی ہے لیکن معاملہ عجیب ہے...... اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے اور کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا آپ کو پتہ دیا گیا ہے...... حضرت موسیٰ

علیہ السلام سارا دن وہیں ٹھہرے رہے...... شام کو قصائی نے گوشت کا بچا ہوا ٹکڑا اٹھا کر زنبیل میں ڈالا اور دکان بند کر کے اپنے گھر کو روانہ ہونے لگا...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ "اے نوجوان! کیا تم مجھے مہمان رکھ سکتے ہو؟"...... اس نے کہا کہ "آپ شوق سے میرے مہمان رہ سکتے ہیں"۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ ہو لیے اور اس کے مکان پر پہنچے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس شخص نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا اور کہا کہ "اگر آپ کھانا چاہیں تو ابھی کھالیں یا پھر تھوڑی دیر ٹھہریں تا کہ میں ایک ضروری کام سے فارغ ہو جاؤں"...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ "میں بعد میں کھالوں گا تم اپنے کام سے فارغ ہولو"......

اس نوجوان نے گوشت کا وہ ٹکڑا جو دکان سے ساتھ لایا تھا' پکنے کے لئے چولہے پر رکھا اور نہایت عمدہ یخنی پکائی' پھر اندر گھر میں گیا اور کھونٹی پر سے ایک زنبیل اتار کر لایا جس میں ایک بالکل کمزور اور ناتواں بڑھیا تھی...... اس نے بڑھیا کو زنبیل سے نکالا اور چمچے سے وہ یخنی اسے پلائی۔ حتیٰ کہ بڑھیا کا جی بھر گیا' پھر کچھ دیر تک وہ لبوں کو حرکت دیتی رہی...... نوجوان نے پھر اسی طرح بڑھیا کو زنبیل میں رکھ کر اپنے مقام پر لٹکا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جب کھانا کھانے کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے اس زنبیل کے بارے میں پوچھا۔ نوجوان نے بتایا کہ "یہ بڑھیا میری ماں ہے جو کہ بے حد ضعیف ہو گئی ہے اور اٹھنے بیٹھنے پر قادر نہیں ہے جب میں بازار سے دکان بند کر کے لوٹتا ہوں تو سب سے پہلے اس کو پیٹ بھر کر کھلا پلا دیتا ہوں' پھر خود کھاتا ہوں"...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یخنی پینے کے بعد اس ضعیفہ کے ہونٹوں کو میں نے حرکت کرتے دیکھا' یہ کیا بات تھی؟......

نوجوان نے کہا کہ "جس وقت میری ماں کا پیٹ بھر جاتا ہے تو یہ دعا مانگا کرتی ہے:

"اے پروردگار! میرے بیٹے کو بہشت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہم نشین بنانا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"اے نوجوان! میں تجھے خوش خبری دیتا ہوں کہ میں موسیٰ ہوں اور تو بہشت میں میرا ہم نشین ہو گا۔"

ماں باپ کی نافرمانی پر عذاب:

روایت ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اپنے اوپر غالب کر لیتا ہے اس پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں — اور جو شخص اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لئے بارہ عذاب ہیں — چھ زندگی میں اور چھ مرنے کے بعد۔

زندگی کے چھ عذاب یہ ہیں:

☆ اس کا اعمال نامہ نیکیوں سے بالکل خالی ہوگا۔

☆ اس کا نماز روزہ اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔

☆ اطاعت الٰہی کی اس کو توفیق نہ ہوگی۔

☆ بغیر توبہ کیے مرے گا۔

☆ دنیا سے بے ایمان اٹھے گا۔

☆ بدکاروں کے گروہوں میں اس کا حشر ہوگا۔

مرنے کے بعد چھ عذاب یہ ہیں:

☆ جان کنی کے وقت وہ کلمہ شہادت کو بھول جائے گا۔

☆ منکر نکیر کو کافی جواب نہ دے سکے گا۔

☆ اس کی قبر تنگ ہو جائے گی۔

☆ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم رہے گا۔

☆ عذاب قبر کی سختی میں مبتلا ہوگا۔

☆ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

افضل اعمال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!

☆ اللہ کی راہ میں ایک روٹی صدقہ دینا افضل ہے یا سو رکعت نماز نفل پڑھنا"...... فرمایا: "ایک روٹی صدقہ دینا میرے نزدیک دو سو رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے۔"

☆ عرض کیا "یا حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مسلمانوں کی حاجت روا کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا دو سو رکعت نفل ادا کرنا: فرمایا "مسلمانوں کی حاجت برلانا میرے نزدیک ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔

☆ عرض کیا' "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! حرام کا ایک لقمہ ترک کر دینا آپ کو زیادہ پسند ہے یا ہزار رکعت نفل نماز' فرمایا: "حرام کا ایک لقمہ ترک کر دینا مجھے پانچ ہزار رکعت نماز نفل سے زیادہ پسند ہے"

عرض کیا' "یا حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! غیبت سے باز رہنا۔ آپ بہتر خیال فرماتے ہیں یا پانچ ہزار رکعت نماز نفل —— فرمایا:

عرض کیا' "یا حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! غیبت سے باز رہنا۔ آپ بہتر خیال فرماتے ہیں یا پانچ ہزار رکعت نماز نفل —— فرمایا

فرمایا: "غیبت سے بچنا میرے نزدیک دس ہزار رکعت نفل نماز سے زیادہ عمدہ ہے۔"

☆ عرض کیا' "یا حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بیوہ عورت کی حاجت روائی کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا دس ہزار نفل نماز"......

"فرمایا: "بیوہ عورت کی حاجت برلانا میرے نزدیک تیس ہزار رکعت نماز نفل سے زیادہ افضل و بہتر ہے۔"

☆ عرض کیا' "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بال بچوں میں محبت کی راہ سے بیٹھنا آپ زیادہ پسند فرماتے ہیں یا مسجد میں بیٹھنا" ——

"فرمایا: بال بچوں میں بیٹھنا مجھے اس اعتکاف سے بھی زیادہ پسند ہے جو خاص میری مسجد میں ادا کیا جائے۔"

☆ عرض کیا' "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اپنے بال بچوں میں خرچ کرنا آپ کے نزدیک زیادہ عمدہ ہے یا اللہ کی راہ میں صرف کرنا ——

فرمایا: "وہ ایک درہم جس کو مسلمان اپنے بال بچوں پر صرف کر دے' میرے نزدیک اس ہزار درہم سے افضل ہے جو راہ خدا میں صرف کیے جائیں۔"

☆ عرض کیا' "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ماں باپ کی اطاعت و فرماں برداری اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا آپ زیادہ پسند فرماتے ہیں یا ہزار برس تک عبادت الٰہی میں مشغول رہنا" ——

فرمایا: "ماں باپ کی اطاعت اور خدمت گزاری مجھے دو ہزار برس کی عبادت سے بھی زیادہ پسند ہے۔"

باب نمبر ۳۴

ماں باپ پر اولاد کے حقوق

اولاد کی اچھی تربیت پر درجات:

حضرت ابوداؤد طائی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اے مسلمانو! اپنی اولاد کو عزت سے رکھو اور ان کی عمدہ تربیت کرو کیونکہ اولاد کی اچھی تربیت کرنے سے نو درجے حاصل ہوتے ہیں......

تین درجے دنیا میں ملتے ہیں' وہ یہ ہیں:

☆ رزق کی فراخی حاصل ہوگی اور نہایت فراخی کے ساتھ وہ شخص زندگی بسر کرے گا۔

☆ عبادت الٰہی میں لذت ملے گی اور نماز' روزہ' نماز جمعہ اور جماعت میں اس کو کبھی سستی لاحق نہ ہوگی۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کی تمام دنیاوی حاجتیں پوری کرے گا۔

تین درجے مرنے پر حاصل ہوں گے:

☆ اس پر جان کنی کی سختی آسان ہو جائے گی۔

☆ نزع کے وقت اس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوگا۔

☆ دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھے گا۔

تین مرتبے آخرت میں عطا ہوں گے:

☆ میزان عمل قائم ہونے پر اس کے حساب و کتاب میں تخفیف ہوگی۔

☆ پل صراط پر سے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا' حالانکہ وہ پینتالیس برس کی راہ ہے۔

☆ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی۔

قیامت تک قائم رہنے والے نیک اعمال:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں' لیکن تین امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے قیامت تک نیک اعمال کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا:

☆ صدقہ جاریہ
☆ وہ علم جس سے اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھائیں
☆ نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لائق باپ:

شعبی کی روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس باپ پر جو اپنے بیٹے کی عمدہ تربیت کرے تا کہ اسے ایسا موقع نہ ملے کہ وہ اس کا نافرمان ہو'' —

مطلب یہ ہے کہ اپنی اولاد کو ایسے امور پر مجبور نہ کرے جو ان کو ناگوار ہوں اور نافرمانی کر گزریں...... چنانچہ کسی بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کسی بات کا حکم نہ دیتے تھے۔ جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا:

''میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا کوئی حکم اس کو برا معلوم ہو اور وہ اس میں میری نافرمانی کر جائے اور عذاب الٰہی کا مستحق ٹھہرے۔ میں نہیں چاہتا کہ اپنے بیٹے کو دوزخ کی آگ میں جلادوں۔''

مرنے کے بعد اجر دینے والے اعمال:

یزید رقاشی علیہ الرحمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ سات چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلمان کو ملتا رہتا ہے:

☆ جو شخص کوئی مسجد بنائے گا تو جب تک ایک شخص بھی اس میں نماز پڑھے گا تو اس بنانے والے کو ثواب پہنچتا رہے گا۔
☆ جس شخص نے کوئی نہر کھدوائی تو جب تک اس میں پانی بہا کرے گا اور لوگ پیتے رہیں گے (فائدہ اٹھاتے رہیں گے) اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

☆ جو شخص کوئی قرآن مجید لکھے تو جب تک لوگ اس کو پڑھتے رہیں گے، لکھنے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

☆ جو شخص پہاڑ سے کوئی چشمہ نکالے تو جب تک لوگ اس کے پانی سے نفع اٹھائیں گے، ثواب پاتا رہے گا۔

☆ جو شخص کچھ درخت لگائے گا تو جب اس کے پھل اور سایہ سے انسان و حیوان وغیرہ نفع پائیں گے، اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

☆ جو شخص محض اللہ کے لئے لوگوں کو علم دین کی بات بتائے گا تو جب تک لوگ اس پر عمل کیا کریں گے وہ ثواب پاتا رہے گا۔

☆ جو شخص نیک بخت بیٹا چھوڑ کر فوت ہو جائے جو کہ اس کے لئے استغفار اور دعائے خیر کرتا رہے یعنی جس بیٹے کو باپ نے علم دین اور قرآن پاک کی تعلیم دی ہو اور اس تعلیم کی وجہ سے وہ لڑکا متقی اور صالح ثابت ہو تو اس کی عبادت اور نیک بختی کا ثواب اس کے ماں باپ کو بھی ملتا رہے گا...... اور جس بیٹے کو ماں باپ نے اچھی تعلیم نہیں دی بلکہ بری راہ پر لگایا تو ایسی اولاد کی بداعمالی کا وبال ماں باپ کی گردن پر بھی ہوگا۔

ماں باپ پر اولاد کے حقوق:

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "ماں باپ پر اولاد کے چار حقوق ہیں:

☆ جب اولاد پیدا ہو تو عمدہ اسلامی نام رکھے۔

☆ بچپن میں اچھی طرح سے غور اور پرداخت کرے۔

☆ جب سن تمیز (اچھے برے کے سمجھنے کی عمر) کو پہنچے تو علم دین اور قرآن و حدیث کی تعلیم دے۔

☆ بالغ ہو جانے پر شادی کردے۔

اولاد کی بری تربیت کے اثرات:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک شخص اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا اور

عرض کی کہ "اے امیر المومنین! یہ میرا بیٹا میری نافرمانی کرتا ہے اور مجھے تکلیف دیتا ہے" ...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ "اے نوجوان! تو خوف خدا نہیں رکھتا اور ماں باپ کی ناراضی کے وبال سے نہیں ڈرتا' کیا تو نہیں جانتا کہ ماں باپ کا اولاد پر کس قدر حق ہے؟" ......لڑکے نے عرض کی کہ "اے امیر المومنین! کیا ماں باپ پر اولاد کا حق کوئی نہیں؟" ...... آپ نے فرمایا "بے شک ماں باپ پر اولاد کے حقوق ہیں' چنانچہ باپ کا فرض ہے کہ اپنے نکاح میں کسی بدکار عورت کو نہ لائے' تاکہ اس کی اولاد کے لئے ننگ وعار کا سبب نہ ہو' اور اولاد کا نام اچھا رکھیں اور قرآن اور علم دین کی تعلیم دیں۔" ...... یہ سن کر نوجوان نے کہا کہ "اے امیر المومنین! میں قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ میرے باپ نے اپنے نکاح کے لئے اچھی عورت نہ بہم پہنچائی' کیونکہ میری ماں ایک سندھی لونڈی ہے' جس کو اس نے چار سو درہم میں خریدا تھا اور میرے لئے اچھا نام بھی تجویز نہیں کیا۔ چنانچہ میرا نام اس نے جعل رکھا ہے اور جعل نجاست کے کیڑے کو کہتے ہیں۔ اور مجھے کلام الٰہی میں سے ایک آیت کی بھی تعلیم نہیں دی" ...... یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "اے شخص! تو اپنے بیٹے کی شکایت کرتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا ہے حالانکہ پیشتر تو نے خود اس سے بدسلوکی کی ہے' چل اٹھ اور میرے سامنے سے دور ہو"۔

فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ابو حفص اسکندری علیہ الرحمہ علماء سمرقند سے تھے۔ ان کے پاس ایک شخص نے آ کر شکایت کی کہ "مجھے میرے بیٹے نے مارا ہے اور تکلیف دی" ...... آپ نے فرمایا کہ "سبحان اللہ! کہیں بیٹا بھی باپ کو مارتا ہے" ...... اس نے کہا کہ "واقعی میرے بیٹے نے مجھے مارا اور تکلیف دی" ...... آپ نے پوچھا کہ "کیا تو نے اپنے بیٹے کو آداب سکھائے ہیں اور علم دین کی تعلیم دی ہے؟" ...... اس نے کہا کہ "نہیں" ...... پھر پوچھا کہ "پھر وہ کیا کام کرتا ہے؟" ...... اس نے بتایا کہ "کھیتی باڑی" ...... آپ نے فرمایا کہ "غالباً وجہ یہ ہے کہ جب تمہارا بیٹا صبح کو اپنے کھیت پر جانے لگا تو وہ اپنے ٹٹو پر سوار تھا اور اس کے سامنے بیل اور مویشی تھے اور کتا تھا چونکہ وہ قرآن اور علم دین سے بے بہرہ ہے' لہٰذا ایسی حالت میں (آپ) کے سامنے آ گئے' اس کو تم پر گائے بیل کا دھوکا ہو

اس لیے مار بیٹھا۔ خدا کا شکر کرو کہ تمہارا سر ٹوٹنے سے بچ گیا"۔

جواں مردی کیا ہے؟

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پوری مروت اور جواں مردی یہ ہے کہ انسان:

- ☆ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرے۔
- ☆ اپنے رشتہ داروں پر احسان کرے۔
- ☆ اپنے بھائیوں کی عزت کرے۔
- ☆ اپنی اولاد اور خدمت گاروں کے ساتھ خوش اخلاقی برتے۔
- ☆ اپنے دین کی محافظت کرے۔
- ☆ اپنے مال کو حرام اور شبہ سے بچائے۔
- ☆ خدا کی راہ میں خیرات کرے۔
- ☆ اپنی زبان کو جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے محفوظ رکھے۔
- ☆ اپنے گوشہ خلوت کو لازم پکڑے یعنی تنہائی میں نیک اعمال بجالاتا رہے۔
- ☆ لوگوں کے ساتھ فضول وقت ضائع کرنے کے لئے اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز رکھے۔

اعلیٰ درجے کا خوش نصیب:

حدیث پاک میں ہے کہ جس شخص کو چار باتیں حاصل ہوں وہ اعلیٰ درجے کا خوش نصیب ہے:

- ☆ بیوی طبیعت کے موافق ملے۔
- ☆ اس کے بھائی نیک ہوں۔
- ☆ اپنے ہی شہر میں معاش کا سامان بہم پہنچے۔
- ☆ اولاد فرماں بردار ہو۔

نیک بیٹیاں جنت کا ذریعہ ہیں:

عوف ابن مالک اشجعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح ادب وسلیقہ سکھائے

اور ان کی خبر گیری کرے، پھر ان کی شادی کر دے تو مرنے کے بعد وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کی آڑ ہو جائیں گی"۔ یہ سن کر انصار میں ایک عورت نے عرض کی:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر کسی کے دو یا ایک ہی بیٹی ہو اس کے لئے کیا ہوگا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں اور وہ ماں باپ جو اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کریں، بہشت میں اس طرح قریب ہوں گے جیسے ہاتھ کی انگلیاں۔"

ایک اور روایت اس طرح سے ہے کہ ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس مسلمان کی چار بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو عمدہ آداب سکھائے اور ان کی تربیت میں روپیہ صرف کرے تو اس پر ہر روز آسمان سے اللہ تعالیٰ کی چار سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں......اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہر روز چار ہزار سلام اس پر پہنچتے ہیں"...... یہ سن کر ایک عورت نے سوال کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر تین لڑکیاں ہوں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تین لڑکیاں ہیں تو انہیں تین کے موافق ...... اگر دو ہیں تو دو کے برابر اور اگر ایک ہے تو ایک کے مطابق یہ ثواب پہنچے گا...... اور ہر روز اس گھر میں رحمت کے ستر فرشتے آتے رہیں گے...... اور اللہ تعالیٰ ان کے ماں باپ کو ایک ایک دن کا ثواب سال سال بھر کے برابر عطا فرمائے گا...... جو عزیز قریب ازراہ ہمدردی ان لڑکیوں میں سے کسی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا تو گویا اس نے بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔"

حدیث پاک میں ہے کہ جس عورت کا شوہر مر جائے اور اس کی کچھ بیٹیاں ہوں جن کی وجہ سے اپنا دوسرا نکاح نہ کرے بلکہ انہی کی پرورش میں زندگی گزار دے تو مرنے کے بعد وہ ضرور بہشت میں داخل ہوگی۔

اولاد پر اپنا مال صرف کرنا اللہ کی خوشنودی ہے:

یزید رقاشی علیہ الرحمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص اپنی اولاد کے لئے بازار سے اناج اور کھانے کا سامان خرید کر لائے تو وہ گویا راہ خدا میں خیرات کرنے کیلئے ایک مقبول صدقہ لے جارہا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی اولاد پر اسے صرف کرے اور — چاہئے کہ لڑکیوں کی پرورش مقدم سمجھی جائے' کیونکہ اس کمزور جماعت پر اللہ تعالیٰ نے بھی نرمی فرمائی ہے...... چنانچہ جو شخص لڑکیوں پر نرمی اور رحمدلی اختیار کرے گا وہ گویا خوف خدا سے روپڑا...... اور جو شخص خوف خدا سے روئے گا وہ ضرور بخشا جائے گا — جس نے لڑکیوں کو خوش رکھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے رنج وغم کے وقت خوش کرے گا — اور جس نے لڑکیوں کو کپڑا پہنچایا' اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بہشت کے حلے عطا فرمائے گا — اور جو شخص لڑکیوں کی یادی نیک بخت اور صالحین سے کرے گا' اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نیک لوگوں کی جماعت میں اٹھائے گا۔

نابالغ مرحوم اولاد شفاعت کرے گی:

لیلیٰ بن سلام علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن تمام لوگ حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں گے' اس وقت مسلمانوں کے نابالغ بچے حاضر ہوں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد الٰہی ہوگا کہ "ان بچوں کو بہشت میں لے جاؤ" — جب ان کو لے چلیں گے تو وہ بہشت کے دروازے پر جاکر رک جائیں گے اور اپنے ماں باپ کی نسبت سوال کریں گے۔ بہشت کا دربان جواب دے گا کہ "تمہارے ماں باپ تمہارے برابر نہیں' ان کے گناہ اور بداعمال بہت ہیں۔ جن کا ان سے حساب لیا جارہا ہے"...... یہ سن کر وہ بچے چیخ کے روئیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو کہ عالم الغیب ہے' دریافت فرمائے گا کہ "اے جبرئیل! یہ بچے کیا چاہتے ہیں؟"...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کریں گے:

"الہ العالمین! تو خوب جانتا ہے' مسلمانوں کے یہ بچے کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کے بغیر بہشت میں داخل نہ ہوں گے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہوگا:

"اے جبرئیل! ایک حیلہ کرو جس سے ان کی دل جمعی ہوجائے۔"

چنانچہ حکم الٰہی سے دو دو فرشتے ان کے والدین کی شکلیں اختیار کرکے ان کے سامنے نمودار

ہوں گے جنہیں دیکھ کر سب بچے بے تابی سے دوڑیں گے اور اپنے اپنے ماں باپ کے خیال سے گلے سے لپٹ جائیں گے اور پھر سینے سے لگتے ہی الگ ہو جائیں اور شور مچائیں گے کہ ''یہ ہمارے ماں باپ نہیں''...... فرشتے پوچھیں گے کہ ''اے بچو! تم اپنے ماں باپ کو کس علامت سے پہچانتے ہو؟''...... وہ جواب دیں گے کہ ''جب ہم بچپن میں مر گئے تھے تو ہمارے غم سے ماں باپ کے کلیجوں میں آگ لگ گئی تھی اور دلوں میں ناسور پڑ گئے تھے اور یہاں جو ہمارے ماں باپ نظر آ رہے ہیں' ان سے ہمیں محبت کی مہک نہیں آئی۔ ہم اپنے ماں باپ کو ہمراہ لئے بغیر جنت میں کبھی قدم نہ رکھیں گے''...... پھر حکم الٰہی ہوگا کہ ''اے جبرئیل! ان کے اصل ماں باپ کو لاؤ اور ان بچوں کے ہمراہ بہشت میں داخل کردو۔'' یہی مطلب اس حدیث پاک کا ہے کہ قیامت کے دن بچہ اپنے ماں باپ کو کھینچ کر بہشت میں لے جائے گا۔

اولاد کو خوش رکھنے والوں کے لئے جنت کا خاص دروازہ:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''بہشت کے ایک دروازہ کا نام ''باب الفرح'' ہے...... اس دروازے سے وہی لوگ داخل ہوں گے جو اپنی اولاد کو خوش وخرم رکھتے ہیں''۔...... اور بعض احادیث میں ہے کہ ''جو شخص اپنی اولاد کو عزت سے رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں پہنچائے گا...... بہشت کے ایک دروازے کا نام ''باب الریان'' ہے جو انہی لوگوں کے لئے کھلے گا جو اپنی اولاد کو خوش رکھیں''۔

اولاد سے حسن سلوک نجات کا باعث ہے:

سرکار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اپنی اولاد کی پرورش اچھی کرو کیونکہ اولاد کی عزت کرنا دوزخ کی آڑ ہے...... اور ان کے ساتھ کھانا کھانا دوزخ سے نجات دلائے گا...... اور ان سے اچھا سلوک کرنا پل صراط سے گزرنے میں مدد کرے گا''۔

اولاد کو محبت سے دیکھنا اپنے پیغمبر کی زیارت کی طرح ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ اپنی اولاد کو مفید تعلیم دینا اور عمدہ آداب سکھانا اس سے بہتر ہے کہ ہر روز بہت زیادہ صدقہ اور خیرات دے...... جو شخص اپنے دشمن اور حاسد کو ذلیل اور رسوا کرنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو عمدہ آداب اور اخلاق سے آراستہ کرے......

اپنی اولاد کی طرف محبت کی نظر سے دیکھنا ایسا ہے جیسے اپنے پیغمبر کی زیارت کی۔

اولاد کے ہر پیار کے بدلے ایک درجہ ہے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنی اولاد کو پیار کیا کرو۔ اور ان کا بوسہ لو کیونکہ تمہارے لئے ہر پیار کے بدلے ایک درجہ ہے...... لڑکا ہو تو سات برس کے سن تک اور لڑکی ہو تو پانچ برس کی عمر تک ان کا منہ چومنا جائز ہے۔

بوسہ کی اقسام:

بوسہ پانچ قسم کا ہوتا ہے:

☆ بوسہ رحمت...... جیسے کہ اولاد اپنے ماں باپ کے سر کو بوسہ دیں۔

☆ بوسہ شہوت...... جیسے کہ باہم میاں بیوی میں ہوتا ہے۔

☆ بوسہ شفقت...... جس طرح اپنے بھائی یا بہن کو پیار کیا جاتا ہے۔

☆ بوسہ تحیت...... جیسے کہ مسلمان ایک دوسرے کا ہاتھ چومے۔

☆ بوسہ مؤدت...... جیسے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو پیار کریں۔

اولاد کا عقیقہ:

شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ جب مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان کہنی چاہئے کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین کریمین (امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی پیدائش کے موقع پر پہلے دن ایسا ہی کیا تھا......

اذان کے بعد عمدہ نام رکھنا چاہئے...... اور ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہئے۔ اگر لڑکا ہو تو دو بکریاں' اور اگر لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کرے...... ''مفتاح الفتوح'' میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے کسی نے عقیقے کے گوشت کا مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ وہ قربانی کے مانند ہے' غریبوں کو کھلا دینا چاہئے...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنا عقیقہ بعثت کے بعد کیا۔

عقیقہ کا جانور ذبح ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اللهم صلی علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم هذه عقیقة ابنی فلاں (اس کے بعد یہ پڑھیں):

اگر لڑکا ہو تو یہ کہے: اللهم هذه عقيقة ابنى دمها بدمه ولحمها بلحمه وعظمها بعظمه وجلدها بجلده وشعروها بشعره اللهم اجعلها فدآء لابنى فلان من النار.

اور اگر لڑکی ہو تو یہ کہے: هذه عقيقة ابنتى فاجعلها فداء لها من النار.

بہتر یہ ہے کہ عقیقہ میں گوشت درست کرنے کے وقت ہڈیاں نہ توڑی جائیں...... اور جانور کی ران دایہ کو دی جائے۔ اور گوشت پکا کر مساکین اور غربا کو کھلا دیا جائے۔

عقیقہ کا دن پیدائش سے ساتواں دن ہے۔ ورنہ چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کر دیا جائے اور بچے کے سر کے بال مونڈ کر ان کے برابر سونا یا چاندی تول کر صدقہ دیا جائے...... اور بچے کے سر پر صندل یا زعفران کی قسم سے کوئی خوشبو مل دی جائے۔

شرح الاوراد میں ہے کہ ہر بچہ پر عقیقہ بمنزلہ ایک بار کے ہے تاوقت کہ اس کے ماں باپ اس کو اس بار سے سبکدوش نہ کریں...... لہٰذا ہر مومن کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کا عقیقہ کر دیا کرے...... بچے کو بدکار عورت کا دودھ نہ پلائے تاکہ اس کی خبیث عادت کا اثر بچے کی طبیعت پر نہ پہنچے بچہ جب چار مہینے چار دن کا ہو جائے تو از قسم غذا کوئی چیز اس کو چٹائی جائے۔

اولاد کی بنیادی تربیت:

جب بچے کی زبان باتوں کے لئے حرکت کرنے لگے تو کلمۂ توحید لااله الله محمد رسول الله سکھایا جائے...... اور یہ آیت پڑھائی جائے فتعالى الله الملك الحق المبين ...... اور جب اس کی عمر چار برس چار مہینے چار دن کی ہو تو اس کو مسجد میں بھیجے اور وہاں استاد مکتب سورہ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور اقراء بسم ربك الذى خلق پڑھائے...... کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسی عمر میں ایک متقی معلم یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

جب بچے کی عمر سات برس ہو جائے تو اس کو نماز سکھائے اور پڑھنے کا حکم دے...... اور نو برس کی عمر تک نماز کی تاکید کی جائے...... اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز میں سستی کرنے پر مارنا چاہئے...... کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

"اے مسلمانو! اپنے بچوں کو جب وہ سات برس کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کا حکم دو...... اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر نماز پڑھاؤ"......

سات برس کے بچے کو جائز نہیں کہ اپنے ماں باپ یا بہن کے ساتھ سوئے۔ البتہ اپنی مملوکہ لونڈی یا بیوی کے ساتھ سوسکتا ہے۔

شرح ہدایہ میں ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ بچے کو شریعت کے آداب اور دین اسلام کی تعلیم دے۔ تاکہ اس کی توجہ توحید اور رسالت کی طرف ثابت ہو اور اس فضیلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے محفوظ رکھے......

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اپنے بچے کو دنیا کی آفتوں سے محفوظ اور آخرت کی نعمتوں سے مسرور کرنا چاہتا ہے تو چاہئے کہ اسے توحید اور اسلام کی تعلیم دے...... اور بالغ ہونے سے پہلے اس کا مال و متاع اس کے سپرد نہ کیا جائے۔

شادی کے فرض کی ادائیگی:

جب بچہ پندرہ برس کا ہو جائے تو کسی نیک اور شریف خاندان کی خوبصورت لڑکی سے شریعت کے موافق اس کا نکاح کر دیا جائے — رسم شادی کو بدعات اور ممنوعات سے پاک رکھے تاکہ اس کا وبال ماں باپ اور خود بچے پر بھی نہ پڑے...... شادی کے بعد ولیمہ سنت ہے یعنی علماء اور مساکین کو کھانا کھلایا جائے...... لڑکے کو پابندی شریعت کی تاکید کی جائے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اپنے بچے کو شریعت کی بے حرمتی پر دلیر کرے وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوئی عبادت اور دعا قبول نہیں فرماتا' اس کے اعمال نامہ میں اس کا کوئی نیک عمل درج نہیں ہوتا بلکہ اس قدر برائیاں ہوتی ہیں جتنے اس کے سر پر بال ہیں۔

باب نمبر ۳۵

بیوی پر شوہر کے حقوق

شوہر کا بیوی پر حق:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایمان توحید کے بعد کسی بندۂ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت نہیں کہ اس کی بیوی نیک اور پاکدامن ہو..... اور عورت پر شوہر کا اس قدر حق ہے کہ اگر شوہر کے جسم پر سر سے پاؤں تک زخم ہوں اور ان سے سڑ کر پیپ اور خون بہے اور عورت اس کو اپنی زبان سے چاٹے' جب بھی شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

زبان درازی عمر بھر کی نیکیاں برباد کرے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ناراض ہو کر اپنے شوہر سے یہ کہے کہ "خدا شاہد ہے تو نے آج تک میرے ساتھ کوئی بھلائی نہیں کی" تو یہ جملہ اس عورت کے عمر بھر کے اعمال نیک برباد کر دیتا ہے۔

اگر کوئی عورت تمام دنیا کا سونا چاندی اپنے شوہر کے گھر لے آئے اور پھر کسی وقت غصے میں شوہر پر زبان درازی کرے اور اس سے کہے کہ "تو کون ہوتا ہے اس تمام مال و دولت کی مالک میں ہوں" تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام نیکیاں برباد کر دے گا..... اور وہ بغیر حساب و کتاب کے دوزخ میں جائے گی۔

عورت کے لئے افضل بات:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے لئے اپنے شوہر کو پیالہ بھر پانی پلانا سال بھر کی عبادت سے افضل ہے..... قیامت کے دن عورتوں سے پہلے پہل نماز کا

سوال ہوگا' پھر شوہر کا حق ادا کرنا پوچھا جائے گا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا گھر سے باہر جانا:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر چلی جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' یہاں تک کہ واپس آ کر اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دے اور کہے کہ میں قصوروار ہوں جو تیرا جی چاہے سزا دے۔

البتہ یہ جائز ہے کہ مہر معجّل ادا ہونے سے پہلے عورت بلا اجازت گھر سے باہر جا سکتی ہے — یا کسی اور مجبوری کے سبب سے بھی بلا اجازت باہر جا سکتی ہے مثلاً عورت دایہ ہو یا میت نہلانے والی ہو...... اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لئے ہفتے میں ایک بار...... اور سال میں ایک بار اپنے محرم رشتہ داروں سے ملنے کے لئے بلا اجازت جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ غیر محرموں کے گھر دعوت' شادی یا بیمار پرسی وغیرہ کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں...... اور نہانے کے لئے حمام میں اور ہمسائے کے گھر میں جانے میں اختلاف ہے لیکن اس شرط سے جائز ہے کہ خوشبو لگا کر اور بناؤ سنگھار کر کے نہ جائے۔

امام زاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' کہ شہداء اور اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت صرف مردوں کے لئے سنت ہے لیکن عورتوں کے لئے اپنے گھروں میں رہنا واجب ہے' کیونکہ فساد کا اندیشہ ہے...... جو عورت گھر سے باہر نکلے اور کسی بزرگ کی قبر پر جا کر سجدہ کرے اور اپنے بچوں سے سجدہ کرائے وہ کافر ہے...... سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے...... ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھے تاکہ اس کی عبادت اور نیکیوں کا ثواب ضائع نہ ہو۔

عورتوں پر مردوں کا حق' مردوں پر عورتوں کا حق:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر خطبے میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم لوگوں کا اپنی عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے...... تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ:

☆ تمہارے گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس سے تم کو نفرت ہے' اور
☆ کسی بدکاری کی مرتکب نہ ہوں۔

اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں مارو...... مگر ایسا مارو کہ ان کا کوئی عضو بیکار نہ ہونے پائے...... اور عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کو اپنی حیثیت' کے مطابق کھانا' کپڑا دو۔"

بیوی کو مارنا کیونکر جائز ہے:

علماء کا قول ہے کہ شوہر کے لئے چار باتوں پر اپنی بیوی کو مارنا جائز ہے:

☆ جبکہ شوہر بیوی سے آرائش کا خواہش مند ہو اور وہ اس کا حکم نہ مانے اور آرائش ترک کر دے۔
☆ شوہر اس کو بستر پر بلائے اور وہ حیض و نفاس سے پاک ہو اور کوئی شرعی عذر نہ رکھتی ہو تو انکار کرے۔
☆ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم رکھے' حالانکہ کوئی شدید ضرورت نہ ہو۔
...... بغیر اجازت گھر سے باہر جانے سے متعلق تفصیل گذشتہ صفحات میں آ چکی ہے۔
☆ نماز ترک کرنے پر۔

بہشت کی حق دار عورت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو عورت:

☆ پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور
☆ رمضان میں مہینہ بھر کے روزے رکھے۔
☆ خانہ کعبہ کا حج کرے اور
☆ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور
☆ اپنے شوہر کی فرماں بردار رہے۔

وہ بہشت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

عورت پر شوہر کے حقوق:

عطا کی زبانی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت

نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

''شوہر کا حق عورت پر کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ اگر عورت اونٹ کے کجاوے پر ہو اور شوہر اسے بلائے تو اس کا فرض ہے کہ انکار نہ کرے اور

☆ رمضان شریف کے علاوہ شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی نفلی روزہ نہ رکھے..... اگر بغیر اجازت نفلی روزہ رکھے گی تو اس کو گناہ ہوگا اور اس روزے کا ثواب شوہر کو ہوگا۔

☆ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے..... اگر جائے گی تو گھر واپس آنے تک رحمت و عذاب کے تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

دور سے جنت کی مہک پانے والے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے لوگوں کو جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے آئے گی:

☆ وہ شخص جس کے بال بچے زیادہ ہوں اور وہ رات دن محنت و مشقت کر کے ان کے لئے کسب حلال سے روٹی کمائے۔

☆ وہ شخص جو ایک عرصہ تک گناہ کرتا رہے' پھر سچے دل سے توبہ کر لے اور توبہ کی حالت میں فوت ہو جائے۔

☆ وہ شخص جو اپنے ماں باپ کا فرماں بردار اور خدمت گزار ہو۔

☆ وہ عورت جو شوہر کو حق مہر معاف کر دے۔

عورت کے لئے شوہر گویا مسجود ہوتا:

فقیہ ابواللیث علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ ''میں اسلام لانا چاہتا ہوں' کوئی معجزہ دکھایئے جس سے میرا یقین قوی ہو جائے''..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''کس قسم کا معجزہ طلب کرتا ہے''..... اس نے کہا کہ ''فلاں درخت کو بلایئے' وہ آپ کے پاس چلا آئے''..... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس درخت کے پاس جا اور اسے کہہ کہ تجھے اللہ کے رسول بلاتے ہیں'' ..... وہ گیا اور درخت سے کہا کہ ''چل تجھ کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں"...... یہ سن کر اس درخت میں حرکت پیدا ہوئی' اس نے خود کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے کھینچا اور اس کی جڑوں کے ریشے زمین سے اکھڑے اور خود کو گھسیٹتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا......

یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی پکار اٹھا کہ "بس کافی ہے' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہے"...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت سے اپنی جگہ پر واپس جانے کے لئے حکم فرمایا۔ وہ اپنے مقام پر جا کے اسی طرح قائم ہو گیا...... اعرابی نے عرض کیا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سر اقدس اور پائے مبارک کو بوسہ دوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عنایت فرمائی۔ پھر اس نے کہا کہ:

"کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کروں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کسی شخص کے لئے کسی مخلوق کو سجدہ کرنا جائز نہیں...... اور اگر ایسا ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ کیونکہ شوہر کا بڑا حق ہے۔"

اپنے شوہر کے لئے دعائے خیر کرنا:

علماء فرماتے ہیں کہ اگر عورت نماز پڑھے اور نماز کے بعد اپنے شوہر کے لئے دعائے خیر نہ کرے تو وہ نماز رد کر دی جائے گی...... اور جب تک شوہر کے لئے دعائے خیر نہ مانگے' قبول نہ ہوگی...... لہٰذا ہر عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔

اپنے شوہر کا حق کیونکر ادا ہو؟:

روایت ہے کہ جس عورت میں بارہ صفات ہوں' اُس نے اپنے شوہر کا حق ادا کر دیا:

- ☆ سچے دل سے اللہ اور رسول پر ایمان رکھے اور کسی کو خدا کا شریک نہ کرے۔
- ☆ پنج وقتہ نماز ادا کرنے میں سستی نہ کرے
- ☆ رمضان شریف کے روزے رکھے
- ☆ اگر مالک نصاب ہو تو زکوٰۃ ادا کرے

☆ ہر روز پاک صاف و ستھری رہے'
☆ اپنے شوہر کے گھر سے باہر قدم نہ رکھے'
☆ اپنی اولاد کی پرورش عمدگی اور خوش اخلاقی سے کرے
☆ شوہر کے گھر سے کوئی چیز نہ چرائے
☆ شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے...... سائل اور محتاج یا کسی بیوہ کی امداد کے سوا کسی کو بغیر اجازت کچھ نہ دے'
☆ اگر شوہر کا حکم شریعت کے موافق ہو تو اسے بخوشی بجالائے'
☆ شوہر کے ماں باپ کی تعظیم کرے اور اس کے رشتہ داروں کو برا نہ کہے'
☆ اگر پاک ہو تو کسی شرعی عذر کے بغیر اپنے شوہر کی خواہش سے انکار نہ کرے۔

عورت کی بد عادات باعث دوزخ ہیں

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس عورت میں گیارہ عادتیں ہو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گی:

☆ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے۔
☆ کھانے کپڑے پر شوہر سے جھگڑا کرے اور اس کے وسائل سے زیادہ مانگے'
☆ شوہر کی عزت میں نقصان لانے کی کوشش کرے'
☆ شوہر کے طلب کرنے پر حاضر نہ ہو'
☆ شوہر کی ماں کو تکلیف دے اور برا کہے'
☆ بزرگوں اور شہداء کے مزارات کی زیارت کو جائے'
☆ شوہر کا مال بغیر اجازت اپنے ماں باپ کو دے'
☆ ہر وقت اپنے شوہر سے ترشی کے ساتھ پیش آئے
☆ نجوم اور فال وغیرہ کا اعتقاد رکھے'
☆ غیر محرموں کو دیکھنے کے لئے مکان میں کھڑکی رکھے'
☆ گانے بجانے میں مشغول ہو۔

نافرمان اور بدچلن عورت کا انجام

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''شوہر کی نافرمان اور بدچلن عورت ہمیشہ کے لئے نہایت ذلت اور رسوائی کے ساتھ اوندھے منہ وادی الجبل میں

پھینکی جائے گی‘‘...... صحابہ کرام نے عرض کیا......''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وادی الجبل کیا ہے؟...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جہنم میں ایک گڑھا ہے جس میں دوزخیوں کے جسم سے پیپ اور لہو بہہ کر جمع ہوتا ہے۔ اس گڑھے میں اس عورت کی آنتیں کٹ کٹ کر گریں گی......
اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپک پڑے تو تمام پہاڑ پگھل جائیں اور قیامت تک زمین پر سبزہ نہ اگے۔''

ننگے سر عورت کے لئے احکام:

اوس بن اوس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو''عورت اپنا سر کھول کر اپنے گھر میں بیٹھے تو جب تک سر پر دوپٹہ نہ اوڑھے گی' اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہ داخل ہوں گے...... اور اگر کسی غیر محرم رشتہ دار یا اجنبی شخص کی نگاہ اس برہنہ سر عورت پر پڑ جائے گی تو ہزار برس تک اس عورت کو دوزخ میں غوطے دیئے جائیں گے......

جو عورت خوشبو لگا کر اپنے گھر سے باہر گلیوں میں پھرے اور اجنبی مردوں کو اس کے لباس کی خوشبو جائے' اللہ تعالیٰ اس عورت کو زنا کرنے والوں میں شمار فرماتا ہے' اور گھر واپس آنے تک تمام مخلوق خدا کی لعنت ہوتی رہتی ہے...... اور اگر اس انداز میں باہر جانے کے لئے شوہر اجازت دے تو دونوں پر لعنت برستی ہے اور سال بھر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

عورت کا مزارات پر یا باغ کی سیر کو جانا:

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو''عورت اولیاء اور شہیدوں کے مزاروں پر...... یا باغ کی سیر کو باہر جائے' اس پر زمین و آسمان' پہاڑ' پتھر' کنکر' مٹی' ریت اور تمام مخلوق لعنت کرتے ہیں......

اور اگر قبر پر سجدہ کرے یا اپنی اولاد سے سجدہ کرنے کے لئے کہے تو فوراً کافرہ ہو جائے گی۔ اور قیامت تک فرشتوں اور عرش و کرسی کی لعنت ہوتی رہے گی......

اگر گھر کی دیوار کے روزن یا کھڑکی سے غیر محرم مردوں کو دیکھے تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں میخیں ٹھونک کر اس کو دوزخ میں لے جائیں گے اور اس کی نماز و روزہ اور صدقہ وخیرات اور کوئی نیک عمل مقبول نہ ہوگا......

باب نمبر ۳۶

شوہر پر بیوی کے حقوق

پانچ قسم کا خرچ باعث اجر ہے:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ دیناروں کے خرچ کرنے سے بندہ مومن کو اجروثواب ملتا ہے۔

☆ وہ دینار جو راہ خدا میں صرف کیا جائے'
☆ وہ دینار جو غریبوں اور یتیموں کو دیا جائے'
☆ وہ دینار جو کسی غلام کو آزاد کرانے کے لئے خرچ کیا جائے'
☆ وہ دینار جو مہمان داری میں صرف ہوں'
☆ وہ دینار جو اپنے بیوی بچوں پر صرف ہو'

نیت کا پھل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی عورت سے حسب حیثیت مہر مقرر کرے اور نیت یہ رکھے کہ مقررہ مہر ادا نہ کرے گا تو وہ زانی ہے...... اور جو شخص کسی سے قرض لے اور ادا کرنے کی نیت نہ رکھے تو وہ چور ہے۔

ہر شخص محافظ و نگہبان ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اے مسلمانو! تم میں سے ہر ایک شخص محافظ و نگہبان ہے...... اور جو چیز اس کی نگہبانی میں ہے اس کے متعلق اللہ کے سامنے وہ جواب دہ ہوگا:

☆ حاکم وقت رعایا کا پاسبان ہے' اس سے رعایا کے متعلق بازپرس ہوگی۔

☆ غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے' وہ اس کا جواب دہ ہے' اور

☆ ہر شخص اپنے بال بچوں اور گھر والوں کا نگہبان ہے' اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔

عورت کے ساتھ بھلائی کرو:

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں میری وصیت پر عمل کرو...... ان کے ساتھ بھلائی کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ تمہارے قبضہ میں قیدی کی مثل ہیں...... وہ اپنی ذات کے لئے کسی چیز کی مالک نہیں ... تم ان کو اللہ کی امانت کے طور پر اپنے پاس رکھتے ہو..... اور وہ اللہ اور رسول کے کلمے سے تم پر حلال ہوئی ہیں......

مرد پر عورت کے حقوق

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مرد پر عورت کے پندرہ حقوق ہیں جن کو ادا کرنا چاہیے:

☆ شریعت کے ضروری احکام مثل وضو اور نماز روزے کے مسائل اس کو سکھائے۔

☆ فرض خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسے تعلیم دے۔

☆ اسے دنیا کے بکھیڑوں میں مشغول ہونے سے بچائے۔

☆ آخرت کی ہدایت کرے۔

☆ اس کے ساتھ اخلاص ومحبت سے پیش آئے۔

☆ اسے لونڈی غلاموں کی طرح آواز نہ دے۔

☆ اسے ایسے کام میں مشغول نہ کرے کہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جائے۔

☆ اس کے سامنے شرعی طور پر ناپسندیدہ کسی کام میں مبتلا نہ ہوتا کہ وہ بھی اس سے پرہیز رکھے۔

☆ پابندی شریعت اپنا شعار بنائے تاکہ عورت بھی وہی طریقہ اختیار کرے۔

☆ اس کو ہر وقت اپنے بستر سے علیحدہ نہ رکھے' کیونکہ عورت کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ امر کوئی نہیں۔

☆ اس کو کوٹھے پر چڑھنے کا حکم نہ دے۔

☆ ایسی زینت و آرائش سے جو خلاف سنت نہ ہو' منع نہ کرے۔

☆ ہر شخص کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے سے اسے سختی سے روکے۔

☆ غیر عورتوں کے ساتھ زیادہ میل جول سے منع کرے۔

☆ مالدار شخص کے گھر جانے کی اسے اجازت نہ دے خواہ وہ ہمسایہ ہی کیوں نہ ہو۔

لہٰذا جو عورت اپنے شوہر سے ان عادات کو اپنائے گی' اللہ تعالیٰ اسے ضرور بہشت میں داخل کرے گا...... اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار اور شفاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے میسر ہوگی......

عورت کو اعلیٰ درجہ دلانے والی باتیں:

حضرت ابو احمد حلوائی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ مرد اپنی عورت کو پندرہ باتیں تعلیم کرے تا کہ عورت کو اعلیٰ درجہ ملے اور اس کا پاک بیویوں میں شمار ہو:

☆ عورت کے متعلق وہی خدمات ہوں جو پردے میں گھر کے اندر انجام دی جائیں...... اسے ایسے کام پر مجبور نہ کرنا چاہیے جو اس کو پردے سے باہر نکال دے...... کیونکہ عورت کا پردے سے باہر نکلنا کشف عورت کی مانند ہے اور [illegible] خلاف مروت۔

☆ حلال روزی سے اس کو غذا پہنچائے کیونکہ غذائے حرام سے جو گوشت پیدا ہوتا ہے وہ دوزخ کی آگ سے جلایا جائے گا اور اس کا تمام وبال قیامت تک شوہر ہی کے سر رہے گا۔

☆ عورت کو اچھے لقب اور نام سے یاد کرے۔

☆ اگر عورت پکارے تو اس کی طرف نرمی سے متوجہ ہو۔

☆ عورت کو ایمان اور اسلام کے ارکان کی تعلیم دے تا کہ اس کی آخرت درست ہو۔

☆ عورت کے عزیز و اقارب سے محبت اور سلوک کا برتاؤ رکھے۔

☆ اگر عورت سے کوئی خطا سرزد ہو تو اسے پوشیدہ رکھے' اس کا عیب نہ ظاہر کرے۔ کیونکہ عورتیں سر سے پاؤں تک عیبوں سے بھری ہیں۔

☆ اگر عورت سے کوئی نیک کام انجام پائے تو اس کے اور اپنے خویش و اقارب پر اس کا اظہار اور تعریف کرے۔

☆ عورت کے رہنے کے لئے اچھی جگہ مکان لے جہاں کے ہمسایہ شریف ہوں۔

☆ اکثر معاملات میں جن کو عورت سمجھ سکے اس سے مشورہ لیا کرے۔

☆ عورت کو تاکید کرے کہ سائل کو دروازے سے محروم نہ پھیرے بلکہ خیرات دے یا نرمی سے جواب دے دے۔

☆ عورت کو ہر وقت باوضو رہنے کے لئے حکم دے۔

☆ جو کچھ روپیہ پیسہ رکھتا ہو عورت کے حوالے کر دے۔ بشرطیکہ امانت دار ہو۔

☆ شریعت کی پابندی اسے پر مجبور کرے۔

☆ عورت پر ظلم نہ کرے کیونکہ عورت اس کے پاس امانت کی طرح ہے۔

جس خرچ کا حساب کتاب نہ ہو گا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے خرچ کا حساب و کتاب قیامت میں نہیں لیا جائے گا:

☆ وہ خرچ جو ماں باپ کے کام آئے۔

☆ وہ خرچ جو بیوہ عورتوں اور محتاجوں کو دیا جائے۔

☆ وہ خرچ جو اپنے تنگدست سسرال والوں کو دیا جائے۔

☆ وہ خرچ جو اپنے بال بچوں پر کیا جائے۔

بیوی کے اپنے شوہر پر حقوق:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی شکایت لے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ کے دروازے پر پہنچا تو گھر کے اندر سے سنا کہ آپ کی بیوی ام کلثوم آپ کے ساتھ کچھ زبان درازی کر رہی ہیں...... اس شخص نے اپنے دل میں سوچا کہ میں تو یہاں اپنے گھر کی شکایت لے کر آیا تھا مگر یہ خود میری طرح بلا میں گرفتار ہیں' یہ سوچ کر وہ شخص واپس چلا گیا اور کچھ بات نہیں کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اس کو فوراً بلوایا اور کیفیت پوچھی اس نے عرض کیا کہ "اے امیر المومنین! میں اپنی بیوی کی کچھ شکایت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ لیکن آپ کے دروازے پر آ کر آپ کی بیوی کی باتیں سنیں تو واپس لوٹ گیا"...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "اے شخص! میں اپنی بیوی کی زیادتی سے اکثر درگزر کر جاتا ہوں کیونکہ اس کے مجھ پر بہت حقوق ہیں"...... اس

شخص نے پوچھا کہ "اے امیر المومنین! وہ حقوق کیا ہیں"...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ یہ ہیں:

☆ مجھے دوزخ سے بچانے کے لئے میری بیوی ایک آڑ ہے کیونکہ اس کی بدولت میرا دل حرام کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

☆ وہ میری خزانچی ہے کہ جب میں گھر سے باہر چلا جاتا ہوں تو میرے مال کی محافظت کرتی ہے۔

☆ وہ میری دھوبن ہے کہ میرے کپڑے دھو دیا کرتی ہے۔

☆ وہ میرے بچے کی آیا ہے کہ اسے دودھ پلایا کرتی ہے۔

☆ وہ میری باورچن ہے کہ میرے لئے کھانا پکایا کرتی ہے۔

☆ وہ خاندان قریش میں سب سے زیادہ شریف و نجیب اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

☆ وہ رات دن میں پانچ سو رکعت نماز نفل اور پانچ سو بار درود شریف پڑھتی ہے۔

ایمان میں کامل مسلمان:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کون سا مسلمان اپنے ایمان میں کامل ہے؟...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو اپنی بیوی اور بال بچوں کے ساتھ خوش خلقی اور حسن سلوک کا برتاؤ کرے وہ میرے ساتھ شانے سے شانہ ملا کر بہشت میں داخل ہوگا۔"

شوہر پر بیوی کے حقوق:

حضرت تمیم داری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ شوہر پر عورت کے تیرہ حق ہیں:

☆ اگر عورت کسی وقت زبان درازی کرے تو برداشت کر جائے' تا کہ اسے نصیحت ہو اور ایسے امر میں نہ مبتلا ہو جس کا ضرر اس زبان درازی سے زیادہ اٹھانا پڑے۔

☆ ہر جمعہ کو اور عید کے دن عورت کو غسل و طہارت کی تاکید کرے۔

☆ نماز کے وقت عورت کو کسی بات کا حکم نہ دے تا کہ اس کی نماز فوت نہ ہونے پائے۔

☆ ہر ماہ ایام بیض (تیرہ' چودہ' پندرہ تاریخ) کے تین روزے رکھنے کا عورت کو حکم دے۔

☆ اگر وسائل بہتر نہ ہوں تو عورت کو عمدہ کھانے اور کپڑے کی فرمائش سے باز رکھے۔
☆ رشتے داروں اور ہمسایوں سے سلوک کرنے کی اس کو تاکید کرے۔
☆ اگر عورت جاہل ہو تو اس کو قرآن ضرور سکھائے جس سے اس کی نماز اچھی طرح ادا ہو۔
☆ نوکروں چاکروں پر ظلم کرنے سے عورت کو باز رکھے اور اسے تاکید کرے کہ جو کھانا سب کھائیں وہی نوکروں کو بھی دیا جائے۔
☆ شدید ضرورت کے بغیر ہمسائے کے گھر نہ جانے دے۔
☆ اس کے سامنے فقہ کے مسائل بیان کیا کرے۔
☆ اس کے سامنے ہر وقت سچ بولے تاکہ اسے بھی سچ بولنے کی عادت رہے۔
☆ عورت کو مکان میں تنہا نہ چھوڑے۔
☆ اسے تعلیم دے کہ ہر وقت کوئی تسبیح یا دعا زبان پر جاری رکھنے کی عبادت ڈالے۔ مثلاً لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم...... استغفراللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

باب نمبر ۳۷

ہمسایوں کے حقوق' نرمی کا شعار

کامل اسلام کی نشانیاں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کسی کا اسلام کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ:

☆ اس کے دل اور زبان کی برائی سے لوگ سلامت نہ رہیں۔

☆ اور کوئی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہ رہیں......

صحابہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ آفتیں کیا ہیں"؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا......"خیانت اور ظلم"

ہمسائے کی عزت وحرمت:

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمسائے کی عزت وحرمت ہمسایہ پر ایسی ہی واجب ہے جیسے اولاد پر ماں باپ کی عزت وحرمت۔

ہمسائے کے حقوق:

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمسایہ کا حق پوچھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ہمسایہ کے حقوق یہ ہیں:

☆ اگر قرض مانگے تو اسے قرض دینا۔

☆ اگر کسی ضرورت سے یا دعوت میں بلائے تو جانا چاہیے۔

☆ اگر مدد مانگے تو مدد دینا۔

☆ مصیبت میں ہمدردی کرنا۔

☆ خوشی میں مبارکباد دینا۔

☆ اس کے جنازے کے ساتھ جانا۔

☆ اس کی عدم موجودگی میں اس کے بال بچوں کی خبر گیری اور اس کی ناموس کی حفاظت۔

☆ مرض میں اس کی عیادت۔

☆ تمہارے گھر میں اگر لذیذ کھانے پکیں تو ان کی خوشبو سے ہمسایہ کو تکلیف نہ دو' بلکہ اس کے گھر میں بھی کچھ کھانا بھیجو۔

☆ ہمسایہ کے مکان سے بغیر اس کی رضامندی کے اونچا مکان نہ بناؤ۔

ہمسایہ کا خیال:

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ عمرو بن العاص نے اپنے غلام سے فرمایا کہ آج ایک بکری ذبح کرو اور عمدہ گوشت پکا کر ہمارے ہمسائے یہودی کو کھلاؤ...... غلام نے کہا کہ حضرت آپ کے ہمسایہ نے تو ہمیں سخت تکلیف دے رکھی ہے...... جواب دیا۔

''خاموش رہ' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو حق ہمسایہ ادا کرنے کی اس قدر سخت تاکید فرمائی ہے کہ ہم لوگ خیال کرتے تھے کہ شاید ہمسایہ کو مرنے کے بعد وارث قرار دے دیا جائے''......

لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہمسایہ کا حق بجا لائے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دے۔

ہمسایہ کی اقسام:

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمسائے تین قسم کے ہوتے ہیں:

☆ ایک وہ کہ اس کے تین حق ہیں۔

☆ دوسرا وہ کہ اس کے دو حق ہیں۔

☆ تیسرا وہ کہ اس کا صرف ایک ہی حق ہے۔

اس کی وضاحت یوں ہے کہ۔

☆ جس کے تین حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے جو سب سے زیادہ قریب رہتا ہو۔

☆ دوہرا حق اس ہمسایہ کا ہے جو صرف مسلمان ہو اور

☆ ایک حق اس ہمسایہ کا ہے جو غیر مسلم ذی ہو۔

ہمسایہ کے ساتھ ایمانداری کا برتاؤ:

فقیہ ابو اللیث کا قول ہے کہ ہمسایہ کے ساتھ ایمانداری کا برتاؤ تین طریقے سے ہوتا ہے:

☆ ہاتھ سے ☆ زبان سے ☆ شرمگاہ سے

اس کی تفصیل یوں ہے۔

☆ ہاتھ کی ایمانداری یہ ہے کہ اگر ہمسایہ کوئی رقم تمہارے گھر میں بھول جائے تو اس کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ رقم گویا خود اس کے گھر میں رکھی ہے جب جی چاہے لے لے۔

☆ زبان کی ایمانداری یہ ہے کہ ہمسایہ کے سامنے ایسی بات منہ سے نکالے جس سے ہمسایہ شرمندہ ہو یا چپ رہ جائے۔

☆ شرم گاہ کی امانت یہ ہے کہ اگر ہمسایہ سفر میں ہو تو اس کے اہل و عیال کے ساتھ شریفانہ برتاؤ رکھے اور اس کی بہو بیٹی کو اپنی بیٹی کے برابر سمجھے۔

ہمسایہ کا حق کیونکر ادا ہو:

فقیہ ابو اللیث بیان فرماتے ہیں کہ ہمسائے کا حق پورے طور پر ادا کرنا چار باتوں پر منحصر ہے:

☆ اپنے وسائل اور حیثیت کے موافق اس سے سلوک کرنا۔

☆ اس کے مال میں طمع نہ کرنا۔

☆ اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے۔

☆ اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔

نیک ہمسایہ بخشش کا ذریعہ ہے:

بعض احادیث میں ہے کہ جس شخص کے تین ہمسائے ہوں اور تینوں اس سے خوش

رہیں تو وہ شخص مرنے کے بعد ضرور بخشا جائے گا۔

امیر کا غریب ہمسایہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن امیر کا غریب ہے ہمسایہ اس کا دامن پکڑ کر اللہ سے فریاد کرے گا "اے پروردگار!

☆ تو نے میرے اس بھائی کو خوش حال بنایا تھا اور مجھے تنگ دست۔

☆ میں فاقہ زدہ اور بھوکا رہتا تھا اور یہ اچھی اچھی غذاؤں سے آسودہ شکم۔

تو اس سے پوچھ کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ خوشحالی عطا فرمائی تھی تو یہ بخل سے مجھ پر اور میرے بال بچوں پر دروازہ کیوں بند رکھتا تھا"۔

نہایت ظلم کی باتیں:

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمتہ سے روایت ہے کہ دس باتیں نہایت ظلم ہیں:

☆ آدمی یا عورت اللہ سے محض اپنی ذات کے لئے دعائے خیر کرے اور اپنی دعا میں اپنے ماں باپ اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو شریک نہ کرے۔

☆ ایک شخص قرآن شریف پڑھا ہو اور پھر ہر روز کم سے کم اس کی سو آیتیں تلاوت نہ کیا کرے۔

☆ ایک شخص مسجد میں داخل ہو اور اسی طرح باہر نکل آئے، کم از کم دو رکعت تحیۃ المسجد بھی نہ پڑھے۔

☆ ایک شخص قبرستان کی طرف سے گزرے اور اہل قبور کو سلام اور دعائے مغفرت سے یاد نہ کرے۔

☆ کسی شہر میں جمعہ کے دن پہنچے اور بغیر نماز جمعہ پڑھے وہاں سے چل دے۔

☆ محلہ میں کوئی عالم آ کر اترے اور کوئی دینی بات سیکھنے کے لئے اس کی خدمت میں حاضر نہ ہو۔

☆ دو آدمی آپس میں ربط و ضبط رکھیں اور آپس میں ایک دوسرے کا نام نہ پوچھیں۔

☆ کوئی شخص محبت سے دعوت میں بلائے اور نہ جائے۔

☆ نوجوان آدمی باوجود فارغ البالی کے اپنی جوانی ضائع کر دے اور کچھ علم و ادب نہ

حاصل کرے۔

☆ ایک شخص خود آسودہ شکم ہو لیکن اس کا ہمسایہ بھوکا رہے اور وہ اس کو اپنے کھانے میں سے نہ کھلائے۔

زمانہ جاہلیت کی اچھی باتیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت کی تین خصلتیں ایسی ہیں جن کے لئے مسلمان بہت زیادہ موزوں ہیں:

☆ ان کے گھر جب کوئی مہمان آتا تھا تو اس کی خاطر مدارات میں بے حد کوشش کرتے تھے۔

☆ اگر کسی کی بیوی سن رسیدہ ہو جاتی تھی تو اس کو طلاق نہ دیتا تھا' اس لئے کہ کہیں عورت کا حق نہ مارا جائے۔

☆ اگر کسی کا ہمسایہ مقروض یا مصیبت زدہ ہوتا تھا تو کوشش کرتے تھے کہ اس کا قرض خود ادا کریں اور اس کو مصیبت سے بچائیں۔

ہمسایہ سے تکلیف پہنچے تو صبر کرو:

روایت ہے کہ ایک شخص ہمسایہ کی شکایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہمسایہ سے اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرو اور خود اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ' آپس میں جدائی ڈالنے کے لئے موت کافی ہے۔"

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ حق ہمسایہ ادا کرنا اس کا نام نہیں کہ خود ہمسایہ کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ ہمسائے کا حق یہ ہے کہ اگر ہمسایہ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر اختیار کرے۔

ہمسائیگی کا حق تو یہ ہے کہ:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رشتہ داروں سے سلوک کرنا اس کا نام نہیں کہ آدمی ملنے والے سے ملے اور توڑنے والے سے توڑے' اس کو انصاف کہتے ہیں...... صلہ رحم اس کا نام ہے کہ انسان توڑنے والے سے ملے۔

اسی طرح بردباری اسے نہیں کہتے کہ انسان ایسے شخص کے ساتھ بردباری کرے جو اس سے بالاتر ہو اور اگر وہ جہالت سے پیش آئے تو اس کے ساتھ جہالت برتے' اس کا نام انصاف ہے...... بلکہ بردبار اور حلیم وہ شخص ہے جو کہ اپنے سے ادنیٰ تر کے ساتھ بردباری کا برتاؤ کرے اور اگر وہ جہالت سے پیش آئے تو تحمل سے کام لے۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ہمسایہ سے اگر کوئی تکلیف پہنچے تو صبر و تحمل اختیار کرے اور خود اس کو تکلیف نہ پہنچائے' اس کے ساتھ سلوک کرتا رہے تاکہ اس کو امن حاصل ہو۔

اللہ کی مخلوق پر شفقت و رحمت کا اجر (حکایت):

روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک بار فرشتوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے کہا کہ" اے میکائیل! بتاؤ دنیا میں کسی فرزند آدم کے دل میں رحم اور شفقت موجود ہے یا نہیں؟"...... حضرت میکائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ" اے فرشتہ مقرب! رحم و شفقت دنیا سے اٹھ گئے"...... اس بات پر دونوں میں بحث ہوئی اور طے پایا کہ دنیا میں جا کر آزمائش کریں...... حضرت جبرئیل علیہ السلام بیمار کے بھیس میں اور حضرت میکائیل علیہ السلام طبیب کی صورت اختیار کر کے شہر مدائن میں اترے۔

حضرت میکائیل علیہ السلام نے تو بازار میں مکان لیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام مسلمانوں کی ایک مسجد میں آئے اور نمازیوں سے کہا کہ" بھائی مسلمانو! میں غریب الوطن بیمار ہوں؟ بہت دور دراز مقام سے چلا آ رہا ہوں۔ مجھ پر رحم کرو' اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے گا"...... لوگوں نے کہا' "اے شخص! کیا تو روپیہ پیسہ کی امداد چاہتا ہے؟"...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ" مجھے روپیہ کی حاجت نہیں صرف علاج اور دوا چاہتا ہوں"...... لوگوں نے کہا کہ" اے بزرگ! ہمارے شہر میں کوئی طبیب نہیں"...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا کہ" تمہارے شہر میں فلاں بازار میں ایک نیا طبیب آ ٹھہرا ہے"...... وہ لوگ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر اس بازار میں پہنچے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگے" اے طبیب! یہ غریب الوطن (پردیسی) شخص بیمار ہے' مہربانی فرما کر اسے اپنے پاس سے مفید دوا دے...... ہم لوگ قیمت ادا کرنے کو تیار

ہیں"...... حضرت میکائیل علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نبض دیکھی اور کہا کہ "اس بیمار کا مرض معمولی نہیں' نہایت مہلک ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسا لڑکا ملے جو اپنے ماں باپ کے سات لڑکوں میں اکیلا رہ گیا ہو اور اس کے چھ بھائی مر چکے ہوں' اس لڑکے کو خود اس کا باپ اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے اس کا خون اس بیمار پر چھڑکے تو فوراً شفا ہو جائے گی۔"

وہ سب لوگ یہ سن کر ایسے لڑکے کی تلاش میں نکلے۔ اتفاق سے ایک سوداگر کے بارے میں پتہ چلا کہ اس کے سات لڑکوں میں ایک لڑکا رہ گیا ہے۔ وہ سب اس سوداگر کے پاس آئے اور سلام کیا۔ سوداگر نے سب کو نہایت عزت و احترام سے بٹھایا اور آنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ "یہ بیمار پردیسی دور دراز مقام کا رہنے والا ہے اور تیری توجہ اور مدد کی اسے ضرورت ہے اللہ کے لئے اس پر رحم کر' اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے گا"...... سوداگر نے کہا کہ "میرے گھر میں ستر ہزار اشرفیاں موجود ہیں' اس شخص کے لئے ایک ہزار اشرفیاں خیرات کر سکتا ہوں"...... لوگوں نے کہا "اس سے مسافر کو اشرفیاں یا روپیہ درکار نہیں بلکہ تیرا بیٹا اس کی دعا ہے"...... سوداگر بولا کہ "میرا لڑکا اس کے کیا کام آئے گا"...... لوگوں نے کہا کہ "طبیب نے اس کے مرض کا صرف یہی علاج بتایا ہے کہ اپنے لڑکے کو تم خود ذبح کر کے اس کا خون اس بیمار پر چھڑکو' فوراً شفا ہو گی"...... یہ سن کر سوداگر نے کہا "بھائیو! سات بچوں میں سے میرا ایک ہی بچہ ہے۔ جو میری آنکھوں کا نور' دل کا چین' جگر کا ٹکڑا ہے اور وہی ایک میرے بعد دنیا میں میرا نام لیوا اور یادگار رہے گا"...... لوگوں نے کہا "خدا کے واسطے اس پردیسی بیمار پر رحم کر' اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے گا"...... سوداگر نے جواب دیا کہ "میں اللہ کی رضا مندی کے لئے ہر طرح حاضر ہوں۔ یہ تو ایک لڑکا ہے' اگر ہزار اولادیں ہوں تو اللہ کی راہ میں قربان کر دوں ...... لیکن تم اس کی ماں سے اجازت لے لو کیونکہ ماں کو بچے سے بے انتہا محبت ہوتی ہے"......

سب لوگ وہاں سے لڑکے کی ماں کے پاس آئے۔ اس نیک دل بی بی نے ان کو نہایت عزت سے جگہ دی اور آنے کا سبب پوچھا...... لوگوں نے کہا کہ "یہ پردیسی بیمار تیری مہربانی اور توجہ کا محتاج ہے"...... عورت نے پوچھا "اس بیمار کی کیا حاجت ہے؟"...... انہوں نے بتایا کہ "تیرا بیٹا درکار ہے"...... پوچھا کہ "اسے کیا کرے گا؟"...... بتلایا گیا کہ "ذبح کر کے اس کا خون اس بیمار پر چھڑکا جائے گا"...... یہ سن کر وہ عورت بے تاب ہو کر بولی یہ

"کیوں کر ممکن ہے' وہ تو میرا بچہ میری آنکھوں کا تارا میرے دل کی راحت میرے جگر کا ٹکڑا ہے"...... لوگوں نے کہا' "اے نیک بخت عورت! اس بیمار پر رحم کر' اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا"......عورت نے صبر سے کام لے کر کہا کہ "میں رضائے الٰہی پر راضی ہوں لیکن تم خود اس لڑکے سے پوچھ لو' کیونکہ ہر انسان کو اپنی جان بہت پیاری ہوتی ہے"۔

وہ لوگ اس لڑکے پاس آئے۔ لڑکا ان کی تعظیم و تکریم بجا لایا اور آنے کا سبب پوچھا' سب نے کہا کہ "اے ہونہار بچے! اس پردیسی بیمار پر رحم کر"...... لڑکے نے پوچھا کہ "میرے بزرگو! اس بیمار کی میرے متعلق کیا حاجت ہے؟"...... لوگوں نے کہا کہ "یہ بیمار تجھ سے خود تجھ کو مانگتا ہے"...... اس نے پوچھا کہ "مجھے لے کر کیا کرے گا"...... انہوں نے بتایا کہ "تجھے ذبح کر کے تیرا خون اس پر چھڑکنے سے اس کا مرض جاتا رہے گا"...... یہ سن کر لڑکا نہایت خوشی سے بولا کہ "اس پردیسی پر اپنی روح اور جان قربان کرنے کے لئے میں بخوشی حاضر ہوں۔ کیونکہ

☆ ہر ایک روپیہ شاہی خزانے کے قابل نہیں' اور
☆ ہر ایک خون کو قبول الٰہی حاصل نہیں' اور
☆ ہر شخص کو خدمت سلطانی کا شرف نہیں ملتا'

میں اپنے جسم و جان کو صدقہ کرتا ہوں۔ تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو"......

سب لوگ اس لڑکے کو لے کر حضرت میکائیل علیہ السلام کے پاس آئے۔ انہوں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر لوگوں سے پوچھا کہ "اس بیمار کی دوا کہاں ہے؟...... افسوس کہ تم سے کوئی انتظام نہ ہو سکا"...... لوگوں نے کہا "اے طبیب! دوا حاضر ہے۔ یہ لڑکا سامنے موجود ہے۔ جس طرح حکم ہو بجا لائیں"...... حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ "اس لڑکے کا باپ اگر خود اپنے ہاتھ سے اپنے اس بیٹے کو ذبح کر کے اس لڑکے کا خون بیمار کے جسم سے ملے تو حکم خدا سے فوراً شفا ہو جائے گی"......

لوگ جا کر اس کے باپ کو بلا لائے۔ باپ آیا اور محبت سے مجبور ہو کر بیٹے کو گلے سے لگایا...... دونوں باپ بیٹا مل کر اس قدر روئے کہ دونوں کے کپڑے آنسوؤں سے تر ہو گئے...... باپ نے کہا کہ "اے فرزند! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! میرے دل کی راحت! میرے لخت جگر یہ میرا آخری سلام و کلام ہے"...... بیٹا بولا "اے باپ! میں

قضائے الٰہی پر راضی ہوں' عجب نہیں کہ وہ مجھ پر رحمت فرمائے...... اے باپ! بہتر ہے کہ آپ اللہ کا نام لے کر مجھے ذبح کریں اور میرے ذبح سے فارغ ہو کر میرا سلام میری ماں کو پہنچا دیں اور اس سے کہیں کہ صبر و شکر سے کام لے کر میرے حق میں دعائے خیر و مغفرت کرتی رہے"...... باپ نے تیز چھری ہاتھ میں لی اور بیٹے کے گلے پر رکھ کر اسے ذبح کر ڈالا۔

اس واقعہ کے بعد فوراً دونوں فرشتے آسمان کی طرف اڑ گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے میکائیل! انسانوں کی شفقت و رحمت دیکھی!...... حضرت میکائیل علیہ السلام نے اعتراف کیا...... پھر دونوں فرشتے عرش الٰہی کے نیچے کھڑے ہوئے۔ ایک نے بارگاہ باری تعالیٰ میں دعا مانگی۔ دوسرے نے آمین کہی۔ دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ دونوں فرشتے فقیروں کا بھیس بنا کر پھر شہر مدائن میں اترے اور اسی سوداگر کے مکان پر پہنچ کر فقیرانہ صدا لگائی کہ "اے گھر والو! کوئی ایسا سخی ہے جو ہم کو اللہ کی راہ میں کھانا کھلائے۔ ہم تین دن کے فاقہ سے ہیں"...... اس سوداگر نے فوراً اپنی بیوی سے کہا کہ "ان دونوں فقیروں کو جلد کھانا دو۔ جب یہ کھانا کھا چکیں گے' اس وقت لڑکے کا جنازہ اٹھایا جائے گا"۔ اس نیک بیوی نے کھانا حاضر کیا اور دونوں کے سامنے رکھ دیا۔ دونوں نے سوداگر سے کہا "کہ تم بھی آ جاؤ اور ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ"...... اس نے جواب دیا کہ "بھائیو! میرے گھر میں میرے اکلوتے بیٹے کی میت پڑی ہے میں کیونکر کھانا کھا سکتا ہوں"...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا' "کوئی اندیشہ و خوف نہ کرو یہ بتاؤ کہ تمہارے لڑکے کا کیا نام ہے؟"...... اس نے قاسم بتایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پکارا کہ "اے قاسم! اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا"...... اسی وقت لڑکا زندہ ہو گیا اور دونوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ اس روز اس لڑکے کے ساتھ چھ اور مردہ اللہ کے فضل و کرم سے زندہ ہو گئے...... یہ سب برکت اسی کی تھی کہ سوداگر نے مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی و شفقت اور ایثار سے کام لیا۔

غلاموں اور لونڈیوں کا اپنے آقا پر حق:

عطاء بن یسار علیہ الرحمہ کی زبانی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

انہوں نے ایک بار اپنے غلام کے منہ پر طمانچہ مارا اور اسے لے کر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" اے مسلمانو! تمہارے زرخرید جو غلام نماز گزار ہیں' ان کے منہ پر تھپڑ نہ مارا کرو بلکہ ان کا تم پر حق ہے کہ

☆ جو کچھ تم کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ۔

☆ جو کپڑا خود پہنو وہی انہیں پہناؤ۔

☆ ان کی طاقت سے زیادہ کام لینے پر نہیں مجبور نہ کرو۔

☆ اگر وہ تمہارا کہنا نہ مانیں اور سرکش ہوں تو زیادہ سے زیادہ انہیں بیچ ڈالو۔

عبدالخیر کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار خطبے میں فرمایا۔" اے لوگو! اپنے لونڈی غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو!

☆ جو خود کھاؤ' وہی انہیں کھلاؤ

☆ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ' اور

☆ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔

کیونکہ وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں' گوشت اور خون رکھتے ہیں...... یاد رکھو کہ جو شخص اپنے مملوک پر ظلم کرے گا تو قیامت کے دن میرا اس کا جھگڑا ہو گا...... اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والا حاکم ہے"۔

غلاموں سے اچھا برتاؤ کرو:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری ارشاد یہ تھا کہ" مسلمانو! دیکھو نماز کی پابندی اور اپنے مملوک غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ اپنے اوپر لازم سمجھو"......

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مملوک لونڈی غلاموں سے بدخلقی اور سختی برتے گا' وہ قیامت کے دن بہشت میں داخل نہ ہو گا...... لازم ہے کہ تم لوگ اپنے مملوکوں کو اسی عزت و محبت سے رکھو جس طرح اپنی اولاد کو رکھتے ہو...... جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ"...... ہم لوگوں نے عرض کیا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے لئے دنیا میں زیادہ نفع دینے والی کیا چیز

ہے؟...... فرمایا "ایک گھوڑا جسے اس غرض سے باندھا ہو کہ اس پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑے اور ایک غلام تمہارے لئے کافی ہے...... جب تمہارا غلام نماز پڑھے' اس وقت وہ تمہارا برابر کا بھائی ہے"......

خدمت گزار غلام سے نفع:

حدیث شریف میں ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ خدمت گزار غلام سے کس قدر نفع پہنچتا ہے؟...... فرمایا کہ دن میں ستر بار نفع پہنچتا ہے......

دوہرا اجر و ثواب پانے والے:

ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کو دوہرا اجر و ثواب ملتا ہے۔

☆ جو شخص کسی لونڈی کا آقا ہو' اس کو عمدہ تعلیم دے' ادب و ہنر سکھائے' پھر آزاد کر کے اپنے نکاح میں لائے' اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔

☆ جو شخص اہل کتاب سے ہو' اپنے نبی پر ایمان رکھتا ہو' اس نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا اور سچے دل سے آپ پر بھی ایمان لایا' وہ دوہرا اجر پائے گا۔

☆ جو غلام اللہ تعالیٰ کا حق بجا لائے اور اپنے آقا کا حق ادا کرے' اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔

غلام سے نرمی مستحب ہے:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ "کسی غلام کو اس کا آقا کسی ضروری کام کے لئے بھیجے اور جمعہ کی نماز کا وقت قریب ہو تو غلام کو سب سے پہلے کونسی ضرورت پوری کرنی چاہیے؟"...... آپ نے فرمایا کہ "اگر وقت میں گنجائش ہو اور نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو پہلے اپنے آقا کے کام سے فارغ ہوا جائے' البتہ اگر جمعہ قضا ہو جانے کا خوف ہو تو پہلے نماز ادا کرے کیونکہ اس کی تاخیر جائز نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی نافرمانی اور معصیت کے لئے کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنا چاہیے...... اور انسان کے لئے مناسب و مستحب ہے کہ اپنے

مملوک کے ساتھ نرمی برتے' اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام نہ لے۔

نوکر چاکر بھائی کی طرح ہیں:

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر در اصل تمہارے بھائی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا محکوم اور تابع بنایا ہے...... چنانچہ جس کا بھائی اس کا محکوم و مطیع ہو تو اسے چاہیے کہ۔

☆ جو خود کھائے وہ اسے کھلائے'

☆ جو خود پہنے وہ اسے پہنائے'

☆ اپنے غلاموں اور نوکروں کو ان کی طاقت سے زیادہ کام کرنے کی تکلیف نہ دو اور اگر ایسا کرو تو خود بھی انہیں مدد پہنچاؤ۔

لونڈی پر تہمت کا خمیازہ:

روایت ہے کہ کسی صحابی نے اپنے گھر والوں سے پینے کے لئے پانی مانگا۔ ان کی بیوی نے لونڈی کو آواز دی۔ لونڈی نے حاضر ہونے میں دیر کی۔ بیوی کو غصہ آیا اور لونڈی کو ناجائز فعل کی تہمت لگا دی۔ ان صحابی نے سن کر فرمایا کہ اے عورت! اس تہمت کا خمیازہ تجھ کو قیامت کے دن اٹھانا پڑے گا' ورنہ اپنے دعویٰ پر چار گواہ قائم کرنا ہوں گے۔ دیکھ اس لونڈی کو ابھی آزاد کر دے تا کہ تیرے گناہ کا بدلہ ہو جائے...... بیوی ڈر گئی' لونڈی سے معافی مانگی' پھر اس کو آزاد کر دیا۔

جانوروں سے حسن سلوک:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راہ میں ایک اونٹ بندھا ہوا پایا۔ وہاں سے گزر گئے۔ اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو اونٹ کو پھر اسی طرح بندھا ہوا دیا۔ اس کے مالک سے دریافت فرمایا کہ تو نے اس اونٹ کو کچھ چارا دیا یا نہیں...... اس نے کہا نہیں...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھ قیامت کے دن خدا کے سامنے یہ اونٹ تجھ سے جھگڑے گا اور اپنا حق طلب کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے بیان فرمایا کہ ایک عورت محض اس گناہ پر دوزخ میں ڈالی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا' اس کو کچھ کھلاتی پلاتی نہیں تھی اور نہ ہی چھوڑتی تھی۔ اسی حالت میں گھاس کوڑا کھا کھا کر فاقوں سے وہ بلی مر گئی۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا شرف:

حضرت ابن عمران جونی کا بیان ہے کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ" خداوندا! جو شخص بیوہ عورتوں' یتیموں اور لونڈی غلاموں کا سہارا ہو اور محض تیری خوشنودی کے لئے اس کے ساتھ سلوک کرے' اس کو کیا ثواب ملے گا؟"

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"ایسا شخص قیامت کے دن جس روز کہیں سایہ نہ ہو گا' میرے سایہ میں رہے گا۔"

یعنی عرش الٰہی کے سایہ میں ہو گا...... زہے نصیب اس مومن کے جس کو یہ شرف حاصل ہو۔

باب نمبر ۳۸

نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت اور معجزات

سب سے پہلی تخلیق:

حضرت جابر بن عبدالسعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا شے پیدا فرمائی۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تمہارے نبی کا نور خاص اپنے نور سے پیدا کیا' پھر اس سے ایک لاکھ برس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام ظاہر ہوئے۔ وہ نور ارادۂ الٰہی کے مطابق گردش کرتا رہا...... اس وقت لوح وقلم بہشت و دوزخ' زمین و آسمان' چاند سورج' جن و انسان اور فرشتے غرض کوئی چیز صفحۂ ہستی پر نہ تھی۔ جب اس نور نے عظمت کے تمام مراتب طے کر لئے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ بجا لایا اور عرصہ دراز تک سجدہ میں پڑا رہا...... پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار ٹکڑے کئے:

☆ ایک ٹکڑے سے قلم' دوسرے سے لوح' تیسرے سے عرش بنایا...... اور چوتھے ٹکڑے کے پھر چار حصے کئے:

☆ ایک سے حاملان عرش' دوسرے سے کرسی' تیسرے سے باقی تمام فرشتوں کو پیدا کیا...... اور چوتھے حصے کو چار حصوں پر تقسیم فرمایا:

☆ ایک سے ساتوں آسمان' دوسرے سے زمین' تیسرے سے بہشت و دوزخ کو بنایا...... اور چوتھے جزو کے پھر چار ٹکڑے کئے:

☆ ایک سے اہل ایمان کی آنکھوں کا نور ــــ دوسرے سے ان کے دلوں کا نور ــــ تیسرے سے ان کی زبان کا نور پیدا کیا ــــ زبان کا نور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے...... اور چوتھے ٹکڑے کے پھر چار حصے بنائے:

☆ پہلے حصے کو ذات اشرف و اعلیٰ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ظاہری اور ــــ دوسرے کو اہل ایمان کی آنکھوں کی آب و تاب یعنی شرم و حیا اور ــــ تیسرے سے ان کے دماغوں کی رونق یعنی عقل و فہم اور ــــ چوتھے کو ان کے دلوں کی زینت یعنی معرفت الٰہی قرار دیا اور عرش کا فروغ بھی یہی نور محمدی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشرف و برتر کوئی شے نہیں...... بعض علماء کا قول ہے کہ نور محمدی کی آخری تقسیم کا چوتھا حصہ عرش کے اوپر جلوہ افروز رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت میں اس نور پاک کو امانت رکھا...... لہٰذا

☆ عرش و کرسی اور بہشت بریں کا جلوہ آپ ہی کا نور ہے' اور

☆ آسمان و زمین کی روشنی آپ ہی کے نور سے ہے۔

☆ چاند سورج کی ضیا آپ ہی کا نور ہے۔

☆ شجر و حجر' صدف و گہر' یاقوت و در' سیم و زر میں آپ ہی کا نور جلوہ گر ہے۔

☆ ارواح و اشباح اور تمام کائنات میں آپ ہی کے نور کا ظہور ہے' اور

☆ حضور کی ذات انور نور علیٰ نور ہے۔

☆ تمام انوار اور مخلوقات کی اصل یہی نور پاک ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت آدم علیہ السلام امین نور رسالت:

علماء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر ان کی پشت میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ودیعت رکھا تو وہ اپنے اندر کچھ ایسی آواز سنتے تھے جیسے پرندے کے اڑنے میں پیدا ہوتی ہے...... جناب باری میں عرض کی' مولیٰ یہ کیسی آواز ہے؟...... ارشاد ہوا:

''اے آدم! یہ اس خاتم الانبیاء کے نور کی تسبیح ہے جس میں تیری پشت سے ظاہر کروں گا۔''

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے جو اوپر نظر اٹھائی تو عرش پر اللہ تعالیٰ کے نام سے متصل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی دیکھا۔ عرض کی...... ''اے پروردگار! یہ کس کا نام ہے جس نے تیرے نام کے ساتھ جگہ پائی ہے؟''...... ارشاد ہوا:

''اے آدم! یہ تمام پیغمبروں کا بادشاہ ہے اور تیرے فرزندوں میں سب سے اشرف و اعلیٰ ہے۔ اگر اس کی پیدائش منظور نہ ہوتی تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا' بلکہ اپنی شان۔ بوبیت ہی کو ظاہر نہ کرتا''......

اس کے بعد جس زمانے میں حضرت آدم علیہ السلام وسوسہ شیطانی سے بشری تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے عتاب میں آئے تو التجا کی:

''یا مولیٰ! اپنی اس بندۂ محترم کے طفیل جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے' میرے قصور سے درگزر فرما''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے آدم! ہم کو اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر زمین و آسمان کے تمام رہنے والوں کی سفارش کرتا تو ہم تیری سفارش قبول فرماتے۔''

فوراً آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور انہیں بہشت سے زمین کی طرف بھیجا گیا...... ان کی پشت مبارک میں نور محمدی قوت پاتا گیا' یہاں تک کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت شیث علیہ السلام کے لئے حاملہ ہوئیں' تو وہ نور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کی جانب منتقل ہوا...... حضرت حوا علیہا السلام کی عادت تھی کہ ہر حمل میں دو بچے توام ہوتے تھے لیکن شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے اور یہ نور جناب حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احترام تھا۔۔

نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تسلسل:

حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پشت آدم علیہ السلام میں رکھ کر زمین پر اتارا...... اور نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں رکھا...... پھر ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آتش نمرود میں رکھا...... اور اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ پاک صلبوں سے مقدس رحموں میں منتقل کرتا رہا' یہاں تک کہ میرے دادا

عبدالمطلب تک نوبت پہنچی......

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں یعنی جس سال حبشہ کے حاکم ابرھہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے مکہ پر چڑھائی کی تھی' اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کے ذریعے اس کے لشکر مع ساتھیوں کے ہلاک کر دیا...... دوشنبہ کے روز ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ ہوئی ہے۔ بعض کہتے ہیں آٹھ اور بعض کے نزدیک دو تاریخ کو پیدا ہوئے...... لیکن بارہ تاریخ زیادہ مشہور اور اصح ہے۔

ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان:

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس رات پیدا ہوئے ہیں وہ رات شب قدر سے بھی افضل و اعلیٰ ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وہ ہے کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور پاک ہوا تو

- ☆ عرش نے کہا...... محمد میرا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- ☆ کرسی نے کہا...... محمد میرا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- ☆ لوح نے کہا...... محمد میرا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- ☆ قلم نے کہا...... محمد میرا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- ☆ بہشت نے کہا...... محمد میرا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- ☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... محمد میرا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

''اور میں نے تجھے اپنے عرش و کرسی' لوح و قلم اور بہشت پاک کا مالک بنا دیا ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا:

''اے پروردگار! میں تجھ سے عرش و کرسی' لوح و قلم اور بہشت نہیں مانگتا......
میں اپنی امت اور صرف اپنی امت کی بخشش کا طلبگار ہوں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو امتی امتی پکارتا ہے اور میں رحمتی رحمتی کہتا ہوں۔'' یہی مطلب اس آیت پاک سے عیاں ہے:

وسعت کل شئی رحمۃ وعلماً

یعنی ''اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی رحمت تمام چیزوں کو شامل ہے۔''

ولادت نبوی کے وقت معجزات کا ظہور:

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت کئی معجزات ظاہر ہوئے:

☆ فارس کے بادشاہ نوشیراں کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے'

☆ ابلیس روتا چلاتا پھرا'

☆ دریائے سادہ خشک ہو گیا'

☆ مجوسیوں کا آتش کدہ جو کئی ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا' یکایک بجھ گیا'

☆ بت اوندھے منہ گر پڑے'

☆ شیاطین کو ذلت و رسوائی کا یقین ہو گیا'

☆ مکے کی کنکریلی زمین چمک اٹھی'

☆ خانہ کعبہ نے سجدۂ شکر ادا کیا'

☆ کوہ ابو قبیس خوشی سے وجد میں آ گیا'

☆ قریش کے چوپائے بولنے لگے اور پکار کر کہتے تھے

''اللہ اکبر اللہ اکبر! قسم ہے پروردگار کعبہ کی کہ آج کی رات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے ہیں''۔

☆ اسلام کی رہ روشن ہو گئی۔

☆ حوریں بہشت سے دنیا کی طرف جھانکنے لگیں —— فرشتوں میں تکبیر کا شور ہوا —— افلاک تسبیح پڑھنے لگے —— بہشت کو سجایا گیا —— حور و غلمان نے اپنی اپنی آرائش کی —— اور اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام' حجر اسود اور رکن حطیم کو کمال شرف بخشا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب دو شنبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے' اس وقت سات معجزوں کا ظہور ہوا:

☆ مدت حمل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی تکلیف جو عموماً ایسی حالت میں عورتوں کو ہوتی ہے' نہیں ہوئی۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دردزہ کی تکلیف سے پاک تھی۔

☆ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو فوراً اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور سجدہ میں فرمایا اللھم اغفر امتی امتی...... ''یا اللہ! میری امت کو بخش دے''......

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کردہ پیدا ہوئے۔

☆ جن و شیاطین کا آسمان کی طرف جانا موقوف ہوا...... حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے شیاطین اور جن آسمان تک جا کر فرشتوں کی باتیں سنا کرتے تھے...... جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا تو اس جرأت سے روکے گئے جس کی فریاد لے کر ابلیس کے پاس گئے۔ اس نے ان سے واقعہ بیان کیا۔

☆ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی دایہ تھیں۔ ان کی ایک چھاتی میں دودھ نہ اترتا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک میں انہوں نے چھاتی رکھی تو فوراً دودھ اتر آیا۔

☆ آپ کے ظہور مبارک کے وقت دنیا کے گوشے گوشے سے آوازیں بلند ہوئیں۔ ایک گوشے سے آواز آئی:

جآء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً

یعنی ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا' باطل ضرور مٹنے والا تھا''

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات روز کے ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کیا۔ جس میں قریش کے رئیسوں اور اشراف کو بلایا۔ سب پوچھنے لگے کہ اے عبدالمطلب! پوتے کا نام کیا رکھا ہے؟ ...... انہوں نے فرمایا ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر معجزات:

سبیعات میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے روشن معجزات عطا فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

☆ ہرنی نے آپ کو سلام کیا'

☆ پتھروں نے آپ سے کلام کیا'

☆ آپ کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے'

☆ آپ کے اشارے سے ڈوبا سورج لوٹ آیا'

☆ مسجد میں کھجور کے بنے ہوئے ایک ستون سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب منبر تیار ہوا تو آپ منبر پر تشریف لائے' آپ کی جدائی میں وہ ستون بچوں کی طرح رونے لگا۔ یہ ستون ''استن حنانہ'' کے نام سے مشہور ہے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

☆ ریت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک کا کبھی نشان نہیں پڑا۔

☆ پتھر کی چٹان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم پڑتے ہی نرم ہو گئی۔

☆ جمادات نے آپ کا کلمہ پڑھا۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رعب و ہیبت نے ایک مہینے کی راہ تک آپ کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

☆ خواب راحت (نیند کی حالت میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سویا کرتی تھیں مگر دل ہر وقت بیدار رہتا تھا۔

☆ ایک جنگ کے موقع پر جب پانی دستیاب نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے فوارے کی طرح پانی جاری ہو گیا جس سے تمام لشکر والے سیراب ہوئے اور اپنے اپنے مشکیزے بھی بھر لئے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔

☆ گوہ...... ایک مشہور جانور آپ سے ہم کلام ہوا۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے' اسی طرح پس پشت سے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

ان معجزات کے علاوہ عظمت و شوکت اور صدق مقال (سچ بولنا) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے برتر تھے...... قیامت کے دن لوائے حمد اور مقام محمود کے مالک حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اس روز حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک تمام انبیاء علیہم السلام آپ ہی کے جھنڈے تلے ہوں گے...... تمام شجر و حجر' دیوار و در آپ کو سلام کہتے تھے...... ہرنی نے فصیح زبان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا انت رسول اللہ یعنی ''آپ اللہ کے سچے رسول ہیں''...... اونٹ نے آپ کی خدمت میں آ کر سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھا...... خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک نے نمایاں ہو کر آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا اور کہا انت محمد حبیبی...... یعنی ''محمد میرا پیارا ہے''۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے اوصاف کے جامع ہیں:

حضرت اعمش علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کے اوصاف جمیل عطا فرمائے ہیں[1] چنانچہ

☆ حضرت عیسیٰ کا زہد
☆ حضرت یوسف کا حسن
☆ حضرت یعقوب کی نرم دلی
☆ حضرت یعقوب کی خوش الحانی
☆ حضرت موسیٰ کی قوت
☆ حضرت ایوب کا صبر
☆ حضرت یحییٰ کا شکر
☆ حضرت سلیمان کی حکومت
☆ حضرت اسحاق کی بردباری
☆ حضرت اسماعیل کی شیریں زبانی
☆ حضرت ابراہیم کی خلت
☆ حضرت لقمان کی حکمت
☆ حضرت ذوالقرنین کی شجاعت
☆ حضرت لوط کا خضوع وخشوع
☆ حضرت نوح کی رقت قلب
☆ حضرت آدم کی صفوت

علیہم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم سے برکتیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت تمام فرشتے صف بستہ آپ کے گرد کھڑے تھے...... غیب سے آواز آئی کہ ''ہمارے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالم کی سیر کراؤ...... اور زمین وآسمان کے تمام پوشیدہ خزانے دکھاؤ''...... چنانچہ آپ اپنی والدہ سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہو گئے اور فرشتوں نے تمام عالم میں آپ کو پھرایا اور طرفۃ العین میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں واپس پیش کر دیا......

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو بلا کر یہ تمام عجائبات بیان کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا نے آپ کو اپنی گود میں لیا اور کمال

---

[1] یہاں یہ کہنا احسن ہے کہ تمام انبیاء کرام میں اوصاف جمیلہ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات جمیلہ کا ہی پرتو ہیں، اسی آفتاب ہدایت کی کرنیں ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے آپ ہی میں مرتکز ہو گئیں...... طاہر

محبت سے سینے لگایا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا...... حضرت عبدالمطلب نے کہا الحمد للہ! پروردگار نے کیا اچھا بیٹا عطا فرمایا ہے......

حضرت عبدالمطلب جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لے کر کہیں سے گزرتے تھے تو درودیوار اور پتھروں سے سلام کی آواز آتی تھی — درختوں کی شاخیں جھک جاتی تھیں — آسمان آپ کے گرد گھومتے تھے — آفتاب کی حرارت گویا زائل ہو جاتی تھی — زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی — یہ سب برکت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم پاک کی تھی۔

باب نمبر ۳۹

وفات شریف' امت کی مغفرت کا فکر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب سورۃ الفتح نازل ہوئی تو اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض لاحق ہوا۔ یہاں تک کہ جمعرات کے دن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو سر انور پر پٹی بندھی تھی...... مسجد میں منبر رکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر رونق افروز ہوئے۔ چہرۂ اقدس زرد تھا۔ آنکھوں میں آنسو بھرے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ہوا کہ مدینہ میں گلی گلی پکاریں کہ سب لوگ اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت سننے کے لئے مسجد میں حاضر ہوں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندائے عام کی۔ سب لوگ چھوٹے بڑے نہایت بے تابی سے اپنے گھروں اور دکانوں کو اسی طرح کھلا چھوڑ کر حاضر ہوئے۔ پردہ نشین عورتیں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ شریف سننے کے لئے بے قرار ہو کر نکل آئیں۔ حاضرین سے مسجد بھر گئی اور کہیں تل رکھنے کو بھی جگہ نہ رہی۔

اس وقت پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو دیئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا

''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم مکی مدنی ہوں۔ میرے بعد کوئی آنے والا نبی نہیں...... اے لوگو! سنو مجھ کو میری وفات کی خبر دی گئی ہے اور میں عنقریب دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں...... مجھے اپنے پروردگار کے پاس جانے کا بے حد شوق ہے اور اپنی امت سے جدا ہونے کا بہت غم ہے...... دیکھئے میرے بعد میری امت کیسے کیسے فتنوں میں

مبتلا ہو۔ مولیٰ کریم تو ہی محفوظ رکھنا۔

اے لوگو! میری وصیت سنو اور یاد رکھو اور جو اس وقت موجود ہیں وہ دوسروں کو میری وصیت پہنچا دیں۔ یہ آخری وصیت ہے...... کان لگا کر سنو اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں کھلے طور پر تمہارے لئے حلال و حرام کو بیان فرما دیا ہے اور تمام اور امر ونواہی سے آگاہ کر دیا ہے...... اس کے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام جانو اور قرآن کی جو آیتیں متشابہات ہیں' جن کے معنی انسان کی عقل سے بالا ہیں' ان پر ایمان لاؤ...... اور جو محکمات یعنی صاف صاف احکام کی آیتیں ہیں' ان پر عمل کرو...... اور قرآن میں جو واقعات و امثال بیان کی گئی ہیں' ان سے عبرت حاصل کرو"......

اتنا فرمانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور تین بار فرمایا:

"یا اللہ! گواہ رہنا' میں اپنا فرض رسالت ادا کر چکا۔"

پھر ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! دیکھو نفسانی خواہشوں سے دور رہنا۔ یہ خواہشیں گمراہ اور گمراہ کرنے والی بہشت سے دور رکھنے والی' دوزخ سے نزدیک کر دینے والی ہیں...... جماعت اور طریق اسلام کی پابندی اپنے اوپر لازم کر لو' کیونکہ اسی سے اللہ کی قربت اور بہشت کی نعمت اور دوزخ سے نجات حاصل ہو گی۔"

پھر آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"اے اللہ! گواہ رہنا' میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔"

پھر ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اپنے دین اور امانت میں خدا کا خوف کرو۔ اپنے غلاموں اور نوکروں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ انہیں وہی کھانا اور کپڑا دو جو خود کھاتے پہنتے ہو۔ ان کی طاقت سے زیادہ انہیں کام کی تکلیف نہ دو' کیونکہ تمہاری طرح یہ بھی گوشت اور خون رکھتے ہیں...... یاد رکھو جو شخص اپنے مملوکوں پر ظلم وستم کرے گا قیامت کے دن مجھ سے اس سے جھگڑا ہو گا اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والا حاکم ہے۔

"اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرو' ان کا مہر ان کو پورا پورا دو۔ ان پر ظلم نہ کرو۔ ان

کو علم و ادب سکھاؤ۔ اگر عورتوں پر ظلم و زیادتی کرو گے تو تمہاری نیکیاں برباد ہو جائیں گی...... اے لوگو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ عورتیں تمہارے پاس قیدی اور اللہ کی امانتیں ہیں۔"

یہ کہہ کر آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔"

پھر ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اپنے بادشاہ وقت اور حاکموں کی اطاعت کرو۔ کبھی ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ اگرچہ کوئی غلام حبشی نکٹا تمہارا حاکم ہو اس کی اطاعت بھی فرض ہے۔ یاد رکھو جس نے اپنے حاکم کی اطاعت کی وہ میرا مطیع ہے اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ میرا نافرمان ہے...... اور جو میرا نافرمان ہے وہ اللہ کا گنہگار ہے۔ خبردار! اپنے والیان حکومت سے بغاوت نہ کرنا اور کبھی ان سے عہد باندھ کر نہ توڑنا...... الٰہی! گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ——

اے لوگو! میرے اصحاب کی عزت و حرمت کرنا' ان کی تعظیم بجا لانا' ان سے دلی محبت رکھنا —— یقین جانو کہ میری تمام امت میں سب سے افضل و برتر میرے اصحاب ہیں۔ جن کے زمانے میں مجھے رسالت ملی —— وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور مجھے سچا رسول جانا اور جو کچھ اللہ کے پاس سے احکام لے کر میں آیا تھا ان پر عمل کیا اور پیروی کی۔

اے لوگو! میرے اہل بیت کی محبت اور حاملان قرآن کی محبت اور اپنے علماء کی محبت فرض سمجھو۔ خبردار! کبھی ان سے بغض و حسد نہ رکھنا' کبھی ان پر طعن و تشنیع نہ کرنا —— خوب سمجھ لو کہ جو ان کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو میرا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے —— جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ میرا دشمن ہے۔ جو میرا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے...... یا اللہ! گواہ رہنا کہ میں تیرا پیغام پہنچا چکا۔

اے لوگو! پنج وقتہ نماز کامل وضو سے پابندی کے ساتھ اپنے اوپر فرض جانو۔ نماز کے ارکان اچھی طرح خضوع و خشوع سے ادا کرو...... اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

اے لوگو! اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے رہنا —— خوب سن لو جو صاحب نصاب اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا' اس کی نماز بھی مقبول نہیں اور نہ اس کا اسلام اور حج' روزہ اور جہاد

قبول ہے..... مولیٰ کریم! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے وسائل والوں پر حج فرض کیا — جس شخص نے باوجود استطاعت کے کسی معقول عذر کے بغیر حج ادا نہ کیا اور اسی حالت میں مر گیا تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں' خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی یا مجوسی..... البتہ اگر اس کو کوئی مرض کا عذر ہو یا ظالم حکمران کی طرف سے روک ٹوک ہو تو مضائقہ نہیں۔ ورنہ ایسے شخص کو قیامت میں میری شفاعت نصیب نہ ہو گی اور نہ میرے حوض کوثر سے وہ سیراب ہو گا..... اے پروردگار! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا اور وہ نہایت ہولناک اور دہشت کا دن ہو گا — اس روز مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ فقط وہی شخص اس وقت کامیاب ہو گا جس کے پاس اللہ کی طرف رجوع ہونے والا دل ہے..... یا مولیٰ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

اے لوگو! اپنی زبان کو جھوٹ' بہتان وغیرہ سے محفوظ رکھو — اپنی آنکھوں کو اللہ کے خوف سے رلاؤ — اپنی مسجدوں کو آباد کرو — اپنے ایمان کو اخلاص سے زینت دو۔ اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کرو اور اپنے لئے پہلے سے اچھے اعمال کا تحفہ بارگاہ الٰہی میں بھیجو — اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو — اپنے مالوں میں سے صدقہ دو — آپس میں حسد و بغض نہ رکھو۔ تاکہ تمہاری نیکیاں برباد نہ ہو جائیں — ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

اے لوگو! اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے آزاد کرنے کے لئے کوشش کرو — فقر و فاقہ کے دن یعنی قیامت کے لئے اچھا ذخیرہ جمع کرو — ظلم و زیادتی سے پرہیز رکھو — اللہ تعالیٰ ہمسایہ کے حق کے متعلق تم سے باز پرس کرے گا اور تم کو حساب دینا پڑے گا' اور تم کو اللہ کے حضور ضرور حاضر ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں سے کبھی رضامند نہ ہو..... الٰہ العالمین! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

اے لوگو! جو شخص نیک عمل کرے گا اس کا پھل اسی کو ملے گا اور جو برائیوں کا مرتکب ہو گا' اس کا وبال اسی پر پڑے گا..... اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ کبھی نا انصافی نہیں کرتا۔ اس ہولناک دن سے ڈرو جب کہ تم سب اللہ کے حضور میں حاضر ہو گی اور ہر شخص کو جو کچھ اس

نے عمل کئے ہوں گے' پورا بدلہ دیا جائے گا' کسی پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

اے لوگو! میں اپنے پروردگار کے پاس عنقریب جانے والا ہوں۔ مجھے میری رحلت کی خبر دی گئی ہے میں تمہیں اور تمہارے دین و امانت کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری وعظ ہم لوگوں کو سنایا وہ ایسا موثر تھا کہ سن کر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دلوں پر اللہ کا خوف چھا گیا۔ ایک شخص نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج حضور کا وعظ ایسا ہے جیسے کوئی رخصت ہونے والا وصیت کیا کرتا ہے..... حضور ارشاد فرمائیں کہ ہم لوگوں سے کس بات کا آپ عہد لینا چاہتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا —— اس کے احکام سن کر ان پر عمل کرنا' کیونکہ میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا...... دیکھو دین میں جو بدعات پیدا ہوں ان سے پرہیز رکھنا۔ کیونکہ بدعت سے بڑھ کر کوئی گمراہی نہیں [1] —— ایسے فتنے کے زمانے میں میرے طریقہ اور خلفائے راشدین کے

شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ نقشبندی مجددی شاہی امام و خطیب جامع فتح پوری' دہلی بدعت کے بارے میں وضاحت فرماتے ہیں:

[1] "مباح افعال میں بعض وہ طریقے بھی ہیں جن کا وجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا' ایسے طریقے بدعت کہلاتے ہیں ——
ان میں جو طریقہ کسی فعل واجب کی تقویت کے لئے نکلا ہے' اس کو بدعت واجبہ کہتے ہیں اور جو کسی سنت کو تقویت دینے والا ہے اسے بدعت مستحبہ کہتے ہیں —— اور جو حرام فعل کو تقویت دینے والا ہے اسے بدعت محرمہ کہتے ہیں —— اور جو کسی مکروہ فعل کو تقویت دینے والی ہے اسے بدعت مکروہہ کہتے ہیں —— اور جو ایسی ہو جس پر ان چاروں میں سے کسی کی تعریف بھی نہ صادق آتی ہو' اسے بدعت مباحہ کہتے ہیں —— پھر
☆ بدعت واجبہ اور مستحبہ اور بدعت حسنہ' اور ☆ بدعت محرمہ اور بدعت مکروہہ کو بدعت ضلالہ
چنانچہ ان پانچ قسموں میں سے صرف دو قسمیں بدعت ضلالت ہیں —— اور دو بدعت حسنہ اور ایک بدعت مباحہ —— لہٰذا ہر بدعت کو بدعت ضلالت نہیں کہہ سکتے۔" (شرک و توحید۔ ص ۱۳/۱۴' مطبوعہ ۱۹۹۴ء ادارہ مظہر اسلام لاہور)
اس امر کی وضاحت کے لئے معروف دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالی نے ایک رسالہ "بدعات" تحریر فرمایا...... ایک اہم اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

طریقہ کو لازم پکڑنا —— میرے اصحاب کی تعظیم بجالانا جس میں اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا اور وہ مجھ پر سچے دل سے ایمان لائے اور میری ہدایت پر کاربند ہوئے...... میرا زمانہ سب سے بہتر زمانہ ہے۔ اس کے بعد میرے صحابہ کا زمانہ' پھر صحابہ کے دیکھنے والوں کا زمانہ' پھر اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بظاہر مجھ پر ایمان لائیں گے لیکن

☆ نماز کی پابندی کھو بیٹھیں گے'

☆ نفسانی شہوتوں میں گرفتار رہیں گے'

☆ میرے احکام چھوڑ دیں گے'

☆ ممنوعات میں مبتلا ہوں گے'

☆ دینی باتوں کو اپنی خواہشوں کے مطابق بنائیں گے'

☆ لوگوں کو دکھلانے کے لئے نیک اعمال کریں گے'

☆ بلا ضرورت قسمیں کھائیں گے'

(باقی حاشیہ) ''اس سلسلے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نہایت ہی اہم ارشاد قابل توجہ ہے' آپ نے فرمایا ''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے۔ جب کہ بعد والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو اس پر اس کا گناہ ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے۔ جب کہ بعد والوں کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی۔'' (بحوالہ مسلم شریف' مطبوعہ دہلی' جلد اص ۳۲۷' ادلة اهل السنة والجماعه مطبوعہ لاہور ص ۳۳۵' مشکوٰۃ المصابیح' مطبوعہ کراچی ص ۳۳)

اس حدیث مبارکہ میں سنت حسنہ (اچھا طریقہ) اور سنت سیئہ (برا طریقہ) کی تقسیم کی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں اور حالات کے تقاضوں کے تحت مستقبل میں بعض لوگ اچھے طریقے نکالیں گے اور بعض لوگ برے طریقے...... اچھوں کو انکی اچھائی کا ثواب ملے گا اور بروں کو انکی برائی کا عذاب...... پھر ایک حدیث میں برے طریقے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین میں نہیں ہے' وہ مردود ہے'' (بحوالہ مسلم شریف' ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۷۹' مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷)

اس حدیث پاک کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ۔

''جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین میں ہے وہ محبوب ہے۔''

گویا سنت حسنہ مرغوب و محبوب ہے اور سنت سیئہ مردود (رسالہ ''بدعات' ص ۹/۱۰' مطبوعہ ادارہ مظہر اسلام لاہور ۱۹۹۴ء)

☆ گواہ نہ ہونے کے باوجود طلب کئے گواہی دیں گے'
☆ امانت والے کی امانت ادا نہیں کریں گے'
☆ بات کرنے میں جھوٹ بولیں گے'
☆ زبان سے کہیں مگر عمل نہ کریں گے'
☆ علم اور بردباری ان سے اٹھ جائے گی'
☆ جہالت اور فواحش کا دور دورہ ہوگا'
☆ شرم و حیا اور ایمانداری نہ رہے گی'
☆ جھوٹ' خیانت' ماں باپ کو تکلیف دینا'
☆ رشتہ داروں سے ترک تعلق کرنا'
☆ بخل و حرص' لالچ اور حسد' زنا اور بدخلقی'
☆ ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا...... عام طور پر رواج پکڑ جائے گا[1]
☆ وہ لوگ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر دور جا پڑتا ہے۔

جب سب کے سب شریر لوگ ہی دنیا میں رہ جائیں گے' تب قیامت قائم ہوگی — تم سنت و جماعت کو لازم پکڑنا' اور دین میں جو نئی باتیں ہوں ان سے بچنا۔ کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی — اللہ تعالیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کو کبھی ضلالت (گمراہی) پر متفق نہ کرے گا — جو شخص حاکم اسلام کی اطاعت چھوڑے اور جماعت سے الگ ہو جائے اور اللہ کے احکام کی مخالفت کرے' جب وہ اللہ کے سامنے جائے گا' اللہ اس پر سخت غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اس کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔"

اس وصیت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر ایک سیدھا خط کھینچا اور اس خط کے دائیں اور بائیں اور خطوط لگائے' پھر فرمایا:

"یہ سیدھا خط اللہ کی سیدھی راہ ہے اور اس کے دائیں بائیں جس قدر خطوط ہیں' وہ مختلف راستے ہیں اور ہر ایک راستے پر ایک شیطان بیٹھا ہوا سیدھا چلنے والے کے اس راہ کی طرف بلاتا ہے۔"

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام اور اپنی تمام امت کو سلام فرمایا

---

[1] مجموعی طور پر ان میں سے کونسی ایسی برائی ہے جو ہمارے معاشرے میں نہیں پائی جاتی — طاہر

اور منبر سے نیچے اتر کر دولت خانے (گھر) تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف نہیں لائے۔

سفر آخرت کی تیاری:

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ ربیع الاول کے پہلے دوشنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو اہل ایمان کے لئے مرنا راحت ہے اور کافروں کے لئے ندامت و شرمندگی ہے۔''

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقائے الٰہی کے شوق میں بے قرار رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب کو بکمال عزت و احترام اپنے پاس بلانے کا ارادہ ظاہر فرمایا..... لہٰذا مرض میں روز بروز شدت آنے لگی۔

صحابہ کرام بیان فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فراق نزدیک آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمانہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں قیام فرما تھے..... ہم لوگ حاضر خدمت ہوئے ہماری طرف دیکھ کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا:

''اے میرے جان نثارو! تمہیں آفرین و مرحبا! تم پر ہمیشہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پناہ میں رکھے — میں تمہیں تقویٰ و عبادت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں چھوڑ رہا ہوں اور اللہ کے قہر سے ڈراتا ہوں..... اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں خطاب کر کے اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

تلک الدار الآخرۃ نجعلھا الذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فساد

یعنی ''یہ آخرت کا گھر ہم نے صرف انہی لوگوں کے لئے بہتر قرار دیا ہے جو زمین میں رہ کر تکبر اور فساد نہیں کرتے۔''

یہ کلمات سن کر ہم لوگوں نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ دنیا سے عنقریب رخصت ہونا چاہتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! یہاں سے رحلت کا زمانہ قریب آ گیا اور اب لقائے الٰہی اور سدرۃ المنتہیٰ اور جنۃ الماویٰ اور عرش اعلیٰ کی طرف میری توجہ اور بازگشت ہے۔''

ہم نے روکر عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق ارشاد فرمائیں۔''

ارشاد ہوا کہ:

''میرے اہل بیت ہی مجھے غسل دیں گے اور میرے یہی کپڑے جو پہنے ہوئے ہوں یا کوئی حلہ یمانی مجھے کفن دیا جائے۔''

ہم نے عرض کیا:

''سرکار کے جنازے کی نماز کون پڑھائے؟''

یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روئے اور فرمایا:

''اے میرے فدائیو! جب مجھے غسل دے کر کفنا چکو تو میرے جنازے کو میرے حجرہ میں میری لحد کے کنارے رکھ دینا اور تم لوگ تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا — سب سے پہلے میرے جنازے کی نماز میرا دوست اور میرا پیارا جبرئیل...... پھر میکائیل' پھر اسرافیل' پھر عزرائیل اپنے لشکر سمیت پڑھیں گے...... اس کے بعد تم لوگ جماعت جماعت گھر میں داخل ہو کر نماز ادا کرنا...... پہلے میرے اہل بیت کے آدمی' پھر عورتیں...... پھر تم لوگ میرے جنازہ کی نماز پڑھنا۔''

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرض شدید ہونے لگا تھا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھارہ دن مرض میں مبتلا رہے — دوشنبہ کے دن مرض لاحق ہوا تھا — دوشنبہ ہی کے روز نبوت کا اظہار ہوا تھا — اور دوشنبہ ہی کے روز وفات پائی۔

وفات سے ایک روز پہلے یک شنبہ (اتوار) کے دن مرض نہایت سخت ہو گیا۔ دوشنبہ (سوموار) کو نماز فجر کے لئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں اذان دینے کے لئے دولت خانے پر حاضر ہو کر حسب معمول پکارے:

السلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ حاضرۃ

یعنی ''یارسول اللہ مسجد میں جماعت تیار ہے۔''

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدت مرض کی وجہ سے نہایت مشغول ہیں...... حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گئے' تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی طرح در دولت پر آ کر آواز دی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آواز سنی اور حکم دیا کہ حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اندر بلا لیا جائے...... حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ آقا نے ارشاد فرمایا:

''اے بلال! میں اس وقت شدائد مرض میں مبتلا ہوں' مسجد میں آ سکنے سے مجبور ہوں۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''

حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ سن کر روتے ہوئے اور آہ و فریاد کرتے ہوئے مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سنایا...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ خالی دیکھی تو دل پر قابو نہ رکھ سکے' چونکہ نہایت نرم دل واقع ہوئے تھے' بے اختیار غش کھا کر گر پڑے...... مسلمانوں میں شور و فغاں برپا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مسجد میں یہ شور سنا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا۔ عرض کی کہ:

''حضور کے فراق سے تمام مسلمان بے چین اور بے قرار ہیں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور ان دونوں پر تکیہ لگا کر مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز مختصر طور پر ادا فرما کر مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا:

''اے لوگو! میرے بعد تم لوگوں میں ابوبکر میرے جانشین ہیں —— تم لوگ تقویٰ اور طہارت کو لازم پکڑنا —— میں تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ آج کا دن میرے لئے قیام دنیا کا آخری اور عقبیٰ کی طرف جانے کا پہلا دن ہے۔''

رفیق اعلیٰ سے ملنے کو ہمیشہ کے لئے رخصتی:

روایت ہے کہ دوشنبہ کے روز حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ملا کہ نہایت اچھی شکل میں ہمارے حبیب کے پاس جاؤ اور نہاتت نرمی سے روح شریف قبض

کرو۔ پہلے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگنا...... اگر اجازت مل جائے تو اندر جانا اور نہ چلے آنا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی شکل میں دولت سرائے نبوی پر حاضر ہوئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر پکارا:

''السلام علیک یا حبیب اللہ! آپ نبوت و رسالت کے مالک ہیں' اگر اندر آنے کی اجازت ہو تو میں حاضر ہوں۔''

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آواز سن کر جواب دیا کہ۔

''اے بندۂ خدا! اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض کی سخت تکلیف ہے' ملاقات کا موقع نہیں۔''

حضرت ملک الموت یہ سن کر خاموش رہے' اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی طرح آواز دی اور کہا کہ :

''مجھے اجازت دیجئے' میرا حاضر خدمت ہونا ضروری ہے۔''

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آواز سنی اور ارشاد فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! دروازے پر کون ہے جو تم سے اندر آنے کے لئے جھگڑتا ہے۔''

عرض کی:

''بابا جان یہ کوئی اعرابی ہے' جسے میں نہیں پہنچانتی' ہرچند جواب دے رہی ہوں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنے مرض کے ساتھ مشغول ہیں مگر وہ نہیں مانتا اور اندر آنے پر اصرار کرتا ہے...... تین بار پکار کر اجازت طلب کر چکا تھا' چوتھی بار ایسی کرخت آواز سے پکارا کہ میں تھرتھرا گئی اور جسم میں لرزہ آ گیا اور رنگ فرق ہو گیا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے نور نظر! تم کو معلوم نہیں یہ کون ہے؟...... یہ ہے تمام لذتوں کا مٹانے والا...... تمام خواہشوں کو توڑنے والا...... جماعتوں کو بکھیرنے والا...... اولاد کا یتیم کرنے والا...... گھروں کو سونا کرنے والا...... آبادیوں کو اجاڑنے والا...... قبرستانوں کو آباد کرنے والا...... عورتوں کو بیوہ بنانے والا...... کلیجوں اور دلوں کو جلانے والا...... اے جان پدر! اس شخص سے

کوئی جھگڑا نہ کرو۔"

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے ملک الموت! شوق سے اندر چلے آؤ"......

ملک الموت نے حاضر خدمت ہوکر ادب سے سلام عرض کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دے کر پوچھا:

"اے ملک الموت! مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہو یا روح قبض کرنے کے لئے۔"

عرض کی:

"میں حضور کی زیارت کو حاضر ہوا ہوں۔ اگر حضور کی اجازت ہو گی تو روح اقدس قبض کروں گا۔ ورنہ واپس چلا جاؤں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اختیار دیا ہے خواہ دنیا میں رہنا اختیار فرمائیے خواہ موت پسند کیجئے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت اپنی امت کے سوا کوئی رنج وغم نہ تھا۔ کئی بار زبان سے اُمتی اُمتی فرمایا ملک الموت نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کو اللہ کے حوالے اور اس کی رحمت کے سپرد فرمایئے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے فرشتہ موت! میرا جگر اپنی امت کے غم میں جلتا ہے' اور میری امت کے لوگ گناہگار ہیں۔ خدا جانے ان کا کیا حال ہو۔"

عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کو اللہ کی حفاظت میں دیجئے' حضور کی برکت سے وہ ان پر کامل رحمت فرمائے گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہتر ہے میں اپنے رفیق اعلیٰ کے دیدار کا مشتاق ہوں۔"

ملک الموت کو معلوم ہوگیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت کو پسند فرمالیا ہے.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''اے عزرائیل! یہ تو بتاؤ کہ جبرئیل کہاں ہیں؟''

عرض کی:

''وہ پہلے آسمان پر ہیں' تمام فرشتے ان کے پاس آ کر حضور کی تعزیت کر رہے ہیں۔''

ان باتوں سے حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بے اختیار رونے لگیں اور روتے روتے غش کھا کر گر پڑیں...... تھوڑی دیر میں حضرت جبرئیل' حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام آئے۔ ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتے تھے اور ہر فرشتے کے ہاتھ میں ایک نور کا جھنڈا اور شراب بہشت کا ایک پیالہ تھا...... حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے اور تمام فرشتے گرد بیٹھ کر صلوٰۃ و سلام میں مشغول ہوئے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''اے جبرئیل! تم جانتے ہو کہ دنیا سے میری رخصت کا وقت قریب آ گیا۔''

انہوں نے عرض کی...... ''ہاں!''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے خوشخبری سناؤ کہ بارگاہ خداوندی میں میرے لئے کیا تیاریاں ہو رہی ہیں؟''

عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور فرشتے ہر جگہ صف بستہ آپ کے انتظار میں باادب کھڑے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکر الٰہی بجا لائے...... پھر حضرت میکائیل علیہ السلام سے بھی یہی استفسار فرمایا...... انہوں نے عرض کیا:

''آپ کے لئے بہشت کو آراستہ کیا گیا ہے۔ حور و غلمان حضور کی رونق افروزی کے منتظر ہیں اور اللہ تعالیٰ مشتاق ہے۔''

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے اللہ کے پاک فرشتو! تم بھی مجھے خوشخبری سناؤ۔''

سب نے عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمام آسمانوں کے فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ پہلے

آسمان پر حضور کے استقبال کے لئے حاضر رہیں...... خانہ آفتاب پوری شعاعوں سے منور ہے ـــــ حوریں بہشت میں آرائش کئے ہوئے جمال پاک کی منتظر ہیں ـــــ حضور قیامت کے دن اپنی امت کے شفیع ہوں گے' اور حضور کی شفاعت اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔''

یہ سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے جبرئیل! آج دنیا میں تم سے ملنے اور اہل و عیال کے دیکھنے کا آخری دن ہے' کوئی اور بشارت دو۔''

ان باتوں سے حضرت فاطمہ و عائشہ صدیقہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونے لگیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضور کس قسم کی بشارت کے خواہش مند ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے سخت صدمہ اور قلق اس بات کا ہے کہ میرے بعد قرآن مجید کون پڑھے گا ـــــ رمضان کے روزے کون رکھے گا ـــــ حج بیت اللہ کون کرے گا اور میری امت کا میرے بعد کیا حال ہوگا ـــــ مجھے اس وقت بار بار اپنی امت یاد آتی ہے۔''

حضرت جبرئیل علیہ السلام فوراً آسمان کی طرف گئے اور جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا' بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اور تھوڑی دیر میں واپس آ کر عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ارشاد باری ہوا ہے کہ میں آپ کی امت کا نگہبان ہوں اور میرا نام ارحم الراحمین ہے۔ و کل نفس ذائقة الموت''

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اب حضور کس لئے روتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے جبرئیل میں کوئی دنیا کے لئے نہیں روتا نہ آخرت کے سبب سے' نہ جنت کے شوق میں نہ دوزخ کے خوف سے...... نہ ابوبکر و عمر کے لئے...... میں صرف اپنی گناہگار

امت کے لئے روتا ہوں۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر دوبارہ آسمان پر گئے اور فوراً واپس آ کر عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو مژدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تک آپ اور آپ کی امت بہشت میں داخل نہ ہوں گے' اس وقت تک تمام انبیاء علیہم السلام اور امتوں پر بہشت میں داخلہ حرام ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رو کر بآواز بلند فرمایا: امتی! امتی!! —

"اے جبرئیل! پھر بارگاہ خداوندی میں جاؤ اور عرض کرو کہ میری امت کا حساب و کتاب اور سب معاملہ میرے سپرد فرمایئے تاکہ ان کے گناہوں پر میرے سوا کوئی اور واقف نہ ہو۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام گئے اور عرش الٰہی کے نیچے کھڑے ہو کر اللہ پاک سے التجا کی اور پھر واپس آ کر عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو مژدہ ہو' اللہ تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے کہ آپ کو اپنی امت کی پردہ داری منظور ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم! کہ میں آپ کی گفتگو سے پہلے یہ ارادہ کر چکا ہوں کہ خود آپ کو بھی اپنی امت کے گناہوں کا علم نہ ہو' بذات خود ان کا حساب و کتاب کروں گا اور میرے سوا آپ اور نہ کوئی دوسرا ان کے قصوروں پر مطلع ہو گا۔"

اس وقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا:

"اے عزرائیل! اب میرا جی خوش ہوا' میرے پاس آؤ۔"

حضرت ملک الموت نہایت ادب سے قریب ہوئے اور روح پاک قبض کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضور کو غسل کون دے گا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم غسل دینا اور عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پانی ڈالیں گے اور جبرئیل (علیہ السلام) جنت کی خوشبو۔ لے کر آئیں گے...... مجھے غسل دینے اور کفنانے کے بعد تم لوگ تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔"

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ناف مبارک تک پہنچی تو فرمایا:

''اے جبرئیل! (علیہ السلام) تم نے منہ کیوں پھیر لیا' کیا ابھی سے مجھے دیکھنا نہیں چاہتے۔''

عرض کی:

''یا حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اس جانکنی کی سختی میں کون ایسا سنگدل ہے جو حضور کا چہرۂ انور دیکھ سکے۔''

روایت ہے کہ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکرات موت میں مبتلا تھے تو یہ آیت زبان مبارک پر جاری ہوئی:

مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین

اس وقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ وقت دائمی فراق (ہمیشہ کی جدائی) کا ہے' یہ تو فرمائیں کہ قیامت میں مجھے حضور کی زیارت کہاں حاصل ہوگی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے نور نظر! میں تمہیں حوض کوثر پر ملوں گا جہاں اپنی امت کو پانی پلا رہا ہوں گا۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

''بابا جان! اگر حوض کوثر پر حضور سے نیاز حاصل نہ ہو تو کہاں پاؤں''......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جان پدر! پھر مجھ کو میزان عمل کے پاس دیکھنا' میں اپنی امت کی نیکیوں کے لئے دعا کر رہا ہوں گا کہ پلہ بھاری ہو جائے۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''اگر وہاں بھی حضور نہ ملیں تو کہاں ڈھونڈوں!''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پھر میں پل صراط پر ملوں گا' وہاں دعا کر رہا ہوں گا کہ اے مولیٰ کریم! میری

امت کو دوزخ سے بچا کر پل صراط سے جلد گزار دے۔"

اس کے بعد جب سینہ اقدس تک دم پہنچا تو عرش الٰہی اور کرسی ہل گئے' زمین و آسمان لرز گئے — پھر جب جسم اطہر سے روح اقدس نے ساتھ چھوڑ دیا تو زمانہ میں اندھیرا چھا گیا — چاند سورج گہنا گئے — ازواج مطہرات رونے لگیں۔

فراق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جانثاروں کا اظہار غم:

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دائیں جانب اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بائیں جانب' حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ سرہانے اور دیگر ازواجِ مطہرات پائنتی کی طرف تھیں...... تمام گھر میں "ہائے احمد — ہائے محمد — ہائے ابو القاسم — ہائے ابو طیب — ہائے ابو طاہر — ہائے ابو ابراہیم — ہائے ابو فاطمہ" کا شور برپا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے بولے:

"**السلام علیک یا سید المرسلین یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین**"

حضور کی حیات دنیا کے لئے مبارک تھی اور آپ دنیا سے سعید و محمود اٹھے اور ہمیں اس ظلمت کدہ میں چھوڑ گئے...... حضور کے بعد ہم لوگ کیونکر زندہ رہیں گے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

"**السلام علیک یا حبیب اللہ یا نبی اللہ**...... حضور دارالسرور کو تشریف لے گئے اور ہمیں دارالغرور میں چھوڑ گئے...... حضور کے بغیر کیونکر زندگی بسر ہو گی۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارے:

"**السلام علیک یا افصح العرب منبع الجود والکرم صاحب التاج والعلم**"

حضور گلشن رضوان کو تشریف لے گئے اور ہمیں ذلت کے گھر (دنیا) میں چھوڑ گئے۔ دیکھئے حضور کے بعد کیونکر امن و امان حاصل ہو۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پکارے:

"**السلام علیک یا سید السادات یا مخزن الرحمۃ والسعادات**...... حضور نے عقبیٰ کو اختیار فرمایا اور ہمیں دنیا میں بے کس و مجبور چھوڑ گئے۔"

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رو کر کہا:

''السلام علیک یا نور الھدیٰ یا تاج الوریٰ..... حضور باغ بہشت کو روانہ ہوئے اور ہمیں خارزار دنیا میں چھوڑ گئے۔ اب دیکھئے ہمارا کیا حال ہو۔''

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''السلام علیک یا امام المتقین یا امین رب العالمین..... حضور دارالبقا کو تشریف لے گئے اور ہمیں بے اعتبار دنیا میں چھوڑا..... دیکھئے زندگی کیونکر گزرے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''السلام علیک یا سلطان الانبیاء یا برھان الاصفیاء — حضور دارالامان کو روانہ ہوئے اور ہمیں مقام رنج وغم میں چھوڑا..... ہائے اب ہماری کیا حالت ہوگی۔''

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''السلام علیک یا رسول الثقلین یا امام القبلتین..... حضور دارالنعیم کو سدھارے اور ہمیں یہاں رنج وغم اٹھانے کو چھوڑا ہے' افسوس اب زندگی کی کیا صورت ہوگی'' — آپ فریاد و بکا کرتی تھیں' اور رو رو کر یہ شعر پڑھتی تھیں:

یا من تغلیب تحت اطباق الثریٰ
هل انت تسمع صرختی وندانیا
صابت علی مصائب لوانها
صلبت علی الایام صرن لیالیا

''اے دنیا چھوڑ کر زمین کے نیچے بسنے والے' کیا تو میرا شور وفریاد بھی کچھ سنتا ہے۔ مجھ پر وہ مصیبتیں ٹوٹ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر وہ مصائب آتے تو دن سے رات ہو جاتی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے..... ''ہائے احمد!'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے..... ''ہائے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے..... ''ہائے ابوطیب!''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے..... ''ہائے ابوطاہر!''

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارے..... ''ہائے میرے نانا!''

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے .... ''ہائے میرے بزرگ!''
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا .... ''اے ابوالقاسم!''
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا .... ہائے میرے بابا! ہائے حسن وحسین کے نانا''

سب صحابہ کرام رو رو کے شور وفریاد کرتے تھے......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزع کا عالم:

روایت ہے کہ نزع کے عالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت سے ادھر ادھر صحابہ وازواج کی طرف دیکھا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے...... پھر پانی طلب فرمایا اور اس میں ہاتھ مبارک ڈبوکر اپنے چہرۂ انور اور سینہ اقدس پر ملتے تھے اور شدت تکلیف سے فرماتے تھے:

''الٰہی! موت کی سختی بے حد ہے' یہ سختی مجھ پر آسان فرما۔''

پھر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ملک الموت! جانکنی میں نہایت سخت تکلیف ہوتی ہے۔ میری ناتواں امت اس تکلیف کو کیونکر برداشت کر سکے گی...... اے ملک الموت! جانکنی کی جس قدر تکلیف ہو وہ سب آج مجھ پر ختم کر دے میری تمام امت کے حصے میں جس قدر تکلیف ہو وہ سب آج مجھ پر تمام ہو جائے اور میری امت محفوظ رہے۔''

حضرت ملک الموت نے عرض کی:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ اطمینان فرمائیں کہ آپ کی امت میں جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا' اس کی روح اس آسانی سے قبض کروں گا جیسے گلاب کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔''

یہ سن کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے انتہا خوش ہوئے اور حاضرین سے فرمایا:

''اے میرے فدائیو! میں تمہیں پنج وقتہ نماز کی پابندی اور ادائے صدقہ وزکوۃ کی وصیت کرتا ہوں۔''

تین بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی وصیت فرمائی اور پھر روح مبارک

نے جسم اطہر کا ساتھ چھوڑ دیا...... اور تمام حاضرین میں آہ و واویلا کا شور برپا ہوا...... عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان، جن، ملک، شجر و حجر سب نالہ و فریاد کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین:

روح مبارک قبض ہونے کے بعد صحابہ کرام کو تردد ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل کیونکر دیا جائے...... اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شدت غم وملال سے غنودگی سی طاری ہوئی۔ اسی کیفیت میں سنا کہ ہاتف غیب سے ندا کر رہا ہے:

"اے جان نثاران محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضور کو مع پیراہن مبارک غسل دو۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کھل گئی اور یہ واقعہ بیان فرمایا......

چنانچہ آستین چاک کر کے قمیض مبارک شانوں تک چڑھا دی گئی اور وضو کے طریق سے پہلے دونوں ہاتھ مبارک دھوئے گئے...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سینے کا تکیہ حضور اکرم صلی اللہ عایہ وآلہ وسلم کو لگایا اور حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت فضیل اور حضرت اختم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدد دے رہے تھے...... حضرت سقران اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پانی ڈالتے تھے...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور ایک چارپائی پر رکھ دیا۔ جو ریشہ خرما سے بنی ہوئی تھی...... پھر آپ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ ادا کی گئی۔

انصار میں سے حضرت ابوطلحہ اور حضرت زید بن کہل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبر مبارک کھودی اور مہاجرین میں سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں لحد قائم کی...... حضرت علی اور حضرت اختم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لحد میں اتارا۔ حضرت سقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجور کے ریشوں کی چٹائی قبر انور میں اور کچی اینٹیں سر اقدس کے نیچے رکھیں۔

حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر انور میں اتارنے کے بعد میں نے دیدار مبارک کا آخری جلوہ دیکھا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب مبارک ہل رہے ہیں...... میں اپنا کان قریب لے گیا تو سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں:

اللھم اغفر لامتی......''یا مولیٰ! میری امت کو بخش دے۔''

میں نے تمام صحابہ سے یہ کیفیت بیان کی' جسے سن کر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت و رحمت یاد کر کے بے اختیار روتے تھے...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کر دیا گیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہار شنبہ (بدھ) کے دن' رات کو دفن کئے گئے......واقدی کا قول ہے کہ سہ شنبہ کے روز دن ڈھلے دفن کئے گئے......مشہور قول یہ ہے کہ دوشنبہ کو پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو وفات پائی۔

باب نمبر۴۰

امت محمدی ﷺ کی پہلی امتوں پر فضیلت

نبی پاک کی اپنی امت کے لئے تڑپ :

حضرت مقاتل بن جنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جب میں معراج کی رات آسمان کی طرف گیا تو جرائیل (علیہ السلام) میرے ساتھ تھے۔ سدرۃ المنتہیٰ تک آگے حجاب اکبر تھا..... میں نے جرائیل (علیہ السلام) سے آگے بڑھنے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہاں سے آگے جانے کی حضور کے سوا کسی کو مجال نہیں۔'' اگر میں اس مقام سے ایک قدم بھی آگے بڑھاؤں تو فروغ تجلی سے میرے پر و بال جل جائیں۔''

میں ان کو چھوڑ کر آگے بڑھا مجھے ایک زرین تخت ملا جس پر حریر جنت کی مسند بچھی تھی۔ میں نے اپنی پشت سے جرائیل (علیہ السلام) کی آواز سنی کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سنئے اللہ تعالیٰ آپ کی ثنا و صف فرما رہا ہے' دیکھئے اس کلام پاک کی دہشت سے مضطرب نہ ہو جایئے گا۔''

اس وقت میں بھی حمد الٰہی میں مشغول ہوا اور ان الفاظ میں آداب حاضری بجا لایا۔

التحیات للہ والصلوات والطیبات

اللہ پاک کی بارگاہ جلال سے جواب ملا:

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے جواب میں عرض کیا:

السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین

جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسولهٗ

اللہ رب العزت سے ارشاد ہوا:

امن الرسل بما انزل اليه من ربه

یعنی "ہمارا رسول جو کچھ ہم نے اس پر نازل کیا۔ اس پر سچے دل سے ایمان لایا"

میں نے جواب دیا:

بلیٰ امنت بک والمؤمنون کل امن بالله وملئکته وکتبهٖ ورسلهٖ لاتفرق بین احد من رسله

یعنی "ہاں اے پروردگار! میں ایمان لایا...... اور تمام اہل ایمان اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر ایمان لائے...... ہم اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے"......

یعنی سب کو اللہ کا برگزیدہ اور سچا رسول جانتے ہیں' نہ یہ کہ یہود و نصاریٰ کی طرح حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام میں فرق کریں...... بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا:

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں کسی فرد بشر کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' جو شخص نیک اعمال بجالائے گا اسے بہشت میں جگہ دوں گا...... اور جس کی برائیاں حد سے گزر جائیں گی اس کو جہنم میں ڈالوں گا۔"

میں نے التجا کی:

"الٰہی! تو غفور و رحیم ہے' میں اور میری امت کے لوگ بے حد ضعیف ہیں۔"

ارشاد ہوا:

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تم ہم سے سوال کرو جو کچھ مانگو گے تم کو دیا جائے گا۔"

میں نے عرض کی:

"یا رب اُمتی اُمتی!...... یااللہ میری گناہگار امت کو اپنے فضل و کرم سے بخش دے۔"

ارشاد ہوا:

''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے تمہاری امت کے ان تمام گناہگاروں کو بخش دیا جو میری توحید پر قائم اور ہمیشہ شرک سے دور رہے...... اور تم پر سچے دل سے ایمان لائے۔''

یہ بشارت سن کر مجھے خوشی ہوئی...... پھر میں جبرائیل (علیہ السلام) کے ہمراہ بہشت کی سیر کو گیا۔ وہاں حوران جنت میں سے ایک حور نے ایک محل سے بے تابانہ دیدار انور دیکھا اور مسکرا دی۔ اس کے دانتوں کی چمک سے تمام بہشت اتنا روشن ہو گیا کہ جبرائیل (علیہ السلام) کو تجلی الٰہی کا دھوکہ ہوا اور سجدے میں گر پڑے...... رضوان (جنت کا داروغہ) نے کہا:

''اے جبرائیل! (علیہ السلام) سجدے سے سر اٹھاؤ۔ یہ کوئی نور تجلی نہیں بلکہ جنت کی ایک حور کے دانتوں کی چمک ہے۔''

جبرائیل (علیہ السلام) نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا:

''سبحان اللہ! اللہ جانے ایسی حوریں کن خوش نصیبوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔''

عرش الٰہی سے آواز آئی:

''یہ حوریں خاص امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ہیں۔''

حضرت نوح علیہ السلام کے لئے امت محمدی کی گواہی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن حساب و کتاب کے لئے سب سے پہلے حضرت نوح (علیہ السلام) کی امت طلب کی جائے گی...... حضرت نوح (علیہ السلام) سے سوال ہو گا کہ ''اے نوح! (علیہ السلام) بتاؤ تم نے اپنی قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دیا تھا یا نہیں؟''...... وہ عرض کریں گے ''اے پروردگار! میں نے تیری ہدایت پورے طور پر پہنچا دی تھی'...... ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ ''بتاؤ نوح (علیہ السلام) نے تم کو ہمارا پیغام پہنچایا یا نہیں؟''...... وہ کہیں گے ''مولیٰ! نوح (علیہ السلام) نے ہمیں کوئی پیغام نہیں پہنچایا' اگر ہمارے پاس تیرا کوئی رسول آتا تو ہم ضرور تیری ہدایت کی پیروی کرتے اور تجھ پر ایمان لاتے''...... ارشاد ہو گا

''اے نوح! (علیہ السلام) تمہاری امت کیا کہہ رہی ہے' تم اپنے دعویٰ پر کوئی گواہ رکھتے ہو؟''...... وہ عرض کریں گے''اے پروردگار! تیرے حبیب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت میری گواہ ہے...... پھر امت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال ہوگا' سب لوگ جواب دیں گے کہ ہاں مولیٰ! ہم شہادت دیتے ہیں کہ حضرت نوح (علیہ السلام) نے اپنی امت کو تیرا پیغام پہنچایا تھا...... حضرت نوح (علیہ السلام) کی امت کہے گی کہ تم لوگ کیونکر شہادت دے سکتے ہو جب کہ تم ہم سے ہزاروں سال بعد پیدا ہوئے تھے...... وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ نے اپنا سچا رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا تھا۔ ان کو ایک سچی کتاب دی تھی۔ ہم نے اللہ کے احکام کی تصدیق کی' اس کتاب پر ایمان لائے' جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہم سے پہلی امتوں کے حال سے خبر دی تھی' اسی سے تمہاری کیفیت معلوم ہوئی۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم سب امتوں کے بعد آئے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے اول ہوں گے...... قال اللہ تعالیٰ و کذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا یعنی

''ہم نے تم کو درمیان والی امت اس لئے قرار دیا ہے کہ تم دوسری امتوں کے گواہ بنو اور ہمارا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے لئے گواہ ہوئے۔''

امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامات:

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چار کرامتیں ایسی عطا فرمائیں ہیں جن سے میں محروم ہوں۔

☆ میری توبہ مکہ کی سرزمین میں انہیں کے طفیل سے قبول ہوئی لیکن امت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی توبہ ہر جگہ قبول ہوگی۔

☆ میں بہشت میں بہشتی حلے پہنے ہوئے رہتا تھا لیکن جب لغزش سرزد ہوئی تو دنیا میں برہنہ پھینک دیا گیا' پھر میں تین سو سال تک روتا رہا۔ تو انہیں کی برکت سے قبول توبہ کے بعد مجھے لباس عنایت ہوا...... امت محمدیہ برہنہ ہو کر گناہ کرے گی لیکن اللہ تعالیٰ ان کو لباس عطا فرمائے گا۔

☆ بہشت میں جب مجھ سے لغزش ہوئی تو مجھ میں اور میری بیوی حوا (علیہا السلام) کے

درمیان جدائی ڈال گئی...... امت محمدی گناہ کرے گی لیکن میاں بیوی میں تفرقہ نہیں ہو گا۔

☆ میں نے بہشت میں ایک خطا کی تھی جس پر وہاں سے نکالا گیا...... لیکن امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہشت کے باہر گناہ کریں گے' پھر بہشت میں داخل ہوں گے۔

امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل:

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فضیلتیں عطا فرمائی ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ نے ان کو کمزور بنایا تاکہ غرور و تکبر نہ اختیار کریں۔

☆ قدوقامت میں ان کو اگلی امتوں سے مختصر بنایا تاکہ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے زیادہ محنت نہ کرنی پڑے۔

☆ ان کی عمریں کم کیں تاکہ گناہوں کی تعداد کم ہو۔

☆ ان کو غریب بنایا تاکہ قیامت میں حساب و کتاب زیادہ نہ دینا پڑے۔

☆ انہیں سب سے اخیر میں ظاہر فرمایا تاکہ دوسری امتوں کے سامنے اپنے گناہوں سے شرمندہ نہ ہوں۔

تخلیق کائنات اور شان کریمی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو لاکھ برس پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور مجسم تھا...... وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا اور اس کے ساتھ تمام فرشتے تسبیح و تقدیس میں مشغول تھے۔ پھر جب آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق ارادۂ الٰہی ہوا تو اس نور کے چار ٹکڑے کرکے...... ایک سے عرش...... دوسرے سے کرسی...... تیسرے سے لوح...... چوتھے سے قلم پیدا کیا۔

قلم کو حکم دیا کہ لکھ...... قلم نے کہا اے پروردگار! کیا لکھوں؟...... ارشاد ہوا کہ لکھ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب قلم نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی لکھا...... بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

''اے پروردگار! یہ دوسرا شخص کون ہے جس کا نام تیرے نام کے ساتھ ہے۔''

ارشاد ہوا:

''ادب اختیار کر...... اے قلم! ادب اختیار کر یہ وہ ہمارا حبیب محترم ہے کہ اگر اس کا ظہور ہم کو منظور نہ ہوتا تو تجھ کو اور عرش و کرسی' زمین و آسمان' بہشت و دوزخ' حور و قصور غرض کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔''

یہ ہیبت انگیز کلام سن قلم دہشت سے شق ہو گیا اور دو لاکھ برس تک خوف سے تھرتھراتا رہا۔ اسی وجہ سے قلم بغیر قط اور شگاف کے لکھ نہیں سکتا۔ جب کلمہ طیبہ قلم لکھ چکا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا علم اس کو ہو چکا تو ارشاد باری ہوا:

''اب لکھ امت آدم علیہ السلام میں سے جو میری اطاعت کرے گا اس کو بہشت میں جگہ دوں گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس کو دوزخ میں جگہ ملے گی۔''

اسی طرح درجہ بہ درجہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے بھی یہی حکم ہوا کہ:

''لکھ جو اطاعت کرے گا' بہشت پائے گا اور جو نافرمان ہو گا جہنم میں جائے گا۔''

اس کے بعد امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوبت آئی تو قلم نے لکھا:

''امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اطاعت گزار ہو گا' اس کے لئے بہشت بریں ہے۔''

اس کے بعد دوسرا فقرہ لکھنا چاہتا تھا کہ اتنے میں آواز آئی:

''اے قلم ٹھہر! اور ادب اختیار کر''......

قلم لرز گیا اور عرض کی:

''اے پروردگار! کیا لکھوں؟''

ارشاد ہوا:

''لکھ جو نافرمانی کرے گا تو اس کو ناامید نہ ہونا چاہیے کیونکہ میرا نام غفور و رحیم ہے ــــ امت مذنبۃ و رب غفور ''امت گناہگار ہے اور پروردگار بخشنے والا''......

اس وقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی:

''اے پروردگار! اب میں خوش ہو گیا۔ میری امت پر قیامت کے دن رحم فرمانا کیونکہ میری امت کمزور و ناتواں ہے......''

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں خدائے لطیف ہوں اور تو نبی محترم! ...... تیری زبان پر قیامت کے دن امتی امتی ہوگا اور میں رحمتی رحمتی پکاروں گا......"

حضرت کعب احبار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کو ہمارے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور منظور ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر جا کر اس مقام سے جہاں اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پاک ہے۔ پاک وصاف مٹی کی ایک مٹھی اٹھا لائیں...... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ارشاد الٰہی کی تعمیل کی۔ اس پاک مٹی کو بہشت کی نہروں میں غوطہ دے کر خمیر کیا گیا اور ایک دل فریب شکل میں آسمان پر اس کو جگہ دی گئی...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو تابدار (چمکتے ہوئے) موتی کی شکل میں جلوہ گر کیا گیا جو اس کے گرد تسبیح وتہلیل میں مشغول تھی......

اس طرح سے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی نسل سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کا علم ہو گیا تھا' اور تمام فرشتے دنیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا نہایت اشتیاق سے انتظار رکھتے تھے...... تخلیق آدم علیہ السلام سے دو لاکھ سال پہلے وہ نور پاک امتی امتی پکارتا تھا اور امت لبیک لبیک کہہ کر جواب دیتی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی فضائل محمدی ﷺ:

روایت ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو وعظ فرما رہے تھے کہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آ گیا۔ بنی اسرائیل نے سوال کیا:

"اے موسیٰ! (علیہ السلام) یہ پیغمبر افضل ہے یا آپ؟"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ آنے والا پیغمبر مجھ سے دس لاکھ درجہ افضل و اعلیٰ ہے۔"

بنی اسرائیل نے درخواست کی کہ ہم سے اس پیغمبر کے فضائل بیان فرمائیں...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"اے لوگو! اس پیغمبر کی فضیلت اگر بیان کی جائے تو قیامت تک ختم نہ ہو۔ ان کی

ادنیٰ صفات یہ ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ کو اگر اس نبی کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو مجھے اور تمہیں بھی پیدا نہ کرتا...... میں اسی کے نام کی برکت سے فرعون اور اس کے لشکر پر فتح یاب ہوا۔

☆ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں...... جب کہ اللہ تعالیٰ کو اس نبی کی رضا مندی منظور ہے۔

☆ اگر حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت نہ ہوتی تو ان کی کشتی اور امت طوفان میں غرق ہو جاتی۔

☆ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کے ہاں معراج وقرب کا مرتبہ اسی نبی کے طفیل میں حاصل ہوا ہے۔

☆ ہر ایک نبی کی امت کے لوگ قیامت میں پل صراط سے پیدل گزریں گے اور اپنے اپنے گناہوں کے مطابق دوزخ کی آنچ ان کو پہنچے گی۔ لیکن امتیان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے پروں پر سوار ہو کر گزر جائیں گے اور دوزخ کی لپٹ ان تک بالکل نہ آئے گی۔

☆ ہر نبی کی امت پر محافظت کے لئے آٹھ فرشتے مامور ہیں لیکن امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سو اسی فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ جو کہ ہر وقت ان کے محافظ رہیں گے۔

☆ اس نبی کی ایک بیوی خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نام کی ہوں گی —— اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شرف دیا ہے کہ قیامت کے دن ستر ہزار گناہگاران امت کو بخشوائیں گی۔

☆ ان کی ایک صاحبزادی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نام کی ہوں گی جو کہ دنیا کی تمام عورتوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشرف و اعلیٰ ہیں —— وہ صاحبزادی قیامت میں اپنے باپ کی امت کے دو لاکھ ستر ہزار گناہگاروں کو بخشوائیں گی جو عذاب کے مستحق ہوں گے۔

☆ قیامت کے دن ہر نبی کے سر پر اس کے قد کے مطابق تاج و چتر ہو گا' لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر ایسا عظیم الشان تاج اور چتر ہو گا کہ اس کے

سائے میں تمام امتوں کے لوگ آرام کر لیں گے۔

☆ کوئی نبی بہشت میں دعوت ولیمہ نہ کرے گا سوائے اس آنے والے نبی کے' کہ جب اس کی شادی آسیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) زوجہ فرعون اور حضرت مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے ہو گی۔ دعوت ولیمہ کی تقریب میں تمام اہل جنت کو انواع و اقسام کی نعمتیں کھلائی جائیں گی۔

☆ تمام امتوں کے لوگ قبروں سے برہنہ اٹھیں گے اور میدان حشر میں پیدل چل کر حاضر ہوں گے لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس پہنے ہوئے' بہشت کی سواریوں پر چڑھ کر اپنے خالق کے رو برو حاضر ہو گی۔ ان کے جلو میں (اردگرد) ایک سو اسی فرشتے ہوں گے۔

امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کریم کا انتہائی کرم:

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن عرش الٰہی سے آواز آئے گی:

"اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے حقوق جو کچھ تمہارے ذمہ تھے' اور تم نے ان کے بجا لانے میں کوتاہی کی' میں وہ تم کو معاف کرتا ہوں......

اور آپس میں ایک دوسرے کے جو حقوق ایک دوسرے پر ہوں' وہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بخش دو...... اور میرے فضل و رحمت سے بہشت میں داخل ہو جاؤ۔"

اس طرح سے سب لوگ اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمسایہ میں بہشت میں رہائشی ہو جائیں گے۔

امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انبیاء کرام کی فضیلتیں:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ تین فضیلتیں عطا فرمائی ہیں جو اگلے پیغمبروں کو عطا ہوئی تھیں:

☆ ہر ایک نبی کو اس کی امت کا گواہ قرار دیا ہے لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اگلی امتوں کا گواہ فرمایا ہے۔

☆ انبیاء علیہم السلام کو ارشاد ہوا ہے یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات یعنی "اے میرے

رسولو! دنیا میں پاک اور عمدہ چیزیں کھاؤ"......بعینہ یہی ارشاد امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوتا ہے کلومن الطیبات۔"پاک اور عمدہ چیزیں کھاؤ۔"

☆ ہر ایک نبی کے لئے ایک دعا ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہے ادعونی استجبلکم یعنی "اے امتیان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا"......

باب نمبر ۴۱

رسول کریم ﷺ کی محبت کے فضائل

آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اشجار کی محبت:

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہمراہ تھوڑ ے سے سفر میں ہمراہ تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ دوران سفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاخانے کی حاجت ہوئی۔ اس مقام پر کوئی جگہ ایسی سایہ دار نہ تھی کہ پردہ یا اوٹ ہوسکتی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادھر ادھر دیکھا تو دور ایک پہاڑ پر دو درخت دکھائی دیتے۔ آپ نے مجھے فرمایا:

''جاؤ ان درختوں سے کہو کہ تم کو رسول اللہ بلاتے ہیں۔''

میں نے ان درختوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سنایا۔ فوراً وہ دونوں درخت پہاڑ سے علیحدہ ہو کر میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پردے میں رفع حاجت فرمائی...... فارغ ہونے کے بعد مجھ سے ارشاد فرمایا:

''انہیں کہو واپس جائیں۔''

وہ دونوں درخت پھر اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

سرکار دو عالم ﷺ سے چوپایوں کی محبت:

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا...... ایک جگہ دیکھا کہ چند لوگ ایک اونٹ کو ذبح کرنا چاہتے ہیں...... اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر آپ کی طرف گردن اٹھائی اور کہا......''یا رسول اللہ'''' یا رسول اللہ! میری مدد کیجئے''......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا:
''تم اس اونٹ کو کیوں قتل کرنے لگے ہو؟''۔
انہوں نے عرض کیا:
''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ دیوانہ ہو گیا ہے۔ لاتوں سے پھینکنے اور دانتوں سے کاٹنے لگا ہے' ہم لوگ اس سے عاجز آ گئے ہیں۔''
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ سے دریافت فرمایا کہ ''وہ ایسی حرکتیں کیوں کرتا ہے؟''......
اونٹ نے کہا:
''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! نہ میں دیوانہ ہوں نہ پاگل — وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ جاگتے رہتے ہیں لیکن عشاء کی نماز نہیں پڑھتے' جس سے مجھ کو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ان پر عذاب نازل فرمائے اور میں بھی انہی کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں۔ اس لئے میں ان کی تنبیہ اور تادیب کی غرض سے لکدزنی کیا کرتا ہوں کہ ان کو اپنے بھلے برے کا ہوش ہو۔ مگر یہ لوگ مجھے دیوانہ سمجھتے ہیں...... اور میری ان تنبیہات کو سمجھتے ہیں کہ میں شرارت کر رہا ہوں۔''
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:
''اس کو چھوڑ دو اور آئندہ عشاء کی نماز پڑھ لیا کرو۔ پھر یہ تمہیں کچھ بھی پریشان نہ کرے گا۔''

نبی اکرم ﷺ سے جمادات کی محبت:

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی میں آپ کی محبت کا ایک اور نظارہ دیکھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:
'' حضور میں شدت پیاس سے بے تاب ہو رہا ہوں''...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اس پہاڑ پر جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ مجھ کو تھوڑا پانی پلاؤ۔''

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس پہاڑ پر گیا' اور جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اس سے کہا...... پہاڑ نے جواب دیا:

''اے عقیل! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کی خدمت میں میرا سلام پہنچا کر عرض کرو کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ...... اس وقت سے میں بوجہ خوف و بیم اب تک روتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھ میں جو کچھ پانی تھا وہ سب آنسو ہو کر بہہ گیا اور اب مجھ میں ایک قطرہ بھی باقی نہیں ہے۔''

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس پہاڑ پر گھاس وغیرہ نہیں اگتی۔

سرکار دو عالم ﷺ کو بدبختوں کی ایذا رسانی اور ان کا انجام:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل اور اس کے ساتھی خانہ کعبہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے انہوں نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا...... ابو جہل ملعون نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''تم میں سے کون اس اونٹ کی کھال کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شانے پر سجدے کی حالت میں ڈالے گا۔''

یہ سن کر ایک بدبخت اٹھا اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے اونٹ کی کھال آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی۔ یہ دیکھ کر وہ سب لوگ ہنسے اور مذاق اڑانے لگے...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنی بے دست و پائی پر دل میں رو میں رہا تھا اور کہتا تھا کہ کاش مجھ میں اتنی قوت ہوتی کہ میں ان لوگوں کو اس حرکت سے باز رکھ سکتا یا کم از کم اس کھال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ اقدس سے علیحدہ کر سکتا...... کھال کے بوجھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے سر نہ اٹھا سکے......

اسی دوران ادھر سے کوئی راہرو گزرا تو اس نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس وقت بالکل بچپن تھا۔ آپ یہ سنتے

ہی دوڑی آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانے سے اونٹ کی کھال علیحدہ کر کے ان لوگوں کو برا بھلا کہنے لگیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ختم کی تو آپ نے ان لوگوں کے حق میں بد دعا کی اور تین بار بلند آواز سے کہا۔

اللھم علیک بقریش ''اے اللہ! قریش پر عذاب نازل فرما''

ان لوگوں نے جب آپ کی یہ بددعا سنی تو خوف سے کانپ اٹھے اور ان کی ہنسی مذاق آواز بند ہوگئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ کہا:

اللھم علیک بابی جھل و عقبة و عتبة و شیبة و الوالید و امیه بن خلف

''اے اللہ! ابوجہل' عقبہ' عتبہ' شیبہ' ولید اور امیہ بن خلف پر عذاب نازل فرما۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں نے بدر کے دن ان لوگوں کو جن کا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا تھا' خاک و خون میں تڑپتا دیکھا۔

لوگوں کی ہدایت کیلئے کرم باری تعالیٰ :

آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ احد میں جب اگلے چار دانت مبارک شہید ہو گئے تو یہ معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بہت گراں گزرا۔ انہوں نے بہت اصرار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ'' آپ ان کے حق میں بددعا فرمائیں''......مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ میں لوگوں پر لعنت کروں اور بددعا دوں بلکہ اللہ نے مجھ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے کہ میں ان لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤں۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون

''اے اللہ! میری قوم کو راہ ہدایت دکھا' کیونکہ وہ جانتی نہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں ہمہ تن:

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... "اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کل زمین کو سونا بنا کر پیش کیا۔ مگر میں نے عرض کیا:

"اے اللہ! میں ایک دن بھوکا رہتا ہوں اور ایک دن آسودہ...... جس دن میں آسودہ رہتا ہوں تیری حمد وثنا کرتا ہوں' اور جس دن بھوکا ہوتا ہوں تیری جناب میں تضرع اور عجز کرتا ہوں...... کیونکہ مجھ کو یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ مال جمع کر کے سوداگری کروں بلکہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ **یسبح بحمد ربک رکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین**۔

رسول کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عصر کے وقت ہم لوگوں کو جو پانچ سو آدمی تھے' وضو کی ضرورت تھی اور پانی بالکل نہیں تھا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیاں برتن میں ڈال دیں اور فرمایا...... "آؤ سب وضو کرو"......

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ انگلیوں سے پانی جاری ہے اور تمام آدمیوں نے وضو اچھی طرح کر لیا۔

سرکار دو عالم ﷺ کے غلاموں کی جانثاری:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ حضرت زید بن وشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیلئے قتل گاہ میں لائے تو اس وقت ابو سفیان ابن حرب نے ان سے کہا:

"کیا تم کو یہ پسند نہیں ہے کہ ہم لوگ تمہیں چھوڑ دیں اور تم اپنے اہل وعیال میں رہو...... اور بجائے تمہارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔"

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

"خدا کی قسم! اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانٹا لگے اور میں اپنے گھر میں زندہ رہوں تو میں اس کو بھی نہیں پسند کرتا۔"

ابوسفیان نے کہا:

"آج تک میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کے سوا کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ وہ اپنے محبوب اور اپنے مطلوب کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔"

حضور اکرم ﷺ کی محبت میں خود رفتگی:

ابن اسحاق نے "شفا" نامی کتاب میں لکھا ہے کہ جنگ احد میں جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید ہو جانے کا شور برپا ہوا تو اس وقت ایک انصاری عورت مدینہ سے گھبرا کر باہر نکل پڑیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میدان جنگ میں ڈھونڈنے لگیں...... تلاش کے دوران ان کا گزر چند لاشوں پر ہوا...... انہوں نے پوچھا کہ یہ لاشیں کس کی ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ خود انہی کے بھائی' باپ' شوہر' بیٹے اور چچا کی لاش ہیں۔ مگر آپ نے اس کا کچھ بھی خیال نہیں کیا اور لوگوں سے بے تابانہ پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟...... لوگوں نے کہا کہ آپ کے آگے ہی تو ہیں...... تب خود رفتگی و شوق سے لپک کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر خیریت سے دیکھ کر پکار اٹھیں:

"یا حبیب اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ اب مجھے کسی تکلیف کا احساس نہیں ہے۔"

حضور اکرم ﷺ سے محبت کا جذبہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا...... اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردۂ حرم کو تھامے ہوئے اللہ سے مناجات فرما رہے تھے...... اس شخص نے دریافت کیا:

"یا نبی اللہ! آپ اس طرح کیوں نالہ و زاری کر رہے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... "بھوک سے"

یہ سن کر وہ شخص رو پڑا اور وہاں سے چلا گیا...... تھوڑے سے چھوہارے تلاش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے پیش کئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"شاید تجھ کو مجھ سے محبت ہے جس کی وجہ سے تو نے یہ دوڑ دھوپ کی۔"

اس نے عرض کیا:

"حضور! خدا شاہد ہے کہ میں حضور کو دوست رکھتا ہوں۔"

دیوانے سوہنی سرکار کے:

قاضی عیاض بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ مجھے میرے اہل و عیال اور میرے مال و دولت سے زیادہ عزیز ہیں...... آپ کو دیکھے بغیر مجھے صبر نہیں ہوتا۔ لیکن جب مجھ کو یہ خیال آتا ہے کہ حضور بہشت میں انبیاء کرام کے ساتھ سیر کر رہے رہوں گے اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر جلوہ فگن ہوں گے تو مجھ کو قدم بوسی کی اجازت نہ مل سکے گی' تو اس قدر بے تابی ہوتی ہے کہ میں ضبط نہیں کر سکتا۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت وحی نازل ہوئی:

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ذلک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما

"جو لوگ اللہ و رسول کی فرمانبرداری کریں گے' اللہ ان کا حشر نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور صالحین کے ساتھ کرے گا...... اور اللہ نے ان پر اپنی نعمتیں نازل فرمائی ہیں' اور یہ لوگ بہت ہی اچھے ساتھی اور دوست ہیں...... یہ محض اللہ کا فضل ہے اور اللہ کو ہر چیز کا کافی علم ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت اس شخص کو جواب میں سنا دی۔

بغوی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے...... ان کی حالت یہ تھی کہ محبت رسول میں دیوانے اور مجنون ہو گئے تھے اور اللہ کے رسول کو دیکھے بغیر انہیں چین نہیں آتا تھا...... ایک بار وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پریشان اور چہرے کا رنگ بدلنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا:

''سرکار! مجھے حضور کی محبت کے سوا اور کوئی مرض نہیں' جب تک حضور کو دیکھ نہیں لیتا' چین نہیں پڑتا...... اس وقت اچانک آخرت کے زمانے کا خیال آ گیا' اس وقت سے مجھے یہ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ شاید میں وہاں حضور کو نہ دیکھ سکوں۔ اس لئے کہ آپ نبیوں کے ساتھ ہوں گے اور میں اگر جنت میں داخل بھی کیا گیا تو میری جگہ ادنیٰ درجے میں ہو گی۔''......

بغوی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی...... اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ایک شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا کہ پلک نہیں جھپکتی تھی...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس کا سبب پوچھا' اس نے جواب دیا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان! جب تک حضور کو دیکھتا رہتا ہوں' سکون رہتا ہے۔ مگر نہیں معلوم کہ قیامت میں جب حضور فردوس بریں میں اعلیٰ مقامات پر جلوہ افروز ہوں گے میں آپ کو کیوں کر دیکھ سکوں گا۔''

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضور ﷺ کے لئے صحابہ کرام کی بے تابی:

روایتوں میں آتا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حالت ایسی تھی کہ اگر ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آ جاتا تو وہ حضور کے دیکھنے کے لئے بے تاب ہو جاتے اور اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کل چیزوں کو ان کے مقابلے میں چھوڑ دیتے...... ان لوگوں کو اس حالت میں ایک عجیب قسم کا ذوق اور ایک نہایت لطف ووجدان حاصل ہوتا تھا۔ جو محض اللہ کے فضل سے انہی لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ یہ سب معرفت کے ثمرات ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بڑھ کر یہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئے اور نہ ہی حاصل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ اس میں اکمل اور نکات معرفت میں اعلم اور دانا تر ہیں۔

جلوۂ جاناں پر آنکھیں قربان:

عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیوانہ تھے...... ایک روز ان کے بیٹے ان کے پاس آئے اور کہا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم سے رحلت فرمائی...... حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن

کر بے تاب ہو گئے اور اللہ کے حضور التجا کی:

''اے مولیٰ کریم! میری آنکھوں کو نابینا کر دے۔ کیونکہ جن آنکھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ دیکھا ہے اب آپ کے بعد کوئی چیز نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ رب العزت نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی......

باب نمبر۴۲

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل

دوزخ سے بچنے کی تدابیر:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے آتش دوزخ سے بچنے کی امید ہو سکے...... انہوں نے فرمایا:

''ذیل کی یہ پندرہ باتیں اپنے لئے مخصوص کر لو...... جن میں پانچ چیزوں کا تعلق تمہاری زبان سے ہوگا...... اور پانچ چیزیں تمہارے ہاتھ پاؤں کے ساتھ مخصوص ہوں گی...... اور پانچ چیزوں کا مقام تمہارا دل ہوگا...... وہ چیزیں جن کا تعلق تمہاری زبان سے ہے' وہ پانچ کلمے ہیں جن کا ورد تمہیں آتش دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔

☆ سبحان اللہ ☆ والحمد للہ ☆ لا الہ الا اللہ

☆ اللہ اکبر ☆ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

...... وہ پانچ چیزیں جن کا تعلق اعضاء سے ہے' پانچ فرض نمازیں ہیں۔

...... دل کے ساتھ جو امور مخصوص ہیں وہ ہے محبت:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

ساتھ ہی ان سب خلفاء حضرات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ زیادہ ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحی فداہٗ نے دعا مانگی ہے:

اللھم اجعل لابی بکر معی فی الجنة درجة واحدة

یعنی ''اے اللہ! جنت میں میرا اور ابوبکر کا ایک ہی درجہ ہے۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تقویٰ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ یارغار خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا جو رات کے وقت انہیں کھانا پہنچایا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی کہ اس غلام سے دریافت فرمالیا کرتے تھے کہ یہ کیسا کھانا ہے؟...... اور یہ کہ وجہ حلال سے حاصل ہوا ہے یہ وجہ حرام سے...... جب اطمینان ہو جاتا تو تناول فرماتے۔

ایک دن وہ کھانا لے کر حاضر ہوا تو آپ نے اتفاقاً بلا پوچھے اس کھانے سے ایک لقمہ اٹھا کر تناول فرمالیا...... غلام نے عرض کیا:

''حضور آپ ہمیشہ کھانے سے پہلے اطمینان فرمالیا کرتے تھے' آج آپ نے کیوں دریافت نہیں فرمایا۔''

آپ فوراً چونکے اور کہا:

''افسوس شدت بھوک نے مجھ کو دریافت کرنا بھلا دیا...... اب بتاؤ یہ کیسا کھانا ہے؟''

غلام نے عرض کیا:

''زمانہ جاہلیت میں' میں نے ایک شخص کو جھاڑ پھونک کیا تھا اور اس نے اس کی اجرت کا وعدہ آئندہ زمانے میں کیا تھا۔ آج میں اتفاقاً ادھر سے گزرا تو دیکھا کہ ان کے ہاں کسی کی شادی ہے اور طعام ولیمہ تیار ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے ان کو ان کا وعدہ یاد دلایا تو انہوں نے مجھ کو یہ کھانا دیا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بے چین ہو گئے اور قے کرنے لگے کہ جو لقمہ کھایا تھا' پیٹ سے نکل جائے لیکن وہ لقمہ نہ نکلا۔ آپ کا رنگ اس کوشش اور اس محنت سے بالکل سیاہ ہو گیا...... لوگوں نے جب آپ کے کرب کی یہ حالت دیکھی تو کہا:

''اگر آپ گرم پانی پی لیں تو وہ لقمہ آسانی سے نکل جائے گا۔''

آپ نے فوراً گرم پانی پیا اور قے کرنی شروع کی حتیٰ کہ وہ لقمہ آپ کے معدہ سے خارج ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا:

''آیا آپ نے یہ ساری محنت و مشقت صرف ایک لقمہ کے لئے اٹھائی؟''

آپ نے جواب دیا:

''ہاں! کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ان تمام لوگوں پر جنت حرام کردی ہے جن کی غذا وجہ حلال سے حاصل نہیں ہوتی' اور جو اپنے پیٹ میں حرام بھرتے ہیں۔''

محبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نعمتیں:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں...... حضرت ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے نور سے پیدا کئے گئے ہیں...... اور باقی کل مومنین حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

اگر دنیا کے کل مسلمانوں کا ایمان وزن کیا جائے تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ایمان زیادہ نکلے گا...... اور اگر تمام دنیا والوں اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ایمان کا موازنہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ایمان سے کیا جائے تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ایمان بڑھا رہے گا مگر نبیوں سے کم......

اب اگر کسی کے دل میں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی محبت ہوگی تو اسے اللہ کی طرف سے پانچ نعمتیں حاصل ہوں گی:

☆ دنیاوی ضرورتوں میں وہ کسی کا محتاج نہ ہوگا'
☆ اس کی قبر کشادہ رہے گی'
☆ ایمان کے ساتھ دنیا سے انتقال ہوگا'
☆ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی'
☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار حاصل ہوگا۔''

مقام ومرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

شرح ''فقہ اکبر'' میں ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے۔

''نبیوں اور رسولوں کے بعد آفتاب کی روشن نظر نے اگر کسی کو ذی مرتبہ دیکھا ہے تو وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔''

حضرت ابوبکر جب صدیق اکبر کہلائے :

روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے معراج کا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ جھٹلایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ ''تمہارے ساتھی ایسا کہتے ہیں۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''جو کچھ تم بیان کرتے ہو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تو بے شک سچ ہے۔'' اس کے بعد آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کا قصہ آپ سے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر بات پر کہتے جاتے تھے:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صحیح فرماتے ہیں۔''

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کھڑے ہو کر کہا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔''

اس بناء پر آپ کو صدیق اکبر کا خطاب ملا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت :

تفسیر کبیر میں حمید نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ ''ابوبکر میرے بھائی ہیں اور میں ان کا بھائی ہوں۔ اور

☆ ابوبکر میری امت میں سب سے افضل ہیں'

☆ مجھ کو کسی کے مال سے کوئی نفع نہیں پہنچا سوائے ابوبکر کے مال کے' جو کچھ نفع دیا اس مال نے دیا۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ ابوبکر مجھ سے ہیں اور میں ابوبکر سے ہوں'

☆ ابوبکر دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں'

☆ وھو عتیق فی السماء وعتیق فی الارض[1]

''جس طرح وہ زمین پر آزاد ہیں' اسی طرح آسمان پر بھی آزاد ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اس امت میں سب سے پہلے اللہ کے لئے جو جھگڑیں گے وہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں گے...... اور سب سے پہلے جنت میں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) داخل ہوں گے' ان کے بعد عمر' پھر عثمان' پھر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)...... کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو دوست بنا سکتا تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا دوست اور خلیل بناتا۔''

افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز صحابہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں عراقیوں کی ایک جماعت آئی۔ جو اس غرض سے آئی تھی کہ اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل کا جائزہ لے......

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے پوچھا:

''آج تم میں کون روزے سے ہے؟''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گوشہ چشم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نظر فرمائی۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

''میں آج روزے سے ہوں۔''

☆ پھر پوچھا...... ''آج تم میں سے کون جنازے میں شریک ہوا ہے؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا...... ''میں''

☆ پوچھا گیا ''آج بھوکے کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا...... ''میں نے''

☆ پوچھا گیا ''آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟''

---

[1] ''عتیق'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب مبارک تھا...... اس کے معنی ''آزاد'' ہیں......

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا...... ''میں نے''

☆ پوچھا ''اللہ کے خوف سے کس کی آنکھیں ہمیشہ تر رہتی ہیں؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا...... ''میری''

حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس میں یہ باتیں پائی جائیں گی وہ بے شک جنتی ہے''......

ان عراقیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو حیران رہ گئے اور بآواز بلند پکار اٹھے **لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔**

شانِ چہار یارانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے وزیر ہیں اور میرے قائم مقام ہیں' اور

☆ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری زبان سے بولتے ہیں' اور

☆ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا گوشت وخون میرا گوشت وخون ہے' اور

☆ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے چچازاد اور میرے بھائی اور میرے علم بردار ہیں۔

اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں تمہارے ساتھ اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اول ہوں...... ابوبکر دوم اور عمر سوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)...... اور لوگ ہمارے بعد صف اول پر ہوں گے...... گو میں اولاد آدم (علیہ السلام) میں سب کا سردار ہوں لیکن مجھ کو اس پر فخر نہیں ہے...... ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سردار عرب ہیں اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نوجوانان عرب کے پیش رو ہیں اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے...... میں اسلام کی تلوار ہوں اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مرتدوں کے لئے تلوار کی مانند ہیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک کے ایک بال کی برکت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس ہزار آدمیوں کے ہمراہ طائف کی طرف سفر کیا...... راستے میں ایک قبرستان ملا۔ جہاں آپ ساتھیوں کے ہمراہ کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے ٹھہر گئے۔ گرمی کا زمانہ تھا اور دھوپ کی تیزی مسافروں کو پریشان کئے ہوئے تھی۔ وہاں ٹھہر کر آپ نے جسم سے گرد وغبار دور کیا اور اپنی داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرنے لگے۔ اتفاقاً آپ کی داڑھی سے ایک بال ٹوٹ کر وہاں گر پڑا۔ ایک آواز سنائی دی:

"اس قبرستان میں بہت سے گناہگار لوگ دفن تھے جن پر ہمیشہ عذاب ہوا کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آج سے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی داڑھی سے گرنے والے اس ایک بال کی برکت کی وجہ سے عذاب دور کر دیا ہے' اور اب قیامت تک ان پر عذاب نہ ہو گا۔"

لوگوں کو اس آواز سے بڑا تعجب ہوا کہ اس اثناء میں دوسری بار آواز سنائی دی:

"تم لوگ اس سے کوئی تعجب نہ کرو کیونکہ اگر ساتوں آسمان کے فرشتے اکٹھے ہو کر اس بات کی کوشش کریں کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیکیاں لکھیں' تو قیامت تک وہ ایک صفت بھی نہ مکمل کر سکیں گے۔"

سبحان اللہ! جب آپ کے ایک بال کی یہ برکت ہے تو آپ کے پورے جسم مبارک کی عظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی لاج:

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جنگ بدر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ شہید ہو گئے تھے' مگر اس جنگ میں اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح عطا فرمائی...... میدان جنگ سے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوئے تو مکہ سے لوگ مبارک باد دینے اور اپنے اعزاء واقارب سے جو جنگ میں شریک تھے ملاقات کرنے آئے......

ان لوگوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کے علم بردار کی بیوی بھی تھیں۔ جن کے ساتھ ان کا لڑکا بھی تھا۔ وہ لشکر کے کنارے ٹھہر گئیں اور لڑکے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اپنے باپ کا حال دریافت کر کے آئے...... اس کے باپ یعنی علم بردار اس لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

جب اس لڑکے نے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس خیال سے کہ۔

''اگر میں یہ کہوں گا کہ وہ شہید ہو گئے تو اس کی ماں اور یہ بہت پریشان ہوں گے۔''

آپ نے فرمایا:

''عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پیچھے آتے ہیں ان سے پوچھو''

وہ لڑکا اور اس کی ماں حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس گئے مگر انہوں نے بھی یہی خیال فرمایا اور کہا:

''عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھو وہ میرے پیچھے ہیں۔'' ان دونوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حال دریافت کیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی خیال فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا دل رکھا ہے تو میں انہیں کیوں غمگین کروں...... آپ نے انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا...... وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج دیا کہ۔

''ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھو وہ میرے پیچھے آتے ہیں......''

یہ بے چارے ان کے پاس دوڑے گئے اور ان سے اپنے شوہر کا حال دریافت کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

''وہ میرے پیچھے آتے ہیں......''

وہ خوشی کے مارے شوہر کو دیکھنے کے لئے آگے بڑھیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان کے شوہر علم اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ بہت خوش ہوئیں......لڑکے کو باپ سے ملایا۔ پھر سب مکہ واپس گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ واقعہ سنا تو تعجب فرمایا......

حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تعجب نہ کیجئے۔ کیونکہ جب ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے منہ سے نکلا کہ وہ میرے پیچھے آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے جسم میں روح ڈال دی جائے۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ زندہ نہ کرتا تو ملائکہ اور انسان قیامت تک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کی تصدیق نہ کرتے۔''

فنا فی اللہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مردے کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے تو وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھے..... اگر زور سے ہوا چلے تو وہ ضعف ولاغری کے باعث ہوا کے ساتھ اڑ جائیں گے..... جس وقت وہ اللہ کے حضور نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ستون ہے مگر اس میں گھن لگ گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت:

سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

☆ سب سے پہلے جس نے میرے قول کی تصدیق کی وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

☆ یہ (مردوں میں) سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے'

☆ سب سے پہلے انہوں نے میری شادی کی'

☆ قیامت میں سب سے جس کا حشر میرے ساتھ ہوگا' وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

☆ یہ سب سے پہلے میرے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اڑتیں برس کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے..... آپ کی مدت خلافت تین برس ہے۔

آپ کا وصال پر ملال

آپ نے جمادی الآخر کی تیئسویں شب بمقام مدینہ منورہ مغرب و عشاء کے درمیان وفات پائی..... آپ کے مرض موت اس سانپ کا زہر تھا جس نے ہجرت کے دوران غار ثور میں آپ کو ڈس لیا تھا..... آپ کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی..... جب آپ دفن کئے گئے تو زمین و آسمان کے رہنے والے اور عرش و کرسی ولوح وقلم کے فرشتے رونے لگے۔

شب و روز کے معمولات

☆ آپ سال میں چھ مہینے روزہ رکھتے'

☆ ایک شب و روز میں تین قرآن شریف ختم کرتے'

☆ ہزار رکعت نماز ادا کرتے'

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو بار درود بھیجتے'
☆ آپ نے کبھی کسی سائل کو خالی نہیں لوٹایا'
☆ آپ مغرب کے بعد جو کی ایک خشک روٹی کھایا کرتے'
☆ آپ راتوں کو جاگتے اور نماز میں مشغول رہتے'

باب نمبر ۴۳

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل

قرآن پاک میں ذکر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ مقام و مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے۔

یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین

"اے نبی! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو اللہ کافی ہے اور وہ مومنین جنہوں نے تمہاری اتباع کی، کافی ہیں۔"

یہاں اتباع کرنے والے مومن سے مطلوب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں...... اللہ اکبر! کیا شان فاروقی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تسلی و اطمینان دلا رہا ہے کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ذات والا اس لائق ہے کہ ان پر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھروسہ کریں۔

زمین پر رسول کریم رؤف و رحیم کے دو وزیر:

• شرح "فقہ اکبر" میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے چار یار ہوتے ہیں۔ جن میں سے دو آسمان اور دو زمین سے ہوتے ہیں...... اسی طرح میرے بھی چار وزیر ہیں۔

☆ آسمانی دو وزیر تو جبرائیل و میکائیل (علیہم السلام) ہیں اور

☆ زمین پر دو وزیر ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔"

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاروق اعظم ہوئے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک منافق مسلمان اور ایک

یہودی کا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا...... یہودی نے کہا' چلو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جو وہ فیصلہ کر دیں' وہ ٹھیک ہے...... اس منافق نے کہا کہ نہیں بلکہ کعب بن اشرف کے پاس چلو...... کچھ دیر تک یہی ردو بدل ہوتا رہا۔ آخر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلنے کو راضی ہوئے...... دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا...... منافق اس فیصلے پر راضی نہ ہوا...... یہودی نے کہا کہ چلو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس چلتے ہیں...... وہ دونوں سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے...... یہودی نے کہا کہ اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "اچھا ٹھہرو میں آتا ہوں"...... یہ کہہ کر آپ گھر میں چلے گئے اور ہاتھ میں ننگی تلوار لئے باہر آئے اور ایک ہی وار میں اس منافق کا سر اڑا دیا اور فرمایا:

"جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیصلہ کو نہیں مانتا' اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کرے گی۔"

اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا:

"عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا"

اس دن سے آپ کا لقب مبارک "فاروق" ہو گیا یعنی "حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جلال:

روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غصے میں ہوں' اس وقت ان سے ڈرو...... کیونکہ جس وقت عمر غصہ میں ہوتے ہیں تو اللہ بھی غصہ میں ہوتا ہے۔

آپ کے انوار مثل آفتاب ہیں:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے جس کے دائیں ہاتھ اعمال نامہ دیا جائے گا وہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ) ہوں گے...... آپ کے انوار کی شعاعیں مثل آفتاب کی شعاعوں کے ہیں۔

آپ سے محبت' بخشش کا ذریعہ:

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو امید ہے جس طرح میری امت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے بخش جائے گی' اسی طرح ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ محبت رکھنے سے بخشی جائے گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحمل:

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو نشہ میں دیکھ کر اسے درے مارنا چاہے کہ اس شخص نے آپ کو گالی دی...... گالی سن کر آپ نے اسے چھوڑ دیا لوگوں نے کہا:

''امیر المومنین! جب اس نے آپ کو گالی دی تو آپ نے اسے چھوڑ دیا' اس کی کیا وجہ ہے؟''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''جب اس نے مجھے گالی دی تو میں نے اسے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ اس سے مجھے بے حد غصہ معلوم ہوا...... میں نے خیال کیا کہ اگر اسے سزا دوں تو یہ میرے ذاتی غصہ کی وجہ سے ہو گی...... اور مجھے یہ برا لگتا ہے کہ اپنے نفس کے لئے کسی کو سزا دوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا کہ وہ مکہ معظمہ کے میدانوں میں دوڑتے پھرتے ہیں اور ان کے شانے پر ایک کمبل پڑا ہوا ہے...... میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو فرمانے لگے:

''صدقے کا ایک اونٹ کھو گیا ہے' اسے ڈھونڈ رہا ہوں''

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا:

''اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے خلیفوں کو ذلیل کر دیا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''اے ابو الحسن! مجھے ملامت نہ کرو۔ کیونکہ قسم ہے اس خدا کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔ اگر ایک بکری دریائے فرات کے کنارے چلی جائے تو اس کی وجہ سے بھی قیامت میں مجھ سے باز پرس ہو گی۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے والی کا جرم ہے''

اور فاسق مسلمانوں کے امور کی نگہداشت نہیں کر سکتا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گشت کے لئے نکلے۔ آپ کا گزر ایک قافلہ پر ہوا جو اسی دن مدینہ منورہ میں آ کر اترا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف ہوا کہ کہیں چور ان لوگوں کا مال نہ لوٹ لے جائیں اور ان کو خبر نہ ہو...... آپ اسی وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ کو ایسے بے وقت دیکھ کر پوچھا' کہ کیا حال ہے؟...... آپ نے کہا:

"مدینہ میں ایک قافلہ اترا ہے' چلو ہم دونوں آج رات وہاں حفاظت کریں' یہ نہ ہو کہ وہ سوتے رہیں اور چور ان کا مال لوٹ کر لے جائیں۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دونوں گئے اور رات بھر ان کے قریب بیٹھے جاگتے رہے...... جب صبح کی سپیدی ظاہر ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قافلہ والوں کو نماز کے لئے جگایا اور آواز دی......"یا اھل الرفقه الصلوٰۃ الصلوٰۃ"

فضیلت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سب سے

☆ سب سے پہلے جس نے منبر پر خطبہ بیان کیا وہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔
☆ اسلام درۂ فاروقی سے زیادہ طاقت والا ہے'
☆ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسلام کا مقام ان کا دل ہے'
☆ حوض کوثر پر سب سے پہلے جو جام کوثر میرے ہاتھوں پئے گا وہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔
☆ ملک داری اور اطمینان عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زبان پر رائج ہیں۔
☆ شیطان عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سایہ سے بھاگتا ہے۔
☆ ایک بار حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا' اے عمر تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔
☆ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتے۔

جب آپ اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر اٹھائیس برس کی تھی...... آپ کی خلافت کا زمانہ دس برس ہے...... آپ نے تریسٹھ برس کی عمر پائی۔

آپ کا لقب مبارک ''ناطق بالحق والصواب'' ہے...... یعنی حق اور ٹھیک باتوں کے سوا آپ کی زبان سے دوسرا کلمہ نہیں نکلتا تھا' اسی وجہ سے لوگ آپ کو''حق اور صحیح باتیں بولنے والے'' کہنے لگے تھے۔

آپ کی رحلت:

چہار شنبہ کے دن جب کہ آپ مسجد میں فجر کی نماز ادا فرما رہے تھے' ابو اللولو نے آپ کو نیزہ مارا...... جمعہ یکم مارچ کو اس مرض الموت میں آپ نے رحلت فرمائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکسار:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بار حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا:

''اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر تم کل قیامت کے دن اللہ سے ملنا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو منکسر المزاج بناؤ...... کرتا ایسا پہنو جس میں پیوند لگے ہوں...... اپنی جوتیاں اپنے ہاتھوں سے سیو...... بادشاہت کے ہتھکنڈوں سے بچو......''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خود حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ حالت تھی کہ آپ اپنی خلافت کے زمانہ میں جو کرتا پہنتے تھے اس میں بائیس پیوند لگے تھے اور اس سے آپ کو کوئی جھجک نہیں تھی بلکہ اسی حالت میں اور اسی لباس میں آپ منبر پر خطبہ دیا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ:

جب فتح قادسیہ کا مال غنیمت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آیا تو آپ اس کو دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

''یا امیر المومنین! آج تو خوشی کا موقع ہے آپ کیوں رو رہے ہیں؟''

آپ نے جواب دیا:

''ہاں! آج خوشی کا موقع ضرور ہے مگر مجھ کو یہ خیال آتا ہے کہ جس جس قوم کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا فرمائی' کچھ ہی دنوں میں ان لوگوں میں بغض و عداوت پیدا ہو گئے۔''

آپ کے تقویٰ کی حالت یہ تھی کہ آپ خاتمہ کے خوف سے ایک طویل عرصہ زمین پر کبھی پہلو لگا کر نہیں سوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مساوات اور فتح بیت المقدس:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار لشکر اسلام کا خط ملا کہ بیت المقدس آپ کے تشریف لائے بغیر فتح نہیں ہوسکتا...... تو آپ فوراً شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک اونٹ اور آپ کا غلام تھا......

راستے میں آپ نے اپنے اور غلام کے درمیان مساوات قائم کر رکھی تھی کہ اونٹ پر کچھ فاصلے تک آپ سوار ہوتے اور غلام پیدل چلتا...... اور کچھ دور تک غلام سوار ہوتا اور آپ پیدل چلتے...... جس وقت آپ شام میں پہنچے تو اتفاق سے اس وقت غلام کے سوار ہونے کی باری تھی اور آپ مہار تھامے پیدل چل رہے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب آپ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ کے استقبال کے لئے دوڑے اور آپ کو اس حال میں دیکھ کر کہا:

''اے امیر المومنین! عمائدین شہر، رؤسا، امراء عنقریب آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ لوگ اس حال میں دیکھیں۔''

آپ نے فرمایا:

''ہماری عزت اور ہماری بزرگی صرف یہی ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عزت بخشی ہے۔ ہم کو دنیاوی عزت کی ضرورت نہیں ...... میرا راستہ چھوڑ دو، میں یونہی شہر میں داخل ہوں گا۔''

روایت ہے کہ آپ اس شہر میں شاہراہ سے گزرے اور لوگ حیرت سے آپ کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرہیزگاری:

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شام سے روغن زیتون بھیجا گیا۔ روغن ایک مٹکے میں بھرا ہوا تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیالے سے نکال نکال کر لوگوں کو تقسیم کر رہے تھے۔ جب سارا روغن تقسیم ہو چکا تو آپ نے وہ پیالہ وہیں رکھ دیا...... اتفاقاً آپ کے صاحبزادے حضرت شعرانی وہیں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے وہ پیالہ اٹھالیا

اور اس میں جو کچھ تیل لگا رہ گیا تھا' اسے پونچھ کر اپنے سر میں لگا لیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''تمہارے بالوں کو مسلمانوں کے مال میں تصرف بے جا کرنے کی بہت حرص ہے۔''

پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر حجام کے پاس لے گئے اور ان کا سر منڈوا دیا اور فرمایا:

''اس سے زیادہ یہ سہل ہے۔''

آپ کا ذریعہ معاش:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ذاتی محنت سے معاش کا بندوبست فرمایا کرتے اور اس کے لئے اپنے سر مبارک پر دودھ اٹھا اٹھا کر گھروں میں پہنچایا کرتے اور اس کی مزدوری سے گزارا کرتے۔ بوجھ اٹھاتے اٹھاتے آپ کے سر مبارک کے بال گر گئے تھے۔

آپ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہار محبت:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضور کے مرض الموت میں عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ حتیٰ کہ میری روح وجسم سے بھی زیادہ۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت نہ ہو۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ عرض کیا:

''حضور! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں کیونکہ آپ کی محبت دین و دنیا میں نجات کا سبب ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم کو میری محبت کے مدارج اب معلوم ہوئے' کیونکہ تمہاری جو محبت میرے ساتھ ہے وہ صرف اعتقاد کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ میری عظمت کی وجہ سے ہے۔''

ذمی کے حقوق کا ذمہ:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ذمی[1] کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کے دروازوں پر بھیک مانگ رہا ہے' اور بڑھاپے کی وجہ سے بے حد کمزور ہے۔ آپ نے فرمایا:
''جب تک جوان تھے' ہم نے تم سے جزیہ[2] لیا۔ لیکن اب تم بوڑھے ہو گئے ہو' اب تمہاری کفالت ہمارے ذمہ ہے۔''
اسکے بعد آپ اسکو اپنے ہمراہ لے گئے اور بیت المال سے اس کا روزینہ مقرر فرما دیا۔

دن معاملات میں' رات عبادات میں:

ایک بار لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:
''آپ کب تک یہ محنت و مشقت اٹھائیں گے کہ دن کو آرام کرتے ہیں نہ رات کو ......دن معاملات میں گزر جاتا ہے اور رات نماز اور قیام میں۔''
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا:
''اگر میں دن میں آرام کروں تو مسلمانوں کے معاملات میں خرابی پڑتی ہے اور اگر رات میں آرام کروں تو خود میرے نفس کے کاموں میں خرابی ہوتی ہے۔ کیونکہ میں اپنے نفس کو قیامت میں اللہ کے روبرو جواب دہی کے لئے تیار کر رہا ہوں۔ اب تمہی بتاؤ کہ کس وقت آرام کروں۔''

آپ کے وصال پر پہاڑوں کا رونا:

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو پہاڑوں سے رونے کی آواز سنی.... لوگوں نے صحابہ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے؟...... انہوں نے جواب دیا:
''یہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا دین و ایمان ہے جوان کے فراق میں گریہ وزاری کر رہا ہے۔''

---

[1] ذمی وہ غیر مسلم جو کہ مسلمانوں کے ملک میں ان کی حفاظت میں زندگی بسر کرے اور جس کی زندگی کے حقوق مسلمانوں کے حقوق کی مانند ہوں۔

[2] وہ محصول جو غیر مسلم اپنی جان و مال کی حفاظت کے بدلے میں مسلمانوں کو دیا کرتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اللہ کا دیدار کرنیوالے:

حضرت ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد سب سے پہلے جس کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا وہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں...... اور سب سے پہلے اللہ کی طرف سے انہیں پر سلام بھیجا جائے گا اور جنت میں سب سے پہلے یہی داخل ہوں گے۔

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیکیاں:

ابو عتبہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میرے بعد سب سے پہلے جسے اسلام میں نیکیوں کا ثواب ملے گا' وہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں...... اگر میں ان کے ثواب کی مقدار بیان کرنا چاہوں کہ کتنا ثواب ملے گا تو اس کی انتہا تک نہ پہنچ سکوں گا......

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء میں ہدایت ہے:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی اقتداء کرو' کیونکہ انہی کی اقتداء سے مومنین ہدایت کو پہنچیں گے۔"

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی بوڑھوں کے سردار:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم لوگ میرے بعد ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی اطاعت کرو۔ کیونکہ جنت میں سوائے انبیاء مرسلین کے' جتنے بوڑھے داخل ہوں گے' یہ دونوں ان کے سردار ہیں۔

پہلوئے رسول کریم ﷺ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو نازل فرمائے گا اور اس دنیا میں اپنی زندگی گزار کر رحلت کریں گے' اس وقت وہ میرے شہر میں میرے پہلو اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں دفن ہوں گے...... مبارک ہے ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے لئے ان کا حشر نبیوں کے درمیان ہوگا...... یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی ہے۔

باب نمبر ۴۴

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

سراپا شرم' پیکر حیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس سے (عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے شرم کرتا ہوں جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں اور جو خود اللہ و رسول سے شرم کرتا ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کا لقب ذوالنورین تھا' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں دے دی تھیں...... جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ اولیٰ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا۔ ان کا بھی انتقال ہوگیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میری کوئی تیسری لڑکی ہوتی تو میں اس کی شادی عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ کرتا۔''

اسی وجہ سے آپ کا لقب مبارک ذوالنورین ہے۔

جانشین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ روانہ کر دیا تھا کہ وہ حضور انور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لوگوں سے بیعت لیں' لیکن خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے ہاں لوگوں سے بیعت لینے لگے...... جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقع آیا تو ارشاد فرمایا:

''چونکہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کام میں مشغول ہیں لہٰذا میرا دوسرا ہاتھ ان کے قائم مقام ہے۔''

یہ فرماتے ہوئے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنا دست مبارک اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا۔

روز قیامت شان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مثل انبیاء اولاد ابراہیم (علیہ السلام) کے سمجھتا ہوں...... کیونکہ میں قیامت میں اپنی امت کے لئے اللہ کے حضور سفارش کروں گا اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اللہ کے حضور میں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ کریم میری امت کے لئے میری شفاعت قبول فرمائے گا۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امن کا سبب:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی ایک تلوار ہے جو اب تک نیام میں ہے۔ لیکن جب عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دنیا سے رحلت فرمائیں گے' اس وقت وہ تلوار کھینچی جائے گی اور پھر قیامت تک وہ نیام میں واپس نہ جائے گی۔''

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی تک تاریخ اسلام میں امن رہے گا' لیکن ان کے وصال سے فساد کی بنیاد پڑ جائے گی اور قیامت تک جھگڑے ہوتے رہیں گے۔

نرم دل عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلام پروری:

ایک دن امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی بات پر اپنے غلام پر سختی فرمائی۔ اس غلام نے ایک ٹھنڈی آہ اس طرح پر کھینچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ بے چین ہو گئے اور غلام سے کہا کہ:

''تمہاری اس آہ نے میرے دل کو تڑپا دیا۔ آؤ اور میرے کان پکڑ کر اسی طرح سختی کرو جس طرح کہ میں نے تمہیں ڈانٹ ڈپٹ کی تھی۔''

غلام نے اس گستاخی سے انکار کیا مگر آپ نے اس پر اصرار فرمایا اور کہا:

''تم میرے غلام ہو' جو کچھ میں تم کو حکم دوں' اس کی بجا آوری تم پر واجب ہے۔''

غلام مجبور ہو گیا اور اس نے آپ کا کان آہستہ سے پکڑ کر دبایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''نہیں زور سے دباؤ۔''

اس نے کچھ اور زور کیا...... آپ نے پھر فرمایا:

''اس سے بھی زیادہ زور کرو۔''

غلام نے عرض کیا:

''میرے آقا! جس طرح آپ قیامت میں بازپرس سے خوف فرما رہے ہیں' اسی طرح مجھ کو بھی ڈر ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور کہا:

''میں نے تجھ کو معاف کیا اور میں تم سے ناخوش نہیں ہوں۔''

اس کے بعد آپ نے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اللھم ارض عنی واعف عنا جمیعا منک بکرمک

''اے اللہ مجھ سے راضی رہ اور محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو معاف فرما۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک بار سخت قحط پڑا۔ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ سے دعا کرنے کے لئے کہا۔ آپ نے فرمایا:

''انشاء اللہ آج اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی فریاد رسی کرے گا۔''

لوگ واپس چلے گئے۔ اسی دن غروب آفتاب سے پہلے ایک قافلہ جس کے مالک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' شام سے آیا۔ جس میں سو اونٹ گندم سے لدے ہوئے تھے۔ لوگ یہ دیکھ کر خوش ہو گئے اور دلال دوڑے کہ اس کا لین دین کیا جائے۔

انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آ کر کہا:

''دس روپے کی گندم دے کے ہم سے گیارہ روپے لیجئے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''تم دس کو صرف گیارہ میں خرید رہے ہو مگر اللہ تعالیٰ مجھ سے ایک کو دس کے بدلے میں اور دس کو نو لاکھ کے بدلے میں خرید رہا ہے...... تم لوگ گواہ رہو کہ یہ کل سامان اور اسباب میں اللہ کی راہ میں دے دوں گا''......

اس کے بعد آپ نے غلاموں کو حکم دیا کہ سب اونٹوں کو آزاد کر دو اور اسباب کے دروازے کھول دو...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ وہ کل مال و اسباب اونٹوں کے ساتھ فقراء کو تقسیم کر دیا گیا......

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شب خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضور جلدی جلدی کسی طرف کو تشریف لے جا رہے ہیں......

انہوں نے عرض کیا:

''آقا! ذرا ٹھہر جائیں کہ میں حضور کی قدم بوسی کروں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابن عباس! مجھ کو مہلت نہیں ہے کیونکہ آج عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے صدقہ کیا ہے جس کو اللہ کریم نے قبول فرما کر اس کے انعام میں ان کی شادی حوروں سے کی ہے اور مجھے شرکت کے لئے طلب فرمایا ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سادہ پوشی:

ابو عبداللہ مغربی سداد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا کہ آپ ایک عربی موٹے کپڑے کی عبا پہنے ہوئے ہیں' جس کی قیمت چار یا پانچ درہم ہو سکتی ہے۔ حالانکہ آپ مالدار تھے۔

آپ کے پاس بہت سی لونڈیاں بھی تھیں مگر معمول یہ تھا کہ رات کو جب غلام اور لونڈیاں سو جاتے اور آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو وضو کے لئے پانی خود لاتے اور فرماتے:

''میں ان کی نیند نہیں خراب کرنا چاہتا کہیں اللہ پاک قیامت میں مجھ سے اس کا

جواب طلب فرمالے۔"

قرآن کریم سے آپ کی محبت:

آپ دو رکعتوں میں پورا قرآن پاک ختم فرماتے تھے...... آپ رات دن قیام میں رہتے' یہاں تک کہ اس کی وجہ سے آپ کے دونوں پاؤں پر ورم آ گیا تھا...... آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ پچاس ہزار بار درود بھیجا کرتے......

آپ قرآن مجید دیکھ کر پڑھا کرتے۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا:

"آپ تو حفاظ قرآن ہیں پھر قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"یہ میرے اللہ کا کلام ہے' اس میں جو کچھ اس کریم نے حکم دیا ہے' میں اس پر غور کیا کرتا ہوں۔"

آپ ہمیشہ روزے رکھتے...... ایک دن رات میں سات سو رکعتیں نماز پڑھتے...... دو قرآن شریف ختم کرتے۔ شب و روز ترتیل قرآن میں' جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا' مشغول رہتے۔

آپ کے طفیل قبر والوں کا عذاب ختم:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات ہزار صحابہ کرام کے ہمراہ مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر ایک مقام پر آپ نے گریہ وزاری کی آواز سنی...... آپ حال دریافت کرنے کے لئے ادھر ادھر آواز تلاش کرنے لگے...... دوران تلاش ایک قبرستان دکھائی دیا...... آپ اس طرف چل دیئے اور قبرستان میں کھڑے ہو کر رونے لگے...... صحابہ نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا:

"اس قبرستان والوں پر اللہ کا عذاب ہو رہا ہے"

صحابہ کرام نے یہ سن کر اس طرف کان لگائے تو انہوں نے یہ آواز سنی۔

"اے عثمان! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم کو امان دو۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ کے حضور ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اللھم ھون عذاب ھذا مکان

یعنی ''اے اللہ! یہاں لوگوں سے عذاب کی سختی دور فرما''
ابھی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک غائبانہ آواز سنائی دی!
''اے عثمان! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے رونے سے آسمانوں کے فرشتے رونے لگے' اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی...... اٹھو اور اپنے قدموں کے نیچے کی خاک ایک مٹھی اٹھا کر ہر قبر پر رکھ دو اور پھر قدرت کا کرشمہ دیکھو۔''

صحابہ کرام یہ سن کر دوڑے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کی خاک اٹھا کر ہر قبر پر ڈال دی حکم الٰہی سے فوراً ہر ایک قبر پر ایک ایک درخت اگ آیا اور ہر شاخ پر پتی اور جڑ فصیح زبان سے بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ رہی تھی...... صحابہ کرام نے تعجب کا اظہار کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ یہ درخت وغیرہ کیسے ہیں؟...... آپ نے جواب دیا:
''اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے واقف ہیں۔''

اچانک ایک آواز آئی:
''اے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ درخت جو تسبیح پڑھ رہے ہیں' یہ اسی خاک سے اگے ہیں جو عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قدموں کے نیچے کی ہے' اور جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان قبر والوں سے عذاب دور فرما دیا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے مصر کو روانہ ہوئے...... کچھ دن مصر میں قیام کے بعد جب آپ مکہ معظمہ کو واپس ہوئے تو راستے میں اسی قبرستان سے گزر ہوا...... دیکھا کہ موسم گرما کے باوجود پھولوں کے پودے اگے ہوئے ہیں اور تسبیح پڑھ رہے ہیں...... آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے اس واقعہ پر حیرت کا اظہار کیا تو ایک آواز آئی:
''اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ سب تمہارے قدموں کی برکت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے عذاب کی سختی اٹھا لی ہے اور اب قبروں والوں پر قیامت تک عذاب نہ ہوگا۔''

خوف خدا سے گریہ وزاری:

روایت ہے کہ ایک بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہو کر اس

قدر روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی لوگوں نے آپ سے کہا:

''دوزخ و جنت کے ذکر پر ہم نے آپ کو کبھی روتے نہیں دیکھا' آج کیا سبب ہے جو آپ اس قدر گریہ وزاری فرما رہے ہیں۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قبر دنیا کی آخری منزل..... اور آخرت کی پہلی منزل ہے۔''

آپ خوف خدا سے اس قدر گریہ وزاری کرتے کہ آپ کا کرتا تر ہو جاتا۔

جنت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن کریم سے محبت دیکھی تو صحابہ سے فرمایا:

''میں نے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا نام ..... جبرائیل (علیہ السلام) کے پروں' ساق عرش اور جنت کے دروازوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے.....

ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے' جنت میں عثمان ابن عفان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے رفیق ہیں۔''

آپ کا وصال:

آپ نے جمعہ کے دن بارہ ذوالحجہ..... اور ایک دوسری روایت کے مطابق اٹھارہ ذی الحجہ کو وفات پائی۔ آپ مروان بن حکم کے اشارے پر شہید کئے گئے..... آپ کی عمر بیاسی برس تھی..... جب آپ شہید کئے گئے تو آپ کے غم میں تین سو برس تک زمین و آسمان روتے رہے۔ آپ کی مدت خلافت بارہ برس ہے..... آپ نے پینتیس سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا۔

آپ کا بلند اخلاق:

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کا مہمان ہوا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال فرمایا اور اس سے خوش اخلاقی کے ساتھ گفتگو کرتے رہے..... اسی دوران شام سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد حاضر ہوا اور ایک خط آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ نے اسے پڑھا اور فوراً دوات منگوا کر اسی وقت اس کا جواب لکھا۔

اتفاقاً چراغ میں تیل کم ہو گیا اور وہ ٹمٹمانے لگا...... اس مہمان نے چاہا کہ چراغ ٹھیک کر دے، مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''کیا تم کو نہیں معلوم کہ میزبان کو مہمان سے اپنا کوئی کام لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔''

اس مہمان نے کہا:

''امیر المومنین! اگر اجازت ہو تو خادم کو بیدار کر دوں۔''

آپ نے فرمایا:

''نہیں، وہ لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے ہیں، انہیں مت جگاؤ۔''

یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے اور چراغ کو درست فرمایا۔ مہمان نے آپ کے ان امور سے تعجب کیا اور کہا:

''اے افضل عرب! باوجود یہ کہ آپ داماد رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، لیکن پھر آپ ہی اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔''

آپ نے فرمایا:

''ہاں! میں خود چراغ میں تیل ڈالوں گا۔''

باب نمبر ۴۵

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

قرآن کریم میں ذکر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

داماد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' زوج فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا' شیر خدا فاتح خیبر' حامل ذوالفقار' خلیفہ چہارم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت و ثناء اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے:

یطعمون الطعام علی حبه مسکیناً ویتیماً و اسیرا

یعنی ''محض اللہ کی محبت کی بناء پر یہ لوگ مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دن میں ستر مرتبہ فرشتوں کے سامنے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ذات پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے لئے مبارکباد ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دین کا ستون ہیں'

☆ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فتنوں کو بند کرنے والے ہیں'

☆ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) منافقوں کے لئے قید خانہ اور'

☆ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں ..... جہاں میں ہوں گا وہ

ہوں گے' اور جہاں وہ وہاں میں۔"

سب سے گراں قدر شخصیت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- ☆ میری امت میں سب سے بہتر ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔
- ☆ سب سے عادل اور معزز عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں'
- ☆ سب سے کریم اور محبوب عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں' اور
- ☆ سب سے عالم' سب سے کریم' سب سے گراں قدر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

جلیل القدر صحابہ کرام کے اوصاف:

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- ☆ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری امت میں سب سے زیادہ نرم دل اور رحیم ہیں'
- ☆ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب سے زیادہ عادل اور بہتر ہیں'
- ☆ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب سے زیادہ حیادار اور کریم ہیں' اور
- ☆ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب سے زیادہ خوبصورت اور عقل مند ہیں'
- ☆ عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب سے زیادہ نیکیاں کرنے والے'
- ☆ ابو ذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب سے زیادہ زاہد اور عبادت گزار'
- ☆ ابو الدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سب سے زیادہ حلیم اور سخی'
- ☆ مجھ سے نزول قرآن میں مقاتلہ کیا جاتا ہے اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تاویل قرآن میں مقاتلہ کیا جائے گا۔

رسول کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل ایک ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- ☆ "اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریات اسی کی پشت میں رکھی ہے لیکن میری ذریات علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پشت میں ہے۔

☆ میں اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک درخت سے ہیں اور باقی اور لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔

ایک اور روایت جو حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا:

☆ اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم اور تم دونوں نے پاک پشتوں سے پاک رحموں میں جگہ لی ہے اور ہم دونوں نے جاہلیت کا فاسد زمانہ نہیں پایا''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی حیثیت:

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں...... جو شخص شہر میں داخل ہونا چاہے اس کو دروازے سے داخل ہونا پڑے گا...... ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی نسبت میں صرف عمدہ قول کہتا ہوں۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے فرمایا:

''اے لوگو! مجھ سے سیکھو اور اس شخص سے، جس نے مجھ سے سیکھا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کے ہزار دروازے سکھلائے...... اور آپ کی برکت اور دعا سے مجھ پر ہر دروازے سے ہزار دروازے منکشف ہو گئے۔''

غلام سے حسن سلوک:

ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرپاس کے دو کرتے چھ درہم میں خریدے۔ اپنے غلام سے کہا کہ ان میں سے ایک لے لو...... جو کرتا اچھا تھا وہ غلام نے لے لیا...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرا کرتا پہن لیا۔ اتفاق سے اس کی آستینیں بڑی تھیں۔ آپ نے چھری منگوا کر دونوں آستینیں چھانٹ دیں اور اسی طرح منبر پر خطبے کے لئے کھڑے ہو گئے...... ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دیکھ رہے تھے کہ آپ کی آستینوں کے پھندنے آپ کی ہتھیلیوں پر لٹک رہے تھے۔

فخر وتکبر سے گریز صفائی قلب کا باعث ہے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کپڑے کا دامن لٹکائے ہوئے ہے...... عرب میں یہ طریقہ تھا کہ جو لوگ اپنے آپ کو عالی مرتبہ اور عالی شان سمجھتے تھے وہ اپنی چادر یا عبا اس قدر لمبی رکھتے تھے کہ زمین پر لوٹتی تھی اور اس پر ان لوگوں کو فخر اور تکبر ہوا کرتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس حالت میں دیکھ کر کہا:

''اے شخص! اپنے کپڑے سمیٹ لے کیونکہ یہ تیری صفائی قلب اور تیرے تقویٰ کے لئے زیادہ مناسب ہے اور اس کے ثواب میں تجھ کو حصہ ملے گا۔''

انتہا کی انکساری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری مصیبتوں کو یاد کر لیا کرے' کیونکہ اس سے زیادہ مصیبتیں نہیں ہو سکتی ہیں۔''

اس فرمان کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ اثر ہوا کہ آپ ہمیشہ ہر مصیبت اور ہر قسم کی تکلیف اور شدت بھوک و پیاس میں صابر رہے...... آپ کی زبان سے شکر کے سوا کبھی کوئی کلمہ نہیں نکلا...... آپ نے کبھی قیمتی کپڑا نہیں پہنا۔

ایک بار آپ بازار گئے۔ آپ کے جسم اطہر پر ایک موٹا میلا کپڑا تھا۔ لوگوں نے آپ سے کہا:

''کیا حرج ہے اگر آپ اس سے اچھا کپڑا پہنیں۔''

آپ نے فرمایا:

''یہ لباس میرے دل کو ہمیشہ عذاب الٰہی سے ڈراتا رہتا ہے اور یہ اللہ کے نیک بندوں کے لباس کی نقل ہے۔ شائد اللہ تعالیٰ محض اس مشابہت کی بناء پر رحم فرما دے۔''

مومنین کو لازم ہے کہ وہ لباس وضع میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کریں' اسی اتباع میں ان کی بھلائی ہے۔

آپ کی نماز سے لگن:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو آپ کا

چہرۂ مبارک متغیر ہو جاتا تھا اور آپ کانپنے لگتے تھے...... لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا:

"اس امانت کی ادائیگی کا وقت ہے جس کو آسمان و زمین او، پہاڑوں نے نہیں لیا لیکن انسان نے اس کا بار اپنے ذمہ لے لیا۔ میں اس بات سے خوف کرتا ہوں کہ آیا میں اس امانت کو اچھی طرح ادا کرسکوں گا یا نہیں۔"

یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

"عرضنا الامامة على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا"

یعنی "اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت آسمانوں، پہاڑوں اور زمین کے سامنے پیش کی، مگر وہ اس کے بار کے متحمل نہ ہو سکے یا کسی وجہ سے اس کے ذمہ دار نہیں ہوئے لیکن انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا، کیونکہ وہ علم نہ رکھتا تھا۔"

تاریکی کے چراغ:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خلفاء واجل صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا:

☆ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسلام کا تاج ہیں،

☆ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسلام کا زیور ہیں،

☆ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تخت اسلام اور

☆ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) طبیب اسلام ہیں،

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ تاج پہنے...... خود کو زیوروں سے آراستہ کرے تخت حکومت پر بیٹھے اور اپنے روحانی امراض کا علاج کرے تو اس کو چاہیے کہ ان لوگوں سے محبت رکھے...... کیونکہ یہ لوگ تاریکی کے چراغ ہیں، یہ بادل کی طرح ہیں کہ بادل جب بھی برسے گا نفع دے گا۔"

مومن اور منافق میں فرق کیسے؟:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

''ابوبکر' عمر' عثمان وعلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی محبت کسی منافق کے دل میں نہیں پیدا ہوسکتی' ان سے صرف مومن اور مسلمان شخص ہی محبت کرسکتا ہے۔''

اس فرمان ذی شان کا دوسرا پہلو یہ ہے۔

کہ جو شخص ان میں سے کسی کے ساتھ بغض یا عداوت رکھے تو وہ ایمان سے خارج ہے...... اللہ اکبر! ان پیاروں کا کیا مرتبہ ہے اور کیا شان ہے!

قیامت کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے اہل وعیال کے ہمراہ سواریوں پر جلوہ افروز میدان حشر میں آئیں گے...... ان کی آمد کا وہ جلال ہوگا کہ اہل قیامت تعجب سے پوچھیں گے۔

''کیا یہ کسی نبی کی سواری ہے؟''

ایک آواز آئے گی:

''یہ کسی نبی کی سواری نہیں ہے بلکہ یہ سواری ہے اللہ کے حبیب علی ابن طالب کی'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے:

آپ کی عمر سات برس تھی جب آپ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے...... بعض روایت میں ہے کہ دس برس کی عمر تھی...... بہرکیف! آپ نے بچپن ہی میں اسلام کی تصدیق کی۔

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیونکر ایمان لائے' اس کی کیفیت ارشاد فرمایئے آپ نے جواب دیا:

''میں جب لڑکا تھا' اسی وقت سے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت اور ایک خاص خصوصیت پیدا ہوگئی تھی...... میں سفر وحضر میں حضور کے ساتھ ہی رہتا تھا ...... حضور ہی میری کفالت اور میری پرورش فرماتے تھے...... میں پہلا مرد ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لایا...... اسی لئے آپ نے اہل بیت کے ساتھ وراثت میں مجھ کو مخصوص کردیا۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر مناقب :

آپ ہمیشہ دو قرآن پاک ختم کرتے۔ پانچ سو نوافل ادا فرماتے' ہر سال حج کی سعادت حاصل کرتے۔ آپ نے پچاس حج کئے جن میں نصف پیدل چل کر کئے...... شب و روز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس ہزار درود شریف بھیجا کرتے۔ کفار کے ساتھ آپ نے تین سو ساٹھ جنگیں لڑیں...... آپ کے ہاتھ پر ہزار لوگوں نے ایمان قبول کیا...... آپ عمر بھر کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

آپ کی رحلت :

آپ نے ۱۹ رمضان المبارک کو جمعہ کے دن انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر تریسٹھ برس ہوئی۔ آپ کو نماز فجر میں عبدالرحمٰن ابن ملجم نے زخمی کیا اور اسی زخم سے آپ نے رحلت فرمائی...... آپ کی وفات کے صدمے سے زمین و آسمان ہل گئے گویا بھونچال آ گیا...... آپ کی مدت خلافت پانچ برس ہے۔

وحی لکھنے کی ذمہ داری :

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے امانت دار سمجھ کر وحی لکھنے کا کام میرے سپرد کر دیا اور مجھے اس منصب پر مخصوص فرما دیا...... اسی وجہ سے مجھے نزول قرآن کی آیت کے بارے میں جو علم ہے وہ اور کسی کو نہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے بھائی :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم میرے بھائی ہو اور میرے لئے تم ایسے ہی ہو جیسے کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون (علیہ السلام) تھے۔ مگر فرق اس قدر ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔"

ہجرت کے وقت نائب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مکہ میں تشریف فرما تھے مکہ کے لوگ آپ کی طرح طرح کی تکلیفیں دیتے۔ مگر چونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد

حضرت ابو طالب زندہ تھے اور وہی قریش کے سردار تھے' اس وجہ سے وہ لوگ ہمیشہ کچھ کرنے سے ڈرتے تھے...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا تو قریش بے خوف ہو گئے اور انہیں موقع مل گیا اور وہ رسول عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے درپے ہوئے۔ ابلیس لعین نے ان کو مشورہ دیا اور نبی پاک کے قتل پر بہت زور دیا...... اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے ارادوں سے آگاہ کر دیا......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہمراہ کسی پہاڑ کے غار کی طرف نکل جانے کا ارادہ فرمایا' ساتھ ہی یہ بھی خیال فرمایا کہ اصحاب میں سے اگر کوئی میری جگہ ٹھہر جائے تو اس سے قریش کو بھی یقین رہے گا کہ میں یہیں موجود ہوں...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال مجھ سے ظاہر فرمایا...... میں فوراً دوڑ کر آپ کے بستر مبارک پر جا کر لیٹ رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

اللھم ارسه بعیناک التی لاتنام واکفه برکنک الذی لایرام

''اے اللہ! ان کو اپنی ان آنکھوں سے جو کبھی نہیں سوتیں' دیکھتا رہ...... اور اپنی اس قوت سے جس کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا' ان کی حفاظت کر۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور مجھ کو دشمنوں سے بچا لیا...... مشرکوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر میں لیٹا ہوا ہوں تو انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ پہلے (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر لیا جائے' پھر ان سے حضرت علی سے کوئی چھیڑ چھاڑ ہو۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں دوڑے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو دشمن سے محفوظ رکھا اور وہ لوگ بھٹکتے ہی رہے۔ ان کے جانے کے بعد میں بستر سے اٹھا اور زمزم سے پانی بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لے کر چلا...... ایک آندھی اٹھی' معلوم ہوتا تھا کہ سارے شہر کو اجاڑ ڈالے گی۔ میں ٹھہر گیا' کچھ دیر بعد میں پھر چلا...... اچانک دوسری آندھی اٹھی' جس کا زور پہلے سے بھی زیادہ تھا' میں پھر ٹھہر گیا۔ جب آندھی

نکل گئی تو میں چلا کہ تیسری آندھی آگئی۔ یوں لگتا تھا جیسے قیامت برپا ہوگئی...... دیر کے بعد جب آندھی کا زور کم ہوا تو میں اس طرف روانہ ہوا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچ کر جب میں نے پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک بوڑھے شخص نے جو نہ جانے کدھر سے نکل آیا تھا' مجھ کو اوپر جانے سے روکا۔ جب اس نے کسی طرح مجھ کو نہ جانے دیا تو میں نے تلوار کھینچی اور اس کی گردن پر ماردی۔ وار پورا پڑا اور اسکا نصف دھڑ مشرق کی طرف اور نصف مغرب کی طرف گر کر رہ گیا...... میں وہاں سے آگے بڑھا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پریشان دیکھ کر حال دریافت فرمایا۔ میں نے شروع سے آخر تک تمام واقعہ بیان کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"پہلی آندھی جبرائیل (علیہ السلام) کی آمد کی تھی جن کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے تھے اور وہ تم کو سلام کہہ گئے ہیں...... دوسری اور تیسری آندھی میکائیل اور اسرافیل (علیہ السلام) کی وجہ سے تھی' جن کے ہمراہ ستر ستر ہزار فرشتے تھے اور انہوں نے بھی تمہیں سلام کیا ہے...... وہ بوڑھا آدمی جو تم کو پہاڑ پر ملا تھا' وہ ابلیس تھا جو تمہیں دھوکا دیتا تھا' اس کا خیال تھا کہ تم خوف کھا جاؤ گے مگر جب تم نے تلوار کھینچی تو وہ بھاگ گیا۔ اب وہ کبھی کسی بت کے پیٹ میں نہ داخل ہوگا۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اونٹ کو پانی پلایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا...... قریش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں زمین و آسمان ایک کئے ہوئے تھے۔ اتفاق سے سراقہ بن اوفیٰ جو ایک نہایت مشہور شہسوار تھا' اس طرف آنکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو سختی کے ساتھ جواب دیا وہ اس انداز پر متعجب ہوا اور کہا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ سخت کلامی کس کے برتے پر؟...... کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں شہسوار عرب سراقہ ابن اوفیٰ ہوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برتے پر' جو زمین والوں میں سب سے قوی تر ہے' اور جبرئیل (علیہ السلام) پر جو اہل آسمان میں سب سے قوی ہے۔''

اللہ کے حبیب' علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی نے ایک بھنا ہوا پرندہ آپ کو ہدیہ بھیجا۔ آپ نے اللہ سے دعا کی:

''اے اللہ! جو تیرا حبیب ہو اس کو بھیج کہ میں اور وہ دونوں ساتھ اس بھنے ہوئے اس پرندے کو کھائیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اتنی دیر کیوں کی؟''...... جواب دیا کہ میں دوبار آیا مگر انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ کو دروازے سے لوٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حرکت گراں گزری اور انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے جو دعا مانگی تھی وہ میں نے سنی تھی اور میں یہ چاہتا تھا کہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آ جائیں اور وہ آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوں۔ کیونکہ وہ میرے عزیز تھے۔''

جب ڈوبا سورج پلٹ آیا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار عصر کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے زانو پر سر رکھ کر سو گئے جب آپ بیدار ہوئے اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ عصر کی نماز پڑھ لی۔ میں نے کہا نہیں۔ ارشاد ہوا ''کیوں''...... میں نے عرض کیا کہ مجھ کو اچھا نہ معلوم ہوا کہ میں حضور کی نیند میں خلل ڈالتا...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔

''اے اللہ! آفتاب کو لوٹا دے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آفتاب پلٹ آیا اور میں نے نماز عصر پڑھ لی۔ جب نماز پڑھ چکا تو اس طرح گر کر غروب ہو گیا جیسے کوئی پانی میں پتھر پھینکے اور وہ ڈوب جائے۔

عراق والے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید:

حضرت امام زہری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اہل عراق کے چالیس ہزار آدمیوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے بیعت کر لی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے' اور حمد و نعت کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! آج شب میں تم سے وہ شخص بچھڑ گیا جس کی مثال پہلے لوگوں میں نہیں مل سکتی اور نہ اب بعد میں آنے والے ان کے برابر ہو سکیں گے......
مرنے کے بعد انہوں نے صرف تین سو درہم ترکہ چھوڑا' جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ غلام خریدا جائے۔''

میدانِ جنگ میں آپ کی جلالت:

ھبیر ابن مریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی جنگ میں بھیجنا ہوتا تھا تو سب کے بعد میں پیچھے سے آپ کو روانہ فرماتے تھے...... اس وقت آپ کی شان یہ ہوا کرتی تھی کہ دائیں جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام جلوس میں ہوتے تھے اور بائیں طرف حضرت میکائیل علیہ السلام آگے حضرت عزرائیل اور پیچھے حضرت اسرافیل علیہ السلام جب تک وہ جنگ فتح نہ ہو جاتی آپ واپس نہ ہوتے تھے۔

آپ کی روح مبارک نے اسی شب میں آسمان کی طرف رحلت کی جس شب میں حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہ السلام کی روح نے رحلت فرمائی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے والے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی تو میں نے آپ کی آنکھیں بند کیں کیونکہ اہل بیت سے تھا...... میں نے ملائکہ کے ساتھ آپ کو غسل دیا۔ میں نے ہی سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز پڑھی اور میں نے ہی آپ کو قبر مبارک میں اتارا...... میں چونکہ دیگر اصحاب میں سب سے زیادہ زاہد تھا' اس وجہ سے آپ نے مجھے ''ابوتراب'' کا خطاب دیا۔

باب نمبر ۴۶

فضائل حضرت امام حسن علیہ السلام

قرآن کریم میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر:

امام برحق' نور نظر رسول کریم علیہ التحیۃ والثناء والتسلیم 'لخت جگر فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً

''اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری نجاست دور کر دے اور تم کو پاک اور مطہر بنادے۔''

شہزادۂ رسول کی عالی ظرفی:

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ بار زہر دیا گیا' لیکن اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا جب چھٹی بار آپ کو زہر کا تلخ جام پلایا گیا تو اس نے آپ کے کلیجے کے ٹکڑے کر دیئے۔ جب نزع کا عالم ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھائی سے پوچھا:

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو کس نے زہر پلایا؟''

امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا:

''ہاں معلوم تو ضرور ہے لیکن میں بتلاؤں گا نہیں''......

امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

''کاش بھائی جان آپ زہر دینے والے کا نام بتلا دیتے' تا کہ خدانخواستہ آپ کے دشمن کو کچھ ضرر پہنچتا تو ہم اس سے انتقام و قصاص لے سکتے۔''

امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا:

''جان برادر! ہم اہل بیت ہیں' ہم کو زیبا نہیں ہے کہ کسی کی غمازی کریں...... اللہ کی عزت و جلال کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قیامت کے دن بخش دیا تو میں اپنے زہر پلا دینے والے کو ساتھ لئے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گا۔''

عورت کو فساد و ہلاکت سے بچانے کی سبیل:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک حسین عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ شرم و حیا کے مارے ٹھٹھک کر کھڑی رہ گئی۔ حضرت امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا:

''اے اللہ کی بندی! مجھ سے تیرا کیا کام ہے؟......''

اس کے منہ سے فقط اتنا ہی نکلا ''بھوک......''

اس سے آگے زبان نے ساتھ نہ دیا...... آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا:

''اس کو سات سو درہم اور بیس بکریاں دے دو......''

غلام کو اس حکم سے تعجب ہوا اور اس نے عرض کی:

''میرے آقا! اس کو صرف چند روٹیوں کی ضرورت ہے' آپ اس کو اس قدر بے حساب و شمار مال عطا فرما رہے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''اے غلام! جب میں نے اس کے حسن کی طرف نظر کی تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ کسی فتنہ و ہلاکت میں نہ گرفتار ہو جائے...... اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اس کو غنی اور مالدار کر دوں۔ تا کہ اس کے بہتر حالات کے باعث کوئی اللہ کا بندہ اس سے خواہش کر کے نکاح کر لے۔''

اللہ کے حضور میں خوف کا عالم:

روایت ہے کہ امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وضو فرماتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا:

''میں بادشاہ جبار کے دربار میں حاضر ہونا چاہتا ہوں' جس کی وجہ سے مجھ پر خوف

غالب آ جاتا ہے۔"

جب آپ مسجد کے دروازے پر حاضر تو عرض کرتے:

"الٰہی! تیرا بندہ تیرے دروازے پر ہے..... اے محسن! تیرے سامنے ایک بدکار حاضر ہوا ہے' تو نے خود یہ حکم دیا ہے کہ وہ گناہگار کو معاف کردے۔ میں گناہگار ہوں اور تو نیکوکار!..... اے کریم! میری بدکاریوں کو اپنے احسانات اور نیکوکاریوں سے بدل دے۔"

پھر آپ مسجد میں داخل ہوتے۔

آپ کے دیگر فضائل و مناقب:

حضرت امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام شب و روز میں تین سو رکعت نفل ادا فرماتے..... آپ ہمیشہ دو قرآن پاک ختم کرتے..... آپ ہر سال حج کرتے۔ آپ نے ۲۵ حج کیے..... آپ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور راتوں کو شب بیداری کرتے..... آپ نے کبھی سیر ہو کر کھانا تناول نہیں فرمایا..... آپ ہمیشہ کسی مہمان کے ساتھ طعام تناول فرماتے' گویا آپ کے دسترخوان پر روزانہ کوئی نہ کوئی مہمان ہوتا..... اپنے کرتے میں پیوند خود لگاتے..... غلام کے ساتھ آٹا بھی گوندھتے اور انہی کو ساتھ بٹھا کر کھانے بھی لگتے..... اپنے جوتے اپنے ہاتھوں سے مرمت فرما لیتے..... خوف خدا سے اس قدر گریہ زاری فرماتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی..... آپ سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے' خواہ آپ کے پاس خرمے کا ایک ٹکڑا بھی کیوں نہ باقی رہ گیا ہوتا..... آپ ہمیشہ باوضو رہتے..... اپنا کپڑا خود دھو لیتے..... روزانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیس ہزار درود شریف بھیجتے..... سینے سے ناف تک آپ کا جسم مبارک بالکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل تھا۔

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آپ سے محبت:

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے بازار میں گشت کر رہا تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اچانک پلٹے اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر پر آ کر تین بار "حسن" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہہ کر آواز دی..... آپ کو کسی نے جواب نہیں دیا۔ آپ واپس تشریف لے آئے اور حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرۂ مبارک میں قیام فرمایا..... اتنے میں حضرت حسن (علیہ الصلوٰۃ والسلام) دوڑتے ہوئے

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آل رسول ﷺ کی حیا:

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے' اور ملاقات کی اجازت چاہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کسی ضرورت میں مصروف تھے' اجازت نہ دی...... اسی دوران حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے تشریف لائے۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا کہ تو آپ واپس تشریف لے گئے...... جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرصت ملی تو انہوں نے غلام سے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندر بلانے کے لئے کہا جب غلام آپ کو بلانے باہر آیا تو آپ کو نہ پایا۔ واپس جا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی وہ چلے گئے ہیں...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر آدمی بھیج کر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور دریافت کیا:

''اے ابن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ واپس کیوں تشریف لے گئے؟''

آپ نے فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ جب آپ نے اپنے بیٹے کو اجازت نہ دی تو شاید مجھے بھی اجازت نہ دیں گے''......

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''آپ اور عبداللہ دونوں برابر تو نہیں......''

آپ کے میلاد کی بشارت:

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کا کوئی جزو گر پڑا ہے...... میں نے یہ خواب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا...... انہوں نے فرمایا:

''انشاء اللہ یہ میرے لئے بہتر ہوگا......''

حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس خواب کا

تذکرہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا تو آپ نے فرمایا۔

''تم نے مبارک خواب دیکھا۔ انشاء اللہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کی پرورش تمہارے ذمہ ہوگی۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا...... اور حضرت حسن (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ولادت ہوئی۔

حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

یحییٰ ابن حسن' جعفر ابن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت حسن (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا ہوئے تو جبرئیل (علیہ السلام) جنت سے حریر کا ایک ٹکڑا لے کر حاضر خدمت ہوئے...... جس پر لکھا تھا:

''ان کا نام حسن ہے''...... (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور جب حضرت امام حسین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ولادت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ ان سے بھی اچھے ہیں۔''

اسی بناء پر آپ کا نام حسین ہوا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کم سنی میں نانا جان سے لاڈ پیار:

عبداللہ ابن مہاد ابن شداد سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس طرف کھیلتے ہوئے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں تشریف لے گئے تو آپ حضور کی پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ رہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں دیر تک اس انتظار میں رہے کہ حسن اتر جائیں...... جب حضرت حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دیر بعد پشت مبارک سے نیچے تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ سے سر اقدس اٹھایا' اور نماز ختم فرمائی...... اصحاب نے یہ حال دریافت فرمایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

''ہمارے ان صاحبزادے نے مجھے اپنی سواری بنایا تھا' انہیں پشت سے اتارنا مجھے اچھا نہ محسوس ہوا...... جب وہ اپنے آپ اترے تو میں نے سجدہ سے سر اٹھایا۔''

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غریب پروری:

ایک بار حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکینوں کی طرف جا نکلے۔ وہ لوگ ایک کمبل کے ٹکڑے پر بیٹھے کھا رہے تھے۔ حضرت امام کو دیکھ کر کھانے کے لئے بلایا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً سواری سے اتر کر شریک ہو گئے اور فرمایا:

انہ لا یحب المستکبرین

"یعنی مغرور اور متکبر لوگوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔"

کھانے کے بعد آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ "میں نے تمہاری دعوت قبول کی' تمہیں بھی چاہیے کہ میری دعوت قبول کرو" وہ لوگ راضی ہو گئے اور آپ کے ہمراہ آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہو گئے...... آپ نے اپنی لونڈی سے کہا کہ "کھانے کے لئے جو کچھ تم نے رکھا ہے' لے آؤ"...... لونڈی نے پنیر پیش کیا۔ وہ سب لوگ کھانے لگے۔ کھانے سے فارغ ہو کر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور ستر ہزار درہم لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے...... وہ لوگ آپ کی اس سخاوت سے بڑے حیران ہوئے اور حیرت زدہ لوٹ گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں آپ سے محبت:

شریک ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"برائے خدا آپ اپنا بطن مبارک کھولئے تا کہ میں اس چیز کو بوسہ دے کر سعادت حاصل کروں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے۔"

آپ نے شکم مبارک سے کپڑا ہٹایا اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ناف کا بوسہ لیا...... شریک کہتے ہیں کہ ناف شرم گاہ میں شامل نہیں ہے کیونکہ اگر ناف شرم گاہ میں سمجھی جاتی تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو کبھی نہ کھولتے[1]

---

[1] حضرت شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ایک شبہ پر مبنی ہے جس میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی علیہ الرحمہا کا اختلاف ہے۔ اصل شبہ یہ ہے کہ "نماز میں اگر شرم گاہ کا کوئی حصہ کھلا رہ جائے گا تو وہ نماز نہ ہو گی اور اس کی قضا لازم ہے"...... اس مسئلہ کی حد بندی یعنی "یعنی شرم گاہ کا شمار کہاں سے کہاں تک ہو گا"...... امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ ہے کہ "ناف کے نیچے سے گھٹنے کی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نبیوں کے جمیع علوم آپ کا ترکہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار خطبہ میں فرمایا:

''جمیع علوم وفضل جو انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوئے تھے وہ سب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی اولاد میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امامت کا قصہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں چھیڑا گیا۔ سب سے پہلے قیس ابن سعد ابن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے بیعت کی اور کہا:

''دست مبارک بڑھائیں تاکہ ہم اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرمان کے مطابق آپ سے بیعت کریں۔ کیونکہ ایسی حالت میں کل شرط اسلام کے ہم پابند ہوسکیں گے۔''

برکات آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت عثمان ابن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے پاس موٹے کپڑے کا ایک کرتا تھا۔ آپ نے وہ کرتا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیا......

اسی دن عصر کے قریب ایک عورت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سوال کیا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا جس کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ اس نے کہا:

''اے رسول کی بیٹی! میرے لڑکے کو کچھ پہننے کو دو''......

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحے سے) پہلی ہڈی تک شرم گاہ ہے''......اور اس کا کوئی حصہ کھلا رہنے سے نماز نہیں ہو گی۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک ناف بھی شرم گاہ میں داخل ہے......ان کے نزدیک اگر ناف کا ایک چوتھائی حصہ نماز میں کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے قول کی تائید کرتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول کے مطابق ناف عورت میں داخل نہیں ہے''......واللہ اعلم بالصواب

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک سے وہ کرتا اتار کر دے دیا...... وہ عورت لے کر چل دی...... اللہ تعالیٰ نے حلہ جنت سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک قمیض بھیجی...... اس کی برکت یہ تھی کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جتنا بڑھتے' وہ قمیض بھی اسی قدر بڑھتی جاتی۔ نہ کبھی میلی ہوتی اور نہ کبھی اس کو دھونے کی ضرورت ہوتی۔ جب عبداللہ ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کرتا بطور ہدیہ ان کو بھیج دیا۔

کمال کے سخی:

حضرت انس' حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دس بیلوں پر مال و اسباب لدوا کر روانہ کیا۔ اس میں ہر قسم کے کپڑے' درہم اور دینار بھرے ہوئے تھے۔ جب وہ مال پہنچا تو آپ نے مکہ کے غریبوں اور فقیروں کو بلا کر سب تقسیم فرما دیا......

مغرب کے وقت آپ گھر تشریف لے گئے اور لونڈی سے روزہ افطار کرنے کے لئے کچھ طلب فرمایا۔ لونڈی نے جو کی روٹی سامنے لا کر رکھ دی۔ لونڈی نے جب دیکھا کہ آپ وہی خشک روٹی کھانے لگے ہیں تو عرض کیا:

''اے امام! آپ نے آج کچھ درہم و دینار مجھے کیوں نہ دیئے کہ میں گوشت خرید لاتی۔''

آپ نے فرمایا:

''مجھ پر خفا نہ ہو' اگر تم مجھ سے مانگتیں تو میں تمہیں دیتا۔''

سخی گھرانے والے:

ایک دن مغرب کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے کہ ایک فقیرنی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے جسم پر سوائے ناف سے گھٹنوں تک کچھ کپڑا نہ تھا۔ اس نے آپ سے کپڑا طلب کیا۔ آپ کے پاس صرف ایک چادر تھی۔ جس کا نصف آپ بچھاتے اور نصف اوڑھتے آپ نے اس میں نصف چادر پھاڑ کر اس عورت کے حوالے کر دی...... حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس تشریف فرما تھے'

کہنے لگے:

"چچا جان! آپ نے فقیرنی کو کچھ اچھی چیز نہیں دی بھلا آپ نے کبھی یہ دیکھا ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے سامنے ایسے ردی تحفے پیش کرے۔"

آپ نے یہ سن کر فوراً اس فقیرنی کو بلایا اور چادر کا دوسرا ٹکڑا بھی دے دیا اور اپنے بھتیجے کو گلے سے لگا کر سر آنکھوں پر بوسہ دیا...... پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ کا شکر ادا کیا اور دعا کی کہ "اے اللہ! اس لڑکے کو برکت عطا فرما۔"

باب نمبر ۴۷

فضائل حضرت امام حسین علیہ السلام

قرآن کریم میں ذکر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سید الشہداء، مظلوم کربلا، نور چشم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام الثقلین حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے:

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المؤدۃ فی القربیٰ ومن یقترن حسنۃ نزولہ فیھا حسنا ان اللہ غفوراً شکوراO

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کہ میں اس پر تم سے کچھ مزدوری اور اجرت نہیں طلب کرتا صرف یہ خواہش ہے کہ تم لوگ اپنے عزیزوں اور قریبوں سے دوستی کا برتاؤ کرو — جو شخص نیکی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نیکی بڑھا دیتے ہیں...... بے شک اللہ بخشنے والا ہے اور شکر قبول کر کے اس کا اجر دینے والا ہے۔"

اوصاف کی مناسبت سے علم برداری:

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن،

☆ علم صدق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور جتنے صدیق ہوں گے اسی کے نیچے ٹھہریں گے۔

☆ علم عدل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نصب کیا جائے گا اور کل عادل اس کے پاس ہوں گے، اسی کے نیچے ٹھہریں گے۔

☆ علم سخاوت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے، جس کے نیچے کل سخی ہوں

گے۔

☆ علم صبر و شجاعت شیر خدا حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔

☆ علم فقہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔

☆ علم فقر حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔

☆ علم قرات حضرت ابن کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔

☆ علم مظلومیت اور لواء شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے۔

یوں ہر گروہ اپنے اپنے وصف کے مطابق اپنے اپنے سردار اور امام کے جھنڈے کے نیچے قیامت کے دن جمع ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

یوم تدعوا کل اناس باما مھم

''جس دن کہ ہم بلائیں گے ہر شخص کو اس کے امام اور اس کے سردار کے ساتھ۔''

آپ کے حسنِ اخلاق سے گستاخ ایمان لایا:

ایک دن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چار سو صحابہ کے ہمراہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے سر مبارک پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ تھا' اور آپ کی کمر میں آپ کے برادر معظم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار تھی۔ آپ ان لوگوں کے درمیان اس طرح دکھائی دیتے تھے جیسے ستاروں میں چاند...... ایک اعرابی حاضر ہوا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں؟...... معلوم ہوا کہ سید الثقلین حضرت امام حسین ابن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ اس اعرابی نے کہا کہ آپ ''ابی طالب کے پوتے ہیں''...... آپ نے فرمایا ''ہاں''...... اس اعرابی نے کہا:

''آپ کے والد علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک ظالم شخص تھے۔ (نعوذ باللہ) جنہوں نے اس قدر فتنہ و فساد برپا کر دیا۔''

حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ گستاخانہ کلمات سن کر طیش آ گیا اور انہوں نے چاہا کہ اس اعرابی کی گردن اڑا دیں۔ مگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ''جانے دو''...... پھر آپ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے وجیہہ عرب! تمہیں کیا واقعہ پیش آیا' کیونکہ تمہارے چہرہ پر حزن و ملال کا

رنگ چھایا ہوا ہے...... اگر تم بھوکے ہو تو ہم تمہیں کھلا دیں ...... اگر تم پر کوئی قرض ہو تو ہم تمہاری طرف سے اس کو ادا کر دیں"...... اگر تم سے تمہاری ماں یا بیوی نے جھگڑا کیا ہو تو چلو ہم میل کرا دیں...... اور اگر کوئی اور بات ہو تو بتلاؤ ہم اس کو دفع کریں۔"

اعرابی یہ کریمانہ خلق دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔ تڑپ کر قدموں پر گرا۔ ایمان لایا اور قدموں کو بوسہ دیتے ہوئے اپنی گستاخی اور گناہوں کی معافی چاہی۔

پہاڑوں کی طرح ثابت قدم:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگو! ہم مثل پہاڑ کے ہیں۔ ہواؤں کے جھونکے ہمیں نہیں ہلا سکتے...... سنو! اللہ کے جوار میں تین قسم کے لوگ ہوں گے:

☆ اول وہ شخص جس نے فراغت اور اطمینان کی حالت میں دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ سے دعا مانگی — جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر رکعت کے عوض میں ایک حور عطا فرمائی۔

☆ دوسرے وہ شخص جو فقیر ہے، تنگدست ہے دن بھر حصول رزق کے لئے کسب و مزدوری کرتا ہے اور جو کچھ کماتا ہے وہ اپنے اہل و عیال کے نفقہ میں صرف کر دیتا ہے۔ اس کو قیامت میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

☆ تیسرے وہ شخص جس نے محض اللہ کے لئے دین اسلام قبول کیا اور آخر تک اسی پاک دین پر قائم رہا۔ اس کو اللہ پاک کی طرف سے جنت الماویٰ عطا کی جائے گی۔

پیکرِ لطف و کرم، سراپا عفو و درگزر:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی حالت یہ تھی کہ ہمیشہ تنگدستی اور عسرت میں گزر کرتے تھے اور ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔ آپ بعد عشاء سے صبح تک نماز میں مشغول رہتے...... ایک بار آپ نے روزہ افطار کیا اور اپنے اہل خانہ سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ "افسوس میرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے"۔ آپ نے شکر ادا کیا اور ایک چلو پانی پی کر صبح پھر روزہ رکھ لیا — دوسری شام کو پھر اسی طرح کا واقعہ گزرا اور آپ نے یوں ہی پانی پر بسر کی...... تیسری اور چوتھی شام حتیٰ کہ سات یوم تک متواتر یہی حالت رہی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حالت کی اطلاع ہوئی تو آپ ان کو اپنے گھر لے گئے اور ایک کمرے میں بٹھا کر گھر کے اندر تشریف لے گئے اور بیوی سے دریافت کیا کہ ''کیا کچھ کھانا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ''ہاں''۔ آپ نے فرمایا ''میں باہر چلتا ہوں کھانا جلد بھیج دینا''...... آپ باہر تشریف لے گئے اور لونڈی کھانا لے کر آئی۔ اتفاق سے دسترخوان کے قریب پہنچ کر اس کا پاؤں پھسلا اور شوربے کا کٹورہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گر پڑا...... شوربا گرم تھا' آپ کی پشت مبارک جل گئی۔ آپ نے لونڈی کی طرف گھور کر دیکھا۔ لونڈی کانپ اٹھی اور عرض کیا:

''یا امام الثقلین! اللہ نے جو حکم دیا ہے **والکاظمین الغیظ** (اور وہ لوگ جو غصے کو روکتے ہیں)...... اس پر عمل کیجئے۔''

آپ نے فرمایا:

''میں نے اپنا غصہ ضبط کیا''...... لونڈی نے عرض کیا:

والعافین عن الناس (لوگوں کی خطاؤں اور جرموں کو معاف کرنے والے)

آپ نے فرمایا:

''میں نے معاف کیا''...... لونڈی نے کہا:

واللہ یحب المحسنین (اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

آپ نے فرمایا:

''اللہ تجھے سعادت عطا فرمائے۔ جا میں نے تجھ کو معاف کیا اور محض اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔''

اس کے بعد اس کو دس دینار عطار فرمائے...... وہ لونڈی چلی گئی اور مدینہ میں بود و باش اختیار کی۔ وہیں اس کا انتقال ہوا۔

آپ کے طفیل عذاب ختم ہوا

احمد ابن اسماعیل نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتہ کو نبی کے پاس بھیجا اسے پہنچنے میں دیر ہو گئی...... اللہ تعالیٰ نے اس کے بازو توڑ دیئے اور وہ زمین پر کسی جزیرہ میں رہنے لگا...... جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کا زمانہ قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا:

''تم جا کر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بشارت پہنچاؤ۔''
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اس فرشتے کی طرف سے گزر ہوا جو عذاب الٰہی میں مبتلا تھا......
اس نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا:
''آپ اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کیجئے تا کہ مجھ کو پر د بازو دوبارہ عطا ہوں۔''
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:
''مجھ میں اتنی قدرت نہیں ہے ہاں میں اس وقت جن کی خدمت میں جا رہا ہوں وہ البتہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور وہ سفارش کر سکتے ہیں''......
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ نبوی میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت سنائی' نیز عرض کیا:
''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ایک فرشتہ اس طرح عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔ اس نے آپ سے دعا کے لئے گزارش کی ہے۔''
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے...... اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:
''اس فرشتے سے کہہ دو کہ وہ آ نا چیں کر جب حسین (رضی اللہ تعالیٰ) پیدا ہوں تو ان کے پاس لے جائے اور وہ اس آٹے کو اس کے بازوؤں پر مل دیں۔''
چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو پھر اڑنے کی طاقت عطا فرمائی۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جگر گوشہ رسول کریم ﷺ:

حضرت یعلیٰ ابن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چلے جا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیلتے ہوئے ادھر آ نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ ان کی زنخدان پر رکھا اور دوسرا ان کے سر مبارک پر رکھ کر گود میں اٹھا لیا اور گلے سے لگا کر آپ کے روئے مبارک پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:
''میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہیں...... جو شخص حسین کو دوست رکھتا ہے' اللہ اسے دوست رکھتا ہے۔'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
...... آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی تاریک مکان میں

تشریف رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی جبین مبارک کو اس قدر روشن فرماتے کہ وہ مکان بالکل روشن ہو جاتا۔

کم سنی میں نانا جان سے لاڈ پیار :

ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرے میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ حضرت حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں گئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پشتِ اطہر پر سوار ہو گئے اور دونوں پہلوؤں پر ایڑ لگا کر کہنے لگے "چلو چلو...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سر مبارک سجدے سے اٹھانا چاہا تو آپ کو ہاتھوں سے تھام کر الگ کیا اور پھر قیام فرمایا۔ جب آپ پھر سجدے میں گئے تو پھر یہی واقعہ گزرا۔ حتیٰ کہ آپ نماز سے فارغ ہوئے۔

اتفاقاً وہاں ایک یہودی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا:

"تم لوگ اپنے بچوں کے ساتھ وہ کرتے ہو جو ہم لوگ نہیں کرتے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارے دل ایمان کی روشنی سے محروم ہیں۔ جس کی تاریکی کی وجہ سے تم بچوں سے محبت نہیں کر سکتے۔"

اس یہودی نے کہا:

"اگر یہ بات ہے تو میں ایمان لاتا ہوں۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ایک انداز :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو گود میں لئے ہوئے تھے اور سر اور گالوں پر بوسہ دے رہے تھے

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہونٹوں پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے لعاب نکل کر آ رہا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو چاٹ لیتے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے دوست:

ابراہیم سے بہ سند ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور کی گود میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے تھے۔ اس شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا یہ آپ کے صاحبزادے ہیں... آپ نے ارشاد فرمایا:

"میرے نواسے ہیں۔"

اس نے کہا:

"کیا آپ ان کو دوست رکھتے ہیں؟"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

"مجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی برکت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیلئے:

محمد ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک فرش تھا۔ جس پر سوائے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دوسرا نہ بیٹھتا۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے وہ بچھا دیا جاتا اور ان کے جانے کے بعد اٹھا لیا جاتا۔ اس فرشتے پر ان کے اٹھنے بیٹھنے سے ان کے بازوؤں سے کچھ گر پڑتا۔ اس کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اٹھا لیتیں۔ جب وہ چیز آپ کے پاس کچھ مقدار میں جمع ہو گئی تو آپ نے اس کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعویذ میں رکھ دیا۔

دیگر فضائل ومناقب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاق اس قدر وسیع تھا جس کا شمار نہیں ہو سکتا — آپ اپنے خادم کے ہمراہ آٹا گوندھتے ... خود کھانا پکاتے..... ہمیشہ روزہ رکھتے اور غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر روزہ کھولتے یا مہمانوں کے ساتھ۔ آپ نے کبھی تنہا کھانا تناول نہیں فرمایا۔ آپ شب و روز میں سات سو رکعتیں نماز ادا فرماتے آپ عشاء کی نماز کے بعد صبح تک قیام فرماتے اور عشاء کے اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے اونٹوں کو خود چارہ دیتے... خود ہی بکریوں کا دودھ

نکالتے...... آپ ہر سال حج کو تشریف لے جاتے۔ آپ نے چالیس حج کیے جن میں سے بیس پیدل چل کر ادا کیے...... آپ راتوں میں بہت کم آرام فرماتے...... ہمیشہ مہمانوں کی جستجو میں رہتے — گھر میں جھاڑو خود دیتے...... چراغ روشن فرماتے...... امیر وغریب سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے...... آپ بہت ہی نرم دل اور صاحب حیاء تھے...... تاوقت شہادت ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچاس ہزار بار درود بھیجتے...... آپ نے کبھی کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا۔

باب نمبر ۴۸

فضائل امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

امت کے چراغ:

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر نبوت مجھ کو نہ دی جاتی تو اس کے مستحق نعمان بن ثابت ہوتے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)...... وہ میری امت کے چراغ ہیں...... وہ میری امت کے چراغ ہیں' وہ میری امت کے چراغ ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقویٰ شعاری:

حضرت شفیق ابن ابراہیم بلخی علیہ الرحمہ کتاب ''روضۃ'' میں فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ایک شخص بشیر نامی شریک تجارت تھا...... ایک بار امام علیہ الرحمہ نے اس کے پاس ستر عدد کپڑے روانہ کئے اور لکھا کہ۔

''ایک کپڑے میں کچھ نقص ہے جب اسے فروخت کرو تو خریدار سے وہ عیب ظاہر کر دینا۔''

بشیر نے وہ سارا کپڑا فروخت کیا اور کوفہ لوٹ آیا۔ امام علیہ الرحمہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے اس کپڑے کا عیب خریدار پر ظاہر کر دیا تھا یا نہیں؟...... بشیر نے جواب دیا کہ مجھے بتانا بالکل یاد نہیں رہا۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے اپنے حصہ کی کل رقم تیس ہزار درہم صدقہ کر دی اور فرمایا:

''ایسا مال جس میں شبہ ہو' مجھ کو نہیں چاہیے۔''

قرآن پاک کی قدر و منزلت:

''عمدۃ الاسلام'' میں ہے کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے اپنے صاحبزادہ حماد کو ایک

استاد کے پاس پڑھانے کے لئے بٹھایا۔ جب اس لڑکے نے الحمد ﷲ شروع کیا تو امام علیہ الرحمہ نے استاد کی خدمت میں پانچ سو درہم پیش کئے۔ استاد نے اس کا شکریہ ادا کیا...... امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کو یہ سن کر غصہ معلوم ہوا اور اپنے لڑکے کو ان کے پاس سے اٹھا لیا اور کہا:

''اے شخص تجھ کو قرآن کی قدر و منزلت بالکل معلوم نہیں ہے۔ میرے لئے اب تیری ضرورت نہیں ہے۔''

آپ کی اتباع کرنے والوں کی بخشش ہے:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے جب آخری حج کیا تو خیال کیا کہ شاید اس کے بعد میں کوئی حج نہ کر سکوں...... آپ نے دربان کعبہ سے کہا کہ

''آج کی رات میرے لئے دروازہ کھول دو اور مجھے ایک رات اندر رہنے دو''......

دربان نے کہا:

''گو مجھ کو اجازت نہیں ہے کہ کسی کو رات کے وقت اندر داخل ہونے دوں۔ مگر چونکہ آپ امام زمانہ ہیں' لہٰذا آپ کے لئے دروازہ کھول دوں گا۔''

آپ اندر تشریف لے گئے اور دو ستوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز کی نیت باندھی...... پہلی رکعت میں صرف دائیں پاؤں پر کھڑے ہو کر نصف قرآن پاک ختم کیا اور رکوع و سجود کے بعد دوسری رکعت میں بائیں پاؤں پر کھڑے ہو کر بقیہ نصف قرآن پاک ختم کیا اور سلام پھیر کر بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی:

''یا مولیٰ! تیرے اس ضعیف بندے نے تیری عبادت کا جو حق ہے' اسے ادا نہیں کیا' تو اپنے فضل و کرم سے اس کمی کو معاف کر دے۔''

ایک ندا آئی:

''اے ابو حنیفہ! تم نے عبادت میں خلوص ظاہر کیا اور خدمت اچھی طرح سے بجا لائے۔ میں نے تم کو بخش دیا اور جو تمہاری اتباع کرے گا' اس کو بھی بخشوں گا۔''

ہر وقت علم کی جستجو رکھو:

مفضل نے عاصم سے روایت کی ہے کہ ایک بار امام ابو یوسف جو امام حنیفہ علیہ الرحمہ

کے شاگرد تھے' بیمار ہو گئے۔ امام ابو حنیفہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ:

''تمہارے بعد مجھ کو کسی سے رابطہ شناسائی نہ باقی رہے گا' تمہارے ساتھ بہت سے علم ختم ہو جائیں گے۔''

ابو یوسف علیہ الرحمہ کو جب اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے استاد تمہارے متعلق یہ کہہ گئے ہیں۔ یہ سن کر ابو یوسف کو خود داری سی آ گئی اور مغرور ہو گئے اور امام صاحب کے درس میں جانا چھوڑ دیا۔ خود مجلس درس قائم کر کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر دیا...... جب امام اعظم علیہ الرحمہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ایک شخص کو بلایا اور اس سے کہا کہ ابو یوسف کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو۔

''ایک شخص نے ایک درہم کے عوض اپنا کپڑا ایک دھوبی کو دھونے کے لئے دیا۔ جب وہ شخص اس کے پاس کپڑے لینے گیا تو دھوبی نے انکار کر دیا۔ وہ شخص چلا گیا کچھ دنوں بعد پھر آیا۔ تب دھوبی نے اس کا کپڑا دے دیا۔ کیا اب اس شخص پر اجرت دھلائی دھوبی کو دینا واجب ہو گی یا نہیں...... اگر ابو یوسف کہیں کہ ''اجرت دینا ہو گی'' تو کہنا کہ تم نے غلطی کی اگر کہیں ''نہ دینا ہو گی'' جب بھی یہی کہنا کہ تم نے غلطی کی......

وہ شخص ابو یوسف علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور جیسا امام اعظم علیہ الرحمہ نے اس سے کہا تھا' ویسا ہی ابو یوسف سے کہا...... ابو یوسف علیہ الرحمہ نے پہلے کہا کہ اس کو مزدوری دینا ہو گی...... اس شخص نے کہا کہ تم نے غلطی کی...... ابو یوسف علیہ الرحمہ نے پھر غور کیا اور کہا کہ ''نہیں مزدوری نہ دینا ہو گی'' ...... اس شخص نے پھر یہی کہا کہ تم نے غلطی کی۔

ابو یوسف علیہ الرحمہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں آئے۔ امام علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ شاید تم کو دھوبی والا مسئلہ میرے پاس لایا ہے...... ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا کہ مجھے بتائیں اس کا کیا جواب ہے؟...... امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''اگر دھوبی نے انکار سے پہلے کپڑے دھوئے ہیں تو اس شخص کو مزدوری دینا ہو گی' اور اگر انکار کے بعد دھوئے ہیں تو مزدوری نہ دینا ہو گی کیونکہ وہ دھوبی غاصب ہے۔''

پھر امام علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اب وہ علم سے مستغنی ہو گیا ہے' اس کے حال پر رونا چاہیے اور وہ علم سے کیونکر مستغنی ہو سکتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو باوجود اس کے کہ آپ اعرف العارفین تھے' یہی دعا سکھلائی:

رب زدنی علما...... ''اے اللہ میرے علم میں ترقی فرما''

فقاہتِ حنفی کی اعلیٰ مثال:

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ نے ایک بار محمد بن حسین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی۔ انہوں نے ارشاد فرمایا:

''اے ابو حنیفہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے سنا ہے کہ تم محض اپنے قیاس کی بناء پر مسائل کا اختراع کرتے ہو اور میرے نانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث مبارکہ کی پیروی نہیں کرتے۔''

امام اعظم علیہ الرحمہ نے جواب دیا:

''حضرت میں آپ سے تین مسائل دریافت کرتا ہوں' پہلے ان کے جوابات سے سرفراز فرمائیے:

☆ اوّل یہ کہ نماز کی فرضیت اور شان زیادہ ہے یا روزہ کی...... ارشاد ہوا ''نماز کی'' امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا کہ'' اگر میں قیاس سے مسئلہ کا جواب دیتا تو یہی کہتا کہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو وہ بجائے روزہ قضا کرنے کے' نماز قضا کرے......لیکن میں حسب فرمان یہی کہتا ہوں کہ روزہ کی قضا کرے''۔

☆ دوسرے یہ کہ منی زیادہ ناپاک ہے یا پیشاب...... جواب ملا ''پیشاب''...... امام اعظم علیہ الرحمہ نے کہا کہ اگر میرا جواب دینا قیاس پر مبنی ہوتا تو یہی کہتا کہ ہر شخص ہمیشہ پیشاب کے بعد غسل کیا کرے' حالانکہ ایسا نہیں کہتا ہوں۔

☆ تیسرے یہ کہ عورت زیادہ ضعیف اور عاجز ہے یا مرد...... جواب دیا ''عورت'' امام نے عرض کیا اگر یہ صحیح ہوتا کہ میں قیاس پر ہر مسئلہ کو محمول کیا کرتا ہوں تو یہی کہتا کہ وراثت میں عورت کو مرد سے زیادہ حصہ ملنا چاہیے لیکن میں حکم ربانی کے موافق یہی کہتا ہوں کہ للذکر مثل حظ الانثیین...... '' مرد کا حصہ وراثت میں عورت سے دوگنا ہے''

ہمارے مذہب کی بنیاد چار چیزوں پر ہے:

☆ پہلے کتاب اللہ ☆ دوسرے احادیث نبوی
☆ تیسرے اقوال صحابہ کرام و اجماع امت
اگر ان تینوں میں سے کبھی کوئی بات کسی مسئلہ میں نہیں ملتی تو اس وقت
☆ قیاس اور اجتہاد...... کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"
محمد بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ان کی بہت تعظیم کی اور پھر ان کی نسبت کسی مخالف کے کہنے پر یقین نہیں کیا۔

اگر امام کے قول میں اختلاف محسوس ہوتو:

"روضۃ العلماء" میں منقول ہے کہ ایک بار کسی نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ" اگر تمہارے قول اور کتاب اللہ میں اختلاف ہوتو ہم لوگ کسے اختیار کریں؟...... آپ نے کہا:

"میرا قول چھوڑ دو اور کتاب اللہ جو کہے اس پر عمل کرو......"

پھر پوچھا کہ اگر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معارض ہو...... فرمایا:

"پھر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار کرو۔"

سہ بارہ پوچھا گیا کہ اگر قول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما مختلف ہو آپ کے قول سے تو کسے ترجیح دی جائے گی؟...... آپ نے فرمایا:

"قول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو میرے قول پر ترجیح ہوگی۔"

قاضی کا منصب قبول نہ فرمایا:

خلیفہ وقت نے عہدہ قضا پر مامور کرنے کے لئے آپ کو طلب کیا آپ نے سخت تکلیف کے باوجود بھی ان ذمہ داریوں کو قبول نہ کیا کیونکہ اس میں ظلم وستم مخلوط رہتا ہے ـــــ نہ آپ نے کبھی کسی قاضی کا کوئی تحفہ یا ہدیہ قبول فرمایا...... عہدہ قضا سے انکار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں اس کے قابل نہیں ہوں...... پوچھا "کیوں"...... آپ نے جواب دیا:

"اگر میں سچا ہوں تو قضا کے قابل نہیں ہوں...... اور اگر جھوٹا ہوں تو جھوٹا قاضی نہیں ہوسکتا۔"

غذا و معاملات میں کمال احتیاط:

جب آپ کسی مدیون کے پاس تقاضہ کو تشریف لے جاتے اور دھوپ ہوتی تو اس کی دیوار کے سائے میں نہ ٹھہرتے اور فرماتے۔

"مدیون کی کسی چیز سے نفع اٹھانا سود میں داخل ہے۔"

آپ نے بکری کا گوشت کھانا ترک کر دیا تھا کیونکہ کوفہ میں کسی شخص کی بکری گم ہو گئی تھی اور معلوم نہیں تھا کہ یہ گوشت کسی دوسری بکری کا ہے یا اسی کا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برکت:

روایت ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخر زمانہ پایا تھا۔ جب آپ کی عمر چھوٹی تھی تو آپ کے والد علیہ الرحمہ آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لئے دعائے برکت فرمائی۔

جن صحابہ کرام سے آپ نے حدیث سنی:

یہ صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا شمار تابعین میں ہے حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ نے سات صحابیوں سے حدیث پاک سنی۔ جن میں سے کچھ مرد تھے اور کچھ عورتیں مردوں کے نام یہ ہیں:

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عبداللہ ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عبداللہ ابن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور عورتوں میں حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

تحصیل علم:

آپ نے بہت لوگوں سے تحصیل علم فرمایا...... آپ فقہ میں حماد ابن سلیمان علیہ الرحمہ

سے نسبت رکھتے ہیں اور یہ ابراہیم نخعی کے شاگرد ہیں...... اور انہوں نے علقمہ اور اسود اور قاضی شریح کی شاگردی کی تھی...... اور ان لوگوں نے حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے علم حاصل فرمایا —— اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔

آپ پر تمام رات بیداری کا گمان:

ابو الفضل علیہ الرحمہ کتاب ''روضۃ'' میں فرماتے ہیں کہ امام اعظم رات کے تین حصے کیا کرتے تھے:

- ☆ ایک ثلث پڑھانے کے لئے ☆ ایک ثلث نماز کیلئے
- ☆ اور ایک ثلث سونے کے لئے

ایک بار آپ کا گزر چند لڑکوں کی طرف ہوا۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا:

''یہ شخص رات بھر نہیں سوتا اور ساری رات نماز میں گزار دیتا ہے۔''

حضرت امام علیہ الرحمہ یہ سن کر رو پڑے اور نفس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے نفس! اللہ سے ڈرو...... کیونکہ لوگ تیری نسبت بدگمانی کرتے ہیں۔''

اس کے بعد آپ کبھی رات کو نہیں سوئے۔

عبادات امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ

روایت ہے کہ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی...... آپ نے ایک بار فرمایا کہ جب لوگ کسی عبادت کو مجھ سے منسوب کر کے میری تعریف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے شرم کرتا ہوں کیونکہ وہ مجھ سے نہیں ہوتی ہے۔

آپ ہر سال حج کو تشریف لے جاتے...... آپ نے کل پچپن (۵۵) حج کئے...... ماہ رمضان میں اکسٹھ (۶۱) قرآن پاک ختم کیا کرتے' تیس رات میں اور تیس دن میں اور ایک تراویح میں۔

روایت ہے کہ آپ کے پڑوس میں ایک شخص کی کم سن لڑکی تھی۔ جب آپ رات میں نماز ادا فرماتے تو وہ دیکھتی اور یہ گمان کرتی کہ یہ کوئی درخت ہے جو اس جگہ پر قائم ہے...... جب آپ کا وصال ہوا اور حسب معمول اس لڑکی کو وہ درخت نہ نظر آیا تو اس نے اپنے

باپ سے پوچھا۔ اس کا باپ رو پڑا اور کہا کہ وہ درخت کاٹ ڈالا گیا......لڑکی یہ سن کر بے ہوش ہوگئی۔

ابو حنیفہ علیہ الرحمہ خدا کا نور ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میرے بعد اگر کسی کو معجزات دیکھنے کی خواہش ہو تو وہ کوفہ جائے اور وہاں ابو حنیفہ کو دیکھے...... وہ خدا کا ایک نور ہے' اس کا علم اور اس کی کرامت قیامت تک باقی رہے گی۔''

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لطف وکرم:

حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

''میں آپ کو کہاں پاؤں گا' آپ کا مقام کہاں ہے؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ابو حنیفہ کے علم کے پاس رہتا ہوں۔'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جلالتِ علمی کا اعتراف:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے استاد سے دریافت کیا کہ'' آپ نے ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے ملاقات کی ہے؟''...... انہوں نے کہا:

''ہاں! وہ ایک ایسے شخص تھے کہ تمہارے لکڑی کے اس ستون کو کہیں کہ سونے کا ستون ہے تو اس کو اپنی دلیل سے ثابت کر دیں گے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہارِ فخر:

شرح فقہ اکبر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگرچہ میں دنیا میں سب سے بعد میں ہوں لیکن قیامت میں سب سے آگے رہوں گا میں کہتا ہوں کہ مجھے اس پر فخر نہیں ہے کہ۔

☆ ابراہیم خلیل اللہ ہیں' اور ☆ موسیٰ کلیم اللہ ہیں' اور

☆ آدم صفی اللہ ہیں' اور میں ☆ حبیب اللہ ہوں۔

اور میرے ساتھ قیامت میں ایک حمد کا نشان ہوگا''...... پھر آپ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی طرف اشارہ کیا۔

فقہ میں کمال کیونکر ممکن ہے؟:

روایت ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فقہ میں سارے علماء ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی اولاد کی مثل ہیں۔ اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ فقہ میں کمال حاصل کرے تو فقہ حنفی اور اصحاب ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی اتباع کرے......!

اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے :

غدا مذهب النعمان خير مذاهب   كما لقمرالوضاح خير كواكب

تفقه فى خير القرون مع التقى   نمشر به لاشک خير المشارب

ثلثة الاف والف شيرخه   واصحابه مثل النجوم الثواقب

''دوسرے مذہبوں میں نعمان کا مذہب ایسا ہے جیسے چمکدار ستاروں میں روشن چاند' آپ نے زمانہ خیر القرون[1] میں نیک بزرگوں سے تعلیم فقہ حاصل کی۔ اس میں شک نہیں کہ ان کا مشرب (مسلک) دوسرے مشارب سے بہتر ہے...... ان کے شیخ اور اساتذہ کی تعداد چار ہزار ہے۔ ان کے اصحاب چمکدار ستاروں کی مانند ہیں۔''

امام شافعی اور مقام ابوحنیفہ علیہ الرحمہما:

امام شافعی علیہ الرحمہ سے ایک بار ان کے شاگردوں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے بارے میں پوچھا...... ان کے جواب میں امام شافعی علیہ الرحمہ نے یہ اشعار سنا دیئے:

لقد زان البلاد ومن عليها   امام المسلمين ابو حنيفه

بايات واسناد وفقه   كايات الزبور على الصحيفة

امام صار فى الاسلام نورا   امينا للرسول وللخليفة

---

[1] زمانہ خیر القرون سے اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے۔ ''خیر القرون قرنی ثم مایلونہ'' یعنی سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' پھر اس کے بعد کا' پھر اس کے بعد کا...... یعنی تین مسلسل زمانوں کا ذکر فرمایا...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور...... پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دور اور پھر تابعین عظام کا زمانہ...... امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ تیسرے زمانہ یعنی تابعین میں سے تھے۔

فما للمشرتين له نظرا ولا بالمغربين ولا بكوفة
فلعنة لاهنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفة

''امام ابو حنیفہ نے آیات و اسناد و فقہ کے ذریعے جو زبور کی آیات کی طرح قابل تعظیم اور روشن ہیں' شہروں اور شہر والوں کو زینت بخشی اور اس زینت کو دوبالا کر دیا...... وہ ایسے امام ہیں جن کی وجہ سے اسلام میں نور پیدا ہو گیا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین اور خلیفہ کے نزدیک قابلِ احترام ہیں۔ ان کی مثال کوفہ میں بلکہ ہر جانب سارے عالم میں نہیں مل سکتی...... اس شخص پر ریت کے تمام ذروں کی طرح اللہ کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کرتا ہے۔''

مناجاتِ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ

الٰهی عبدک العاصی اتاکا مقرا بالذنوب وقد دعا کا
فان تغفر فانت لذاک اهل وان تطرد فمن یرحم سواکا
تجاوز عن ضعیف قدعصا کا وجاء ک تائبا یرجو رضا کا
فان بک بامعی مهیمن قد عصا کا فلم یسجد لمعبود سوا کا

'' اے اللہ تیری خدمت میں تیرا ایک گناہگار بندہ حاضر ہوا ہے وہ تجھے پکار رہا ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ گر تو بخشش دے تو یہ تیری عادت ہی ہے اور اگر اسے اپنی درگاہ سے نکال دے تو تیرے سوا اس کا کوئی دستگیر نہیں''۔

هب ان النفس قد بلغت مناها الم تکن المنیة منتهاها
صرفت العمر فی لعب ولهو ناها ثم اها ثم اها
ولم نزد دلیوم الحشر زادا ولم نجمع لیوم الجمع جاها
رفیقک سارنا عتبر اعتبارا وعمرک طارفانتبه انتباها
الٰهی ماعصیتک من عناد ولکن شقوتی بلغت مداها
الهی لا تکلنی الحظ طرف الی نفسی فما دینی هواها
احب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی الصلاحا
الهی قد ارتکبت الخطایا فهب لی توبة قبل المنایا
ندمت ندامة ارجوا البکا ستغفر ذلتی رب البرایا

''مانا کہ نفس اپنی آرزوؤں میں کامیاب ہو گیا' مگر کیا موت اس کی انتہا نہیں ہے؟ میں نے تمام عمر لہو ولعب میں گزار دی' اب افسوس ہے' افسوس' افسوس ہے۔ میں نے حشر کے لئے کوئی توشہ نہیں تیار کیا اور نہ ہی اس دن کے لئے جس میں تمام عالم دوبارہ جمع کیا جائے گا' کوئی مرتبہ حاصل کیا۔ اے دل! تیرے ساتھی جا چکے' اب ہوش میں آ تیری عمر ختم ہونے کے قریب ہے' اب ہی آنکھیں کھول لے......

الٰہی! میں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جو تیری نافرمانی کی' بلکہ میری بدبختی اور میرے دل کی سختی انتہا کو پہنچ گئی...... اے اللہ! مجھ کو ایک لمحہ بھی میرے نفس کے ہاتھ میں سپرد نہ کر۔ اس کی خواہشیں اور آرزوئیں دین کے خلاف ہیں— میں ان میں سے اگرچہ نہیں ہوں لیکن تیرے نیک بندوں سے دوستی رکھتا ہوں (اس خیال سے) کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی نیک کر دے...... اے اللہ! میں نے بہت سے جرم کئے ہیں مجھ کو مرنے سے پہلے اپنی رحمت سے توبہ کی توفیق عطا فرما...... الٰہی! میں بہت شرمندہ ہوں' تجھ سے آس لگائے ہوئے ہوں کہ مولیٰ کریم میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔''

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا مقام ومرتبہ:

اسماعیل ابن ابی رجا علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں نے محمد ابن سواکتہ الحسن علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟''...... کہا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور یہ کہا کہ اگر مجھے تجھ کو بخشنا نہ ہوتا تو یہ علم تیرے سینے میں کبھی نہ جمع کرتا۔''

- ابن ابی رجا کہتے ہیں' میں نے پوچھا ابو یوسف علیہ الرحمہ کہاں ہیں؟...... کہا:

''ان کے اور میرے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان۔''

پھر ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی نسبت پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟...... کہا:

''وہ اعلیٰ علیین میں ہیں' ان کو کیا پوچھتے ہو۔''

آپ کا وصال:

عمدۃ المکارم میں ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سن ۸۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور ستر برس کی عمر پائی...... روایت ہے کہ ابوجعفر نے ایک پیالہ ستو جس میں زہر ملا ہوا تھا' آپ کو

پلوا دیا۔ اور اسی سے آپ نے وفات پائی...... آپ کا وصال ۴ شعبان سن ۱۵۰ ہجری کو ہوا......

فضیلت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ:

روایت ہے کہ جب امام نے وفات پائی اور ان کو غسل دیا جانے لگا تو محمد ابن سماک علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ۔

☆ ان کی پیشانی پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی:

یایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی...... یعنی ''اے وہ! جس کو عمل نیک کے باعث اطمینان حاصل ہے اپنے رب کی طرف ہنسی خوشی چل اور میرے نیک بندوں میں داخل ہو۔''

☆ اور ایک سطر ان کے دائیں ہاتھ پر لکھی تھی:

ادخلوا الجنة لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون...... یعنی ''جنت میں داخل ہو جا' تیرے لئے نہ کچھ خوف اور نہ ہی تم کو کوئی غم ہوگا۔''

☆ ایک سطر ان کے بائیں ہاتھ پر لکھی تھی:

انا لا نضیع اجر من احسن عملاً...... یعنی ''ہم کسی کے اچھے عملوں کو ضائع اور برباد نہیں کرتے۔''

☆ ایک آیت ان کے پیٹ پر لکھی ہوئی تھی:

یبشرهم ربهم برحمته منه...... یعنی ''اللہ کریم ان لوگوں کو اپنی رحمت کی خوش خبری دیتا ہے۔''

جب آپ کو کفن دے کر چلے تو راستے میں آواز سنائی دی:

''اے راتوں کو جاگنے والے اور نمازیں پڑھنے والے...... اے تمام عمر روزہ رکھنے والے! جنت تیرے لائق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو دارالسلام کی طرف بلاتا ہے۔''

پھر جب آپ کو قبر میں رکھا تو یہ آواز سنائی:

''فروحٌ و ریحانٌ و جنة نعیم

یعنی ''رحمت ہے' باغ ہے اور نعمتوں سے بھری ہوئی جنت ہے۔''

باب نمبر ۴۹

جنت' اس کے طبقات و درجات

اہلِ جنت پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل:

آقائے نامدار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت والوں پر جب اللہ تعالیٰ کا نور چمکے گا تو اس سے ان کے قصور اور محل روشن ہو جائیں گے جس طرح کہ آفتاب دنیا والوں کے گھروں کو روشن کر دیتا ہے۔

جب طبقہ ادنیٰ کے رہنے والے اعلیٰ علیین والوں کو دیکھیں گے کہ ان پر نور و جمال اور نعمتیں اس طرح چمک رہی ہیں جیسے ستارے بلکہ ستاروں کے درمیان ماہتاب وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے' ان کی نعمتیں اعلیٰ درجہ کی ہوں گی...... اس وقت طبقہ ادنیٰ کے لوگ کہیں گے:

''بھائیو! تم نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ہم بھی تمہاری ہی طرح نماز پڑھتے تھے' تمہاری طرح روزے رکھتے تھے' پھر تم کو ہم پر یہ فضیلت کیوں ہے؟''

ندا آئے گی:

''یہ صحیح ہے کہ تم ان ہی کی طرح عبادت گزار تھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ:''

☆ جس وقت تمہارے پیٹ بھرے ہوتے تھے' یہ فاقے سے ہوتے تھے' اور

☆ جب تم پانی پیتے تھے' یہ پیاسے رہتے تھے۔

☆ جب تم کپڑے پہنتے تھے تو یہ ننگے رہتے تھے'

☆ یہ لوگ روزے رکھتے تھے' بھوکے پیاسے رہتے تھے'

☆ یہ لوگ محنت کرتے تھے اور تم لوگ مال جمع کرتے تھے'

☆ یہ خرچ کیا کرتے تھے اور تم لوگ بخل کیا کرتے تھے'

☆ یہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور تم لوگ اس کو بھولے رہتے تھے'
☆ یہ روتے تھے جب کہ تم ہنسا کرتے تھے'
☆ یہ راتوں کو قیام کرتے تھے اور تم سوتے رہتے تھے'
☆ یہ لوگ عبادت کرتے اور نمازیں پڑھتے جب کہ تم ہنسی کیا کرتے تھے

یہ وجہ ہے کہ ان کو یہ فضیلت اور یہ درجہ عطا کیا گیا۔

اہلِ جنت کے لئے دیدار الٰہی :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت اہل جنت' جنت میں داخل ہوں گے اس وقت ایک منادی آواز دے گا۔

''اے جنت والو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک وعدہ ہے کیا تم چاہتے ہو کہ وہ وعدہ پورا کیا جائے''......

وہ کہیں گے:

''اب کیا ہے؟ اللہ نے ہمارے گناہ کے بوجھ کو ہلکا کر دیا...... ہمارے چہروں کو روشن کر دیا...... ہمیں دوزخ سے معاف کر کے جنت میں داخل کر دیا...... اب اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو گی؟......''

اچانک پردۂ حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ لوگ اللہ کو دیکھیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

''قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نعمت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہ ہو گی...... للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ'

(جنہوں نے نیک کام کئے' ان لوگوں کیلئے دین و دنیا کی بہتری ہے اور زیادتی)

جنت والوں کا حلیہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

☆ جنتی مردوں کی عمر ۳۳ برس اور جنتی عورتوں کی عمر ۱۶ سال کی ہو گی۔
☆ مردوں کا قد ساٹھ گز کا اور طول بارہ گز کا ہو گا...... عورتوں کا قد تیس گز کا اور طول چھ گز

کا ہو گا۔

☆ مرد بالکل جوان ہوں گے اور ان کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہو گا۔

☆ ہر ایک شخص کے جسم پر ستر خلعتیں ہوں گی' جن میں سے ہر ایک خلعت ستر قسم کے رنگ بدلے گی۔

☆ جسم اس قدر منور ہو گا کہ مردوں کا چہرہ عورتوں کے چہرے اور سینے اور پنڈلیوں میں نظر آئے گا...... اور عورتوں کا چہرہ مردوں کے چہرے اور سینے اور پنڈلی میں نظر آئے گا۔

☆ یہ لوگ نہ کبھی بے ہوش ہوں گے اور نہ کبھی انہیں ناک صاف کرنے کی ضرورت پڑے گی اور تکلیفوں کا کیا ذکر۔

☆ ان کے جسم میں صرف تین جگہ بال ہوں گے سر' ابرو اور پلک...... موئے زہار اور موئے بغل نہ ہوں گے۔

دیدارالٰہی سے حسن میں اضافہ:

روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اے فرشتو! میرے دوستوں کو کھانا کھلاؤ...... فرشتے ان کے لئے:

☆ کھانا لائیں گے جس کے ہر لقمہ کا ذائقہ مختلف ہو گا'

☆ اس کے بعد پانی لائیں گے' جس کا ہر گھونٹ علیحدہ ذائقہ رکھتا ہو گا۔

جب وہ کھانے پینے سے فراغت کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا:

''اے میرے بندو! میں تمہارا رب ہوں۔ میں نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا' اس کو پورا کیا...... اب مانگو جو کچھ تم چاہو''۔

وہ لوگ عرض کریں گے:

''اے رب! ہم صرف تیری رضامندی چاہتے ہیں۔''

تین بار یہی کلمہ کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ جواب دیں گے:

''میں تم سے خوش ہوں۔ میرے پاس اس سے بھی زیادہ نعمت ہے۔ میں تمہیں آج ایک ایسی بزرگی بخشوں گا جو تمام نعمتوں سے افضل ہو گی۔''

پھر اللہ تعالیٰ پردۂ حجاب الگ کر دیں گے۔ وہ لوگ حسب مشیت خداوندی اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کریں گے اور سجدہ میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا:

''اے میرے بندو! اپنے سر اٹھاؤ' یہ عبادت کا دن نہیں ہے۔''

وہ لوگ اس نعمت کے سامنے سب نعمتیں بھول جائیں گے اور خدا کا دیدار ان کے لئے تمام نعمتوں سے افضل ہوگا۔ پھر جب وہ لوگ واپس ہوں گے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلے گی۔ جس کے ساتھ مشک کا ایک ابر ہوگا اور وہ مشک ان لوگوں کے چہروں اور ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں پر برسے گا۔ جب وہ لوگ پھر گھروں میں پہنچیں گے تو بیویوں کو پہلے سے زیادہ حسین وجمیل پائیں گے اور ان کی بیویاں ان سے کہیں گی:

''تم پہلے سے زیادہ حسین وجمیل ہو کر آئے ہو۔''

اہلِ جنت کا رہن سہن:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اہلِ کتاب (یہودی یا عیسائی) میں سے ایک شخص آیا۔ اس نے کہا:

''اے ابا قاسم[1]! کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ اہل جنت' جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر شخص کو کھانے پینے اور جماع کی قوت سو آدمیوں کے برابر دی جائے گی۔''

اس نے کہا:

''جب وہ لوگ کھائیں گے تو ان کو حاجت انسانی ہوگی حالانکہ جنت ایک پاک مقام ہے' اس میں کوئی نجاست نہیں ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''غلاظت کی بجائے ان کے جسم سے ایک طرح کا پسینہ نکلے گا جس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔''

اعمش نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت مبارک

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ میری امت کا سب سے پہلے جو گروہ جنت میں داخل ہو گا' ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی روشن اور دمکتے ہوں گے'

☆ اس کے بعد جو گروہ داخل ہو گا وہ روشن ستاروں کی طرح منور ہوں گے۔اسی طرح مختلف مدارج ہوں گے ...... ان لوگوں کی جنت میں پیشاب و پاخانے کی حاجت نہ ہو گی۔ان کے پلنگ سونے کے ہوں گے اور ان کی انگیٹھیاں موتیوں کی ان پر مشک برستا رہے گا...... وہ سب ایک ہی رنگ میں ہوں گے اور عیسیٰ ابن مریم کی طرح ۳۳ برس کے جوان ہوں گے...... سفید رنگ والے سبز پوش ہوں گے۔جب ان میں سے کسی کے سامنے دسترخوان بچھایا جائے گا تو ایک چڑیا آئے گی اور کہے گی:

''اے خدا کے دوست! میں نے نہر سلسبیل سے پانی پیا ہے اور عرش خداوندی کے نیچے جنت کے میوے کھائے ہیں۔''

پھر وہ چڑیا اس خوان میں گر پڑے گی' اس کا ایک حصہ مطبوخ ہو جائے گا اور دوسرا حصہ بھنا ہوا رہے گا اور وہ جس کی خواہش کریں گے' کھائیں گے۔''

جنت کا نقشہ اور بناوٹ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے؟...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی سے...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ کہا کہ حضور اس کی مفصل کیفیت ارشاد فرمائیں...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جنت کی دیواروں میں ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی ہے اور اس کا گارا مشک کا ہے اور اس کی مٹی زعفران کی ہے...... اس میں کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں...... جو اس میں داخل ہو گا' ہمیشہ عیش کرتا رہے گا...... اس کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہو گی نہ وہ مرے گا۔اس کے کپڑے بوسیدہ نہ ہوں گے اور نہ اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے۔''

مجاہد علیہ الرحمہ نے کہا کہ جنت کی زمین چاندی کی ہے اور اس کی مٹی مشک کی...... اس کے درختوں کی جڑیں سونے و چاندی کی ہیں اور شاخیں موتی اور زبرجد کی...... ہر شخص ان پھلوں کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے توڑ سکے گا...... اور ان کو کوئی تکلیف نہ ہو گی...... پھر انہوں

نے یہ آیت پڑھی:

وذللت قطو فھا تذلیلا (یعنی جنت کے درختوں کے پھل قریب کر دیے گئے ہیں)

اور اس میں چھتیں یاقوت کی ہیں اور دروازے جواہر کے ہیں...... اس میں نہریں ہیں:

☆ نہر محمد ﷺ ☆ نہر کوثر ☆ نہر کافور

☆ نہر تسنیم ☆ نہر سلسبیل ☆ نہر شراب

جن پر مہر خداوندی لگی ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت نہریں ہیں:

☆ پانی کی نہر ☆ دودھ کی نہر ☆ شہد کی نہر

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے:

فیھا انھار من ماء غیر امن وانھار من لبن لم یتغیرطعمه وانھار من خمرلذة للشارین 'وانھار من عسل مصفیٰ

یعنی ''جنت میں پانی کی نہریں ہیں جن کا پانی صاف اور خوش ذائقہ ہے۔ دودھ کی نہریں ہیں' جس کا ذائقہ خراب نہیں ہوتا اور شراب کی نہریں ہیں جس سے پینے والوں کو لذت ملے گی اور خالص شہد کی نہریں ہیں۔''

جنت کا حدود اربعہ:

وہب نے بیان کیا ہے کہ جنت کو اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں پیدا کیا...... اس کا عرض زمین اور آسمان دونوں کے عرض کی طرح ہے اور اس کے طول کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا نہیں کر سکتا۔

جب قیامت کا دن ہوگا اور آسمان و زمین لپیٹ دیے جائیں گے' اس وقت اللہ تعالیٰ جنت کو اتنا وسیع کر دے گا کہ تمام اہل جنت اس میں فراغت کے ساتھ آ سکیں گے...... جنت کے آٹھ درجے ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے تک پانچ سو برس کی راہ ہے۔

جنت کے دروازے:

جنت میں آٹھ دروازے سونے کے ہیں جو جواہرات سے جڑے ہوئے ہیں۔

☆ پہلا دروازہ جس پر کلمہ **اشھد ان لا الٰه الا الله واشھد ان محمدا عبده ورسوله** لکھا ہوا ہے نبیوں' شہیدوں اور سخیوں کا دروازہ ہے۔ یہ لوگ اسی دروازے سے داخل ہوں گے۔

☆ دوسرا دروازہ نمازیوں کا ہے جو نماز کو پوری طرح ادا کرتے تھے اور وضو اچھی طرح سے کرتے تھے۔

☆ تیسرا دروازہ ان زکوۃ دینے والوں کا ہے جن کی غرض صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا تھی۔

☆ چوتھا دروازہ رمضان میں پورے مہینے روزہ رکھنے والوں کا ہے۔

☆ پانچواں دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کریں اور عزیوں اور برادری کی رعایت وقرابت داری کا لحاظ کریں۔

☆ چھٹا دروازہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہیں اور اپنے لونڈی غلاموں کی خطا کو معاف کرتے ہیں۔

☆ ساتواں دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو صدق دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے۔

☆ آٹھواں دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنی آنکھوں کو اجنبی عورتوں کی طرف سے بند رکھتے ہیں۔

جنت کی اقسام:

جنت کی تعداد و اقسام آٹھ ہیں جن کی ساخت اور تقسیم اور درجہ بندی یوں ہے۔

☆ پہلی جنت کا نام دارالخلد ہے۔ وہ چاندی سے بنی ہوئی ہے اس میں عوام الناس رہیں گے۔

☆ دوسری کا نام دارالمقام ہے۔ یہ سونے کی ہے اس میں وہ امراء رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرتے ہیں اور اس میں دوسروں کا بھی حصہ لگاتے ہیں اور بخشش کرتے ہیں۔

☆ تیسری کا نام دارالسلام ہے۔ یہ سرخ یاقوت کی ہے اس میں فقراء صابرین رہیں گے۔

☆ چوتھی جنت عدن ہے یہ سبز زمرد کی ہے۔ اس میں سخی، عادل، نمازی اور زاہد ہوں گے۔

☆ پانچویں دارالقراء ہے۔ یہ سفید موتی کی ہے اس میں وہ حافظ اور موذن رہیں گے

جنہوں نے محض اللہ کے لئے حفظ قرآن کیا ہے اور جنہوں نے صرف اللہ ہی کے لئے بلا اجرت و رضائے امری اذان دی ہے۔

☆ چھٹی جنت نعیم ہے۔ اس میں شہداء اور وہ غلام اور لونڈیاں جن کے مالک ان سے خوش تھے' رہیں گے۔

☆ ساتویں جنت الماویٰ ہے۔ اس میں وہ پرہیزگار لوگ رہیں گے جو راتوں کو نمازیں پڑھتے تھے اور خدا کی یاد کیا کرتے تھے۔ یہ جنت نور کی ہے۔

☆ آٹھویں جنت الفردوس جو جلال خداوندی کے نور سے بنی ہے۔ اس میں انبیاء اور وہ علماء جن کی غرض علم سے دنیا کمانا نہیں ہے' رہیں گے۔

جنت میں رہنے والوں کی شان:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے کہ:

☆ اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں پانچ سو برس تک چلے' جب بھی اس کو نہ قطع کر سکے'

☆ اس میں وہ وہ چیزیں ہیں جن کو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی شخص کا خیال وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔

☆ اس کی ایک انگشت جگہ تمام دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے۔

☆ جو شخص اس میں رہے گا اس کا حسن و جمال ہمیشہ بڑھتا رہے گا' جس طرح دنیا میں عیش و راحت سے بڑھتا رہتا ہے۔

☆ جنت والوں کو ہر روز سات مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

جنت میں سب سے بڑا درخت طوبیٰ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سب سے بڑا درخت طوبیٰ ہے۔

☆ اس کی جڑ موتیوں کی ہے'

☆ اس کا تنا رحمت کا ہے'

☆ اس کی شاخیں زبرجد کی ہیں'

☆ اور اس کے پتے سرخ ریشم کے ہیں'

☆ اس میں ایک لاکھ ستر ہزار شاخیں ہیں اور ہر شاخ ساق عرش سے ملی ہوئی ہے۔

☆ سب سے چھوٹی شاخ کا طول وعرض اس دنیا کی مثل ہے۔

☆ جنت میں کوئی ایسا گھر' کوئی ایسا جھروکہ' کوئی ایسا گنبد اور ایسا حجرہ نہیں ہے جس پر ان میں سے کوئی شاخ سایہ کئے ہوئے نہ ہو۔

☆ اس میں رنگ رنگ کے پھل ہیں جن کو دیکھ کر کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

☆ طوبیٰ کی مثال آفتاب کی طرح ہے' گویا وہ ایک ہے لیکن اس کی شعاعیں ہر درجہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔

☆ اس پر چڑیاں ہیں جب کوئی ان میں سے کسی کو بلائے گا تو وہ اس کے سامنے آ کر گر پڑے گی۔ اس کا نصف حصہ مطبوخ گوشت ہو گا اور نصف بھنا ہوا جس کی خواہش کرے گا کھائے گا...... بعد ازاں وہ چڑیا پھر زندہ ہو کر چلی جائے گی۔

☆ جب ہوا چلے گی تو پتوں کی رگڑ سے ایک ایسی آواز سنائی دے گی کہ اس سے پہلے کسی نے اس سے اچھی آواز نہ سنی ہو گی۔

☆ طوبیٰ ایک ایسا درخت ہے جس میں قسم قسم کی لذتیں ہیں...... اس کی شاخیں کبھی خشک نہیں ہوتی ہیں۔ اس کے پتے اور پھل کبھی نہیں گرتے...... اس کے تنے کبھی معدوم نہیں ہوتے۔

جو شخص اس کا ایک پھل کھالے گا اس کو اس میں سات ہزار ذائقے ملیں گے۔

جنت میں سب سے حسین حور:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں ایک حور ہے جس کا نام لعبہ[1] ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو چار چیزوں سے پیدا کیا ہے:

مشک' زعفران' کافور اور عنبر

اس کا خمیر آب حیات سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ "ہو جا"...... پھر ساری مخلوق اس کے حسن کی عاشق ہو گئی...... وہ اگر دریا میں تھوک دے تو دریا کا پانی شیریں ہو جائے اس کے سینے پر لکھا ہوا ہے۔

"جو شخص میری آرزو کرتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے۔"

---

[1] عربی زبان میں "لعبہ" کے معنی "گڑیا ہے"

حوروں کا حسن و جمال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے۔

☆ حور کا چہرہ چار طرح کا پیدا کیا ہے' سفید' سبز' زرد اور سرخ۔
☆ اس کا بدن' زعفران' مشک کافور اور عنبر سے بنایا گیا ہے۔
☆ اس کے بال لونگ سے بنے ہیں۔[1]
☆ پیروں کی انگلیوں سے گھٹنوں تک کا حصہ جسم زعفران کا ہے'
☆ گھٹنوں سے ہاتھوں تک مشک کا ہے'
☆ ہاتھوں سے گردن تک عنبر کا ہے' اور
☆ گردن سے سر تک کافور کا ہے۔
☆ اس کے سینے پر اس کے شوہر کا نام اور اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہے۔
☆ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ ہے۔
☆ اس کے ہر ہاتھ میں سونے کے دس کنگن ہیں۔
☆ ہر انگلی میں انگوٹھیاں ہیں۔
☆ اس کے پیروں میں جواہر اور موتیوں کی دس جھانجریں ہیں۔
☆ اس کے لباس کا ایک ٹکڑا اگر ظاہر ہو جائے تو پھر دنیا میں آفتاب و ماہتاب کی ضرورت نہ رہے۔
☆ اگر کسی حور کی ہتھیلی کبھی ظاہر ہو جائے تو زمین و آسمان کو روشن کر دے اور پھر دنیا میں تاریکی باقی نہ رہے۔

بلکہ اگر ان کے ناخن کا ایک ٹکڑا دنیا میں گر پڑے تو سارا عالم روشن ہو جائے۔

اہلِ جنت کے خادم:

''عریضہ اللطائف'' میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''ولدان'' اور ''غلمان'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے' وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ اہل جنت کے خادم ہیں......

---

[1] عرب میں لونگ کی خوشبو اسی طرح عمدہ اور پسندیدہ سمجھی جاتی تھی جس طرح کہ دوسری خوشبوئیں...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں عربوں کے مزاج کے مطابق اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے بالوں سے لونگ کی خوشبو آتی ہے۔

ان کا حسن ایسا ہو گا کہ جوان کو دیکھے گا وہ ان پر فریفتہ ہو جائے گا...... ان کا اوپر کا جسم مردوں کی مثل ہو گا مگر نیچے کا جسم عورتوں کی طرح ہو گا تا کہ جب وہ ان کے حرم میں خدمت کے لئے جائیں تو اہل جنت کو غیرت نہ معلوم ہو۔

اہلِ جنت کا استقبال:

حضرت اویس ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ جنت جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو ستر فرشتے ان کا استقبال کریں گے...... جب وہ جنت کے جھروکوں پر نظر کریں گے تو ہر ایک جھروکہ میں حور بیٹھی نظر آئے گی...... جب وہ اپنے خاوندوں کو دیکھیں گی تو اپنے اپنے گھروں سے نکل کر دوڑ کر معانقہ کریں گی اور ہر ایک اپنے خاوند سے کہے گی کہ

"تم میرے حبیب ہو میں تم سے خوش ہوں اور تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گی۔"

پھر وہ ان کے گھر جائے گا جس میں ستر تخت ہوں گے۔ ہر تخت پر ستر مسند و توشک ہوں گی اور ہر توشک پر ایک ایک حور بیٹھی ہوئی نظر آئے گی...... ان کے بال ایسے خوبصورت اور چمکیلے ہوں گے کہ اگر ایک بال زمین پر گر پڑے تو اہلِ زمین کو پھر کبھی روشنی کی حاجت نہ ہو۔

حوروں سے زیادہ مقام والی عورتیں:

روایت ہے کہ دنیا کی بعض عورتیں ایسی ہیں جن کا مرتبہ و مقام حوروں سے بھی زیادہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

انا انشاء ناھن انشآءً فجعلنا ھن ابکارا عرباً اترابا

باب نمبر ۵۰

دوزخ' اس کے طبقات' نفخ صور و پل صراط

اہلِ دوزخ کا حال:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت دوزخی دوزخ کے قریب پہنچیں گے تو اس وقت عذاب کے فرشتے ان کے سامنے آئیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں لوہے کی ہتھوڑیاں ہوں گی...... جب وہ لوگ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے تو اس وقت ان کا کوئی عضو ایسا نہ ہوگا جس پر عذاب نہ ہو...... انہیں

☆ سانپ ڈسیں گے' بچھو کاٹیں گے'

☆ آگ جلائے گی اور

☆ فرشتے ہتھوڑی سے ماریں گے

جب فرشتہ ہتھوڑی سے مارے گا تو اس کی دھمک سے وہ دوزخ کے اندر چلا جائے گا اور پھر چالیس سال بعد جب دوزخ کی لپٹ اٹھے گی تو وہ پھر ابھرے گا...... اس وقت فرشتے اسے دوسری ضرب لگائیں گے جس کے صدمے سے وہ پھر اندر چلا جائے گا...... جب اللہ کی مرضی ہوگی' ان کو اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا...... وہ لوگ دوزخ کے نگران مالک سے عرض کریں گے:

ادعوا ربکم یخفف عنا یوماً من العذاب

یعنی ''تم اپنے رب سے کہو کہ ہم سے ایک دن کا عذاب معاف کر دے''

ان کو چالیس سال تک اس کا کوئی جواب نہ دیا جائے گا...... بعد ازاں ان سے کہا جائے گا:

''تم عذاب ہی میں رہو گے اور تم پر یوں ہی عذاب ہوتا رہے گا۔''
اس وقت وہ اپنے رب کو پکاریں گے:
ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون
یعنی ''اے ہمارے رب! ہم کو اس دوزخ سے نجات دے' اگر ہم پھر ایسے کام کریں تو ہم اپنے آپ پر خود ظلم کرنے والے ہوں گے۔''
پھر ایک زمانہ دراز تک ان کو کوئی جواب نہ دیا جائے گا...... اس کے بعد ان سے کہا جائے گا:
اخسـوا فيها ولا تكلمون...... ''اسی میں رہو اور بات نہ کرو۔''
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
قسم ہے اللہ کی' اس کے بعد ان کے منہ سے کوئی کلمہ نہ نکلے گا اور وہ گدھوں کی طرح چلاتے رہیں گے۔

دوزخیوں کے عذاب میں شدت اور اضافہ:

روایت ہے کہ دوزخ والے ہزار سال تک عذاب کی شدت سے واویلا جزع وفزع کرتے رہیں گے۔ مگر ان کی اس چیخ وپکار سے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی...... اس وقت وہ آپس میں کہیں گے کہ اب اس پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ دنیا میں ہم پر جب کوئی مصیبت آتی تھی اور ہم اس کا پامردی سے مقابلہ کرتے تو آخر کار وہ مصیبت دور ہو جاتی تھی...... یہ مشورہ کر کے وہ لوگ پھر ہزار برس تک بالکل خاموش رہیں گے اور زبان سے کوئی لفظ نہ نکالیں گے۔ مگر پھر بھی ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی...... تب وہ ایک دوسرے سے کہیں گے:
سواء علينا اجزعنا ام صبرنا مالنا من محيص
یعنی ''ہم خواہ صبر کریں یا چیخیں چلائیں' ہمارے لئے دونوں برابر ہیں' ہم کو اس عذاب سے نجات نہیں ہے۔''
پھر وہ ہزار سال تک اللہ تعالیٰ سے کہتے رہیں گے:
''اے اللہ! ہم پیاسے ہیں' ہم پر پانی برسا' تا کہ ہماری پیاس کی حرارت کچھ کم ہو''

اللہ تعالیٰ جبرئیل سے فرمائے گا:
''یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟''...... (گو اللہ تعالیٰ کو ہر ظاہر و غائب کا علم ہے) حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے:
''اے رب! تو دانا و بینا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان پر پانی برسے تا کہ ان کی گرمی کچھ کم ہو۔''
چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سرخ بادل اٹھے گا۔ وہ لوگ خیال کریں گے کہ یہ برسے گا مگر پانی کی بجائے ان پر بچھو برسیں گے۔ یہ بچھو خچر کی قد و قامت کے برابر ہوں گے۔ اگر وہ کسی کو کاٹ لیں تو ان کا زہر ہزار سال تک کم نہ ہو...... وہ پھر ہزار سال تک اللہ کے حضور میں وہی عرض کریں گے:
''اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔''
اس بار ایک سیاہ بادل اٹھے گا جسے دیکھ کر یہ خیال کریں گے کہ یہ بادل ضرور ہم پر پانی برسائے گا۔ مگر یہ بھی محض ان کی خوش فہمی ہو گی اور ان پر پانی کی بجائے کالے سانپ برسیں گے۔ اسی سے متعلق قرآن کریم میں ہے:
زدناهم عذابا فوق العذاب بما كانوا يفسدون
یعنی ''ہم نے ان کا عذاب دن بدن بڑھا دیا' یہ سزا تھی ان کے کفر و عصیان کی۔''
اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ دوزخ کا عذاب چار پانچ ہزار سال تک رہے گا...... العیاذ باللہ! الامان الحفیظ!!

قیامت کیسے برپا ہو گی؟:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا درمیان کا عرصہ چالیس سال کا ہو گا۔ پہلے صور سے تمام مخلوق فنا ہو جائے گی اور دوسرے سے پھر زندہ ہو جائے گی۔
اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو جب پہلا صور پھونکنے کا حکم دیں گے' اس وقت جو حالت ہو گی' اللہ کریم نے اسے خود بیان فرمایا ہے کہ:

ففزع من فی السموات والارض الاماشاء الله وزلزلت الارض، وتذهل کل مرضعۃ ارضعت، وتضع کل ذات حمل حملها، وتری الناس سکاری، وماھم بسکاری ولکن عذاب الله شدید○

یعنی "ڈر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر جس کو اللہ چاہے، اور زمین ہلا دی جائے گی اور دودھ پلانے والیاں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی (یعنی شدت خوف سے انہیں اتنا ہوش نہ رہے گا کہ وہ اپنے بچوں کی خبر لے سکیں) اور مدہوش معلوم ہوں گے ان کی یہ مدہوشی نشہ کی وجہ سے نہ ہو گی بلکہ اللہ کے عذاب سے، جو بہت سخت اور شدید ہے۔"

لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیطان بھاگتے پھریں گے۔ جب تک اللہ کی مرضی ہوگی یہی حالت رہے گی...... پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو موت کا صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔ اس وقت تمام مخلوق مر جائے گی...... پھر ملک الموت سے دریافت کیا جائے گا کہ اب کون باقی رہا۔ وہ جواب دیں گے۔

"جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اور میں...... اور وہ فرشتے جو عرش اٹھائے ہوئے ہیں......"

پھر اللہ تعالیٰ ان کی روح قبض کرنے کا حکم دیں گے...... پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ارشاد ہو گا:

"کیا تم نے میرا یہ فرمان **کل نفس ذائقۃ الموت** نہیں سنا"

حضرت عزرائیل علیہ السلام کی روح دوزخ و جنت کے درمیان نکالی جائے گی...... حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک چیخ ماریں گے اگر باقی مخلوق زندہ ہوتی تو اس چیخ سے سب مر جاتی، اور کہیں گے۔

"اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ روح نکلنے میں اس قدر تکلیف ہوتی ہے تو میں لوگوں کی روح آسانی سے نکالتا۔"

جب کوئی جاندار نہ باقی رہے گا اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

لمن الملک الیوم ......"آج کس کی حکومت ہے؟"

جب کوئی جواب نہ دے گا اس وقت خود ہی ارشاد فرمائے گا:

لله الواحد القهار ......''ایک صاحب جبروت اللہ کی بادشاہی ہے''

پھر حکم باری تعالیٰ ہو گا:

''عرش اٹھانے والے فرشتے زندہ ہوں۔''

وہ فرشتے زندہ ہوں گے جن میں حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی ہوں گے...... وہ اللہ کے حکم سے اپنے منہ سے صور پھونکیں گے...... جس وقت صور پھونکا جائے گا اس وقت اس میں سے روحیں اس کثرت سے نکلیں گی کہ ایسے معلوم ہو گا جیسے شہد کی مکھیاں ہیں۔ جن سے زمین و آسمان پر ہو جائے گا — پھر وہ زمین میں مردوں کے جسموں میں ناک کے راستے سے داخل ہوں گی...... اس وقت زمین پھٹ جائے گی اور مردے ننگے پیر ننگے بدن قبروں سے نکلنا شروع ہوں گے...... اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک پر دو سو اسی فرشتے مقرر فرمائے گا...... اور وہ سب ایک ہی مقام پر ستر سال تک جمع رہیں گے......

آفتاب ایک نیزہ کے فاصلہ پر آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر نہ کریں گے۔ وہ لوگ اس قدر روئیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو خشک ہو جائیں گے اور خون بہنے لگے گا...... آفتاب کی گرمی کی وجہ سے ان کے جسموں سے اس قدر پسینہ نکلے گا کہ کسی کے پیٹ تک پہنچے گا' کسی کی ٹھوڑیوں تک اور کسی کی باچھوں تک...... پھر وہ اسی حالت میں میدان حشر کی طرف بلائے جائیں گے۔

مھطعین الی الداع......یعنی بلانے والے کی آواز پر دوڑے جائیں گے۔

قیامت کے دن نفسا نفسی کا عالم:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا قیامت میں کوئی اپنے عزیز و قریب و دوست کو بھی یاد کرے گا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! مگر تین مقام پر اسے سوائے اپنی ذات کے کسی دوسرے کا خیال نہ ہو گا:

☆ ایک تو جب میزان الٰہی پر اعمال تولے جائیں گے کہ اس وقت یہی دھڑکا ہو گا کہ پتہ نہیں نیکیوں کا پلہ بھاری رہتا ہے یا بدی کا'

☆ دوسرے جب اعمال اڑائے جائیں گے کہ معلوم نہیں وہ دائیں ہاتھ میں آتے ہیں یا بائیں ہاتھ میں'

☆ تیسرے اس وقت جب کہ دوزخ سے ایک گردن ظاہر ہوگی اور وہ کہے گی کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں پر مسلط کیا ہے:

اول مشرکین پر...... دوسرے ظالم اور جبار پر...... تیسرے منکرین قیامت پر' پھر وہ گردن ان تین قسم کے لوگوں کو لپیٹ کر دوزخ میں ڈال دے گی۔

میزانِ عمل پر اعمال نامہ کا حساب:

حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اپنے ایک وعظ میں فرمایا "اے لوگو! قیامت کی فضیحتوں کو یاد کرو۔ جب کہ کل مخلوق میدان حشر میں جمع ہوگی اور لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس وقت پوچھا جائے گا۔

☆ تم نے کیا نیکی بدی کی اور

☆ جب کہ ترازو ساق عرش میں لٹکایا جائے گا' اور

☆ اعمال نامے اڑائے جائیں گے'

☆ ظالموں اور گناہگاروں پر نگران مقرر کیے جائیں گے۔ جو ان کے گزشتہ اعمال کے بارے میں انہیں بتلائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی جائے گی کہ آپ اپنی امت کو حساب کے لئے پیش کریں۔ آپ کا جسم مبارک کانپنے لگے گا۔

☆ تب آپ علماء کا گروہ پیش کریں گے'

پھر وہی آواز دی جائے گی'

☆ تب آپ مطیعون کو پیش کریں گے'

پھر آواز دی جائے گی'

☆ تب آپ حاجیوں کو پیش کریں گے'

اس وقت کہا جائے گا کہ:

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ لوگ کہاں ہیں جو میرے بندوں پر ظلم کرتے تھے' اور زمین پر قتل و خون کیا کرتے تھے...... اور اپنے ماتحتوں پر کچھ رحم نہیں کرتے

تھے...... اور اپنے ماں باپ کو تکلیفیں پہنچاتے تھے...... اور مجھ سے کچھ بھی نہیں شرماتے تھے...... گناہوں پر دلیر تھے...... سود کھاتے تھے...... شراب پیتے تھے...... غیبت کرتے تھے...... زنا کرتے تھے......اور عذاب اور عذاب سے ڈرانے والی باتوں سے انہیں کچھ بھی خوف نہیں ہوتا تھا۔

پھر فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ ان لوگوں کو حاضر کریں...... پس فرشتے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور ان گناہگاروں کو گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں لے جائیں گے......

اس وقت حضور شفیع الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادہ فرمائیں گے کہ ان گناہگاروں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے کچھ عرض کریں......ارشاد باری تعالیٰ ہوگا:

''اے محمد ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ٹھہریئے! ان شریروں کے بارے میں کوئی سفارش نہ کیجئے۔ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟...... اور انہوں نے غریبوں پر کیا کیا ظلم وستم کئے......''

پھر گناہگاروں کے درمیان آہ و بکا کا شور ہوگا۔ ان کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوں گے اور وہ لوگ رحم اور امن کے لئے التجا کریں گے لیکن ان کی فریاد پر کوئی توجہ نہ کی جائے گی۔ پھر انہوں نے اگر کچھ نیکیاں کی ہوں گی' وہ سب ان سے لے کر ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جن پر انہوں نے دنیا میں ظلم کیا تھا...... جب ان کی سب نیکیاں اس طرح تقسیم ہو جائیں گی اور صرف برائیاں ہی باقی رہ جائیں گی' اس وقت آواز آئے گی:

''جاؤ دوزخ میں آج کے دن کسی پر کوئی ظلم نہیں ہے اور اللہ بہت جلدی حساب کرنے والا ہے۔''

پھر فرشتے مردوں کی داڑھیاں اور عورتوں کی لٹیں پکڑ کر کھینچتے ہوئے لے جائیں گے۔

اپنوں سے نیکیوں کی کمی پوری کرنے کی کوشش:

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن:

☆ باپ اپنے بیٹے کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا کہ اے میرے پیارے بیٹے! میں تیرا باپ ہوں۔ اپنی نیکیوں سے مجھ کو رائی کے ایک دانہ کے برابر نیکی دے دے تاکہ میرا نیکیوں والا پلہ بھاری ہو جائے اور میں نجات پا سکوں۔

بیٹا جواب دے گا کہ جیسے آپ کو خوف ہے' ویسے ہی میں بھی خوف میں مبتلا ہوں میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتا۔

☆ وہ مایوس ہو کر اپنی بیوی کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ میں تیرا شوہر ہوں اپنی نیکیوں میں سے مجھے ایک نیکی دے دے کہ شاید میری نجات پانے کی امید ہو جائے۔

مگر وہ بھی یہی کہے گی کہ جس طرح تم خوف میں مبتلا ہو' اسی طرح مجھے بھی دھڑکا لگا ہوا ہے...... میں تمہیں کچھ نہ دینے پر مجبور ہوں۔

پھر وہ شخص مایوس لوٹے گا اور فرشتے ان لوگوں کو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے......

ظالموں کا رحم کیلئے واویلا:

قیامت کے دن بہت سے بوڑھے ایسے ہوں گے کہ جب ان کی داڑھیاں کھینچی جائیں گی تو وہ چلائیں گے کہ ہمارے بڑھاپے اور ضعف پر رحم کرو...... اور بہت سی عورتیں ایسی ہوں گی کہ جب ان کے بال پکڑ کر کھینچے جائیں گے تو کہیں گی کہ ہائے یہ رسوائی اور بے پردگی...... اسی طرح وہ دوزخ تک پہنچیں گی...... دوزخ کا دربان مالک دوزخ میں لانے والے فرشتوں سے پوچھے گا کہ یہ کون لوگ ہیں؟' وہ کہیں گے:

"یہ امت محمدی کے لوگ ہیں۔"

یہ سن کر وہ رونے لگیں گے' دوزخ کا دربان کہے گا:

"کاش! تم دنیا میں اسی طرح خدا کے خوف سے روتے تو آج دوزخ کی آنچ تم تک نہ پہنچتی' اور اس کے جھلسا دینے والے شعلے تمہارے جسموں کو نہ پھونک دیتے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش سے نجات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن جب لوگوں پر غم واندوہ کی گھٹائیں چھائیں گی' اس وقت وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس دوڑے آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ خدا کی درگاہ میں ہم لوگوں کی سفارش کیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں پر رحم فرما دیں...... وہ جواب دیں گے کہ میں خود اپنی جگہ گندم کھانے کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔ نہیں معلوم کہ اگر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو

میں اس کا کیا جواب دوں گا...... تم لوگ حضرت نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

وہ سب نوح (علیہ السلام) کی خدمت میں آئیں گے اور ان سے وہی عرض کریں گے۔ وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بھیجیں گے۔

اسی طرح ہر ایک کے بعد حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس ...... اور بالآخر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے۔

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بحکم خداوندی سفارش کریں گے اور جس کے ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ آپ کی سفارش سے بخشا جائے گا۔''

پل صراط اور ان کی درجہ بندی:

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صراط پر سات پل ہیں...... پہلے پل کی لمبائی اٹھارہ ہزار سال کی مسافت (سفر) ہے اور بقیہ ہر پل اپنے سے پہلے والے پل سے سات گنا زیادہ ہوتا گیا ہے...... ہر پل پر جو دوزخ کی پشت پر ہے ہزار ہزار سختیاں ہیں۔ جس وقت لوگ پل سے گزریں گے اس وقت ان سے:

☆ پہلے پل پر ادائے نماز کے بارے میں کہ کیا وہ وقت پر اور پوری شرائط کے ساتھ ادا کی گئی ہیں یا نہیں؟

☆ دوسرے پل پر ادائے زکوٰۃ کا سوال ہوگا

☆ تیسرے پل پر روزۂ رمضان کے بارے میں،

☆ چوتھے پل پر حج کے متعلق،

☆ پانچویں پر جسم کی پاکیزگی کے بارے میں،

☆ چھٹے پر والدین کے ساتھ اچھا و نیک سلوک کرنے کے بارے میں،

☆ اور ساتویں پر عزیزوں و قریبوں سے صلہ رحم کی پاسداری کی نسبت سوال ہوگا۔

اور پھر تفریق کی جائے گی ظالم کی عادل سے...... اور مالداروں سے غریبوں کی دست رسی کرنے میں۔

پل صراط سے گزرنے والے:

حضرت اوس بن اوس علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک

اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ جو لوگ اس پر سے گزریں گے ان کی چالیں مختلف ہوں گی:

☆ بعض اس طرح گزریں گے جیسے بجلی کوند جاتی ہے یا ہوا سناٹا بھرتی ہوئی نکل جاتی ہے'

☆ بعض تیز پر چڑیوں کی طرح نکل جائیں گے' اور

☆ بعض تیز رو گھوڑوں کی مانند۔

قیامت کے دن لوگوں کا حال:

حضرت مقاتل ابن سلیمان علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ قیامت کے لوگ سو برس تک کھڑے رہیں گے...... آفتاب کی گرمی کی وجہ سے ان کے بدنوں سے اس قدر پسینہ نکلے گا کہ وہ اس میں تیرتے پھریں گے۔

پھر سو برس تک ان پر تاریکی چھائی رہے گی اور وہ اس میں بھٹکتے پھریں گے...... پھر سو برس تک وہ درگاہ ایزدی میں گڑگڑاتے رہیں گے کہ ان کا حساب جلد کر دیا جائے۔

جنت تک دشوار گزار سفر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت تک پہنچنے میں لاکھوں سختیوں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جن کی سختی اور شدت کے مقابلے میں عالم نزع اور موت کی سختیوں کی سی تکلیف نہیں ہے۔

اس روز ایک دن پچاس ہزار برس کے برابر ہو گا لیکن جو مخلص مومن ہو گا اس کو یہ مدت ایسی معلوم ہو گی جیسے ایک گھنٹہ یا ایک گھڑی گزر جاتی ہے۔

دوزخ کی حقیقت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو حکم دیا کہ یہ دھونکی جائے......

☆ ہزار سال تک دھونکی گئی' جس سے سرخ ہو گئی'

☆ پھر ہزار سال تک دھونکی گئی کہ سفید ہو گئی'

☆ پھر ہزار سال تک دھونکی گئی کہ سیاہ ہو گئی'

اب یہ سیاہ ہے اس کے شعلے ہمیشہ بھڑکتے رہتے ہیں۔ اس کی چنگاریاں کبھی بجھتی

---

۱ ایک خاردار گھاس جسے سبز حالت میں اونٹ کھاتا ہے' لیکن خشک ہونے پر کوئی بھی جانور نہیں کھاتا

نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے اور جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا۔ اگر اس دوزخ سے سوئی کے برابر کوئی ٹکڑا زمین پر ڈال دیا جائے تو اس کی سوزش اور گرمی سے تمام دنیا جل اٹھے...... اور اگر دوزخ کی جلتی ہوئی زنجیر کا کوئی ٹکڑا کسی پہاڑ پر ڈال دیا جائے تو پہاڑ پگھل کر رہ جائے' اور وہ ٹکڑا اس میں ہوتا ہوا ساتویں زمین تک جا پہنچے۔

دوزخ کی سوزش کا پتہ نہیں کہ کس قدر ہے۔ اس کی گہرائی نامعلوم ہے...... اس میں خربع[1] کا کھانا دیا جائے گا اور پینے کے لئے گرم پانی...... لوہے کی بیڑیاں ہوں گی اور بدبودار روغن میں بھیگے ہوئے کپڑے ہوں گے۔

دوزخ میں زہریلے سانپ اور بچھو:

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخ میں سانپ بچھو خچروں کے برابر ہیں...... جب دوزخی شعلوں سے بھاگنا چاہیں گے تو سانپ اور بچھو دوڑ کر ان کو اپنے اپنے منہ سے پکڑ کر پھر آگ کے اندر کریں گے اور اس آگ سے ان کو کوئی نجات نہ ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی گردن کے برابر موٹے اور لمبے سانپ ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی کاٹ لے تو چالیس سال تک اس کا اثر نہ جائے اور خچروں کے برابر بچھو ہیں کہ ان کے کاٹے کا زہر چالیس سال تک باقی رہتا ہے۔

دوزخ کے مختلف طبقے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہرے کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے؟...... انہوں نے عرض کیا:

''میں نے اس وقت عذاب دوزخ کی کیفیت دیکھی۔ اس میں سات طبقے ہیں ہر

ایک کی نوعیت علیحدہ ہے:

☆ پہلا طبقہ جو سب سے نیچا ہے اس میں منافقین اور وہ کفار ہیں جنہوں نے خدائی کے دعوے کئے ہیں — اور اس کا نام ھاویہ ہے۔

☆ دوسرے طبقے میں مشرکین ہیں — اور اس کا نام جحیم ہے۔

☆ تیسرے طبقے میں صائبین ہیں — اور اس کا نام سقر ہے۔

☆ چوتھے طبقے میں ابلیس اور اس کے پیرو اور مجوس ہیں — اس کا نام لظیٰ ہے۔

☆ پانچویں طبقے میں یہودی ہیں — اور اس کا نام حطمۃ ہے۔

☆ چھٹے درجے میں نصاریٰ ہیں — اور اس کا نام سعیر ہے۔

اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ساتوں طبقے کا حال نہ کہو گے''...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''اس کا حال مجھ سے نہ پوچھئے''...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں' اس کا بھی حال بتلاؤ''...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

☆ اس میں آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے گناہ کبیرہ کئے اور جن کو توبہ نہیں نصیب ہوئی''

حضور سرور کائنات سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوش آیا تو آپ نے فرمایا:

''اے جبرئیل! تم نے میری مصیبت بڑھا دی۔'' آپ رونے لگے اور حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے۔

تیسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا...... پھر حضرت عمر فاروق' پھر حضرت عثمان غنی' پھر حضرت علی پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حاضر خدمت ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو کوئی جواب نہیں دیا...... تب لوگوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی اطلاع دی۔ آپ فوراً ایک کمبل اوڑھے ہوئے تشریف لے گئیں اور دروازے پر آواز دی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری بیٹی کا کیا حال ہے؟''......

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اندر داخل ہوئیں اور آپ کا چہرہ انور زرد دیکھ کر آپ کا مزاج دریافت فرمایا...... سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کے گناہگار جحیم دوزخ کے ساتویں طبقے میں رہیں گے۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور گناہگار امت کے لئے دعا فرمائی......

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آمین کہی...... اللہ عزوجل کی طرف سے ارشاد ہوا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! تمہاری امت میں اگر کسی کے رائی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پر میں عذاب نہ کروں گا۔''

باب نمبر ۵۱

یوم عاشورہ کی فضیلت اور ماہِ صفر کی سختیاں

یوم عاشورہ کی فضیلت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ماہ رمضان کے روزوں کے بعد جن روزوں کا مرتبہ ہے وہ ماہ محرم کے پہلے عشرہ کے روزے ہیں اور فرض نمازوں کے علاوہ رات کی نمازوں کا مرتبہ ہے۔ جو شخص

☆ محرم کے نو روزے رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار مربع میل کا ایک قبہ ہوا میں تیار کریں گے اس میں چار دروازے ہوں گے'

☆ جس نے محرم کی دسویں کو روزہ رکھا' اس کے ستر برس کے گناہوں کا کفارہ یہ روزہ ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دسویں تاریخ سے پہلے اور بعد میں روزہ رکھنے کو پسند فرماتے تھے۔

عاشورہ کے روزوں کا پس منظر:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش نے یوم عاشورہ اپنے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ وہ زمانہ اسلام سے قبل اس دن روزہ رکھا کرتے تھے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب تک مکہ میں قیام رہا' اس دن روزہ رکھتے رہے — جب آپ مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے عاشورہ کے دن روزوں رکھنے کا حکم دیا تھا لیکن اب جس کا دل چاہے اس

دن روزہ رکھے خواہ نہ رکھے...... لیکن مسلمانوں کے لئے مناسب ہے کہ اس دن روزہ رکھیں۔ کیونکہ اس میں بہت ثواب ہے اور بہت بڑی برکت ہے۔"

سعید ابن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشورہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر فتح دی تھی اور بنی اسرائیل کو اس کے ظلم وستم سے نجات ملی تھی...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تب تو ہم تم سے زیادہ اس دن کے مستحق ہیں۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

یوم عاشورہ کا تاریخی پس منظر:

یوم عاشورہ کی بڑی برکتیں ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس دن کے تاریخی پس منظر میں یہ نکات ملتے ہیں:

☆ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں روح پھونکی گئی۔

☆ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور اس کے شکریہ میں انہوں نے روزہ رکھا۔

☆ اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی طویل جدائی کے بعد ملاقات ہوئی۔

☆ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے۔

☆ اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے مرض سے شفا ہوئی۔

☆ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دریا میں عصا مارا اور بنی اسرائیل کے لئے راستے ظاہر ہوئے۔

☆ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

☆ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام میں جدائی ہوئی۔

☆ اسی دن حضرت امام حسن علیہ السلام جگر گوشتہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زہر دیا گیا۔

☆ اسی دن حضرت امام الثقلین امام حسین علیہ السلام نور نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو ظالموں نے شہید اور اہل بیت کرام پر ظلم کیے۔

بعض نے بیان کیا ہے کہ عاشورہ کو عاشورہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ محرم کی دسویں تاریخ کو ہوا کرتا ہے...... اور بعض نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے دس نبیوں کو دس چیزیں عطا فرمائیں:

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی'
☆ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھالیا۔
☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمایا۔
☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔
☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔
☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پھر تخت سلطنت عطا فرمایا۔
☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔
☆ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بجائے ایک مینڈھا ذبح کرایا [1]
☆ حضرت آدم علیہ السلام کو دوبارہ جنت میں داخل کیا۔
☆ حضرت آدم علیہ السلام کو دوبارہ جنت میں داخل کیا۔
☆ بعض روایت کے مطابق حضور سرور کائنات کا تولد بھی اسی دن ہوا [2]

ایک اور روایت میں مزید باتیں اس حوالے سے ملتی ہیں کہ صحابہ کرام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

''کیا اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی دن:''

☆ حضرت جبرئیل' حضرت میکائیل' حضرت اسرافیل' حضرت عزرائیل علیہما السلام عرش' کرسی' لوح وقلم' جنت' زمین و آسمان کو پیدا فرمایا۔

---

[1] یہ بات غلط ہے کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہی مناسبت سے دس ذوالحج کو قربانی کا دن یعنی عیدالاضحیٰ منایا جاتا ہے...... طاہر

[2] یہ بات بھی اجماع امت کے یکسر خلاف ہے...... بالاتفاق رسول کریم کی ولادت با سعادت بارہ ربیع الاول شریف کے دن ہوئی...... طاہر

☆ اسی دن پہاڑ پیدا کیے۔

☆ اسی دن ستارے اور دریا بنائے گئے۔

☆ اسی دن حضرت آدم (علیہ السلام) اور اماں حوا (علیہا السلام) پیدا کیے گئے۔

قاتلانِ حسین علیہ السلام پر عذاب:

محبان اہل بیت کرام کو واجب ہے کہ اس دن کی تعظیم کریں اور آل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم میں چشم پرآب رہیں۔

نیا عینی الیضی کالسجام دمر عامثل امطار الغمام

علی الشھداء کالقرب القرام حسینا عقد اجباد الکرم

اترجو امته تتلت حسینا شفاعته جده یوم الحساب

یعنی ''اے میری آنکھو! ابر باراں کی طرح آنسو برساؤ۔ ان شہیدوں پر جن کا پسینہ مشک سے اچھا ہے' یعنی امام حسین علیہ السلام جو بزرگوں اور شریفوں کے سردار ہیں۔

جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا' کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا جان کی شفاعت کا مستحق ہوگا؟...... ہرگز نہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین علیہ السلام قاتل کا دوزخ میں ایک صندوق میں بند ہوگا' اس پر تمام دنیا سے نصف عذاب ہوگا۔ اس کے ہاتھ پیر دوزخ کی زنجیروں میں بندھے ہوں گے۔ اس کو کبھی دوزخ سے نجات نہ ہوگی۔

یہ شعر جو اوپر ذکر ہوا' حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے بیت المقدس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا۔

دعوت فکر وعمل:

اے غافلو! ہوشیار ہو جاؤ...... زمانہ پلٹے کھا رہا ہے...... ایک دور آتا ہے' ایک گزرتا ہے' وہ لوگ کہاں ہیں جو پہلے تھے...... اور کیا معلوم کہ اس سال کے بعد ہم کو پھر محرم الحرام کا چاند دیکھنا نصیب ہوگا...... اپنا سامان تیار رکھو اور مستعد رہو' معلوم نہیں کہ کس وقت کوچ کا حکم آ جائے۔

☆ نماز' روزہ' زکوٰۃ' قیام' حج کو اپنا شعار بنالو......

☆ تمہارا وقت دعا اور استغفار میں گزرے اور رات دن عبادت و طاعت میں۔

☆ خواہشات نفسانی کو خاک میں ملا دو۔

☆ ظاہر اور پوشیدہ نیکی میں لگے رہو۔

☆ شریعت کی پابندی کرو اور اس کی مضبوط و مستحکم کشتی میں بیٹھے رہو کہ کہیں تم کو دریائے مصیبت کی جوش مارنے والی موجیں ڈبو نہ دیں۔

☆ عذاب قبر سے بچو۔

☆ قیامت کی سختیوں سے ڈرتے رہو۔

☆ حقوق اقارب و اولاد کو پامال نہ کرو۔

☆ عاشورہ کے دن اپنے لئے یہ بارہ چیزیں لازم کرلو:

غسل کرنا...... نماز پڑھنا...... روزہ رکھنا...... دعائیں مانگنا...... یتیموں کے ساتھ محبت کرنا...... بھوکوں کو کھانا کھلانا...... علماء حق کی زیارت کرنا...... مریض کی تیمارداری کرنا...... دشمنوں سے صلح کرنا...... قبروں کی زیارت کرنا...... شہداء کربلا اور مومنین کے لئے دعا کرنا...... فقراء اور مساکین کو خیرات دینا۔

یوم عاشورہ کے مزید فضائل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محرم کے دس دنوں میں روزہ رکھا...... اللہ تعالیٰ دس ہزار نماز' دس ہزار حج وعمرہ اور دس ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا......

اور اس دن جو کسی یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرے گا' اس کو ہر بال کے شمار سے جنت میں ایک درجہ ملے گا...... اور اس دن جو کسی مسلمان کو کھانا کھلائے گا' اس کو تمام امت کے کھانا کھلانے کا ثواب ملے گا۔

یوم عاشورہ کے ہر ہر گھنٹے میں ایک برکت اور ایک رحمت ہے' جن میں اللہ کریم نے اس امت کے لئے گناہوں کا کفارہ رکھا ہے۔"

ماں باپ کو لازم ہے کہ اگر بچے روزے رکھ سکیں تو انہیں حکم دیں کہ وہ یوم عاشورہ کا روزہ رکھیں۔

ماہ صفر کی سختیاں اور بلائیں:

ابو المعانی العراقی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی

خدمت میں ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ ان کے ہمراہ ایک کریہہ المنظر شخص تھا جو سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھا...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس طرف نظر کی تو اس کی بدخلقی اور کریہہ المنظری سے اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ ...... انہوں نے کہا:

''اے حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ صفر کا مہینہ ہے...... اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام بلائیں دس حصوں میں تقسیم کی ہیں۔ ان میں سے نو حصے صرف ماہ صفر میں نازل ہوتے ہیں' اور ایک حصہ باقی دوسرے گیارہ مہینوں میں......

مبارک ہے وہ شخص جو اس مہینے میں تلاوت قرآن پاک کرتا ہے اور غریبوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

شیخ الاسلام شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر سال دو لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں...... اور صرف ماہ صفر میں تین لاکھ تیس ہزار بلائیں نازل ہوئی ہیں۔

بعض نے کہا کہ ماہ صفر دنیا کی ہر چیز پر سخت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور یہی مرض آپ کا مرض الموت تھا۔

ماہ صفر کی سختیوں سے نجات:

جو شخص دعاء وظائف اور استغفار میں مشغول رہے گا...... اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا رہے گا' اس کو اللہ کریم ہر بلا اور ہر مصیبت سے محفوظ رکھیں گے......

اور جو شخص ان باتوں سے سستی کرے گا' اس کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ جو شخص اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو آئندہ سال میں اس مہینے کے مصائب سے محفوظ رکھے گا یعنی اس صفر تا آئندہ صفر' سال بھر عافیت۔ وہ دعا یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم نرجنا بدخول الصفر واختمه بالخیر والظفر واحرف شره عنا وعن جمیع المؤمنین والمؤمنات برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علیٰ خیر خلق محمد واله اجمعین○

''اے اللہ! ہم پر صفر کے مصائب آسان کر دے اور اس کو خیر وظفر کے ساتھ ختم کر دے...... اور اس کی برائیاں ہم سے دور کر دے اور تمام مومن مردوں

اور مومن عورتوں کو اس سے محفوظ رکھ...... اے رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ہم پر محض اپنی رحمت سے رحم فرما' اپنے بہترین شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی تمام آل واصحاب پر مبذول فرما۔"

صفر میں نبیوں پر آنے والی مصیبتیں:

روایت ہے کہ اکثر نبیوں پر اسی ماہ صفر میں مصیبتیں نازل ہوئی ہیں:

☆ اسی مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام نے گیہوں کا دانہ کھایا اور جنت سے نکلے جس کی وجہ سے وہ تین سو سال تک روتے رہے اور ان کے جسم پر سوائے چمڑا اور ہڈی کے گوشت اور چربی اور خون کچھ باقی نہیں رہا تھا۔

☆ اسی مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام نے انتقال فرمایا۔

☆ اسی مہینے میں قابیل نے ہابیل کو منگل کے دن قتل کیا۔

☆ اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر طوفان نازل کیا۔

☆ اسی مہینے میں نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔

☆ اسی مہینے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی۔

☆ اسی مہینے میں حضرت ایوب علیہ السلام پر مصیبت پڑی۔

☆ اسی مہینے میں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں پڑے۔

☆ اسی مہینے میں حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش ہوئی جس کی وجہ سے وہ دو سو سال تک روتے رہے۔اس مسلسل رونے سے آپ کے رخساروں کا گوشت و پوست سب اڑ گیا تھا۔

☆ اسی مہینے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کیے گئے۔

☆ اسی مہینے میں حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرا چلا۔

☆ اسی مہینے میں فرعون کے جادوگر (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے) قتل کیے گئے۔

☆ اسی مہینے میں بنی اسرائیل کی گائے ذبح ہوئی۔

☆ اسی مہینے میں حضرت آسیہ بنت مزاحم اور حضرت اتباع کو (جو فرعون کی بیویاں تھیں اور جو مومنہ تھیں) مصیبت پہنچی۔

☆ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام اسی مہینے میں بدھ کے دن بیمار ہوئے...... ان کی بیماری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد غم ہوا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان دلایا...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کب اچھے ہوں گے...... عرض کیا کہ یہ مہینہ ختم ہو جائے گا تو یہ انشاء اللہ اچھے ہو جائیں گے۔

☆ اسی مہینے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی کی۔

آخری چہار شنبہ (بدھ) کا پس منظر:

روایت ہے کہ ماہ صفر میں آقائے نامدار حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے۔ اس غم سے اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر روئے کہ چار حضرات اور تین عورتوں کی آنکھیں غبار آلود ہو گئیں اور روشنی جاتی رہی...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ان کی آنکھوں پر پھیرا اور وہ پھر روشن ہو گئیں۔ اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اب میں جنت میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی دن تک سخت علیل رہے۔ لیکن چہار شنبہ کے دن آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا۔

"اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ آج میں تندرست ہوں۔"

یہ سن کر لوگوں کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے ب ت کھانا کھایا اور فقیروں کو صدقہ دیا۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ : سو درہم صدقہ کئے۔
☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات ہزار درہم'
☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ سو درہم' اور
☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار درہم اور
☆ حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ گھوڑے صدقہ میں دیئے۔

اس دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارک سارا دن بحال رہی...... لیکن عصر سے مرض نے پھر زور پکڑا اور اسی مرض میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا فانی سے ماہ ربیع الاول کے چڑھتے چاند میں رحلت فرمائی۔

ماہ صفر میں عبادات:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبے میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میرے بعد جب ایک سو پچپن برس گزر جائیں گے تو میری امت میں خیر یعنی نیکیاں، انسانی شفقتیں اور ہمدردیاں نہ باقی رہیں گی۔"

ایک اعرابی نے پوچھا کہ:

"پھر اس سے محفوظ رہنے کی کیا تدبیر ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر مومن کو مناسب یہ ہے کہ آخری ہفتہ ماہ صفر میں چہار شنبہ کے دن غسل کرے اور چار رکعت نماز حضور قلب اور الحاح و زاری کے ساتھ ادا کرے...... ہر رکعت میں سورۂ کوثر سات مرتبہ پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ بک من شرھذا الأوان واعوذبک من شر ورتلک الزمان واعوذ بجلال وجھک وکمال قدرتک ان تجبرنی فی ھذہ السنۃ من شرما قضیت فیہ واکرمنی فی الصفر باکرام نظرک واقمتہ بالسلامۃ والسعادۃ فی ولا ھل بیتی واولیائی والرھائی والجمیع امتہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

☆ جو شخص صبح کے وقت غسل کرے اور دو رکعتیں پڑھے اور ذکر خدا میں مشغول رہے۔ پھر جب آفتاب نکلے تو دو رکعت خواہ چار رکعت نفل خشوع اور خضوع سے پڑھے...... اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے اس طرح پاک و صاف فرما دیں گے جیسا کہ اپنے پیدا ہونے کے دن وہ معصوم ہوتا ہے......

☆ بعض نے کہا ہے کہ اگر کسی کو یہ خواہش ہو کہ "میری عمر بڑھ جائے"...... تو اس کو

چاہیے کہ ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کے دن وہ چار رکعت دو دو کر کے پڑھے...... ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھے...... سلام پھیرنے کے بعد سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اکاون بار درود بھیجے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم یا شدید القوی یا شدید المحال یا عزیز ذللت لعزتک جمیع خلقک اکفنی من جمیع خلقک یا محسن یا مجمل یا مفصل یا منعم یا مکرم یا لا الہ الا انت برحمتک یا ارحم الراحمین

اس کے بعد اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے دعائے خیر مانگے......

☆ اللہ کریم اسے ماہ صفر کی جمیع تکالیف اور مصائب سے محفوظ رکھیں گے۔

☆ آئندہ سال تک اس کے رزق میں وسعت ہو جائے گی۔

☆ مخلوق کا محتاج نہ ہو گا۔

☆ صبر کی سختیوں سے محفوظ رہے گا۔

☆ جنت میں بلا حساب داخل ہو گا۔

مومنین کے صفر کا چاند نہ دیکھنے کی وجہ:

بعض حکماء سے سوال کیا گیا کہ بعض مومنین صفر کا چاند نہیں دیکھتے؟...... جواب دیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں لائے گئے تو وہ اپنی خطا پر تین سو سال تک روتے رہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان کی لغزش معاف فرمائی......لیکن جب صفر کا مہینہ آتا تو حضرت آدم علیہ السلام مغموم ہو جاتے اور رویا کرتے......اسی وجہ سے ان کی اولاد نے اس مہینے کو چاند نہیں دیکھا۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو ان کی اولاد نے تضرع وزاری بہت کیا......اور گویا یہ ایک طریقہ ہو گیا۔

لیکن صحیح یہ ہے کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے محرم میں عصر و مغرب کے درمیان مریض ہوئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس قدر گریہ وزاری کی کہ زمین تر ہو گئی...... اس کے بعد صفر کا چاند ظاہر ہوا تو کسی نے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔

باب نمبر۵۲

فضیلت ——
ماہ ربیع الاول' ربیع الثانی' جمادی الاول' جمادی الثانی

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی:

حضرت عبدالواحد ابن اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ملک مصر میں ماہ ربیع الاول شریف کی بہت تعظیم کرتا تھا اور ان دنوں میں بہت کچھ صدقہ و خیرات دیا کرتا تھا...... اس کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی نے پوچھا:

''ہمارا یہ مسلمان پڑوسی اس مہینے میں اس قدر صدقات کیوں کیا کرتا ہے؟''

اس کے شوہر نے جواب دیا:

''اس مہینے میں ان کے نبی پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے ان دنوں میں وہ تعظیم وخوشی کا اظہار کیا کرتے ہیں۔''

عورت نے کہا:

''مسلمانوں کا طریقہ کیا اچھا ہے!''

اس کے بعد چپ ہو رہی...... رات کو خواب میں ایک نہایت حسین وجمیل شخص کو دیکھا جس کے چہرۂ اطہر پر رونق اور وفا کا نور چمک رہا تھا۔ ان کے گرد کچھ لوگ تھے جو ان کی بڑھ چڑھ کر تعظیم وتکریم کرتے تھے...... ایسے لگتا تھا کہ آفتاب کے گرد ستارے جمع ہیں...... اس عورت نے ان میں سے ایک سے پوچھا...... ''یہ کون ہیں؟''...... انہوں نے جواب دیا:

''یہ آقائے نامدار سرور دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

یہاں اس لئے تشریف فرما ہوئے ہیں کہ اس پڑوس والے کو خیر و برکت عطا فرمائیں۔ اور ان سے ملاقات کریں اور اس پر خوش ہوں جیسا کہ اس نے اظہار محبت کیا ہے۔"

عورت نے شوق سے پوچھا:

"اگر میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کچھ پوچھنا چاہوں تو کیا آپ جواب ارشاد فرمائیں گے؟"

انہوں نے کہا "ہاں"...... تب وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور پکارا:

"یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا...... "لبیک"

وہ عورت بڑی حیران ہوئی اور کہنے لگی:

"حضور میرے پکارنے پر لبیک فرماتے ہیں حالانکہ میں حضور کے دشمنوں میں سے ہوں' اور میرا دین بھی دوسرا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"چونکہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ کریم نے تجھے ہدایت عطا فرمائی' اس لئے میں نے تیرے جواب میں لبیک کہا"

عورت نے عرض کیا:

"بے شک آپ نبی اکرم ہیں اور آپ کے اخلاق بہت عظیم اور وسیع ہیں...... جو شخص آپ کا مخالف ہو' دین و دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی اور بدبخت نہیں...... حضور اپنا دست مبارک دراز فرمائیں۔ میں اقرار کرتی ہوں اور گواہی دیتی ہوں اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه واشهدان محمدًا رسول اللّٰه (صلی اللّٰه علیه وآله وسلم)

اس کے بعد عورت نے اپنے دل میں خیال کیا کہ انشاء اللہ صبح کو میں بھی آپ کی ولادت کی خوشی میں اپنا تمام مال و اسباب لٹا دوں گی......

صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کا شوہر کھانے اور دعوت کے انتظام میں مصروف ہے۔ اس کو بڑا تعجب ہوا اور پوچھا...... "یہ کیا ہے؟"...... اس نے کہا:

"یہ اس امر کی خوشی ہے کہ تو ایمان لائی' اور مسلمان ہو گئی۔"

عورت کو اور حیرانی ہوئی اور کہنے لگی:

''تمہیں اس کی اطلاع کیسے ہوئی؟''......

وہ کہنے لگا:

''میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دل سے ایمان لایا ہوں۔''

میلاد النبی کی خوشی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ ہے:

ابن نعمان علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

''کیا آپ کو لوگوں کا ہر سال ولادت مبارک پر خوشیاں منانا پسند ہوتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو ہم سے خوش ہوتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔''

بعض علماء سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جو لوگ آپ کی ولادت پر ہر سال خوشیاں مناتے' دعوت دیتے' صدقات و خیرات کرتے ہیں' آپ کو پسند ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو ہم سے خوش ہوتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔''

میلاد منانے سے رزق میں برکت ہوتی ہے:

ابن جوزی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ جو اپنا مال ولادت رسول اطہر منانے میں خرچ کرتا ہے' اس کے مال میں ہمیشہ بڑھتی ہوتی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے مومنین ہر سال اس موقع پر اظہار خوشی کرتے ہیں۔ دعوت دیتے ہیں' صدقات و خیرات کرتے ہیں۔ مجالس میلاد منعقد کرتے ہیں اور چشمہ فیض و برکت سے سیراب ہوتے ہیں۔

من كنت انت نصيبه نعم النصيب يصيبه

تكيف بمرض فى الهوىٰ جنده وانت طبيبه

''وہ شخص بہت خوش نصیب ہے جس کی قسمت میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ وہ شخص مرض عشق میں کیونکر مبتلا ہو سکتا ہے جس کا معالج اور طبیب آپ جیسا ہو۔''

نسل در نسل ولادتِ نبی پاک کی خوشی:

روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ابراہیم نامی ایک شخص بہت نیک اور پاکباز تھا۔ اپنے زہد و تقویٰ میں دور دور تک مشہور و معروف تھا...... ہمیشہ حلال سے روزی کھاتا۔ جس میں سے نصف اپنی ضروریات میں خرچ کرتا اور نصف جمع کرتا رہتا......

جب ربیع الاول کا مہینہ ہوتا وہ علماء اور مساکین کی دعوت کرتا اور اسی مال سے کھانا پکاتا...... اس کی بیوی بھی بہت زاہدہ تھی اور اس کام میں ہمیشہ شوہر کا ساتھ دیتی...... کچھ دنوں بعد اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ لیکن وہ حسب معمول ہر سال ربیع الاول میں دعوت کیا کرتا۔ اتفاقاً وہ بھی بیمار پڑ گیا...... جب بیماری نے زور پکڑا تو اس نے اپنے لڑکے کو بلایا اور کہا:

''میرے پیارے بچے! آج شب میرا اس دنیا سے سفر ہے۔ میری جمع پونجی میں پچاس درہم اور ۱۹ گز کرپاس کا کپڑا ہے...... جب میں مر جاؤں تو مجھے اس کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا اور وہ پچاس درہم کسی نیک کام میں صرف کرنا۔''

اس تلقین کے بعد اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور جان دے دی۔ لڑکے نے کفن دفن کیا اور فارغ ہو کر مختلف علماء کے پاس گیا تا کہ جمع شدہ رقم کا مصرف دریافت کرے۔

☆ ایک عالم کے پاس آیا' اس نے کہا:

''جس نے کوئی مسجد بنائی گویا اس نے کعبہ اور مدینہ کی تعمیر کی۔''

☆ پھر دوسرے عالم کے پاس آیا اور اس سے وہی سوال کیا۔ اس نے جواب دیا:

''جس نے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کنواں تیار کرایا' اس کے لئے ستر حج کا ثواب ہے۔''

☆ تیسرے سے پوچھا اس نے کہا:

''جس نے صرف اللہ کے لئے صلہ رحمی کو مربوط رکھا' اس کو ستر نمازیوں کا ثواب ملے گا۔''

☆ چوتھے عالم نے کہا:

''جس نے کسی نہر پر لوگوں کے گزرنے کے لئے پل بنایا' اس نے گویا بنی اسرائیل کے ستر نبیوں کو زندہ کیا۔''

☆ پانچویں نے کہا:

''جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے ہتھیار دیئے اس کو ستر شہیدوں کا ثواب ملے گا۔''

☆ چھٹے عالم نے کہا:

''جس نے اللہ کی راہ میں کوئی غلام آزاد کیا' اس کو ستر عالموں کا ثواب ملے گا۔''

☆ ساتویں نے کہا:

''جس نے اللہ کی راہ میں مسافروں کے لئے درخت لگائے کہ وہ ان کے سائے میں آرام پائیں' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک مکان اور ایک پھلا پھولا باغ تیار کریں گے۔''

اس لڑکے نے جب اس قدر مختلف باتیں سنیں تو سوچ میں پڑ گیا کہ کسے اختیار کرے اور کسے چھوڑے...... اسی کیفیت میں اس کی آنکھ جھپک گئی...... خواب میں دیکھا کہ میدان حشر برپا ہے جو نیک اور متقی بندے ہیں وہ جنت میں داخل کئے جا رہے ہیں اور جو بدکار ہیں وہ دوزخ میں پھینکے جا رہے ہیں...... یہ منظر دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر لرز رہا تھا کہ ایک آواز آئی:

''اس جوان کو جنت میں پہنچا دو۔''

جب یہ جنت میں داخل ہوا تو وہاں قسم قسم کی نعمتیں دیکھیں۔ جو کبھی خیال میں بھی نہ گزری تھیں...... مکانات دیکھے جن کی چمک آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی تھی۔

...... حوریں تھیں' معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت و مرجان کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ شاہانہ عالم دیکھتے ہوئے وہ سات جنتوں میں داخل ہوا۔ لیکن جب آٹھویں جنت میں جانا چاہا تو جنت کے دربان نے روک لیا اور کہا:

''اس دروازے میں صرف وہ داخل ہو سکتے ہیں جنہوں نے ولادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ میں خوشیاں منائی ہیں' اور اظہار فرحت و سرور کیا ہے''

اس نے خیال کیا کہ بے شک میرے ماں باپ یہاں ہوں گے۔ اتنی دیر میں ایک آواز آئی:

''اس جوان کو اندر جانے دو' اس کے ماں باپ چاہتے ہیں کہ اس کو دیکھیں اور اس

سے ملاقات کریں۔"

جوان جنت کے اس دروازے سے داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی ماں نہر کوثر کے کنارے بیٹھی ہوئی ہے۔ اسی کے پاس ایک تخت ہے۔ جس پر ایک بزرگ عورت تشریف فرما ہے۔ اس تخت کے ارد گرد کرسیاں بچھی ہوئی ہیں' جن پر اور عورتیں تشریف رکھتی ہیں......

اس نے ایک فرشتے سے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں؟...... فرشتے نے جواب دیا:

"تخت پر حضرت فاطمہ ہیں اور ان کے گر حضر [illegible] زیجہ' حضرت عائشہ' حضرت مریم' حضرت آسیہ' حضرت سارہ' حضرت ہاجرہ' حضرت رابعہ اور حضرت زبیدہ ہیں۔" (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

لڑکے کو بڑا تعجب ہوا...... اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک سیج [illegible] بچھا ہوا ہے۔ جس پر ایک نورانی ہستی رونق افروز ہے اور اس کے گرد چار کرسیاں ہیں۔ جن پر خلفائے راشدین جلوہ افروز ہیں۔ دائیں طرف سونے کی کرسیاں ہیں [illegible] ن پر انبیاء [illegible] مرسل پیغمبر متمکن ہیں' اور بائیں جانب اور شہداء کرام تشریف فرما ہیں۔

لڑکا آگے بڑھا اور اپنے باپ کو پہچانا اور پوچھا:

"والد گرامی قدر! یہ مراتب آپ کو کس عمل سے عطا ہوئے۔"

باپ نے اسے سینے سے لگا لیا اور کہا:

"یہ اس کا صلہ ہے' اجر ہے کہ میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ولادت با سعادت کے دن خوشیاں کرتا تھا۔"

جملہ ختم نہ ہوا تھا کہ لڑکے کی آنکھ کھل گئی...... اٹھا اور اپنا مکان اونے پونے بیچ کر روپیہ لیا...... مکان کے روپے اور باپ کا جمع کردہ روپیہ ملا کر علماء و صلحاء کی دعوت کی۔ اس کے بعد ایک مسجد میں بیٹھ رہا...... اور عمر کے باقی تیس سال اللہ کی بندگی میں گزار دیے۔

انتقال ہوا تو ایک شخص نے اسے خواب میں دیکھا' پوچھا کہ کیا گزری؟...... اس نے کہا:

"مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے دن اظہار فرحت و مسرت کی وجہ سے اپنے باپ کے پاس پہنچا دیا گیا...... اور میرے لئے جمیع نعمتیں جمع کی گئیں۔"

فضیلت ماہ ربیع الثانی:

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص ربیع الثانی کے ابتدائی ہفتوں میں...... یا گیارہویں...... یا سترہویں راتوں میں...... یا آخری ہفتوں میں چار رکعتیں ادا کرے...... اس طرح کہ سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ کریم اس کے جنت میں ستر شہر بنائیں گے —

ہر شہر میں ستر محل ہوں گے...... اور ہر محل میں ستر گھر یاقوت احمر کے ہوں گے...... ہر گھر میں ستر تخت ہوں گے — اور ہر تخت پر ایک حور جلوہ فگن ہوگی۔''!

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس شخص نے ربیع الثانی کی پہلی تاریخ میں چار رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ستر بار سورۂ اخلاص پڑھی...... اللہ کریم اسے اس قدر ثواب عطا فرمائیں گے جس کا شمار اور اندازہ صرف اللہ ہی کر سکتا ہے...... اس کرم کا ایک شمہ یہ ہے:

☆ ایک حج' ایک عمرہ اور پانچ شہیدوں کا ثواب اس کو ملے گا...... اور

☆ اللہ تعالیٰ اس کو ہر دنیاوی مصیبت سے محفوظ رکھے گا' اور

☆ اگر اس سے پہلے اس کی قسمت میں کوئی مصیبت اگر مقدر ہو چکی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو محو فرما دے گا' اور

☆ اگر وہ گناہگار ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا۔

کرشمہ قادر مطلق کی شانِ کریمی کا:

روایت ہے کہ ترکستان کے اطراف میں ایک شخص تھا جو نماز کی ادائیگی میں بے حد سستی کرتا اور بروں کی صحبت میں اٹھتا بیٹھتا...... اس کی گزر اوقات بھی بہت مشکل سے ہوا کرتی تھی۔ اس نے دوسرے ملک کا سفر کیا کہ وہاں کچھ کھانے پینے اور فاقوں کی تکلیف سے بچے۔ جب وہاں پہنچا تو کچھ دن قیام کیا اور اس دوران محنت مزدوری کر کے کچھ رقم جمع کی۔ پھر وطن لوٹنے کا ارادہ کیا۔ راستے میں بارشیں زیادہ ہونے کی وجہ سے دریا زوروں پر تھا...... مجبوراً ملاح کو دو درہم دیئے کہ دریا کے اس پار اتار دے۔ جب کشتی دریا کے درمیان میں پہنچی تو اس دریا کا ایک محافظ فرشتہ ظاہر ہوا اور کہا:

''اے خدا! اس شخص نے برے اعمال کئے ہیں۔ اب اس کی موت کا وقت آ چکا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟''

آواز آئی:

"اے فرشتے! جلدی نہ کر' میں اس کی بدبختی سے تمام کشتی والوں کو ڈبو دوں گا۔"

چنانچہ وہ فرشتہ کشتی کے قریب آیا اور ارادہ کیا کہ تمام کشتی کو غرق کر دے...... اتنے میں ایک اور فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے کہا:

"ٹھہرو! ابھی اس کی زندگی میں کچھ وقت باقی ہے۔"

وہ فرشتہ ٹھہر گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کب اس کا وقت پورا ہو اور میں اپنا کام مکمل کروں۔

اس کشتی میں ایک عالم بھی تھا اس نے کتاب نکالی اور پڑھنے لگا۔ اچانک کشتی والوں سے کہنے لگا:

"اے لوگو! یہ ماہ ربیع الثانی کے ابتدائی دن ہیں...... جس شخص نے اس میں خلوص دل سے چار رکعت نماز ادا کی...... اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کے عذاب سے نجات عطا فرمائے گا...... اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی میں اسے رہنے کو جگہ ملے گی۔"

جب اس شخص نے عالم سے یہ بات سنی تو اس کے دل میں نقش ہو گئی...... اس نے فوراً چار رکعت نماز کی نیت باندھ لی۔ سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ بار سورۂ اخلاص ہر رکعت میں پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

"اے رب غفور و رحیم! مجھے دین و دنیا کے عذاب سے بچا۔"

جب اس فرشتے نے اس کی یہ دعا سنی تو آسمان کی طرف روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا لا یضیع اجر المحسنین

اس کے بعد ایک مچھلی کو حکم دیا۔ اس نے آ کر کشتی کو ٹکر ماری۔ جس سے تختہ ٹوٹ گیا وہ شخص گرا اور پانی میں غائب ہو گیا ..

ل گویا ستر شہروں میں انچاس سو محل...... اور ان انچاس سو محلوں میں کل تین لاکھ تینتالیس ہزار گھر اور تین لاکھ تینتالیس ہزار گھروں میں دو کروڑ چالیس لاکھ دس ہزار تخت اور ان ستر شہروں میں اتنی ہی تعداد میں حوریں جلوہ فگن ہوں گی --- صدقے جائیے اس بے پناہ کریم کے --- طاہر

کچھ دیر کے بعد وہ شخص پانی کے نیچے ایک شہر میں پہنچا۔ دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان شہر ہے۔ اس میں نوے لاکھ مساجد ہیں۔ یہ بھی ایک مسجد میں جا کر ٹھہر گیا۔ اس مسجد کے متولی نے اس کو کھلایا پلایا' اور وہ وہیں رہنے لگا۔ متولی نے کچھ دنوں بعد ایک خوبصورت عورت سے اس کی شادی کر دی۔ ایک سو بیس برس تک وہ دونوں ساتھ رہے۔ اس عورت سے اس سات لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں...... توفیق الٰہی سے وہ اس قدر عابد و زاہد ہوا کہ تمام دن نماز میں مشغول رہتا۔ ہمیشہ روزے رکھتا' صدقات و خیرات کرتا راتوں کو جاگتا رہتا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی عبادت محبوب ہوئی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے پھر اسی دریا کے کنارے پہنچا دو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آدھی رات کو اس کو اسی دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا دیا۔ صبح ہوئی بڑا حیران ہو کہ میں یہاں کیونکر پہنچا۔ گرتے پڑتے ایک طرف چل نکلا۔ کچھ دنوں میں اپنے شہر میں پہنچا۔ گھر پہنچا تو بیوی بچوں نے پوچھا "کہاں تھے؟"...... اس نے سارا ماجرا بیان کیا...... انہوں نے اسے دیوانہ قرار دیا اور کہا:

"آج نوواں دن ہے کہ تم ہمارے پاس سے علیحدہ ہوئے...... یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس عرصہ میں یہ واقعات گزر جائیں۔"

اس شخص نے قسمیں کھائیں تب یقین ہوا اور وہ اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ اپنے گھر میں رہنے لگا۔

فضیلت ماہ جمادی الاولیٰ:

عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے ساتویں یا گیارہویں جمادی الاولیٰ کو...... یا جس رات کو ممکن ہو' چار رکعت نماز شروع رات میں ادا کیں...... اس طرح سے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۂ اخلاص ہر رکعت میں پڑھے...... تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں:

☆ ایک سو بیس برس کی عبادت کا ثواب درج فرمائے گا' اور

☆ اللہ کی راہ میں پچاس گھوڑے دینے کا اجر ملے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ پہلی جمادی الاولیٰ کی شب...... یا پندرہویں یا اکیسویں رات میں یا جس رات ممکن ہو سکے' جس شخص نے بیس رکعت نماز پڑھی۔ اس طریق پر کہ ہر

رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ اخلاص پڑھے' اور نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو بار درود شریف بھیجا' اس کے لئے:

☆ اللہ تعالیٰ سو فرشتے نازل فرماتا ہے جو قیامت تک اس بندے کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے' اور

☆ وہ تمام دینی اور دنیاوی سختیوں سے محفوظ رہے گا۔

جمادی الاولیٰ کے نوافل کی برکت:

روایت ہے کہ ایک شخص اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر حج کو گیا۔ جب آدھے راستہ پر پہنچا تو وہاں ایک نہر پائی۔ اس نے وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کی...... ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سترہ بار سورۂ اخلاص پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کے لئے دعا کی ابھی وہ نماز سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ اچانک ڈاکوؤں کا ایک گروہ آ پڑا' اور اس قافلہ کو لوٹ لیا بہت لوگوں کو مارا اور اس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے...... یہ تکلیف اور درد کی شدت سے تڑپتا رہا۔ لیکن وہاں کوئی اس کا پرسان حال نہ تھا۔ اسی حالت میں اسے سات دن گزرے...... یہ شدید تکلیف سے بے ہوش اور مرنے کے قریب تھا کہ چار سوار پہنچے۔ وہ اسے دیکھ کر اس کے پاس اتر پڑے' اسے کھلایا پلایا کہ کچھ طاقت آئے...... اس کے بعد ان میں سے ایک سوار اٹھا اور کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کی جگہ پر رکھ کر درود شریف پڑھا اور وہاں پھونک دیا۔ کٹا ہوا ہاتھ کٹنے سے پہلے جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا...... اس کے بعد دوسرا سوار آیا اور دوسرا کٹا ہوا ہاتھ کٹی ہوئی کلائی سے ملا کر آیت الکرسی پڑھ کر پھونک ماری۔ یہ دوسرا ہاتھ بھی صحیح سلامت ہو گیا...... اب تیسرے سوار کی باری تھی اس نے ایک کٹا ہوا پاؤں اٹھایا اور اس کو کٹی ہوئی ٹانگ سے ملا کر **من یتقی اللہ یجعل لہ فخر جا** پوری آیت پڑھ کر دم کیا' وہ پاؤں فوراً سالم ہو گیا۔ آخر میں چوتھے سوار نے اٹھ کر کرم فرمائی کی۔ اس نے دوسرا کٹا ہوا پاؤں اٹھایا اور اس کی کٹی جگہ سے ملا کر سورۂ یاسین پڑھ کر دم کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ دوسرا پاؤں بھی درست ہو گیا۔

اس کے بعد ان چاروں نے سورۂ مزمل' سورۂ مدثر' سورۂ قدر اور سورۂ انا ارسلنا پڑھ کر اس شخص پر دم کیا اور اس سے کہا:

"اب انشاء اللہ تجھے عمر بھر کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی"......

جب انہوں نے چلنے کا ارادہ کیا تو یہ شخص ان کے دامن سے لپٹ گیا اور پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا:

"ہم وہی چار رکعتیں ہیں جن کو تو نے حادثے سے پہلے ادا کیا تھا جب تجھ پر یہ حالت گزری تو ہم نے اللہ کے حضور دعا کی ...... اور ہمیں حکم ملا کہ تجھ سے یہاں آ کر ملیں ۔" اس کے بعد وہ چاروں غائب ہو گئے اور یہ شخص لوٹ کر اپنے ماں باپ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا۔ اس کی ماں کو بڑا تعجب ہوا اور ماتا کے مارے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

فضائل ماہ جمادی الثانی:

اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے جمادی الثانی کی پہلی یا تیسری یا ساتویں رات ...... یا جس رات ممکن ہو چار رکعت نماز ادا کی۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تیرہ بار سورۂ اخلاص پڑھی تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو جائے گا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ...... اور ایک منادی آسمان سے یہ ندا دے گا:

یا ولی اللہ اعمل انفا لانہ غفر اللہ من کل ذنب من جمیع عمرک

یعنی "اے اللہ کے دوست! خوش ہو کہ اللہ نے تیرے عمر بھر کے گناہ معاف کر دیئے اب تو جو چاہے کر۔"

دوسری روایت میں ہے کہ جس نے اس مہینے کی پہلی یا گیارھویں یا سترھویں رات میں بارہ رکعتیں ادا کیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی پڑھی ...... اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں بارہ برس کی عبادت کا ثواب تحریر فرمائیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بیس رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ اخلاص پڑھے ...... اللہ تعالیٰ اس کو تین سو برس کی عبادت کا ثواب عطا فرمائیں گے ...... اور اس کو دنیاوی اور آخروی تمام آفتوں سے محفوظ رکھیں گے۔

جمادی الثانی کے نوافل کے ثمرات:

روایت ہے کہ خراسان میں ایک فاسق و فاجر شخص تھا۔ شراب پیا کرتا، کبھی اللہ کے حضور سجدہ کی زحمت گوارا نہیں کی ...... ایک دن وہ کچھ لوگوں کے ہمراہ شہر سے باہر جا کھیل

رہا تھا کہ اتنے میں سپاہی آئے اور اسے پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا...... بادشاہ نے پوچھا...... یہ کون ہے؟...... سپاہیوں نے کہا:

''یہ ایک بدکار اور فاسق شخص ہے...... اس نے کبھی حلال کی روزی نہیں کھائی...... ہمیشہ جواء کھیلتا ہے اور یہی اس کی کمائی کا ذریعہ ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ کل اس کی گردن اڑا دی جائے تا کہ دوسروں کو عبرت ہو...... سپاہی اسے قید خانہ میں لے گئے۔

یہ قید خانہ میں غمزدہ بیٹھا ہوا تھا...... وہاں ایک اور شخص بھی قید تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا تھا۔ آدھی رات کے قریب یہی درود پڑھنے والا اٹھا اور اس نے وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا...... اس شخص کو یہ دیکھ کر اس کے دل میں اللہ کی محبت جاگ اٹھی...... وضو کیا اور نماز پڑھی...... نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی:

''بار الہٰ! میں نے عمر بھر تیری کوئی اطاعت نہیں کی تو محض اپنی کریمی سے مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔''

صبح ہوئی تو لوگ اسے قید خانہ سے نکال کر میدان میں لے گئے تا کہ اسے قتل کر دیں...... اتنے میں ایک شخص بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

''اے بادشاہ! یہ قتل رکوا دے...... تجھ کو برص اور جذام کا مرض ہے۔ تو نے سینکڑوں علاج کئے کچھ فائدہ نہیں ہوا...... یہ شخص جسے تو آج قتل کروا رہا ہے' بہت بڑا حکیم ہے اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اگر تو اس کو چھوڑ دے اور اس سے علاج کرائے تو بے شک نفع ہو گا۔''

بادشاہ نے فوراً اپنے غلاموں کو دوڑایا کہ وہ اسے جا کر لے آئیں۔ جب یہ شخص بادشاہ کے حضور میں پہنچا تو بادشاہ نے کہا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تجھے جذام اور برص کی دوا معلوم ہے...... میرا علاج کر۔ اگر مجھ کو نفع ہوا تو تجھے چھوڑ دوں گا اور اپنا وزیر بناؤں گا۔ اپنے مصاحب کی لڑکی سے تجھے بیاہ دوں گا اور تیرا مرتبہ اتنا بڑا کروں گا کہ کسی کا ویسا مرتبہ نہ ہو گا۔''

اب یہ شخص بڑا پریشان ہوا کہ میں نے ساری عمر طب کا منہ نہیں دیکھا اب کیا جواب دوں۔ اچانک اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بات ڈال دی اور اس نے اقرار میں کہا کہ

ہاں میں دوا جانتا ہوں...... بادشاہ نے فوراً اس کی بیڑیاں کٹوا دیں اور اس کو نہلوا کر اور اچھی پوشاک پہنا کر اپنے قریب کرسی پر جگہ دی......

مگر اس شخص کی پریشانی بدستور رہی کہ اقرار کر کے میں نے اپنا قتل یقینی کر لیا ہے اب بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں...... اتنے میں حکم خداوندی سے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اس کو وہ دوا بتلائی...... اس شخص نے بادشاہ کا علاج کیا اور بادشاہ سات دن میں بالکل تندرست ہو گیا...... بادشاہ نے اس کی شادی اپنے مصاحب کی لڑکی سے کر کے اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا...... اور اس کی باقی' زندگی نہایت عیش میں گزری۔

باب نمبر ۵۴

فضائل ماہ رجب المرجب

فضائل ماہ رجب:

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس مہینے کی تعظیم کرے گا' اسے اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں معزز رکھیں گے...... کیونکہ اس کی تعظیم میں کہا جاتا ہے کہ قرآن کلام خدا ہے...... کعبہ خدا کا گھر ہے...... اورر جب خدا کا مہینہ ہے......

ماہ رجب کے روزوں کی فضیلت:

جو شخص ماہ رجب میں ایک دن روزہ رکھے گا اسے اللہ تعالیٰ ہزار برس کے روزوں کا ثواب عطا فرمائیں گے...... اور جو شخص اس کی صبح کو یا دوپہر کو یا شام کو غسل کرے گا' وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جنت میں ایک چشمہ ہے' جس کا نام رجب ہے...... اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے...... جو شخص رجب کے کسی دن میں روزہ رکھے گا وہ قیامت کے دن اس چشمہ سے سیراب ہو گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ:

☆ جو شخص ماہ رجب میں ایک روزہ رکھے گا' اسے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا' ایک اور روایت کے مطابق ساٹھ برس متواتر روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔

☆ جس نے دو دن روزے رکھے اس کو ہر دن کے عوض سو سال کی عبادت کا ثواب ملے

گا...... اللہ کریم اسے بخش دے گا...... اور اس کے لئے جنت میں آٹھ ہزار گھر موتی اور یاقوت کے تیار کئے جائیں گے اور آٹھ ہزار برس کی عبادت کا ثواب جس میں دن روزہ داری اور شب بیداری میں گزری ہو عطا فرمائیں گے۔

☆ جو شخص سات روزے رکھے گا اسے عذاب جہنم سے نجات ملے گی اور دوزخ کے دروازے اس کے لئے بند ہو جائیں گے اور

☆ جس نے دس دن روزے رکھے اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے جو اس کے ہر کام کو پورا کرنے کے لئے مستعد رہتا ہے۔

ایک اور تفصیلی روایت ماہ رجب کے روزوں کی فضیلت کے بارے میں ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رجب کے مہینے میں:

☆ ایک دن روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اس سے راضی رہیں گے۔

☆ جس نے دو روزے رکھے' اس کا ثواب کوئی نہیں بیان کر سکتا۔

☆ جس نے تین روزے رکھے' اس کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ ایک خندق بنا دیں گے جس کی چوڑائی ستر برس کی ہو گی۔

☆ جس نے چار روزے رکھے' وہ ہر مصیبت اور دیوانگی' مرض جذام اور برص سے محفوظ رہے گا۔

☆ جس نے پانچ روزے رکھے وہ جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہو گا' اور

☆ جس نے سات روزے رکھے' اس کے لئے دوزخ کے ساتوں دروازے بند ہو جائیں گے۔

☆ جس نے آٹھ روزے رکھے اس کے لئے آٹھوں جنتیں واجب ہو جائیں گی' اور

☆ جس نے نو روزے رکھے' اپنی قبر سے کلمہ پڑھتا اٹھے گا' اور

☆ جس نے دس روزے رکھے' اس کے شانوں پر موتی اور یاقوت سے جڑے ہوئے دو سبز بازو لگا دیئے جائیں گے۔ جن سے وہ پل صراط سے برق جہندہ کی طرح گزر جائے گا۔

☆ جس نے گیارہ روزے رکھے قیامت کے دن کوئی اس سے درجہ میں بڑا نہ ہوگا۔

☆ جس نے بارہ روزے رکھے اسے ایسا لباس عطا ہوگا جس پر تمام عالم رشک کرے گا' اور

☆ جس نے تیرہ روزے رکھے' اس کے لئے قیامت کے دن عرش کے سایہ میں دسترخوان بچھایا جائے گا۔ جس سے وہ کھائے پئے گا جب کہ دوسروں کو گرمی اور بھوک پیاس کی تکلیف ہوگی۔

☆ جس نے چودہ روزے رکھے اللہ کریم اسے وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے خیال میں گزرا ہوگا' اور

☆ جس نے پندرہ روزے رکھے وہ محشر کے دن آمنین کی صف میں کھڑا ہوگا اور نبی اور فرشتے اس کو مبارک باد دیں گے۔

☆ جس نے پچیسویں رجب کو روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اسے پندرہ ہزار برس کا ثواب عطا فرمائیں گے اور اس کی دعائیں قبول ہوں گی' اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی...... جنت کے ساتوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جن سے وہ حور اور قصور اور درختوں اور نہروں کو قیامت تک دیکھتا رہے گا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ستائیسویں رجب کو روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اسے ہزار برس کے روزوں کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ستائیسویں رجب کا روزہ تمام عمر کے گناہوں کا کفارہ ہے...... اور اگر وہ اس سال مر جائے تو شہید ہوگا۔

☆ جس نے پورا مہینے روزے رکھے' اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز ہوگا۔

☆ ایک اور روایت ہے کہ جس نے ماہ رجب کے شروع ہفتوں میں روزہ رکھا' اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور اگر وہ اس مہینہ میں مر جائے گا تو شہادت کا درجہ ملے گا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے ماہ رجب میں یوم استفتاح کا روزہ رکھا تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

ماہ رجب میں توبہ کا درجہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اس مہینے میں توبہ کی' اسے حضرت آدم اور حضرت داؤد وحضرت ایوب علیہم السلام کی طرح اجر ملے گا...... اور اس کے لئے اللہ کی رضامندی واجب ہو جائے گی۔

ماہ رجب میں شب بیداری کا درجہ:

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے ایک رات بھی اس مہینے میں قیام و بیداری میں گزاری' اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

ماہ رجب کے نوافل:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اکیسویں یا ستائیسویں شب میں مغرب کے بعد بارہ رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین بار اور سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھی...... اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد:

☆ اللهم صل على محمدن النبى الامى وعلى اله واصحابه وسلم...... ایک بار

☆ سبوح" قدوس" ربنا و رب الملئكة والروح...... تین بار

☆ رب اغفرلی وارحم وتجاوز عما نعلم فانک انت العلی العظیم...... دس بار پڑھ کر دعا مانگی تو اللہ کریم اسے پانچ چیزیں عنایت فرمائیں گے:

☆ جب تک زندہ رہے گا' کسی مخلوق کا محتاج نہ رہے گا۔

☆ دنیا سے ایمان کے ساتھ کوچ کرے گا'

☆ اس کی قبر کشادہ ہو جائے گی'

☆ باغ جنت میں گل گشت کرے گا'

☆ اللہ تعالیٰ کا دیدار میسر ہو گا۔

معجزۂ معراج شریف کا مبارک مہینہ:

روایت ہے کہ ماہ رجب کی ستائیسویں شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی...... آپ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کو روانہ ہوئے۔ آپ کے سر اقدس پر رسالت کا تاج جلوہ فگن تھا — اور آپ کی گردن مبارک میں نبوت کا ہار آویزاں تھا — ہاتھوں

میں رحمت کے کنگن جلوہ افروز تھے — اور جسم سکون و تحمل کے زیورات سے منور تھا — شفقت اور تلطف کی ازار جسم میں — اور فوز و کامیابی کی چادر شانوں پر — انگشت مبارک میں خاتم النبوۃ کی انگوٹھی جلوہ گر تھی — اور ہاتھوں میں حق کی تلوار کھینچے ہوئے تھے......

آپ براق پر جلوہ افروز ہوئے اور وہ آپ کو لے کر اڑا۔ جب آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو اس مقام پر حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے یہ کہتے ہوئے جدا ہوئے۔

اگر یک سرموے برتر پرم   فروغ تجلی بہ سوز د پرم

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اے جبرئیل! اب کون رفاقت کرے گا؟''

اسی وقت ایک آواز آئی:

''اے فرشتو! حبیب کو حبیب کے پاس بھیج دو۔''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

''حضور تشریف لے جایئے اور اپنے رب کی ملاقات سے مسرور ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے اور جنت میں پہنچے۔ وہاں حور و قصور کے مناظر سے دل شاد ہوئے۔ اتنے میں آواز آئی:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر تم کو دنیا کی خواہش ہو تو وہ تمہاری ہے' اگر آسمانوں کی خواہش ہو تو وہ تمہارے ہیں...... عرش و کرسی اور جنت سب تمہارے ہیں...... اور اگر سونے کے پہاڑ کی خواہش ہے تو وہ بھی تمہارا ہے۔''

سید الکونین سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں دنیا' دنیا والوں کے لئے...... آسمان ان کے رہنے والوں کیلئے...... اور عرش و کرسی اٹھانے والوں کے لئے...... اور جنت اور سونے کا پہاڑ ان کے طلبگاروں کے لئے چھوڑتا ہوں......

میں صرف سبحان ذوالجلال و الاکرام کو چاہتا ہوں''

سبحان اللہ! سبحان اللہ!!

باب نمبر۵۴

فضیلت ماہ شعبان المعظم وشب برات

ماہ شعبان کی فضیلت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے۔ جس نے اس کی تعظیم کی اس نے میری تعظیم کی...... اور جس نے میری تعظیم کی میں اس کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ ہو جاؤں گا......

بعض حکماء نے کہا ہے کہ لوگو ماہ شعبان میں روزہ رکھو اور قیام کرو' اس لئے کہ یہ مہینہ اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مہینہ ہے...... لہٰذا جس نے اس مہینے کی تعظیم کی' اس نے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی...... جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان اوپر بیان ہوا۔

ماہ شعبان کے روزوں کی فضیلت:

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے شعبان میں تین روزے رکھے' ایک منادی آواز دیتا ہے:

"اے شخص' اے خدا کے دوست! تجھ پر سلام ہے۔ میں تجھے خوش خبری دیتا ہوں کہ تیرا ٹھکانہ جنت ہے...... اور تیرے تمام گناہ بخش دیئے گئے ہیں...... اللہ نے تجھے درختوں کے ہر ہر پتہ کے بدلے میں پچاس نیکیاں عطا فرمائی ہیں...... اور ہر دانہ کے عوض میں جو زمین میں اگتا ہے' ایک دن کی عبادت کا ثواب دیا ہے...... اور ہر روزے کے بدلے میں ایک ہزار نیکیاں دی گئی ہیں...... قیامت کے دن تجھے پیاس نہ معلوم ہو گی۔ کیونکہ تو عرش الٰہی کے سایہ میں ہو گا۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ جس نے تین دن شعبان کے اول اور تین دن درمیان میں اور تین دن آخر میں روزے رکھے...... اس کو اللہ تعالیٰ ستر نبیوں کا ثواب عطا فرمائیں گے ...... ستر سال کی عبادت کا ثواب دیں گے...... اور اگر وہ مر جائے گا تو شہید ہو گا......"

شعبان کے نوافل اور فضائل:

"عروس الاخیار" میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اس رات میں قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو...... کیونکہ اس دن غروب کے وقت اللہ تبارک و تعالیٰ پہلے آسمان پر آ کر ٹھہرتا ہے اور رحمتیں سمیٹنے کے لئے منادی ندا کرتا ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ جس نے شعبان کی راتوں کو زندہ رکھا' اس کا دل کبھی نہ مرے گا (راتوں کو زندہ رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ شب بیداری اور قیام و ذکر خدا میں رات گزارے)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخر شعبان میں خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تمہیں ایک مبارک اور بزرگ مہینہ ملا ہے...... اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے......

جس نے اس دن روزہ رکھا اور اس شب میں افطار کیا' اس کو اتنا ثواب ملے گا کہ گویا اس نے بیس غلام آزاد کئے...... اور جس نے اس میں دو رکعت پڑھی گویا اس نے ہزار رکعتیں پڑھیں...... اور جس نے اس رات میں اپنے ملازم اور اپنے ماتحت کی خطاؤں سے درگزر کیا' اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا......"

رحمتوں سے لبریز رات...... شب برات:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس نصف شعبان کی شب میں جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور انہوں نے کہا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اٹھو یہ وہ رات ہے کہ جس میں رحمتوں کے

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اٹھئے اور اپنے دست مبارک آسمان کی طرف اٹھائیے......" رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا:

"جبرئیل! یہ کون سی رات ہے؟"

عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! یہ وہ رات ہے جس میں بخشش اور رحمت الٰہی کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں...... اور اس رات میں اللہ تعالیٰ سب کو بخش دیتا ہے' سوائے ان لوگوں کے کہ اگر ان کا خاتمہ توبہ پر نہ ہوا ہو تو ان کی بخشش نہیں ہے...... وہ لوگ یہ ہیں:

☆مشرک ☆کاہن ☆ جادوگر ☆ جادو کرانے والا

☆شرابی ☆زانی ☆ سود خور ☆ چغل خور

☆محتکر[1] ☆وہ لڑکا جسے اس کے والدین نے فرزندی سے عاق کر دیا ہو۔

ایک اور روایت میں مزید سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے:

☆ تارک صلوٰۃ ☆ تارک زکوٰۃ ☆بخیل

☆ بوالہوس کہ خواہ کتنا ہی کھائے پئے مگر پیٹ نہیں بھرتا'

☆ وہ عورت جس سے اس کا شوہر خوش نہیں ہے ☆ رشوت لینے والا

☆ وہ شاگرد جس سے استاد ناراض ہو۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے شعبان کی راتوں کو زندہ رکھا' اس کا دل کبھی نہ مرے گا۔ (راتوں کو زندہ رکھنے سے یہ مطلب ہے کہ شب بیداری اور قیام و ذکر اللہ میں وہ رات بسر ہو)...... اور

☆ جتنے لڑکے اس سال میں پیدا ہونے والے ہوتے ہیں' وہ سب اسی رات میں مقدر ہوتے ہیں۔

☆ اسی شب میں اعمال خیر آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں۔

☆ اسی شب میں دوزخ کی آگ بند کر دی جاتی ہے۔

---

[1] محتکر - ذخیرہ اندوزی

☆ اسی شب میں روزے اتارے جاتے ہیں۔

چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس رات میں ذکر خدا کے ساتھ جاگتا رہے۔ کیونکہ اس رات میں ہر چیز کی نظر داشت کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ

☆ کتنے لوگ اس سال میں فوت ہوں گے'

☆ کتنے مریض شفایاب ہوں گے'

☆ کتنے بچے یتیم ہوں گے'

☆ کتنے ماں باپ اپنے بچوں سے بچھڑیں گے۔

شب برات کا خاص اہتمام :

بعض حکماء سے روایت ہے کہ انسان کے لئے ضروری ہے اس رات میں وہ ان پچیس باتوں کا اہتمام کرے:

☆ غسل کرے کہ اس سے اس کے گناہ ایسے دھل جائیں گے گویا وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

☆ جتنے نوافل ممکن ہوں پڑھے' اس میں اسے لیلۃ القدر کا ثواب ملے گا۔

☆ یتیموں اور مسکینوں پر صدقہ کرے کہ اس سے سال ختم تک اس کے رزق میں کشادگی رہے گی۔

☆ خیر الدنیا کی دعا اپنے لئے' اپنے ماں باپ' اپنے استاد اور مومنین کے لئے کرے۔

☆ اپنے بیوی بچوں کو حکم دے کہ وہ بھی یاد الٰہی میں مصروف و مشغول رہیں۔

☆ کھانے پکائے اور دوستوں' پڑوسیوں اور مسکینوں کو کھلائے۔

☆ ماں باپ اگر زندہ ہیں تو ان سے رضا جوئی کرے۔

☆ اگر والدین فوت ہو چکے ہیں تو دعائے مغفرت کرے۔

☆ اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔

☆ سرمہ لگائے' اس طرح کہ دائیں آنکھ میں تین سلائی اور بائیں میں دو...... اس انداز سے اللہ تعالیٰ اسے دو فائدے عطا فرمائے گا...... ایک یہ کہ اس کی آنکھوں کو سال بھر کسی طرح کا مرض نہ ہوگا...... دوسرا یہ کہ وہ ذکر خدا میں کوئی سستی نہ کریں گی۔

---

[1] اسی لئے سوجی کا حلوہ ترجیحاً بنایا جاتا ہے۔

☆ کھانا پکائے (گوشت نہیں) غلہ سے کہ ہر دانہ کے بدلے میں اس کو ایک ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور اس کی دس برائیاں معاف کر دی جائیں گی اور جنت میں دس درجے بلند کئے جائیں گے۔

☆ لطیف لباس پہنے اور خوشبو لگائے کیونکہ یہ سنت ہے۔

☆ کپڑے' غلہ اور چاندی کی قسم سے صدقہ کرے...... ان صدقات کے بارے میں اس کے سونے چاندی' زیور' کپڑے' غلہ اور اجناس کی تجارت میں ترقی ہوگی۔

☆ ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔

☆ سحری کے وقت روزے کی نیت کرے اور روزے کا اہتمام کرے۔

☆ صلہ رحمی کا خیال رکھے۔

☆ دشمنوں سے نرمی برتے۔

☆ علماء اور صالحین کی زیارت کرے۔

☆ اللہ کے خوف سے روئے۔

☆ غیبت' چغل خوری' حسد' اکل حرام اور ناپسندیدہ کاموں سے بچے۔

☆ اگر حیثیت رکھتا ہو تو لونڈی غلام آزاد کرے۔

☆ سورۂ یاسین اکیس بار پڑھے۔

☆ بارہ رکعت یا سو رکعت نفل ادا کرے۔

☆ حقوق والدین سے ڈرے کہ اس رات میں اگر ماں باپ کسی کو فرزندی سے عاق کر دیں گے تو پھر اس کی بخشش نہ ہوگی...... اور موت کو یاد کرے۔

☆ عبادت کے لئے اپنی اہلیہ (بیوی) سے اجازت طلب کرے...... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس طرح کی عبادت میں اجازت لیا کرتے تھے۔

آسمان کے دروازے اور ان کے منادی:

اقناع میں مذکور ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اس رات میں عبادت فرمایئے کہ حاجتوں کے

پورا ہونے کا بھی وقت ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ رات عبادت میں بسر کی...... پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"خوش ہوجائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے ہر فرد کو سوائے مشرک کے بخش دیا...... سر اٹھائیں اور دیکھیں آسمان پر کیا دکھائی دے رہا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سر اقدس اٹھایا تو دیکھا کہ ہر آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے پہلے آسمان سے عرش عظیم تک سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور امت محمدی کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔ ہر دروازہ پر ایک منادی ہے۔

☆ پہلے دروازے کا منادی آواز دے رہا ہے:

"مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس رات میں رکوع کیا۔"

☆ دوسرے دروازے کا منادی کہہ رہا ہے:

"مبارک ہیں اس رات میں سجدہ کرنے والے۔"

☆ تیسرے دروازے کا منادی آواز دیتا ہے:

"مبارک ہیں جنہوں نے اس رات میں اللہ کا ذکر کیا۔"

☆ چوتھے دروازے سے آواز آرہی ہے:

"اس رات دعائیں مانگنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔"

☆ پانچویں دروازے کا منادی پکار رہا ہے:

"مبارک ہے وہ جس نے اس رات کو خشوع وخضوع میں بسر کیا۔"

☆ چھٹے دروازے سے آواز آتی ہے:

"مبارک ہے وہ جس نے اس رات میں عمل خیر کیا۔"

☆ ساتویں دروازے سے سنائی دیتا ہے:

"ہے کوئی مانگنے والا...... آئے اس کی دعا قبول ہوگی' اس کا سوال پورا ہوگا' اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔"

باب نمبر ۵۵

فضائل و عبادات ـــــ رمضان المبارک' ماہ شوال و ذیقعد

رمضان المبارک کا اہتمام و احترام:

"مشارق الانوار" میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رمضان کا ایک دن شروع ہونے کو باقی رہ جاتا تو آپ لوگوں کو جمع فرما کر خطبہ ارشاد فرماتے کہ:

"اے لوگو! رمضان آ گیا اس کے لئے تیار ہو جاؤ......

☆ اپنے کپڑے اچھے رکھو......

☆ اس کی تعظیم و حرمت کرو...... کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نیکی سب سے بڑھ کر ہے......

☆ عمل خیر کرو کہ اس مہینے میں ایک نیکی کی دو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

☆ نماز کی اور تلاوت قرآن کی کثرت کرو...... کیونکہ جس شخص نے اس مہینے میں قرآن بصدق پڑھا' اس کو ہر حرف کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک باغ عطا فرمائیں گے...... اس کے درخت اس قدر عظیم الشان اور بلند و بالا ہوں گے کہ دنیا میں ان کی مثال انہیں دیکھی جا سکتی۔ پتوں سے ڈھکے ہوں گے...... ہر پیڑ کے نیچے ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس شخص کے لئے قیامت تک استغفار اور دعا کرتے رہیں گے...... قیامت کے دن اس کے روزے ایک حسین و جمیل صورت میں سامنے آئیں گے' اس کی شفاعت کریں گے اور اس کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔

ایک دوسرے کا کفارہ:

اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہے...... اور ایک حج دوسرے حج تک...... اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک...... اور ایک نماز دوسری نماز تک۔

سال میں خاص مہینے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"رجب میری امت کا مہینہ ہے۔ اسے دوسرے مہینوں پر ویسے ہی فضیلت ہے جیسے کہ میری امت کو دوسری امتوں پر......

اور شعبان میرا مہینہ ہے اور جیسے میں تمام گزشتہ انبیاء پر افضل ہوں اسی طرح یہ مہینہ بھی اور مہینوں پر افضل ہے......

اور رمضان اللہ کریم کا مہینہ ہے اور اس کی فضیلت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔"

رمضان کے ثمرات' انعام و اکرام:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے' اور اس کے کل مناسک ادا کئے' حرام کو حرام سمجھا اور کسی برے کام کا مرتکب نہ ہوا تو اس کے چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اور ہر تسبیح و تہلیل کے بدلے میں اس کے لئے جنت میں ایک مکان زمرد سے بنے گا ــــ جس میں یاقوت کی پچکاری ہوگی ــــ جس کے درمیان میں یاقوت کا ایک سرخ خیمہ ہوگا۔ جس میں ایک حور ہوگی جس کے ہاتھوں میں یاقوت سے جڑے ہوئے سونے کے کنگن ہوں گے۔ جن کی چمک سے دنیا روشن ہو جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب ماہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو زمین' آسمان اور فرشتے میری امت کی مصیبت یاد کر کے گریہ و زاری کرتے ہیں...... لوگوں نے پوچھا' اے حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کون سی مصیبت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''صدقہ اس مہینے میں قبول کیا جاتا ہے...... دعا مستجاب ہوتی ہے...... گناہ بخشے جاتے ہیں...... نمازیں قبول ہوتی ہیں...... نیکیاں دوچند کر دی جاتی ہیں۔ حوریں سنگھار کرتی ہیں اور آوازیں دیتی ہیں کہ

''ہے کوئی جو ہم سے شادی کرے''

اور جھروکوں میں کھڑی ہو کر جنت کے دربان رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کون سی رات ہے؟...... وہ جواب دیتا ہے کہ یہ رمضان کی پہلی رات ہے......

اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ اے رمضان! امت محمدی کے روزہ داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دو...... اور اے خازن دوزخ! ...... دوزخ کے دروازے بند کر دو...... حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ وہ زمین پر جائیں اور شیطانوں کو زنجیر و طوق میں جکڑ دیں اور انہیں دریاؤں میں پھینک دیں تا کہ امت محمدی کو وساوس سے پریشان نہ کریں...... اور ہر رات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کا سوال پورا کروں......

☆ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کا گناہ معاف کروں......

☆ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اس پر اپنی رحمتیں نازل کروں......

افطار کے وقت اللہ تعالیٰ ہزار در ہزار مجرموں کو جن کے لئے عذاب واجب ہو چکا ہے' بخش دیتے ہیں...... اور جمعہ کے دن' رات اور دن کے ہر لحہ کے حساب سے مجرم آزاد کئے جاتے ہیں...... جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو اس روز اتنے مجرم معاف کئے جاتے ہیں جتنے کہ کل مہینے میں معاف کئے جاتے ہیں۔

جنت میں روزہ داروں کے لئے خاص دروازہ:

حضرت سہل ابن سعد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ جس سے قیامت کے دن امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ لوگ داخل ہوں گے جنہوں نے رمضان میں روزے رکھے ہیں...... آواز دی جائے گی:

''کہاں ہیں روزہ رکھنے والے اور رمضان میں ذکر خدا کرنے والے!...... آئیں اور اس دروازے سے داخل ہوں......''

وہ لوگ اٹھیں گے اور جب دروازے سے گزر جائیں گے تو دروازہ بند ہو جائے گا

پھر اس میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا:

شہادت کی اقسام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہادت کئی قسم کی ہے:

☆ قتل فی سبیل اللہ
☆ مکہ معظمہ کے راستے میں مرجانا
☆ دیوار کے نیچے دب کر مرنا
☆ ہیضہ میں مرنا
☆ آگ سے جل کر مرنا
☆ کوئی کسی کو زہر دے اس وجہ سے مرنا
☆ پانی میں ڈوب کر مرنا
☆ عورت کا حالت زچگی میں مرنا
☆ سانپ کے کاٹے سے مرنا
☆ روزہ دار کا افطار سے پہلے مرنا

لیکن جہاد کی شہادت ان تمام شہادتوں سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

رمضان کا ہر لمحہ عبادت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت جانتی کہ رمضان کس قدر متبرک مہینہ ہے تو تمنا کرتی کہ تمام سال رمضان رہے...... کیونکہ رمضان میں سونا عبادت ہے اور گفتگو اور ذکر تسبیح ہے...... اور ایک عمل کے دو عمل شمار ہوتے ہیں جس نے رمضان کے پورے روزے اول سے آخر تک رکھے، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

قیامت کے دن روزہ داروں کی فضیلت:

روایت ہے کہ قیامت کے دن روزہ داروں کے سامنے ایک خوان جس میں طرح طرح کے کھانے ہوں گے، رکھا جائے گا اور وہ اس سے کھائیں گے......

اور لوگ حساب وکتاب میں ہوں گے۔ دیکھنے والوں کو تعجب ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ یہ کھا رہے ہیں اور ہم حساب میں ہیں...... جواب دیا جائے گا:

''یہ لوگ رمضان میں روزے رکھتے تھے اور تم روزے کھاتے تھے۔''

نیک عمل کی ندا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو شیاطین اور جن قید کر دیئے جاتے ہیں...... دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

ایک منادی آواز دیتا ہے:

"اے عمل نیک کرنے والو! چلو۔"

یوں ہی ہر رات میں ہوتا رہتا ہے۔

رمضان آنے کی خوشی رمضان جانے کا غم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان آنے سے خوش ہوا اور ختم ہو جانے سے غمگین ہو' اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن پاک تھا۔

رمضان کا ہر نیک عمل قیامت میں گواہی دے گا:

اس مہینہ میں گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے — دل مسرور رہتے ہیں — ڈرنے والے کو دوزخ سے امان دی جاتی ہے — اس مہینہ کا ایک گھنٹہ ہزار سال سے بہتر ہے...... یہ سجود و قیام و صیام و تراویح و ختم قرآن کا مہینہ ہے...... یہ رحمت اور بخشش کا مہینہ ہے...... یہ توبہ و استغفار کا مہینہ ہے...... یہ زیارت قبور اور احسان کرنے کا مہینہ ہے...... جو کچھ عمل خیر اس مہینہ میں کیا جائے گا وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے اس بندے کا گواہ ہوگا...... اس کی راتوں میں نفل پڑھو تا کہ تم پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے۔

رمضان میں بلاعذر جان بوجھ کر کھانا پینا:

"بحرالرائق" اور "فتاویٰ بزازیہ" میں ہے کہ اگر کوئی شخص رمضان میں جان بوجھ کر بلا عذر کھائے پئے اور لوگوں کے سامنے بھی اس کی کچھ پرواہ نہ کرے' اسے قتل کر دو......

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان میں ایک دن بھی بغیر کسی مرض یا بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر کھایا پیا' اس کے تمام عمر کے روزے نہ قبول کئے جائیں گے اور وہ نار جہنم میں نو لاکھ برس تک جلتا رہے گا...... اور جس نے جان بوجھ کر ایک وقت کی نماز قضا کی وہ فرعون کے ساتھ دوزخ کی آگ میں چھ ہزار سال تک جلتا رہے گا......(یہ روایت "حسان

المصابیح'' میں ہے)

روزہ داروں پر انعام وعطا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صدق دل سے رمضان میں روزے رکھے' اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے...... یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کے روزے رکھنے والے انعام و عطا کے مستحق ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن ان لوگوں کو جنت آواز دے گی:

''کہاں ہیں وہ مومنین! جنہوں نے خلعت جنت اور بہبودی حاصل کی ہے' آئیں۔''

اور ملائکہ آواز دیں گے:

سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبیٰ الدار

یعنی ''تم پر سلام ہو اس چیز کے بدلے کہ تم نے صبر کے ساتھ تکالیف برداشت کیں اور آخرت کا گھر کیا اچھا ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں' مگر روزے کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں:

☆ افطار کے وقت

☆ قیامت کے دن جب دیدار خدا ہوگا

اللہ اللہ یہ رحمتیں یہ عنایتیں!

حضرت امام حسن علیہ السلام کی تلوار پر تحریر:

آپ کی تلوار پر لکھا ہوا تھا:

☆ رزق جتنا قسمت میں ہے' پہنچے گا۔

☆ لالچی ہمیشہ شرمندہ ہوتا ہے۔

☆ بخیل کی ہمیشہ مذمت ہوتی ہے۔

☆ حسد کرنے والے ہمیشہ کڑھتے رہتے ہیں۔

☆ نماز میں سستی کرنے والا نعمت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

☆ تارک زکوۃ ذلیل وخوار ہے۔

☆ رمضان کے روزے توڑنے والے کو شفاعت اور اللہ کا دیدار نہ میسر ہوگا۔

ایک کفن چور کے مشاہدے اور توبہ:

روایت ہے کہ ایک شخص خلیفہ عبدالملک کے پاس آیا اور کہا کہ اے خلیفہ! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ معلوم کرسکوں کہ آیا توبہ کے قابل ہے یا نہیں...... عبدالملک نے پوچھا:

''کیا تیرا گناہ زمین و آسمان سے بھی زیادہ ہے؟...... کہنے لگا:

''اس سے بھی بہت زیادہ!''

پوچھا کہ ''تیرا گناہ زیادہ بڑا ہے یا کہ لوح و قلم''...... کہا:

''میرا گناہ زیادہ بڑا ہے''...... کہا:

''تیرا گناہ زیادہ ہے یا عرش و کرسی''...... کہا:

''میرا گناہ زیادہ ہے!''...... پوچھا:

''تیرا گناہ زیادہ ہے یا اللہ کی رحمت!''

وہ شخص چیخ اٹھا مگر چپ رہا...... عبدالملک نے پوچھا:

''بتلا تو سہی کہ تو نے کیا گناہ کیا ہے؟''

اس شخص نے کہا:

''اے خلیفہ! مجھے شرم آتی ہے مگر میں بیان کرتا ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے...... میں کفن چور ہوں...... بلکہ کفن چور تھا......

آج کی رات میں نے پانچ قبروں سے عبرت حاصل کی اور توبہ پر آمادہ ہوا......

☆ پہلی قبر جب میں نے کھودی تو میں نے دیکھا کہ مردے کا منہ قبلہ کی جانب سے ہٹ گیا ہے...... مجھے خوف معلوم ہوا اور میں واپس ہونے لگا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ گویا کوئی پکارنے والا پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے شخص! مردے سے عذاب کی وجہ تو پوچھ لے میں نے کہا کہ میں نہیں پوچھ سکتا لیکن تم بتلاؤ...... اس نے کہا کہ یہ شرابی اور زانی تھا۔

☆ دوسری قبر جو کھودی تو دیکھا کہ مردے کا منہ سور کی طرح ہو گیا اور وہ طوق و زنجیر سے جکڑا ہوا ہے...... ایک ہاتف نے کہا کہ یہ جھوٹی قسمیں کھایا کرتا تھا اور حرام رزق

حاصل کرتا تھا......

☆ تیسری قبر کھودی تو دیکھا کہ اس کا مردہ آگ کی میخوں سے باندھ دیا گیا ہے اور اس کی زبان گدی سے کھینچ لی گئی ہے...... معلوم ہوا کہ یہ شخص چغل خور' غیبت کرنے والا اور لوگوں میں فساد ڈالنے والا تھا......

☆ چوتھی قبر کے مردہ پر آگ جل رہی تھی اور فرشتے آگ کے گرزوں سے اسے مار رہے تھے۔ میں خوف سے بھاگا...... معلوم ہوا کہ یہ شخص نماز اور روزہ رمضان میں سستی و غفلت کیا کرتا تھا اور توبہ کرنے سے پہلے مر گیا۔

☆ پانچویں قبر کھودی تو دیکھا کہ اندر سے اس قدر وسیع ہے کہ نظر نہیں پہنچ سکتی۔ اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک خوبصورت جوان بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے حور و غلمان خدمت میں کمر بستہ ہیں...... میں لوٹا تو ندا آئی کہ یہ شخص اپنے شباب میں گناہوں سے توبہ کیا کرتا تھا' نماز اچھی طرح وقت پر ادا کیا کرتا تھا اور رمضان کے روزے پورے رکھتا تھا۔"

روزہ آگ کے لئے ڈھال:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم کا نماز میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ نماز کے علاوہ پڑھا جائے...... اور وہ دوسرے تمام وظیفوں اور تسبیحوں سے نماز میں تلاوت بہتر ہے...... اور صدقہ دینے سے تسبیح بہتر ہے'...... اور نفلی روزہ سے صدقہ بہتر ہے...... اور روزہ آگ کے لئے ڈھال ہے۔

رمضان کے ایک روزہ کی فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رمضان میں ایک دن بھی روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چھ چیزیں عنایت فرماتا ہے۔

☆ اس کے جسم میں حرام کھانے سے جو گوشت پیدا ہوا تھا' وہ گل جاتا ہے۔

☆ رحمت الٰہی سے قریب ہو جاتا ہے۔

☆ اس کے اعمال نامہ میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں'

☆ قیامت کے دن بھوک اور پیاس سے محفوظ رہے گا'
☆ اس پر عذاب آسان ہو جائے گا'
☆ اسے جنت میں بزرگی عطا ہو گی۔

اعمال کی جزا کا اصول و ضابطہ:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی جزا سات طرح پر ہے:

☆ کوئی شخص برائیاں کرے مگر اس کے اعمال نامہ میں صرف ایک ہی لکھی جائے گی ارشاد باری ہے من جاء بالسیئة فلا یجزی الامثلها یعنی "اگر کوئی شخص برائی کرے گا تو اسے صرف اس ایک برائی کی سزا ملے گی۔"
☆ کوئی کسی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے اور پھر وہ کام نہ کرے' اس پر بھی اللہ تعالیٰ اسے ایک نیکی کا ثواب عطا فرماتا ہے۔
☆ جو اللہ کے سوا دوسرے کے سامنے عبادت کے لئے سر نہیں جھکاتا' اس کے لئے جنت واجب ہے۔
☆ اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اس کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔
☆ کوئی ایک نیکی کرے تو اس کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔
☆ اللہ کی راہ میں نفقہ اور صدقہ دے کر ایک کے بدلے سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔
☆ وہ عمل کہ جس کا اجر و ثواب سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کو نہیں معلوم وہ رمضان شریف کے روزے رکھنا ہیں۔"

ماہ رمضان کی برکتیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

☆ جس شخص نے رمضان میں ایک دن بھی روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے ستر برس کی راہ پر دور کر دیں گے اور اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق حائل ہو جائے گی جس کی اتنی وسعت ہو گی جتنی کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اسے تین شہیدوں کا ثواب ملے گا......

☆ اگر کوئی رمضان میں ایک رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا دوسرے مہینوں میں ستر ہزار رکعتیں پڑھنے کا ملتا ہے......

☆ اور جس نے اس مبارک مہینے میں ایک تسبیح پڑھی' اس کو دوسرے مہینوں کی ستر ہزار تسبیحوں کا ثواب ملے گا'

☆ اور جس نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا......یا کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا' اس نے گویا کل زمین کے برابر سونا صدقہ کیا۔

☆ اور جس نے کسی ننگے کو کپڑا پہنایا' قیامت کے دن اسے ستر خلعتیں عطا ہوں گی۔

☆ جس نے کسی مومن کی زیارت کی' اس نے گویا خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی'

☆ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود بھیجا' اس نے گویا ایک لاکھ درود بھیجا۔

جن کی جنت کو ہے آرزو:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص جنت کا آرزومند ہے مگر جنت صرف چار قسم کے لوگوں کی خواہش کرتی ہے:

☆ جس نے رمضان کے روزے رکھے'

☆ جس نے قرآن حکیم کی تلاوت کی'

☆ جس نے بھوکے کو کھانا کھلایا'

☆ جس نے ننگے کو کپڑا پہنایا۔

افطاری کا اجر:

جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا' اس نے گویا ستر غلاموں کو آزاد کیا......
اور جس نے کسی کو ایک چلو پانی پلایا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آب کوثر سے سیراب فرمائے گا اور وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا' یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔

اور جس نے غلام یا ماتحت کے عیبوں سے چشم پوشی کی اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھیں گے۔

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے:

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ (دس دن) رحمت' دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے نجات اور بچاؤ ہے۔

رمضان امن و امان کا مہینہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اگر امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عذاب دینا چاہتا تو ان کو رمضان کا مہینہ کبھی نہ عطا فرماتا''...... (سبحان اللہ!)

رمضان کا مہینہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے امن و امان کا مہینہ ہے...... جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں ظہر اور عصر کے درمیان میں کوئی قضا نماز ادا کی' اس نے گویا ستر سال تک عبادت کی۔

دوسری روایت میں ہے کہ ماہ رمضان امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے امن کا مہینہ ہے...... مبارک ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور دن روزوں میں اور رات بیداری اور قیام میں بسر کی۔

امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو نور:

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ! میں نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو نور عطا فرمائے ہیں۔ جس نے ان دونوں سے دامن وابستہ کر لیا' وہ دونوں جہان کے عذاب سے محفوظ رہے گا...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کون سے نور ہیں...... ارشاد باری ہوا:

''ایک نور قرآن...... دوسرا نور رمضان''

روزوں کی اقسام:

بعض عارفین نے کہا ہے کہ روزے تین قسم کے ہیں...... صوم عام' صوم خاص اور صوم اخص......

☆ صوم عام —— یہ ہے کہ کھانا پینا اور جماع ترک کر دے'

☆ صوم خاص —— یہ ہے کہ جوارح اور اعضا کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور زبان کو

بدگوئی سے بچائے رکھے اور

☆ صوام اخص — اللہ کے سوا تمام چیزوں کو ترک کر دینا ہے۔

تیس روزوں کی فرضیت کیوں؟:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے کہ کچھ یہودی آئے اور کہا:

''خدا نے آپ پر اور آپ کی امت پر تیس دن کے روزے کیوں فرض کئے؟''

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''چونکہ ہمارے باپ آدم (علیہ السلام) نے باوجود منع کرنے کے دانہ گندم کھا لیا تھا اور اس کا اثر ایک ماہ تک باقی رہا تھا...... اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی آزمائش میں ہم لوگوں کو بھی مبتلا رکھا ہے۔''

انہوں نے کہا:

''بے شک آپ نے سچ فرمایا۔''

موت سے لاپرواہی کیوں؟:

حضرت ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو مجھ کو موت کی پرواہ نہ ہوتی:

☆ ایک یہ کہ میرا چہرہ سجدہ کی حالت میں خاک میں لتھڑا ہوتا ہے،

☆ دوسرے میں ایسی قوم کے ساتھ ہوں جن کی گفتگو طیب اور پاکیزہ ہوتی ہے،

☆ تیسرے رمضان کا روزہ رکھنا کہ جس میں بھوک اور پیاس کا ضبط کرنا ہوتا ہے...... اور افطار کے وقت جو سرور ہوتا ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔

ایام بیض کے روزوں کا پس منظر:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور روزے کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے کہا کہ اگر:

☆ اگر تم حضرت داؤد (علیہ السلام) کی طرح روزہ رکھنا چاہتے ہو تو ہر مہینے کے تین دن شروع اور تین دن درمیان اور تین دن ماہ کے آخر میں روزہ رکھو......

☆ اگر تم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرح روزہ رکھنا چاہتے ہو تو وہ تمام دنوں میں روزہ رکھتے تھے جو کی روٹی کھاتے تھے اور بالوں کا کپڑا پہنتے تھے اور راتوں کو طلوع آفتاب تک قیام کرتے تھے اور کوئی مقام جہاں وہ ٹھہرتے تھے ایسا نہ تھا کہ دو رکعت نماز وہاں نہ پڑھی ہو۔

☆ اگر حضرت مریم (علیہا السلام) کے روزے کی بابت دریافت کرتے ہو تو وہ دو دن روزہ رکھتی تھیں اور دو دن افطار کرتی تھیں؛

☆ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزے کی نسبت دریافت کرتے ہو تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر مہینے (تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ) میں تین دن روزے رکھتے تھے...... اور یہی ایام بیض کہلاتے ہیں۔

ایام بیض کے روزوں کا اجر و ثواب:

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہر مہینے میں تین روزے رکھو:

☆ پہلے دن کے بدلے میں دس ہزار برس کی عبادت کا ثواب ملے گا،

☆ دوسرے دن کے بدلے میں تیس ہزار برس کی عبادت کا، اور

☆ تیسرے دن کے عوض میں ایک لاکھ برس کی عبادت کا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کون سے ایام ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ ایام بیض ہیں...... ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تین خاص باتیں:

ہاشم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزیں سکھلائی ہیں جن کو میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا:

☆ باوضو سونا

☆ چاشت کی نماز نہ چھوڑنا

☆ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشہ کا معمول:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار چیزیں کبھی نہیں ترک فرماتے تھے:

☆ یوم عاشورہ کا روزہ

☆ ماہ ذوالحجہ کے دس روزے

☆ صبح سے پہلے دو رکعتیں

☆ ایام بیض کے روزے

عمر بھر کے روزے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''رمضان کے روزے رکھو اور ایام بیض کے روزے رکھو...... یہ تمام عمر کے روزے رکھنے کے برابر ہیں...... اور یہ سینہ کی تنگی اور غل وغش کو دور کرتے ہیں۔''

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روزی جنت میں ہے:

ابن وہب سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے...... حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کھانے کی دعوت دی۔ انہوں نے عرض کیا:

''اے اللہ کے حبیب! میں روزے سے ہوں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہم لوگ اپنی روزی کھاتے ہیں اور بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روزی جنت میں ہے...... کیونکہ جب کوئی روزہ دار کسی کھانے والے کے پاس بیٹھتا ہے تو فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں' اور وہ جب تک اس مقام پر رہتا ہے' اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس شخص کو بخش اور اس پر رحم فرما۔''

ایام بیض کے روزہ دار کے لئے نعمتیں:

جس شخص نے ایام بیض کے روزے رکھے اس کے لئے پانچ نعمتیں ہیں:

☆ فرشتے تمام دن افطار کے وقت تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔
☆ اس کے اعمال نامہ میں احد پہاڑ کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے'
☆ اس کا رزق وسیع ہو جاتا ہے'
☆ اللہ کی عبادت میں سستی نہیں باقی رہتی'
☆ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

ہر روزے کے بدلے ہزار روزوں کا ثواب:

روایت ہے کہ اگر کسی نے ہر سال میں پانچ دن روزے رکھے تو اسے ہر روزے کے بدلے میں ہزار سال کے روزوں کا ثواب ملے گا:
☆ محرم کی چوبیسویں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا تھا'
☆ بارہ ربیع الاول کہ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سے ملاقات فرمائی'
☆ ستائیس رجب کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج حاصل ہوئی'
☆ پچیس ذیقعد کہ اس دن خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی گئی'
☆ اٹھارہ ذوالحج کہ اس روز خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوئی تھی۔

گرمی کے روزے قیامت میں راحت کا باعث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ہم چند آدمی ایک کشتی میں سوار تھے۔ کشتی جا رہی تھی مگر دریا کا کہیں کنارہ یا کوئی جزیرہ نہیں معلوم ہوتا تھا...... اتنے میں کسی پکارنے والے نے آواز دی:

''اے کشتی والو! ٹھہر جاؤ مجھے کچھ کہنا ہے۔''

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا مگر کوئی نہ دکھائی دیا...... اسی دوران پھر دوسری آواز آئی' اسی طرح سات مرتبہ آواز آئی۔ ساتویں بار پر ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے فلاں! ہم جس حالت میں ہیں تم کو معلوم ہے۔ مخالف ہوا کی وجہ سے کشتی کا ٹھہرانا مشکل ہے۔ تم بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے؟''

اس نے کہا:

''کیا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے نہ آگاہ کر دوں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی

ذات کے لئے لازم فرمالیا ہے۔"

ہم نے کہا:

"ہاں ضرور بتاؤ"......

جواب ملا:

"جس کسی نے گرمی اور پیاس کے زمانے میں محض اللہ کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھا اور پیاسا رہا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے راحت عطا فرمائے گا......"

اس دن سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت گرمیوں میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے......

نماز تراویح کا پس منظر:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی پہلی شب کو حجرہ مبارک سے مسجد میں تشریف لے گئے' اور اصحاب کے ساتھ نماز تراویح پڑھی...... صبح کو اصحاب نے اس کا چرچا کیا اور دوسری شب میں پہلی رات سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ تیسری شب میں اتنا مجمع ہو گیا کہ مسجد میں گنجائش نہ باقی رہی۔ مگر اس شب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرۂ مبارک ہی میں تشریف فرما رہے۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا:

"مجھے تمہارے شوق اور تمہاری موجودگی کا علم تھا۔ مگر میں اس خیال سے نہ آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور پھر تم پورا نہ کر سکو......"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کو برابر رمضان کی راتوں میں قیام اور بیداری کا شوق دلاتے رہتے تھے مگر حکما نہیں...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی یہی کیفیت رہی۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسے مخصوص کر دیا اور لوگوں کو عام طور پر نماز تراویح کے لئے جمع ہونے کے لئے فرما دیا۔

تراویح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جماعت سے رائج ہوئی...... آپ

نے حضرت ابی کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ وہ امامت کریں...... اس کے بعد لوگ اس پر قائم رہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک شب مسجدوں کو روشن اور لوگوں کو قیام و قرات میں دیکھ کر دعا فرمائی:

''خدا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر کو روشن فرمائے' جنہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا ہے۔''

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنتوں کی اتباع کرو۔''

تراویح کی بیس رکعتیں ہیں...... جس میں پانچ جلسے ہیں...... تراویح مشتق ہے ترویحہ سے...... ترویحہ کے معنی ہیں آرام کرنا...... صحابہ کرام ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر کے لئے آرام کیا کرتے تھے...... تاکہ تسبیح تراویح پڑھ لی جائے۔

نماز تراویح روزوں کا شکریہ ہے:

روایت ہے کہ شب معراج اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمضان المبارک کا رحمتوں اور بخششوں والا بے مثل مہینہ عطا فرمایا...... جب رسول کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والثناء والتسلیم واپس تشریف لائے تو اصحاب کرام سے ذکر فرمایا...... رمضان شریف کے فیوضات و برکات سے سبھی کو بہت سرور حاصل ہوا......

دوسرے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصحاب سے فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کے روزے عطا فرمائے ہیں' ہمیں چاہیے کہ ہم روزے بھی رکھیں اور اس کے شکریہ میں بیس رکعتیں نماز بھی ادا کریں۔'' اس تجویز کو سبھی نے بہت پسند کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''مجھے بھی یہ فعل پسند ہے۔''

اسی وقت اللہ کریم نے بذریعہ وحی ارشاد فرمایا:

''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور تمہارے دیگر اصحاب کی اس تجویز سے راضی اور خوش ہوئے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین راتیں نماز ادا فرمائی لیکن پھر اس خوف سے ترک فرما دیا کہ کہیں یہ نماز میری امت پر فرض نہ ہو جائے اور وہ اسے ادا کرنے میں سستی کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہو گا......

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور قیام سنت ہے" (یعنی تراویح سنت ہے)

نماز تراویح کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سے اخذ فرمایا:

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح کو اس حدیث سے اخذ کیا جو مجھ سے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سنی تھی...... ابن لعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

"اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ کون سی حدیث پاک ہے؟"...... فرمایا!

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے کہ عرش کے گرد ایک مقام ہے جس کا نام "خطیرۂ تقدس" ہے...... یہ نور سے بنا ہوا ہے۔ اس میں اتنے فرشتے ہیں جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے...... یہ فرشتے رات دن ہر لحہ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں...... یہ رمضان کی راتوں میں زمین پر اترتے ہیں اور بنی آدم (علیہ السلام) کے ساتھ عبادت میں شریک ہوتے ہیں...... اگر کوئی ان سے مس ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے دین و دنیا میں سعید رہتا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد لوگوں کو تراویح کے لئے جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھا کریں۔

نماز تراویح کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تراویح کی بیس رکعتیں پڑھیں' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بیس شہر عطا فرمائیں گے...... ہر شہر اتنا بڑا ہو گا کہ اس میں آدمی ایک مہینہ چلتا رہے اور ختم نہ ہو...... دوسری روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بیس ہزار گناہ معاف فرما دے گا...... اور بیس شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا...... اور گویا اس نے بیس نبیوں کی زیارت کی اور بیس

غلاموں کو آزاد کیا۔

تراویح پڑھنے والے کے لئے نعمتیں:

جس نے تراویح کی بیس رکعتیں ادا کیں' اس کے لئے سات نعمتیں ہیں:

☆ اس کا جسم تمام بلاؤں اور امراض برص' جذام' جنون' وجع نقرس اور صداع سے محفوظ رہے گا۔

☆ دوسو اسی (۲۸۰) فرشتے ہر وقت اس کے نگہبان رہتے ہیں۔

☆ اس کے رزق میں وسعت ہو جاتی ہے۔

☆ وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

☆ اس پر نزع کی سختیاں آسان ہو جاتی ہیں۔

☆ اس کا خاتمہ ایمان کے ساتھ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ہو گا۔

☆ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا'

☆ جنت میں بلا حساب داخل ہو گا۔

سحری کھانے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سحری کھاؤ...... کیونکہ اس میں برکت ہے اور اس کا وقت آخر شب ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

''جس نے سحری کھائی اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا...... اور جنت میں قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائی جائیں گی...... اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری رہے گا...... ہر لقمہ جو سحری کے وقت کھائے گا اس میں ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا...... اور قیامت کے دن اس کھانے کا حساب نہ ہو گا۔''

سحری کے وقت کہے...... ''یا واسع المغفرۃ''

یہود و نصاریٰ اور اہلِ اسلام کی سحری کا فرق:

''جواہر الفتاویٰ'' میں ہے کہ سحری ہمارے اور دوسرے اہل کتاب کے روزوں میں فرق کرتی ہے...... اس لئے کہ بنی اسرائیل کے لئے جب وہ سو جاتے تھے تو پھر کھانا پینا اور جماع سب حرام ہو جاتا ہے...... جیسا کہ ابتدائے اسلام میں بھی یہی حکم تھا...... پھر بعد میں دو واقعات کے باعث منسوخ ہوگیا:

☆ ایک یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات سو گئے اور پھر بیدار ہونے کے بعد اپنی بیوی سے صحبت کی......اور بعد ازاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا...... اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسآئکم

☆ دوسرا واقعہ حضرت قیس ابن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ وہ روزے سے تھے۔ افطار کے وقت ان کے ہاں کچھ موجود نہ تھا جس سے روزہ افطار کرتے...... ان کی بیوی تلاش میں کسی دوسرے عزیز کے یہاں گئیں...... جب تک وہ لوٹیں' حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے تھے...... ان کی بیوی نے انہیں بیدار کیا۔ مگر چونکہ اب سونے کے بعد پھر کھانا پینا حرام تھا' اس لئے وہ ویسے ہی رہے اور دوسرے دن کا بھی روزہ رکھا...... اس دن شدت ضعف سے انہیں غش آ گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیفیت پوچھی تو انہوں نے سارا معاملہ بیان کیا...... اسی وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر

یعنی ''کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح صادق اور صبح کاذب میں امتیاز ہو جائے۔''

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھاؤ کیونکہ اس میں برکت ہے۔

لہٰذا روز دار کے لئے مستحب ہے کہ وہ سحری کھائے اگرچہ اسے بھوک نہ ہو مگر پھر بھی اتباع سنت کی وجہ سے کچھ کھا لے خواہ ایک خرما' ایک انجیر یا صرف ایک گھونٹ پانی ہی پی لے......

مرسلین کے اخلاق سے تین باتیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں مرسلین کے اخلاق سے ہیں:

☆ روزہ کھولنے میں جلدی کرنا'

☆ دیر تک سحری کھانا'

☆ مسواک کرنا'

روزہ جلدی افطار کرنے میں فضیلت:

روزہ کھولنے میں جلدی کرنی چاہیے اس سے پہلے کہ ستارے ظاہر ہوں...... کیونکہ یہ مشرکین کی عادت تھی کہ وہ کچھ رات آ جانے کے بعد روزہ کھولتے تھے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

''میرے بندوں میں جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں' وہ مجھے بہت محبوب ہیں۔''

اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ نماز حضور قلب اور طمانیت خاطر سے ادا ہوتی ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ نماز سے پہلے روزہ افطار کر لیتے تھے اور فرماتے:

''جب کوئی روزہ افطار کرے تو خرما سے کرے' کیونکہ اس میں برکت ہے...... اور اگر خرما نہ ملے تو پانی سے کھولے کہ وہ طہور ہے...... اور افطار کے وقت دعائے خیر کرو کیونکہ یہ وقت قبولیت کا ہے۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر تین خرموں سے افطار فرمایا کرتے تھے یا ایسی چیز سے جو آگ سے نہیں پکی ہے...... گرمیوں میں آپ اکثر پانی سے روزہ افطار فرماتے۔

رمضان میں توبہ کی فضیلت:

حضرت اعمش حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا جو عرش کے پاس کھڑا ہے۔ اس کے سر پر نور کا ایک تاج ہے اور بائیں ہاتھ میں زبرجد کی تختی ہے...... اور دائیں ہاتھ میں نور کا ایک قلم ہے۔ جس سے رمضان میں توبہ کرنے والوں کا نام لکھتا ہے' خواہ مرد ہو یا عورت!...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے فرشتے! اس کے ماں باپ کا نام' اس کے گھر والوں کے نام' اس کے پڑوسیوں کے نام بھی لکھ...... اور میں اسے ہزار درجہ عطا کروں گا جو ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں سے بڑے ہوں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں توبہ کرنے والے کو جنت میں نور کے ہزار محل عطا فرمائیں گے اور ہر محل میں ہزار تخت ہوں گے اور ہر تخت پر مکلف فرش بچھا ہوگا اور جس پر ایک ایک حور جلوہ افروز ہوگی۔[1]

مرنے سے لمحہ بھر پہلے توبہ قبول:

حضرت عبداللہ ابن علی سفیان علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ محمد ابن عبدالرحمٰن سلمانی نے انہیں ایک خط لکھا جس میں انہوں نے اپنے والد صاحب سے حدیث بیان کی کہ میں مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند صحابیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک نے بیان کیا:

☆ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس شخص نے اپنی موت سے خفیف دن پہلے توبہ کی' اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے......

☆ دوسرے نے کہا میں نے سنا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی موت سے ایک ساعت پہلے توبہ کی' اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے......

☆ تیسرے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حالت نزع میں سانس اکھڑنے سے پہلے توبہ کی' اللہ کریم اس کی بھی توبہ قبول فرمادیں گے۔

رمضان میں توبہ افضل ہے:

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس نے رمضان میں نماز مغرب سے پہلے توبہ کی...... اللہ کریم اس کے لئے توبہ کا ایک دروازہ کھول دیتے ہیں۔ جس کی وسعت ۷۰ برس کی ہے اور وہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔

---

[1] یعنی اس حساب سے دس لاکھ حوریں عطا ہوں گی --- سبحان اللہ ! --- طاہر

یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہو۔(یہ روایت ''عروس الاقوال'' میں ہے)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات افضل البشر فخر الانبیاء خاتم المرسلین رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جس نے رمضان میں توبہ کی' اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اگرچہ اس کے گناہ کف دریا اور درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہوں۔''

اللہ کریم فرماتے ہیں:

''اے فرشتو! کیا تم میرے اس بندے کی طرف نہیں دیکھتے جس نے میرے حق کو پہچان لیا اور اپنے گناہوں سے شرمسار ہو کر اپنی خطا پر رو رہا ہے...... گواہ رہو کہ میں نے اسے اپنا دوست بنا لیا...... اور قیامت کے دن اس سے پوچھ گچھ نہ کروں گا...... اور اس کو نوح' داؤد' ایوب' موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کے مثل ثواب عطا کیا...... اور میں نے اس کو ایسا دیا کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے خیال میں بھی گزرا...... میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے اور اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال کو بھی بخش دیا۔''

لہٰذا جس نے رمضان میں توبہ کی اور اپنی خواہشات کو زیر کیا' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ فردکش فرمائیں گے۔

ایک شخص جو ہر وقت بدی میں مبتلا رہتا تھا۔ ایک دن رمضان میں اپنے گناہوں پر غور کیا اور شرمندگی سے کہا:

اللھم اغفرلی غفرانک ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور اپنی مغفرت عطا فرما۔'' تین بار ہی کہا تھا کہ دم نکل گیا...... اللہ کریم نے اسے بخش دیا اور اسے شہیدوں کا مرتبہ عطا فرمایا۔

توبہ کا در ہر وقت کھلا ہے:

حضرت امام حسن علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو زمین پر گرا دیا تو اس نے کہا:

''قسم ہے تیری عزت وعظمت کی! میں بنی آدم کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ اور ان کی روح اس کے جسم میں داخل رہوں گا۔''

اللہ کریم نے فرمایا:

"قسم ہے اپنی عزت و جلال کی! میں اپنے بندوں پر توبہ کا دروازہ نہ بند کروں گا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہو"......

لہٰذا جو شخص رمضان میں توبہ کرنے کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے' اسے چاہیے کہ

☆ اپنے پیٹ کو حرام سے ☆ اور اپنی زبان کو جھوٹ

☆ غیبت اور چغل خوری سے محفوظ رکھے

☆ اور اپنے اعضاء کو خطا اور گناہوں سے پاک رکھے۔

شب قدر (ستائیسویں) کی فضیلت:

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کو جو شخص ستائیسویں کی رات میں صدق دل سے قیام کرے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے...... اس لئے اللہ تعالیٰ نے راتوں کو ستائیسویں رات سے حسن بخشا ہے۔

اس کا نام شب قدر اس لئے ہوا کہ اس میں تقدیریں' رزق اور سال بھر کی عمریں لکھی جاتی ہیں لیلۃ القدر راتوں میں سب سے بزرگ اور برتر رات ہے۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا...... میں رمضان کی پہلی رات میں سو گیا اور عبادت سے غفلت ہو گئی...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تو ستائیسویں رات میں بیدار رہ۔ کیونکہ وہ رات خدا تک پہنچانے والی ہے...... قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جس نے اس رات کو ذکر اور اوراد کے ساتھ زندہ رکھا اس کے لئے حج، عمرہ اور جہاد کا ثواب ہے اور اتنی تعداد میں نیکیاں جتنے کہ اس کے جسم پر بال ہیں۔"

سات چیزوں میں سات پوشیدہ چیزیں:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کو سات چیزوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے:

☆ رضا اور خوشنودی کو طاعت میں ☆ حقیقت کو مصیبت میں

☆ اسم اعظم کو قرآن پاک میں ☆ اولیاء کو عام لوگوں میں
☆ موت کو عمر میں ☆ صلوٰۃ وسطیٰ کو دوسری نمازوں میں
☆ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک میں

شب قدر کی خاص علامت:

محمد ابن افضل، حسن احمری علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لائے۔ کچھ لوگ دعا میں مناجات کر رہے تھے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں تمہارے پاس اس ارادہ سے آیا تھا کہ تم کو لیلۃ القدر کی اطلاع دوں۔ مگر مجھ کو ڈر ہے کہ تم اس کو ضبط نہ کر سکو گے...... وہ تمہارے لئے باعث خیر و برکت ہے...... تم اسے رمضان کے آخری عشرے میں جب کہ نو راتیں باقی رہ جائیں، ڈھونڈو اور تلاش کرو...... اس کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ رات نہ زیادہ سرد ہوتی اور نہ گرم، اور اس کی صبح کو آفتاب کی شعاعیں بندھی رہتی ہیں......

جس شخص نے اس رات میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ قیام و بیداری کی، اس کے لئے ہر گھڑی کے بدلے سو برس کی عبادت کا اجر و ثواب ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرا اور میری امت کا رمضان کی ستائیسویں رات میں قیام کرنا خواہ وہ اتنی ہی دیر ہو جتنی دیر کو کوئی دودھ دوہنے والا دودھ دوہنے میں ٹھہر جاتا ہے، مجھے ایک مہینہ کے قیام اور بیداری سے زیادہ محبوب اور پسند ہے۔

شب قدر کی برکت:

حضرت عبید ابن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ایک رات کو بحیرۂ قلزم کے کنارے تھا، اور اسی کھاری پانی سے وضو کرنے لگا۔ جب میں نے وہ کھاری پانی چکھا تو شہد سے زیادہ میٹھا معلوم ہوا۔ مجھے سخت تعجب ہوا...... جب میں واپس ہوا تو میں نے یہ واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا...... انہوں نے فرمایا:

"اے عبیدہ! وہ ستائیسویں رمضان اور شب قدر کی گھڑی ہو گی...... جس شخص نے اس رات کو اللہ کے ذکر میں زندہ رکھا، اس نے گویا ہزار راتوں میں عبادت کی، اور اللہ تعالیٰ

اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیں گے۔"

شب قدر میں عبادات اور اجر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ستائیسویں رمضان کو بیس رکعتیں اس ترتیب سے پڑھیں کہ سورۂ فاتحہ کے بعد اکیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے' وہ گناہوں سے یوں پاک و صاف ہو جاتا ہے گویا وہ ابھی پیدا ہوا...... اور ہر حرف کے بدلے میں جو اس نے اس نماز میں پڑھا ہے' اس کے لئے جنت میں ایک شہر بنایا جائے گا' جس میں اس قدر حوریں ہوں گی جن کا شمار صرف اللہ پاک ہی کر سکتا ہے۔

اور جس نے سورۂ اخلاص سو مرتبہ پڑھی' اللہ تعالیٰ اسے ہزار سال کی عبادت کا ثواب عطا فرمائیں گے...... اور جس نے یہ دعا کثرت کے ساتھ پڑھی' اس کے لئے جنت اور دیدار خدا واجب ہو جائے گا...... دعا یہ ہے:

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی یا عفو

" "

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہے' اللہ تعالیٰ اسے ضرور بہشت میں داخل فرمائے گا' اور میں اس کی نجات کا ذمہ دار ہوں...... اسے ستر برس کی عبادت کا' ثواب ملے گا...... اس کے اعمال نامہ میں سات ہزار سال کی عبادت لکھی جائے گی...... اور بہشت میں اس کے لئے ایک محل تیار کیا جائے گا۔ جس کے ہزار دروازے ہوں گے اور ہر ایک دروازے پر ہزار خادم ہوں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں رات کو عبادت الٰہی کے لئے بیدار رہے گا اس کو قیامت کے دن کچھ خوف و ہراس نہ ہوگا اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر پر گزرے۔ جس میں سے آواز آتی تھی:

"ہائے میں ذلیل و خوار ہو گیا' ہائے میں نے عمر بیکار ضائع کی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شور و فریاد کے جواب میں فرمایا:

"او غافل! اگر تو عمر بھر میں ایک بار بھی شب قدر میں رات بھر عبادت کے لئے

جاگ کر گزار دیتا تو قیامت تک تجھ پر عذاب قبر نہ ہوتا۔"

اس رات کا نام "شب قدر" کیوں؟:

شب قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت و حرمت والی رات ہے..... جو شخص اس رات کی عزت کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشے گا' اور اسے ضرور جنت ملے گی..... کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو شب قدر میں تمام رات عبادت الٰہی بجا لائے۔

علماء کا قول ہے کہ شب قدر کو عزت والی رات اس لئے کہتے ہیں کہ اسی رات میں اللہ رب العزت نے اپنے عزت والے رسول پر اس کی عزت والی امت کے لئے عزت والی کتاب نازل فرمائی ہے..... چنانچہ ارشاد باری ہوا:

انا انزلنه فی لیلة القدر

یعنی "ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے"

شب قدر کونسی رات ہے؟:

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار سوال کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شب قدر کس رات میں واقع ہوتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے۔"

☆ اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو فرمایا:

"اکیسویں شب ہے۔"

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا تو فرمایا:

"تیئسویں شب ہے۔"

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا تو فرمایا:

"پچیسویں شب ہے"

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا تو فرمایا:

"انتیسویں شب ہے"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ مختلف اقوال سنے تو تنہائی میں آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقت پوچھی تو ارشاد فرمایا:
''میں چاہتا ہوں کہ میری امت کے لوگ شب قدر کے لئے رمضان شریف کی اکثر راتوں میں شب بیداری کریں''...... لیکن مذہب صحیح تر یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں اور قطعی طور پر کوئی رات مقرر کی گئی نہیں معلوم ہوتی...... میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں رات میں واقع ہے۔ کیونکہ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے انا انزلنه فى ليلة القدر...... لفظ ليلة القدر میں نو حرف ہیں...... اور یہ لفظ اس سورہ میں تین جگہ آیا ہے...... نو کو تین سے ضرب دینے سے ستائیس حاصل ہوتے ہیں۔

جو شخص اس رات میں عبادت کے لئے صبح تک جاگتا رہے گا اس کو دیدار خدا نصیب ہوگا......

رمضان المبارک کا دل:

ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ رمضان میں فرمایا کہ ہر شے کا دل ہوتا ہے اور اس مبارک مہینے کا دل شب قدر ہے...... جو شخص اس رات جاگے گا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی عزت کرے گا'...... اسے تمام انبیاء علیہم السلام کے سامنے ستر حلے بہشت کے ملیں گے...... اور جو شب قدر کی صبح کو غسل کرے گا وہ تمام گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جائے گا۔

شب قدر کی تلاش:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رمضان شریف کے روزے رکھے...... جب تیئسویں رات آئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جمع کیا اور ایک تہائی رات تک نماز و عبادت میں مشغول رہے۔ چوبیسویں رات کو کچھ نہیں فرمایا...... پچیسویں رات کو پھر اسی طرح آدھی رات تک نماز پڑھائی...... ہم نے عرض کی:
''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! باقی آدھی رات جو رہ گئی ہے' اگر ارشاد ہو تو

وہ بھی نماز پڑھ کر گزار دیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص امام کے ساتھ با جماعت نماز پڑھتا ہے اسے رات بھر کی نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔"

پھر چھبیسویں رات کو خاموش رہے اور ستائیسویں رات کو اپنے تمام اہل بیت کو بھی جمع کیا اور رات بھر ہم سب کو نماز پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوا کہ شاید آج سحری کھانے کا وقت نہ ملے گا۔

شب قدر کا تعین کیوں کر ہو؟ (ایک کلیہ):

کتاب "لمعہ نورانی" میں ابو الحسن علی عراقی نے کہا ہے کہ رمضان المبارک میں شب قدر کا حساب یہ ہے کہ:

☆ اگر آخری تاریخ کا دن اتوار ہو گا تو شب قدر انیسویں کو ہو گی'

☆ اگر آخری تاریخ کا دن پیر ہو گا تو اکیسویں کو'

☆ اگر منگل ہو تو ستائیسویں کو'

☆ اگر بدھ ہو گا تو انتیسویں کو'

☆ اگر جمعرات کا دن ہو گا تو پچیسویں کو'

☆ اگر جمعہ ہو گا تو ستائیسویں کو اور

☆ اگر ہفتہ ہو گا تو تیئیسویں رات شب قدر ہے۔

شب قدر میں خاص عنایت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے کہ مجھے جبرئیل (علیہ السلام) نے میکائیل (علیہ السلام) کے واسطہ سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شب قدر میں جو شخص کسی کاغذ پر یہ آیت شریف لکھے:

ولو ان قرانا سیرت به الجبال الایة

اور اس کاغذ کو پانی میں دھو کر پی لے تو اس کو آخرت کے ہزار مہینوں کا ثواب ملے

گا..... اور ہزار بیماریوں سے محفوظ رہے گا' جن میں سے ادنیٰ درجے کی بیماری برص اور جذام ہے..... اگر اس کاغذ کو اپنے مال اسباب یا غلہ میں رکھے گا تو اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔"

شب قدر میں بیداری خوش بختی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام راتوں میں افضل شب قدر ہے..... اور سب راتوں سے بری رات قبر کی پہلی رات ہے.....

نہایت خوش قسمت ہے وہ شخص جو شب قدر میں عبادت و نوافل اور درود خوانی میں مشغول رہے۔ تا کہ اس پر سے اللہ تعالیٰ قبر کی پہلی رات کی سختیاں دور فرما دے..... جو شخص اپنی قبر کو قیامت تک روشن اور نورانی رکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ شب قدر میں رات بھر نماز و عبادت میں مشغول رہے۔

روایت ہے کہ فرشتے' جن اور پری حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت میں پانچ سو مہینے تک رہے..... اور سکندر رومی نے تمام دنیا کی حکومت پانچ سو مہینے کی ہے..... یہ پورے ہزار مہینے ہوئے..... جو شخص صدق و اخلاص سے شب قدر میں رات بھر عبادت کرے گا' اسے ہزار مہینے عبادت کا ثواب ملے گا۔

شب قدر میں خاص فضل و کرم:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر شب قدر میں خاص فضل کرتا ہے اور بارانِ رحمت بھیجتا ہے..... اور اپنی رحمت عام میں کفار کو بھی شامل فرمالیتا ہے۔

لہٰذا ہر ایمان والے کو چاہیے کہ اس مبارک رات میں ذکر الٰہی کرتا رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت سے درود بھیجتا ہے..... جو شخص اس رات میں درود شریف پڑھے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے اور وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا اور چار یاران پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہمسائیگی اسے نصیب ہوگی۔

شب قدر میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کا نزول:

کتاب "لمعہ نورانی" میں حضرت خالد بن رافع علیہ الرحمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر آتی ہے تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) حکم خداوندی سے فرشتوں کی ایک فوج لے کر زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے۔ جسے آ کر کعبہ کی پشت پر نصب کرتے ہیں۔

حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کے ستر ہزار بازو ہیں...... جن میں دو بازو ایسے ہیں کہ ان کو شب قدر کے سوا کبھی نہیں کھولتے۔ جب وہ بازو کھلتے ہیں تو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں...... تمام فرشتے مل کر اپنے پیروں کو پھیلا کر امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں...... اور ان لوگوں پر سلام بھیجتے ہیں جو شب قدر میں بیٹھے یا کھڑے ہوئے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں' اور ذکر خدا اور نوافل میں مگن ہوتے ہیں...... ان لوگوں کی دعاؤں پر سب فرشتے آمین کہتے ہیں...... جب صبح ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) سب فرشتوں کو آسمان پر واپس جانے کا حکم دیتے ہیں......

فرشتے پوچھتے ہیں:

"اے جبرئیل! یہ تو بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان نیک بندوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟"

حضرت جبرئیل امین جواب دیتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی نگاہ رحمت ڈالے اور تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گناہ معاف فرمائے...... سوائے نو قسم کے لوگوں کے......

شب قدر میں اللہ تعالیٰ جن سے ناخوش رہتا ہے:

حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان نو قسم کے لوگوں سے شب قدر کے رحمتوں اور برکتوں والے مبارک اور سعید موقع پر ناخوش رہتا ہے:

☆ جو لوگ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے'

☆ جو لوگ ناحق خون کرتے ہیں'

☆ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والے' جو ان سے حسن سلوک نہیں کرتے۔

☆ قبرستان میں جا کر ہنسنے والے
☆ لگائی بجھائی کرنے والے
☆ ظلم کرنے والے
☆ استاد کو تکلیف دینے والے
☆ نماز میں سستی کرنے والے
☆ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی کی طرف سے دل میں کینہ رکھنے والے۔

اعتکاف کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خالصاً اللہ کے لئے رمضان شریف ایک دن اور ایک رات برابر اعتکاف بیٹھے گا' اسے تین سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص بغیر ریا اور شہرت خالص نیت سے ایک دن اعتکاف بجا لائے گا...... اسے ہزار راتوں کی شب بیداری کا ثواب ملے گا...... اور اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں حائل ہو جائیں گی...... ہر خندق کا درمیانی فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ جو شخص رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں صدق و اخلاص کے ساتھ اعتکاف بجا لائے گا' اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں ہزار سال کی عبادت درج فرمائے گا اور قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا......

اعتکاف سنت موکدہ ہے۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ اس مبارک مہینے میں اعتکاف ضرور کریں اور تلاوت قرآن و ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ دنیاوی لذتیں چھوڑ دیں اور اپنے آپ کو مردہ خیال کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف ترک نہیں فرمایا:

حضرت امام زہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے مسلمانوں پر سخت تعجب ہے کہ وہ کیوں اعتکاف کو ترک کرتے ہیں...... حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ بعض اعمال کو کبھی کرتے تھے اور کبھی ترک فرما دیتے تھے...... لیکن اعتکاف آپ نے کسی

رمضان شریف میں ترک نہیں فرمایا...... وفات شریف تک اس کے کاربند رہے......

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان کے آخر دس روز میں مسجد کے اندر اعتکاف واجب ہے۔ جو شخص میرے ساتھ اعتکاف بجا لانا چاہیے وہ ماہ رمضان کے آخری ایام کا پابند ہو' کیونکہ میں نے انہی راتوں میں شب قدر کو پایا۔ مگر وہ خاص رات مجھے بھلا دی گئی...... ان راتوں میں مسلمان کو اپنی بیوی سے علیحدہ رہنا چاہیے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

تبا شروهن وانتم عاكفون في المساجد

یعنی "اے مسلمانو! جب تم مسجد میں معتکف ہو تو اپنی بیویوں کی صحبت سے دور ہو۔"

یکسوئی سے عبادت کا موقع:

حدیث پاک میں ہے کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے پہلے دس روز میں اعتکاف فرمایا...... پھر بیچ کے دس روز میں معتکف ہوئے' اس وقت آپ ایک ترکی قبے میں تشریف رکھتے تھے۔ اس قبے سے سر اقدس باہر نکال کر ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں شب قدر کی جستجو میں اعتکاف کرتا ہوں کیونکہ وہ ایک رات ہزار مہینے سے افضل و برتر ہے۔"

اس رات اللہ کی عبادت کے لئے جاگنا ضروری ہے کیونکہ شب بیداری سے دل کو دنیا کے بکھیڑوں سے فراغت ملتی ہے اور اپنے پروردگار کی طرف پوری توجہ ہوتی ہے اور بندہ اپنے مولیٰ کی پناہ میں آ جاتا ہے...... جس شخص پر کوئی بڑی مصیبت آ پڑے اور وہ شب بیداری اختیار کرے تو اس کی حاجت برآئے گی۔

مسائل اعتکاف:

معتکف کے لئے جائز ہے کہ سات ضرورتوں کے لئے مسجد سے باہر آئے:

☆ پیشاب ☆ پاخانہ ☆ وضو ☆ غسل (خواہ فرض ہو یا نفل)

☆ نماز جمعہ ☆ نماز جنازہ ☆ بادشاہ یا حاکم کے حکم کی وجہ سے۔

اور ان ضرورتوں سے فارغ ہوتے ہی فوراً مسجد میں چلا جائے۔

☆ معتکف کے لئے جائز ہے کہ بعد مغرب کھانا کھائے...... اور ضرورت کے وقت بات چیت کرے...... سر میں تیل لگائے......سوئے۔

بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ بعد مغرب کھانے کے لئے گھر تک جا سکتا ہے۔

☆ اگر عورت اعتکاف کرے تو وہ گھر میں اس مقام پر جہاں پنج وقتہ نماز پڑھتی ہے' بیٹھی رہے...... جو عورت صدق دل سے اعتکاف کرے گی اس کو ہزار برس کی عبادت اور ہزار غازیوں کا اور ہزار حج کا ثواب ملے گا۔

صدقہ فطر (فطرانہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر ہے:

حضرت ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے پہلے محتاجوں' بیواؤں اور مساکین کو صدقہ دو۔ یہی تمہارے نبی کی سنت ہے......

صدقہ فطر ہر مسلمان چھوٹے بڑے مرد عورت' آقا اور غلام پر جواب ہے...... جس کی مقدار یہ ہے کہ گندم کا آدھا صاع — یا چھوہارے — یا جو — یا منقے — یا پنیر کا پورا ایک صاع یا اس مقدار کی قیمت محتاجوں کو دی جائے...... صدقہ فطر واجب ہونے کا وقت طلوع صبح ہے اور دیر ہو جانے سے ساقط نہیں ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک صدقہ فطر ادا نہیں کیا جاتا' اس وقت تک تمام رمضان کے روزے زمین و آسمان کے درمیان معلق (اٹکے) رہتے ہیں' اور بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچتے۔

صدقہ فطر ادا کرنے کے فائدے:

صدقہ فطر ادا کرنے کے تین فائدے ہیں:

☆ روزوں کا قبول ہونا'

☆ جان کنی کی سختی سے محفوظ رہنا'

☆ عذاب قبر سے امن پانا'

صدقہ فطر کی فضیلت:

حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ فطر روزہ دار کو لغو اور بے ہودہ باتوں سے پاک کرتا ہے اور محتاجوں کی خوراک ہے۔ یعنی صدقہ فطر ادا کرنے میں دو فائدے ہیں:

☆ ایک یہ کہ روزہ دار سے روزے کی حالت میں جو لغو اور بے ہودہ باتیں سرزد ہوئی ہیں'

جن سے کوئی دینی یا دنیاوی نفع نہیں ہوتا...... یعنی اکثر لوگوں کو بے ہودہ بکنے کی عادت ہوتی ہے اور بعض تو فحش الفاظ بھی زبان پر لاتے ہیں' روزے کا خیال نہیں کرتے۔ امید ہے کہ ایسی بے احتیاطیوں کا بدلہ صدقہ فطر ہو جائے۔

☆ دوسرے یہ کہ صدقہ فطر سے فقراء اور مساکین کو روزی پہنچتی ہے اور وہ لوگ بھی خوشحال ہو کر بھیک مانگنے کی ذلت سے بچتے ہیں اور عید کا دن اطمینان سے گزارتے ہیں......

چنانچہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا...... اے لوگو! آج عید کے دن محتاجوں کو سوال کی ذات سے بے نیاز کرو اور یاد رکھو کہ فرزند آدم (علیہ السلام) کی عمر محدود ہے اور اس کے عمل ایک خزانے میں جمع ہیں...... لہٰذا جس کا خزانہ نیکیوں سے مالا مال ہے وہ خوش و خرم ہے اور جس نے برے اعمال جمع کر رکھے ہیں اس کا چہرہ زرد ہے...... ہر ایک عمل کرنے والے کے لئے پورا حصہ ہے' اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کسی عمل کو فراموش نہیں فرماتا اور نہ اپنے بندوں کو آزاد و بے مہار چھوڑتا ہے۔

صدقہ فطر ادا کرنے پر نعمتیں:

جو شخص صدق و اخلاص سے صدقہ فطر ادا کرے گا' اس کے لئے پانچ نعمتیں ہیں:

☆ رزق میں فراخی ہو گی'

☆ اس کی نمازوں اور دعاؤں کو عرش تک پہنچائے گا'

☆ مرتے دم کلمہ شہادت زبان پر جاری ہو گا'

☆ منکر نکیر کو نہایت خوبی سے جواب دے گا'

☆ یہ صدقہ پل صراط سے گزرنے کے لئے سواری ہو جائے گا۔

صدقہ فطر ادا کرنے کی ترغیب:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صدقہ فطر ادا کرنے کی ترغیب دی۔ جس پر جو اصحاب خوشحال تھے وہ محتاجوں کو صدقہ دینے لگے...... حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کی طرف بیٹھے ہوئے اپنے ہونٹوں کو کچھ ہلا رہے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مڑ کر دیکھا تو پوچھا:

''اے ابوذر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم چپکے چپکے کیا کہتے ہو۔''

عرض کی:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس وقت آپ کے اہل ثروت اصحاب صدقہ دے رہے ہیں' اور میں مفلس و نادار ہوں۔ اس لئے چپکے چپکے آپ پر درود بھیج رہا ہوں...... اور اپنے دل میں جان کنی کی سختی' عذاب قبر' پل صراط کی شدت' عذاب جہنم کی ہولنا کی یاد کر کے ڈر رہا ہوں......''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوذر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارا یہ عمل دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' سے بہتر ہے۔''

عید تمام گناہوں کی بخشش کا دن ہے:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ماہ رمضان المبارک میں دن کو روزہ رکھے اور رات کو نوافل ادا کرے اور عید کے دن صدقہ فطر ادا کر کے عید گاہ میں جائے۔ تو عید گاہ سے واپس ہونے تک اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے......

عید کی نماز ہر مسلمان مکلف پر واجب ہے۔

نماز عید کے لئے مسنون اعمال:

نماز عید سے پیشتر مستحب ہے کہ غسل و مسواک کرے...... خوشبو لگائے...... عمدہ لباس' جسے شریعت نے مباح کیا ہو یعنی کپڑے نئے یا دھلے ہوئے صاف ہوں' پہنے......

ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے یہاں تک کہ بچوں کو بھی پہنانے کی اجازت نہیں اس کا گناہ ماں باپ پر ہوگا......

نماز عید سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھائے...... اور صبح نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے۔ اگر نماز سے پہلے ادا نہیں کیا تو نماز کے بعد لیکن آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کر دے...... اسی طرح راستے میں تکبیر کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف جانا...... عید گاہ میں جلدی حاضر ہونا...... ہوش مندی اور بیدار دلی کے ساتھ نماز عید کے لئے جانا...... عید گاہ کی طرف پیدل جانا...... نماز عید کے بعد دوسرے راستے سے واپس ہونا' یہ سب مسنون اعمال ہیں۔

نماز عید شہر (بستی) سے باہر ہونی چاہیے...... جامع مسجد میں کتنی ہی گنجائش ہو امام کو چاہیے کہ شہر میں اپنا ایک نائب مقرر کرے جو کہ بیماروں اور کمزوروں کو نماز پڑھا دے...... کیونکہ عیدین کی نماز بالاتفاق واجب ہے اور اکثر ائمہ کے نزدیک دونوں جگہ جائز ہو گی یعنی کھلے میدان میں اور جامع مسجد میں...... لیکن جمعہ کی نماز ایک شہر میں دو جگہ نہیں ہو سکتی۔[1] کیونکہ جمعہ کے معنی جماعت قائم کرنا ہیں اور تفرقہ کی صورت میں جماعت کا لفظ صادق نہیں آتا۔

عیدگاہ کی طرف تکبیر کہتے ہوئے جانا:

عیدگاہ کے رستے میں تکبیر کہتے ہوئے چلنا مستحب ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک عیدالفطر میں بآواز بلند تکبیر نہ کہنا چاہیے...... اور صاحبین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز سے تکبیر کہتا چلے اور عیدگاہ میں پہنچ کر تکبیر کہنا ترک کر دے...... حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ ہر دس قدم پر ایک بار تکبیر کہتے تھے......

اگر گاؤں کا رہنے والا جسے عیدگاہ پہنچنے کے لئے کئی میل طے کرنا ہیں، رات کو اپنے گھر سے چلے تو تکبیر کہنا شروع کر دے۔

نماز عید کا وقت:

طلوع صبح صادق سے نماز کا وقت شروع ہوتا ہے...... جب آفتاب کسی قدر بلند ہو جائے تو بغیر اذان اور اقامت کے امام دو رکعت نماز با جماعت پڑھائے۔

نماز عید کا طریقہ:

سب سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں سے لگا کر زیر ناف باندھے اور ثناء پڑھے...... عید کی نماز میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ تین پہلی رکعت میں اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں......

☆ پہلی رکعت میں ثناء پڑھنے کے بعد اور سورۂ فاتحہ اور دیگر قرأت سے پہلے......

---

[1] اب تو آبادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہر محلے میں ایک سے زائد مساجد ہیں اور شہر میں تو چھوٹی بڑی بے شمار مسجدیں ہوتیں ہیں --- لہٰذا محلے ہی کی مسجد میں نماز جمعہ و نماز عید ادا کی جاتی ہے --- طاہر

☆ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ساتھ ملائی جانے والی سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے...... پہلی رکعت میں زائد تکبیر ادا کرتے وقت اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ لے جا کر چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر پر زیر ناف ہاتھ باندھ کر قرات پڑھے...... اسی طرح دوسری رکعت میں قرات کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تین بار ہاتھ کانوں تک لے کر کھلے چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر پر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے...... جماعت کے بعد امام منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ عید پڑھے۔

عید کی رات بخشش کی رات ہے:

احادیث میں ہے کہ عیدالفطر کی رات کو فرشتے حکم الٰہی سے راستوں اور گلیوں میں صدا لگاتے ہیں کہ اے مسلمانو!

☆ تم کو اس ماہ مبارک میں روزے رکھنے کا حکم تھا' تم بجالائے۔

☆ تم کو راتوں میں نماز پڑھنے کا حکم ملا' تم پابند عمل رہے۔

اب اٹھو اور ایک وعدہ گاہ میں جا کر اپنے پروردگار کے سامنے صف بستہ باادب کھڑے ہو۔(نماز عید کے لئے) پھر جب تم وہاں سے لوٹو گے تو تمہارے سب گناہ بخشے ہوئے ہوں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ صدا جن و انسان کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے امتیان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اپنے پروردگار کے حضور آؤ' تمہارا پروردگار بے حد بخشش کرنے والا ہے۔تھوڑی سی نیکی بھی قبول کر لیتا ہے اور بہت بڑا گناہ معاف فرما دیتا ہے......

پھر جب لوگ عیدگاہ میں صف بہ صف باادب حاضر ہوتے ہیں تو اللہ کریم پوچھتا ہے:

''اے میرے فرشتو! بتاؤ کہ محنت سے اپنا کام کرنے والے مزدور کا معاوضہ کیا ہونا چاہیے؟''

فرشتے عرض کرتے ہیں:

''مولیٰ کریم! معاوضہ تو یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری دی جائے۔''

ارشاد باری ہوتا ہے:

''اے فرشتو گواہ رہو! میں اپنے ان نیک بندوں کو رمضان کے روزے اور راتوں کی

نمازوں کے بدلے میں اپنی خوشنودی اوران کے گناہوں کی مغفرت سے مالا مال کرتا ہوں۔"

پھر فرماتا ہے:

"اے میرے بندو! مجھ سے مانگو...... اپنی عزت و جلال کی قسم! اس موقع پر تم اپنی دینی اور دنیاوی حاجت جو کچھ مجھ سے مانگو گے' میں قطعاً تم کو دوں گا۔"

سبحان اللہ! کیا رحمت الٰہی ہے کیا شان کریمی ہے......

عید کے دن رحمت سے محروم لوگ:

عید کے دن سات قسم کے گناہ گار بخشش کی نعمت سے محروم رہیں گے:

☆ گراں بیچنے کیلئے غلہ روک رکھنے والا ☆ ہمیشہ شراب پینے والا
☆ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا ☆ رشتہ ناطہ توڑنے والا
☆ دل میں کینہ رکھنے والا ☆ زنا کار ☆ سود خور

نمازِ عید کے بعد چار نفل:

بعض روایتوں میں نماز عید کے بعد چار رکعت نماز نفل کا ثواب بھی آیا ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن دو رکعت نماز عید با جماعت کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھے:

☆ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے...... اس نے گویا پورے کلام پاک کی تلاوت کی:

☆ دوسری رکعت میں والشمس والضحیٰ پڑھے...... اس نے گویا تمام دنیا کا ثواب جمع کرلیا۔

☆ تیسری رکعت میں والضحیٰ واللیل اذا سجی پڑھے...... اس نے گویا تمام دنیا کے یتیموں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور عمدہ لباس پہنایا اور

☆ چوتھی رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھے......

اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس پچھلے اور پچاس برس آئندہ کے گناہ معاف فرماتا ہے اور آخرت میں اس کے لئے پورا اجر ہے۔

عید اسی کی ہے جو......:

☆ عید اسی کی ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔
☆ عید اسی کی ہے جو ایمان و یقین کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے۔
☆ عید اسی کی ہے جو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہو۔
☆ عید اسی کی ہے جو دل میں دیدار خدا کا اشتیاق رکھتا ہو۔
☆ عید اسی کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام فرمائی ہوئی چیزوں سے اجتناب رکھے۔
☆ عید اسی کی ہے جو قیامت کو پل صراط سے گزر جانے کے لئے تیار ہو۔
☆ عید اسی کی ہے جو دنیا کو چھوڑ کر صرف خدا کا ہو رہا...... اور جو خدا کا ہو رہا خدا اس کا ہو جاتا ہے...... اے خدا کے بندو! خدا کے لئے خدا کے ہو رہو۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں فرق:

دونوں عیدوں کی نماز ایک سی ہے تعداد تکبیروں اور رکعات ایک سی ہیں...... فرق اتنا ہے کہ عید الفطر کی نماز قدرے دیر سے اور عید الاضحیٰ کی نماز قدرے جلدی پڑھنا سنت ہے...... کیونکہ نماز عید الاضحیٰ کے فوری بعد قربانی کرنا ہوتی ہے۔

ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر بارش وغیرہ کے عذر سے عید کی نماز عید کے روز نہ پڑھی جا سکے تو دوسرے روز ادا کر لی جائے...... اور عید الاضحیٰ کی نماز تیسرے روز تک بھی ہو سکتی ہے...... جس شخص کو کسی عذر کی وجہ سے عید کی نماز با جماعت نہ ملے تو علیحدہ ادا کرے۔

عید کی نماز کون پڑھے' کون نہ پڑھے:

عید کی نماز ہر مسلمان آزاد اور بالغ پر واجب ہے...... ''تحفہ خانیہ'' میں لکھا ہے کہ چھ افراد پر نماز عید واجب نہیں:

عورت ' غلام ' مسافر ' بیمار ' اندھا ' لنگڑا

لیکن اگر یہ لوگ نماز میں شریک ہوں تو بہت ثواب پائیں گے۔

نماز سے فارغ ہو کر اپنے وسائل و استطاعت کے مطابق فقیروں کو خیرات دے اور متقی و پرہیزگار لوگوں کی ضیافت کرے' نفیس و لذیذ کھانے پکوائے۔

عید کے دن قبرستان جانا:

جو شخص عید کے دن اپنے ماں باپ یا عزیز و قریب یا دوست آشنا کی قبر پر جائے اور فاتحہ سے پہلے سورۂ یاسین پڑھ کر اس کا ثواب قبر والے کی روح کو بخشے...... اللہ تعالیٰ اس کو ہر حرف کے بدلے بہشت میں بلند درجہ عطا فرمائے گا اور اس کے اعمال نامہ میں اسی قدر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اتنی ہی برائیاں مٹا دی جائیں گی۔

عید کی صبح رسول کریم ﷺ کے ہمراہ فرشتوں اور روحوں کی آمد:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عیدالفطر کی صبح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام حسب ارشاد الٰہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے ستر ہزار فرشتوں کی فوج تیار کرتے ہیں۔ سب کے ہاتھوں میں جھنڈیاں ہوتی ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام دائیں صف میں اور حضرت میکائیل علیہ السلام بائیں صف میں ہوتے ہیں یہ سب فرشتے ساق عرش کے نیچے آتے ہیں جہاں نور کی قندیلیں آویزاں ہیں' اور انبیاء و شہداء و صلحاء کی روحیں قیام پذیر ہیں...... ان کے درمیان ایک نہایت نورانی قندیل ہے جس کی روشنی چاند سورج کی روشنی پر بھی غالب ہے۔ بلکہ چاند سورج کو اسی سے روشنی پہنچتی ہے...... اس قندیل کی چوڑائی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور اس کی لمبائی کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں...... اس میں حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح انور جلوہ افروز ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام جب ملائکہ کی فوج کو لے کر وہاں پہنچتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں اللہ پاک کی طرف سے تحفہ درود و سلام پیش کر کے کمال ادب سے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے جبرئیل! کیا قیامت برپا ہو گئی؟"

جبرئیل امین عرض کرتے ہیں...... "ابھی نہیں"...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"پھر یہاں کیسے آنا ہوا؟"

وہ عرض کرتے ہیں:

''آج عید کا دن ہے...... آج وہ دن ہے کہ رحمت الٰہی جوش زن ہے...... آج وہ دن ہے کہ رمضان کے روزہ داروں' صدق دل سے تراویح و تسبیح پڑھنے والوں اور فقراء و مساکین کو صدقہ دینے والوں کو عظیم ثواب ملے گا......

سب لوگ صدقہ فطر ادا کر کے میدان عید گاہ میں دوگانہ عید ادا کرنے کے لئے جمع ہوں گے...... سب لوگ آپس میں مل کر خوشیاں منائیں گے...... یا رسول اللہ! اگر حضور آج اپنی امت کی شادمانی ملاحظہ فرمانا چاہیں تو دنیا میں تشریف لے چلیں' میں اور ملائکہ کی فوج ہمرکابی کے لئے حاضر ہیں۔ عرش سے لے کر پہلے آسمان تک تمام فرشتے جمع ہیں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرماتے ہیں:

''عرش الٰہی کی جانب یہ کیسی آوازیں بلند ہیں؟''

حضرت جبرئیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں:

''یہ انبیاء وشہداء مومنین و صالحین کی روحیں ہیں جو آج کے مبارک دن کی خوشی میں مشغول ہیں...... اور حضور کی خدمت میں التجا کرتی ہیں کہ اگر آپ دنیا کی طرف تشریف لے چلیں تو ہم کو بھی ہمراہ چلنے کی اجازت ملے۔ کیونکہ دنیا میں اپنے متعلقین سے ہمارے دل لگے ہیں۔ آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میں ان کو دیکھ آئیں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''اے پاک روحو! اگر تمہارا یہ ارادہ ہے تو میرے ساتھ آؤ۔''

چنانچہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو دیکھنے کے لئے دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ تمام روحیں جلو میں ہوتی ہیں اور چاروں طرف فرشتے گھرے ہوئے رہتے ہیں...... حضرت اسرافیل و میکائیل علیہم السلام اور تمام مقرب ملائکہ آگے آگے چلتے ہیں...... بعض درود و سلام پڑھتے ہیں اور بعض طرقوا طرقوا پکارتے ہیں...... حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے ادب سے ملائکہ کی فوج کو ہمراہ لئے ہوئے چلتے ہیں...... انبیاء کرام کی روحیں دائیں جانب' شہداء کی روحیں بائیں جانب اور مومنین کی روحیں پیچھے ہوتی ہیں...... سب کے بیچ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کی طرح براق پر جلوہ گر ہوتے ہیں اور تمام روحیں ستاروں کی طرح نظر آتی ہیں......

اس تزک و احتشام سے جب زمین پر آمد ہوتی ہے تو تمام روحیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت لے کر اپنی اپنی قبروں پر جاتی ہیں...... وہاں دیکھتی ہیں کہ ان کے جسم گل سڑ کر خاک میں مل گئے ہیں...... بالوں میں مٹی بھری ہوئی ہے اور تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہیں۔ گوشت کو کیڑوں نے کھا لیا...... ہڈیاں بوسیدہ پڑی ہیں...... آنکھوں کے حلقے چوہوں کا بل بن گئے ہیں...... یہ وہی جسم ہیں جو کسی زمانے میں گلاب کے پھول سے زیادہ خوش نما اور چاند سورج کی مانند روشن تھے۔ آج اس بری حالت میں نظر آ رہے ہیں...... یہ حال دیکھ کر سب روحیں بے انتہا گریہ و زاری کرتی ہیں۔ پھر وہاں سے اپنے اپنے گھروں میں پہنچتی ہیں......

وہاں دیکھتی ہیں کہ ان کے بچے یتیم ہیں...... چہروں سے غربت کے آثار ٹپک رہے ہیں...... ان کے گھروں میں غیر لوگ رہتے ہیں...... ان کے مال و زر پر وارثوں کا قبضہ ہے...... یہ کیفیت دیکھ کر ان کے دلوں میں رنج و غم کا جوش ہوتا ہے اور رو کر کہتی ہیں:

"اے ہمارے ماں باپ!...... اے ہماری اولاد!...... اے ہماری بیویو!...... اے ہمارے رشتہ دارو! ...... اے ہمارے ہمسایو!...... اے ہمارے دوستو!...... سنو اور عبرت پکڑو...... ہم کو کیوں بھولے ہوئے ہو؟...... ہم بھوک کے دریا میں غرق ہیں...... تمہیں چاہیے کہ جب مزیدار گوشت پکا کر کھاؤ تو ہمارے نام سے بھی ایک ہڈی پھینک دو...... تھوڑا بہت کھانا محتاجوں کو کھلا دو...... یتیموں اور مسکینوں کو صدقہ دے کر اس کا ثواب ہمیں بخشو......

کیونکہ ہم کو دنیا میں تم سے تعلق رہا ہے...... ہم تمہارے ماں باپ یا بھائی وغیرہ تھے۔ اب ہم بھوک پیاس میں مبتلا ہیں اور تم آسودہ و سیراب ہو...... ہم برہنہ جسم ہیں تو تم مکلف لباس میں ہو......"

اسی قسم کی باتیں اور فریاد کرتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام نماز عید سے فارغ ہوتا ہے تو سب روحیں اپنے دلوں میں صدمہ لئے ہوئے اپنی اپنی جگہ واپس چلی جاتی ہیں...... ان کے پسماندوں (پچھلوں) میں سے جو شخص مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا اور خیرات دے کر اس کا ثواب میت کو بخشتا ہے۔ تو وہ میت خوش ہو کر اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہے۔

اے حرص و طمع کے بندو! ہوش میں آؤ' صدقہ و خیرات دو...... علماء اور پرہیزگاروں کو کھانا کھلا کر اس کا ثواب میت کو بخشو...... کیونکہ مردہ لوگ تمہارے ہاتھوں کو دیکھتے ہیں اور تمہاری زبانوں کے مشتاق ہیں کہ ان کے لئے فاتحہ پڑھو۔

حدیث پاک میں ہے کہ مردہ تم سے اس طرح فریاد کرتا ہے جس طرح ڈوبتا ہوا عاجزی اور لاچاری سے پکارتا ہے......

شوال کے روزوں کی فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان شریف کے روزے رکھے اور پھر ماہ شوال میں چھ روزے رکھے' اس نے گویا پورے سال کے روزے رکھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث پاک کی توضیح میں فرمایا کہ سال بھر کے روزے اس حساب سے ہوتے ہیں کہ رمضان شریف کے تیس روزے تین سو روزوں کے برابر ہوئے اور شوال کے چھ روزے ساٹھ کے برابر یوں سال کے تین سو ساٹھ دنوں کے برابر روزے ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اے مسلمانو! شوال کے مہینے میں چھ روزے ضرور رکھ کر اپنے جسموں کو پاک و صاف کر لیا کرو...... کیونکہ اللہ تعالیٰ رمضان میں روزہ رکھنے والوں کے اجسام دیکھتا ہے...... لہٰذا جو شخص اس مہینے میں حرام و معاصی سے پرہیز رکھے گا' وہ بہشت کا مستحق ہے۔

شروع شوال میں روزوں کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روا-ت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شروع ماہ شوال کے چھ روزے سے لگاتار ماہ رمضان سے ملا کر رکھے (عید کے دن کے علاوہ) تو اس کے لئے

☆ چھ لاکھ برس کی عبادت

☆ چھ لاکھ اونٹ کی قربانی

☆ چھ لاکھ غلام آزاد

کرنے سے بھی افضل ہے۔

شوال کے روزوں کا اجر وثواب:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا من جآء بالحسنة فله عشر امثالها...... یعنی جو شخص ایک نیکی کرے گا' وہ دس گناہ ثواب پائے گا۔

☆ شوال کے پہلے روزے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے گناہ بخش دے گا اور چالیس نبیوں کا ثواب اس کو عطا فرمائے گا اور بہشت کی چالیس حوریں اس کی زوجیت میں دے گا۔

☆ دوسرے روزے کے بدلے میں ستر غزوات کا ثواب پائے گا اور عذاب قبر سے نجات ملے گی۔

☆ تیسرے روزے کے بدلے میں ایک لاکھ شہیدوں کا مرتبہ حاصل ہوگا اور قیامت کی سختی سے محفوظ رہے گا۔

☆ چوتھے روزے کے بدلے میں دنیاو آخرت کی ستر حاجتیں برآئیں گی اور اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

☆ پانچویں روزے کے بدلے میں بہشت کے ستر حلے پہنائے جائیں گے اور دعا قبول ہوگی۔

☆ چھٹے روزے کے بدلے میں اسے قیامت کے دن ایک لاکھ گناہ گاروں کی شفاعت کا حق ملے گا اور ساٹھ برس کی عبادت اس کے اعمال نامہ میں لکھی جائے گی اور ایک لاکھ فرشتے ہر روز اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گی اور قیامت تک اس کے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے...... اگر وہ شخص اسی سال (جس سال میں روزے رکھے) مر جائے گا تو شہید ہوگا اور دیدار بھی حاصل ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو ماہ شوال کے چھ روزے رکھے گا' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن طوق اور زنجیروں سے بچائے گا۔

ایک اور روایت کے مطابق ماہ شوال کے چھ روزے صدق و ایمان سے رکھے گا اس کے اعمال نامہ میں کل امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور

بہشت میں حضرت امیر حمزہ' حضرت عباس' حضرت امام حسین و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہمسائیگی میں جگہ ملے گی۔

ماہ شوال میں حرام و معاصی سے بچو:

جو شخص اس مہینے میں حرام و معاصی سے پرہیز رکھے گا وہ بہشت کا مستحق ہے...... ماہ شوال میں فسق و فجور سے بچنا چاہیے کیونکہ:

☆ قوم لوط علیہ السلام پر ان کی بدکاری کی وجہ سے زمین کا جو طبقہ الٹ دیا گیا تھا وہ شوال کی پہلی تاریخ اور ہفتہ کا دن تھا۔

☆ اصحاب اخدود جو آگ کے گڑھے میں جل کر ہلاک ہوئے' وہ شوال کی پہلی تاریخ اور ہفتہ کا دن تھا۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی امت شوال کی پہلی تاریخ ، روز ہفتہ طوفان میں غرق ہوئی۔

☆ قوم عاد علیہ السلام پر پہلی شوال کو بدھ کے دن عذاب صرصر آیا۔

☆ حضرت صالح علیہ السلام کی امت پہلی شوال کو جمعرات کے دن مبتلائے عذاب ہوئی۔

ماہ ذیقعد کی فضیلت:

حضرت خالد بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو! ماہ ذیقعد کی تعظیم کرو۔ کیونکہ یہ حرمت والے مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے۔ اس مہینے کے دنوں کو غنیمت جانو......

جو شخص اس مہینے میں کسی دن ایک رکعت نماز نفل پڑھے گا یا ذکر الٰہی کرے گا وہ اس کے لئے ہزار سوال کی عبادت سے افضل ہو گا...... اور گویا اس نے اللہ کی راہ میں ستر غلام آزاد کئے اور ستر درہم خیرات کی۔

ماہ ذیقعد کے روزے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار خطبہ میں ارشاد فرمایا...... اے لوگو! نفلی روزوں میں سب سے افضل و اشرف روزے ماہ ذیقعد کے روزے ہیں......

☆ جو شخص اس مہینے میں ایک دن روزہ رکھے گا ہر ساعت میں اللہ تعالیٰ اسے ایک حج

مقبول کا ثواب عطا فرمائے گا...... اور جس قدر دن بھر میں سانسیں لے گا' اتنے ہی غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا...... جو شخص اس مہینے میں۔

☆ ہفتہ کے دن روزہ رکھے...... اس نے گویا چار لاکھ برس عبادت کی۔

☆ جس نے اتوار کو روزہ رکھا' اس نے گویا چار لاکھ غلام آزاد کیے۔

☆ جس نے پیر کے دن روزہ رکھا' اس نے گویا چار لاکھ درہم راہ خدا میں خرچ کئے'

☆ جس نے منگل کو روزہ رکھا' اس نے گویا چار لاکھ حج مقبول ادا کئے'

☆ جس نے بدھ کو روزہ رکھا' اس نے گویا بنی اسرائیل کے چار لاکھ انبیاء کو کھانا کھلایا۔

☆ جس نے جمعرات کو روزہ رکھا' اس نے گویا چار لاکھ نہریں اور کنوئیں اللہ کی راہ میں کھدوائے۔

☆ جس نے جمعہ کو روزہ رکھا' اس نے چار لاکھ فرشتوں کا ثواب پایا۔

☆ جس نے ذیقعد کی پچیس تاریخ کا روزہ رکھا' اس نے گویا ہزار برس تک عبادت الٰہی کی کیونکہ اس تاریخ کو خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی۔

جو شخص اس دنیا چار رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار پڑھے...... اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہشت میں سرخ یاقوت کا ایک محل بنائے گا' جس میں ایک سو چوراسی (۱۸۴) تخت ہوں گے۔ ہر تخت پر ایک نہایت حسین و جمیل حور جلوہ گر ہوگی' اگر اس کے ناخن کا ایک ٹکڑا زمین پر گرے تو اس کی چمک دمک کے سامنے چاند سورج کنکر و پتھر کی طرح دکھائی دیں......

اور جو شخص پچیس ذیقعد کی رات کو سو رکعت نفل نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے...... اگر وہ شخص اسی رات کو وفات پا جائے تو دنیا سے شہید اٹھے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام چھوٹے بڑے ظاہر اور پوشیدہ گناہ بخش دے گا' اس کے لئے بہشت میں پانچ سو برس کی راہ کے عرض و طول میں ایک عالی شان محل تیار فرمائے گا' جس میں ہزار دروازے ہوں گے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا...... شراب طہورا سے پینے کے لئے ملے گی۔

ایک اور روایت جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی کہ ذیقعد کی پچیس تاریخ کی رات کو دو رکعت نماز نفل ادا کرے' ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص

بار پڑھے' اللہ تعالیٰ اسے درجہ شہادت عطا فرمائے گا اور بے حد نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں درج ہوں گی۔

ساقی کی خدمت کرنے والی بلند مقام ہستیاں:

علماء کا کہنا ہے کہ ساقی کی خدمت کرنے والے عالی مرتبہ دس شخصیات ہیں:

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی نکال کر اپنی قوم کو پلایا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات سے سرزمین مکہ سیراب ہوئی۔

☆ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹے' جن سے ایک لشکر سیراب ہوا...... قیامت کے دن اپنی امت کے پیاسوں کو حوض کوثر سے سیراب فرمائیں گے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرہیز گاروں کو آب کوثر پلائیں گے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ محبت کو سیراب کریں گے۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاہدوں کی پیاس بجھائیں گے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کے ساقی ہوں گے۔

☆ حوران جنت عارفوں کو سیراب کریں گی۔

☆ اللہ تعالیٰ عزاسمہ' اپنے گناہگار بندوں کا ساقی ہوگا...... یہ وہ گناہگار ہیں جو مرنے سے پہلے توبہ کرتے ہیں......

کسی عالم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے روز خود اللہ تعالیٰ جو گناہگاروں کا ساقی ہوگا' اس میں کیا حکمت ہے؟...... انہوں نے جواب دیا کہ ہر ایک جماعت کو اپنے نیک اعمال پر ناز و فخر ہوگا۔ چنانچہ

☆ زاہد اپنے زہد پر ☆ عارف اپنی معرفت پر

☆ علماء اپنے علم پر ناز کریں گے...... اور گناہگاروں کو اپنے گناہوں کی شرم سے جو کچھ ناز ہوگا وہ اپنے پروردگار اور اس کی رحمت پر ہوگا......

جب اللہ تعالیٰ ان کو خود اپنی عنایت و رحمت کی شراب کا مزہ چکھائے گا تو وہ مست و بے خود ہو جائیں گے...... مستی میں طرب بڑھے گی...... طرب سے طلب پیدا ہوگی...... طلب کی وجہ سے شوق ہوگا...... اور جب شوق کا غلبہ ہوگا تو پردہ اٹھ جائے گا اور ان کی

آنکھوں کے سامنے جلوۂ الٰہی نمودار ہوگا......

یہ مراتب ان لوگوں کے لئے ہیں جو ماہ ذیقعد کی پچیس تاریخ میں صدق و یقین سے چار رکعت نماز نفل ادا کریں گے۔

ایک خاص نفلی نماز:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز جمعہ کے بعد چار رکعت نماز نفل ادا کرے' ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے' اسے حج کا ثواب ملے گا......

اور جو شخص ہر روز رات کو یہ نماز پڑھے وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف رہتا ہے کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

باب نمبر ۵۶

عشرہ ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل

ذوالحجہ عشرہ اول کی فضیلت :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... ذی الحجہ کے شروع دس دن کے برابر اور کوئی دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا نہیں جس میں نیک اعمال بہت محبوب و پسند ہوں۔

فتح مکہ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز فرمایا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تم کو ذی الحجہ عنایت فرما کر عزت بخشی...... اس مبارک مہینے میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم بدرجہ کمال بجا لاؤ اور اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے ہر وقت ہر گھڑی اس کی یاد میں لگے رہو۔

اس مہینے کے شروع دس دن کی عظمت نماز' روزہ کی کثرت سے کرو۔ ان دنوں میں ہر ایک دن کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار دن کے برابر قرار دیا ہے...... اور ایام تشریق دس ہزار دنوں کے برابر...... اور عرفہ کا دن بیس ہزار دنوں کے برابر۔

عشرۂ اوّل میں روزہ دار پر عنایتیں :

جو شخص ان ایام میں روزے رکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ دس بزرگیاں عطا فرمائے گا:

- ☆ رزق و عمر کی برکت
- ☆ مال و دولت کی زیادتی
- ☆ اس کے بال بچوں کی حفاظت
- ☆ گناہوں کی معافی
- ☆ زندگی کی ترقی
- ☆ جانکنی کی آسانی
- ☆ قبر کے اندھیرے میں روشنی
- ☆ میزان عمل میں نیکیوں کا پلہ بھاری
- ☆ عذاب دوزخ سے نجات
- ☆ بہشت میں درجہ کی بلندی

ان ایام میں تسبیح وتہلیل' حمد ثناء' دعا واستغفار اور صدقہ وخیرات کی کثرت کرنا چاہیے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی حالت نہایت افسوس ہے جو عشرہ ذی الحجہ کی برکتوں سے محروم رہا......

یاد رہے کہ ایام تشریق میں ہر نماز باجماعت کے بعد بار تکبیر کہنا عرفہ کی فجر سے آخر ایام تشریق عصر تک واجب ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شادی:

''شرح اوراد'' میں ابو سعید عراقی سے منقول ہے کہ حجاز کے اطراف میں نیک دل و پاک دامن صالحہ بی بی رہتی تھیں۔ جن کا نام ہاجرہ تھا...... ہمیشہ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو شب بیدار رہتیں...... اتفاق سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سیر کرتے ہوئے اپنے مقام سے وہاں پہنچے اور بی بی حاجرہ کے زہد وتقویٰ اور حسن وجمال کا شہرہ سنا...... آپ کو ان جانب رغبت ہوئی اور ان کے چچا سے آ کر ملے......

اس شخص نے جیسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت دیکھی اور فضل وکرامت کے آثار ان کے چہرہ مبارک سے نمایاں پائے' نہایت خاطر ومدارات سے پیش آیا...... آپ نے اس بی بی کے متعلق اپنے دل کی خواہش ظاہر فرمائی...... وہ شخص دل سے رضا مند ہوگیا۔ یہاں تک بی بی ہاجرہ کا عقد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دیا......حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں لے کر ملک شام میں آئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت:

دونوں میاں بیوی بکمال محبت بسر کرتے تھے۔ان کو اولاد کی نہایت آرزو تھی......اکانوے برس کی عمر تک کوئی اولاد نہ ہوئی ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں اکثر دعا کیا کرتے تھے کہ مولیٰ کریم مجھے نیک وصالح فرزند عطا فرما...... آخر کار ان کی دعا قبول ہوئی اور حضرت بی بی ہاجرہ کو حمل رہا...... جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نہایت خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجالائے۔

حضرت بی بی ہاجرہ علیہ السلام کا بیان ہے کہ حمل کے دنوں میں جو گرانی اور سستی عموماً عورتوں کو ہو جایا کرتی ہے' مجھے بالکل معلوم نہیں ہوئی...... نو مہینے تک نہایت خوش وخرم رہی......اور وقت ولادت بھی درد زہ کی کوئی تکلیف مجھے نہیں معلوم ہوئی' اور مادہ نفاس بھی

بہت کم مقدار میں خارج ہوا......

بچہ پیدا ہونے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا...... جب ولادت کو سات دن گزر گئے تو عقیقہ کی تقریب پر تمام اشراف و بزرگان شہر کی دعوت کی اور بچے کا نام اسماعیل رکھا...... شہر کے اشراف واعیان جب کھانا کھا کر واپس ہوئے تو آپس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خوش نصیبی کا تذکرہ کرتے جاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ضعیف عمر میں ایسا بے مثل فرزند عطا فرمایا۔ جس کا جواب تمام دنیا میں نہیں۔ وہ بچہ ختنہ شدہ' سرمگی آنکھوں والا اور نورانی چہرے والا ہے۔ اور بعض اوقات خدا کے سامنے سجدہ بجا لاتا ہے...... فرشتے زیارت کو آئے اور اس میں روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بچپن :

حضرت اسماعیل علیہ السلام دن بدن ہوشیار ہونے لگے۔ دوسرے بچے جس قدر چھ ماہ میں پرورش پاتے ہیں' حضرت اسماعیل علیہ السلام اس قدر ایک دن میں بڑھتے تھے...... جب عمر سات برس ہوئی تو اپنی باتوں اور افعال کے نہایت سچے مشہور ہوئے...... ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے...... جی خواب میں ہوتے تو دل بیدار رہتا...... سوتے میں لبوں میں حرکت محسوس ہوتی...... ایک بار حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے جو غور سے ہلتے ہوئے ہونٹوں میں توجہ فرمائی تو یہ کہتے ہوئے سنا۔

''خداوند! امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشش دے۔''

حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ کیفیت بیان کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کسی ضرورت سے جنگل کو تشریف لے گئے...... دن ڈھلے تک کوہ ابوقبیس کی طرف رہے اور عصر و مغرب کے درمیان دولت خانہ پر پہنچے۔ جیسے ہی سواری سے اترے' حضرت اسماعیل علیہ السلام نے گھر سے نکل کر بکمال ادب و تعظیم سلام کیا...... حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کے حسن و جمال کو دیکھ کر وارفتہ ہوگئے اور دل میں محبت و شفقت پدری نے جوش مارا۔ بے ساختہ ہاتھ بڑھا کر گود میں اٹھا لیا اور پیار کرنے لگے اور محبت سے ان کے چہرہ روشن کو دیکھتے رہے...... اسی محویت میں

آفتاب غروب ہونے لگا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا:

''ابا جان! آپ نے نماز عصر پڑھ لی یا نہیں؟''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

''نہیں' ابھی نہیں پڑھی۔''

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا۔

''تعجب ہے کہ میں غیر مکلف ہونے کے باوجود وقت پر فرض الٰہی ادا کرتا ہوں' اور آپ اس قدر سستی روا رکھتے ہیں۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔

''مولیٰ! ابھی آفتاب کو غروب نہ ہونا۔''

چنانچہ نبی کی طلب پر آفتاب ٹھہرا رہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نماز عصر ادا فرمائی' پھر فوراً آفتاب غروب ہوگیا۔ اس وقت حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

''دیکھ ابراہیم! جسے میں نے اپنا خلیل بنایا ہے' اس وقت اپنے بیٹے کی طرف ایسا مائل ہوا کہ میری یاد سے غافل ہوگیا...... جو شخص میرا خلیل ہو اسے غیر کی طرف نہ متوجہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ میری محبت لازوال اور مخلوق کی محبت فنا ہونے والی ہے ...... اے فرشتو! دیکھ میں اس بے توجہی کا ابراہیم علیہ السلام سے عوض لے لوں گا اور اس پر اپنا حکم جاری کروں گا۔''

فرشتے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام سن کر دنگ رہ گئے۔

خواب میں قربانی کے لیے حکم:

صاحب'' روضة العلماء '' نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذی الحجہ کی پہلی رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔

''اے اللہ کے خلیل! قربانی کرو۔''

آپ نے بیدار ہوکر بہت سے بکریاں اللہ کی راہ میں قربان کیں ...... دوسری رات پھر خواب میں دیکھا کہ قربانی کرنے کا حکم ہورہا ہے...... صبح بیدار ہوکر بہت سی گائیں قربانی کیں...... تیسری رات پھر وہی خواب دیکھا...... آپ نے صبح کو بہت سے اونٹ قربان کیے اور محتاجوں

کو کھلا دیے...... اسی طرح سات راتوں تک روز خواب میں قربانی کا حکم ملتا رہا اور کر آپ بیدار ہو کر صبح کو بہت سے جانور قربانی کر دیتے تھے...... آٹھویں رات کو جب پھر وہی خواب دیکھا تو عرض کیا:

''خداوند! کیا چیز قربان کروں؟''

ارشاد باری ہوا:

''اے ابراہیم (علیہ السلام)! اپنے جگر کے ٹکڑے' پیارے اکلوتے بیٹے کو ہماری راہ میں قربانی دو۔''

یہ حکم پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام صبح کو بڑے فکر مند اٹھے...... نویں رات کو خواب میں پھر دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے نور نظر پیارے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں...... یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا امتحان تھا...... صبح بیدار ہونے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یقین کر لیا کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' جس پر عمل ضروری ہے...... دسویں رات کو پھر یہی خواب تیسری بار نظر آیا تو اپنے بیٹے کو راہ خدا میں ذبح کرنے کا حق فیصلہ کر لیا...... ان دنوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سچے خواب دیکھ کر جان لیا تھا کہ حکم الٰہی اس طرح ہے اور قربانی کا ارادہ کر لیا...... اسی نسبت سے ان دنوں کا نام یوں ترویہ (آٹھویں ذوالحجہ) یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ میدان عرفات میں پہنچنے کا دن) اور یوم نحر (دسویں ذوالحجہ یعنی قربانی کا دن) ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام دسویں صبح کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

''بیوی اٹھو اور اپنے بیٹے کو نہلا دھلا کر تیار کر دو۔ آج اپنے دوست کی ضیافت میں جانا ہے۔''

حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہلایا' کپڑوں میں خوشبو لگائی' سر میں تیل ڈال کر کنگھی کی' آنکھوں میں سرمہ لگایا اور بہت پیار سے گلے لگا کر باپ کے ہمراہ کیا۔

شیطان لعین کی چالبازی اور ناکامیاں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کا ہاتھ پکڑ کر جبل عرفات کی طرف لے چلے۔ اس

دوران میں شیطان لعین ایک بوڑھے آدمی کی صورت اختیار کر کے لاٹھی ٹیکتا ہوا حضرت حاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا اور کہا :

''اے ہاجرہ! تمہیں کچھ خبر ہے کہ آج ضیافت کے بہانے تمہارے بیٹے کو اس کا باپ کہاں لے گیا ہے۔''

حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا :

''میرا بیٹا اپنے باپ کے ساتھ سیر کرنے گیا ہے''

شیطان نے کہا

''تمہارا خیال غلط ہے آج اس کا باپ اس کو ذبح کرنے کے لیے لے چلا ہے۔''

حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا

''یہ بالکل جھوٹ ہے۔ بھلا کہیں باپ بھی بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے۔''

شیطان کہنے لگا :

''میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔''

یہ سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا :

''اے شخص! اگر اللہ کا حکم اسی طرح ہے تو میں اور میرا بیٹا دونوں راضی ہیں...... ایک کیا اگر اسماعیل جیسے ہزار بیٹے ہوں تو گھڑی بھر میں اللہ کے حکم پر قربان کرنے کے لیے بخوشی تیار ہوں''

یہ جواب سن کر ابلیس لعین ناکام واپس گیا اور راستے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مل کر ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ انھوں نے کہا :

''اے شیطان لعین! دور ہو کیونکہ میں حکم الٰہی کے آگے گردن جھکا چکا ہوں۔''

پھر اس خبیث نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسی قسم کی باتیں کیں...... حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً پہچان گئے کہ یہ شیطان لعین ہے اور اینٹ اٹھا کر اسے مارنے لگے اور فرمایا:

''او مردود و ملعون! میرے سامنے سے ہٹ جا۔''

حکم قربانی کی تعمیل:

جب دونوں باپ بیٹا پہاڑ کی گھاٹی میں پہنچے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان الفاظ میں حکم الٰہی فرمایا:

یا بنی انی اری فی المنامانی اذبحک فانظر ماذای اتری یعنی بیٹا! میں نے خواب دیکھا کہ جیسے تمہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں......اب تم غور کر کے جواب دو تمہاری کیا رائے ہے؟"

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سچے دل سے جواب دیا۔

یا ابت ما تومر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین

"یعنی ابا جان! آپ کو جو کچھ حکم ملا ہے' آپ شوق سے اس پر عمل کریں' انشاء اللہ آپ مجھے ضبط کرنے والا اور صبر کرنے والا پائیں گے۔"

بیٹے کا جواب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام خوش ہوئے اور دونوں پہاڑ پر آگے بڑھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک رسی اور ایک چھری ہمراہ لے رکھی تھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا:

"ابا جان! میرے ہاتھ پاؤں رسی سے خوب اچھی طرح باندھ دیجئے تاکہ تڑپ نہ سکوں اور اپنے لباط کا دامن سمیٹ کر کمر سے باندھ لیجئے تاکہ خون کی چھینٹیں نہ پڑیں...... اور چھری کی دھار خوب تیز کر کے دائیں ہاتھ سے میرے حلق پر چلائیے گا......اس کام سے فراغت کر کے جب گھر واپس تشریف لے جائیں تو میری اماں جان کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دیجئے گا اور انہیں خوب تسلی و تشفی دیجئے گا۔"

غرض جب دونوں باپ بیٹا امر الٰہی بجا لانے پر صدق و اخلاص کے ساتھ رضا مند ہو گئے...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹایا اور دونوں ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیئے اور ذبح کرنے کے انداز میں بیٹھ کر چھری ہاتھ میں لی...... اس وقت غلبہ محبت سے ضبط نہ ہو سکا...... بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے......حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا:

"ابا جان! یہ امتحان ربی ہے......اس موقع پر صبر فرمائیے...... مجھے ذبح کرتے وقت

اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیجئے تا کہ گلا کٹتا دیکھ کر آپ کا دل پریشان نہ ہو۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کی یہ ثابت قدمی دیکھ کر شکر بجالائے اور چھری حلق پر رکھ دی......اور تکبیر کہہ کر ذبح کرنے میں مشغول ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر تانبے کا ایک پترا رکھ دیا تھا جس کی وجہ سے چھری کی دھار کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا......حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے گلے میں چھری چلاتے تھے مگر نشان بھی نہ پڑتا تھا...... چھری کو پتھر پر پھر تیز کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر پھیرنے لگے......مگر اب بھی گلا نہیں کٹا......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ کے مارے چھری کو پتھر پر پھینک دیا۔ حکم خدا سے چھری میں آواز پیدا ہوئی۔ اس نے کہا :

''اے اللہ کے خلیل! آپ نے مجھ بے قصور کو کیوں زمین پر دے مارا...... میں حکم خدا سے مجبور ہوں۔ مجھے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم نہیں۔''

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسری خوب تیز چھری لی اور نہایت زور سے تکبیر کہہ کر لخت جگر کی گردن پر پھیرنے لگے اور جوش محبت سے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے......فرشتے یہ سب دیکھتے تھے اور روتے تھے...... خود شیطان لعین کھڑا دونوں باپ بیٹے کے صبر و تسلیم کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بہشت سے ایک مینڈھا لیے ہوئے نازل ہوئے اور آواز آئی :

''اے ابراہیم ! تم نے اپنا خواب پورا کیا۔ یہ مینڈھا تمہارے بیٹے کا فدیہ ہے۔ **وفدینہ بذبح عظیم** ......یعنی ہم نے اسماعیل کے فدیہ میں ایک ذبح عظیم عنایت کیا۔''

اسی کے ساتھ **اللہ اکبر اللہ اکبر** کی آواز بلند ہوئی......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ غیبی آواز سن کر کہا۔

لاالہ الا اللہ و اللہ اکبر ......حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی پکار اٹھے...... **اللہ اکبر و اللہ الحمد** ...... یہی الفاظ زبان پر لانا پچھلی امتوں کے لیے سنت ہوگیا...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال سے افضل تر یہی باعظمت الفاظ ہیں۔

اے مسلمانو! یہ مقام غور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرزند کی قربانی کا حکم دیا تھا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے پر آمادہ ہوگئے......اب عام

حالت یہ ہے کہ گائے بکری کی قربانی بھی تم پر شاق ہوتی ہے...... سوچو تو سہی کہ اگر تم اللہ تعالیٰ اولاد کی قربانی واجب کر دیتا تو کیا کرتے...... خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عید الاضحیٰ میں نہایت شوق ومحبت سے قربانیاں کرتے ہیں۔

قربانی پل صراط کے لیے سواری:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! قربانی کے جانوروں کو کھلا پلا کر خوب فربہ کیا کرو۔ کیونکہ یہی جانور قیامت کے دن پل صراط پر سواری کا کام دیں گے۔

عید الاضحیٰ کے دن خدا کے نزدیک خون کے قطرے زمین پر گرانے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ...... قربانی کے خون کا پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے وہ قربانی کرنے والے کے تمام گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے...... لہٰذا چاہیے کہ قربانی کا جانور پاک کمائی سے خریدا جائے۔

ماہ ذی الحجہ کے روزے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ جو شخص ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے ساتویں تک روزے رکھے' اللہ تعالیٰ اس کو ہر روزے کے بدلے ستر نمازیوں' ستر ولیوں' ستر حج وعمرہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔

☆ جو شخص ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کے دن روزہ رکھے' اسے سو غلام آزاد کرنے' سو شہیدوں' سو مسجدیں تعمیر کرنے کا ثواب ملے گا۔

☆ جو شخص عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے دن روزہ رکھے؟ اسے بہشت میں دو سو شہر' دو سو حوریں اور دو سو ریشمی حلے دیئے جائیں گے۔

☆ جو شخص قربانی کے دن نماز سے فارغ ہونے تک کھانے پینے سے روزہ داروں کی طرح پرہیز رکھے' اسے بنی اسرائیل کے پانچ سو نبیوں کے برابر ثواب ملے گا اور گویا اس نے راہ خدا میں پانچ سو کافروں کو قتل کیا اور پانچ سو مظلوموں کا ثواب پائیگا۔

قربانی کا اجر وثواب:

جو شخص نماز عید اونٹ یا گائے یا بکری کی قربانی کرے' اللہ تعالیٰ اس کو اسی قدر ثواب

عطا فرمائے گا:

☆ اس نے خدا کی راہ میں ہزار اونٹ اور نمازیوں کو ہزار گھوڑے سواری کے لیے دیئے اور

☆ اللہ کے لیے تلاوت کرنے والے ہزار حافظوں کے برابر ثواب پائے گا۔

عشرۂ اوّل میں صدقہ و خیرات :

جو شخص ان ایام میں صدقہ و خیرات دے گا اس نے گویا تمام دنیا کا چاندی سونا رضائے الٰہی کے لئے جنگ بدر کے موقع پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی خدمت میں پیش کیا۔

اور جس نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا اس نے گویا بنی اسرائیل کے ستر نبیوں اور ایک لاکھ یتیموں اور ایک لاکھ علماء کو آسودہ شکم کر دیا۔

ذی الحجہ کی پانچ خاص راتوں میں بیداری :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سال میں پانچ راتوں کو رات بھر عبادت الٰہی کے لیے بیدار رہے وہ ضرور بہشت میں داخل ہوگا:

☆ عید الفطر کی رات

☆ عاشورہ محرم کی رات

☆ یوم ترویہ کی رات (آٹھ ذی الحجہ)

☆ عرفہ کی رات (نو ذی الحجہ)

☆ یوم نحر کی رات (دس ذی الحجہ)

بعض احادیث میں ہے کہ عید کی رات بیداری میں گزارنے والے کو قیامت کے دن کوئی خوف و دہشت نہ ہوگی۔

ہجری سال کے پہلے اور آخری دن کا روزہ :

حدیث پاک میں ہے کہ جس نے ماہ ذی الحجہ کے آخری دن اور ماہ محرم کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھا تو اس نے ایک سال کو روزے پر ختم کیا اور دوسرے سال کو روزے سے شروع کیا...... اللہ تعالیٰ ان دو روزوں کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔

پندرہویں اور ستائیسویں ذی الحجہ کے اعمال:

روزہ: جس نے پندرہویں اور ستائیسویں ذی الحجہ کو روزہ رکھا تو اس کی دینی و دنیاوی ستر حاجتیں پوری ہوں گی اور ستر شہیدوں کا ثواب پائے گا۔

نوافل: ان تاریخوں میں جو بارہ رکعت نماز ادا کر دے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد بیس بار سورہ اخلاص پڑھے......اسے اس قدر ثواب ملے گا گویا اس نے دوسرے ایام میں ستر ہزار رکعت پڑھی۔

خیرات: اور جو شخص ان دنوں میں کوئی درہم یا کوئی کپڑا راہ خدا میں خیرات دے' اس کی قبر پر ہر روز ستر ہزار مقرب فرشتے زیارت کو آئیں گے' اور قیامت تک اس کے لیے نیکیاں لکھتے رہیں گے اور بہشت میں ستر حوریں ملیں گے۔

ماہ ذی الحجہ میں دیگر اعمال:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ذی الحجہ کے مہینے میں کسی بھوکے کو پیٹ بھر کھانا کھلائے۔

☆ اس نے گویا تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسودہ شکم کیا

☆ اس پر قیامت کی سختی آسان ہوگی

☆ میزان عمل میں نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا

اور جو شخص اس مہینے میں کسی حاجت مند مسلمان کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت کی تنگ دستی میں ستر تاج اور ستر خلعت عطا فرما کر اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔

اور جو شخص کسی کو نیا' پرانا جوتا دے' اللہ تعالیٰ

☆ اس پر پل صراط سے گزرنا آسان کر دے گا۔

☆ سائل وہ جوتا پہن کر جتنے قدم چلے گا' ہر قدم کے بدلے اس جوتا دینے والے کو ایک ماہ کی عبادت کا ثواب ملے گا اور

☆ ستر برس کے گناہ معاف ہوں گے۔

☆ ...... جو شخص اس مہینے میں سو بار سورہ اخلاص اور انا انزلنا سو بار باوضو پڑھے' اسے بیس ختم قرآن کا ثواب ملے گا اور گویا اس نے سو مرتبہ راہ خدا میں جہاد کیا' اور جانکنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔

☆...... جو شخص اس مہینے میں علمائے حق کی زیارت کرے اس نے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا' اور اس کے اعمال نامہ میں شب قدر کی عبادت کا ثواب درج فرمائے گا۔

☆...... جو ایک ہزار بار درود شریف پڑھے' اس نے گویا دوسرے دنوں میں سو برس تک درود پڑھا' اور مرتے دم بکمال وصاحت اس کی زبان کلمہ شہادت جاری ہوگا اور اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

☆...... عشرہ ذی الحجہ میں سے کسی رات جو شخص جاگ کر عبادت الٰہی بجا لائے گا اسے اس سال کے حج کا ثواب عطا ہوگا۔

☆...... جس نے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ورد ان دنوں میں رکھا' اس نے گویا ملائکہ کے برابر تسبیح پڑھی۔

☆...... ان ایام میں خیرات کرنے والے صدقہ دینے والے کے لئے بہت بڑا اجر وثواب ہے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ماہ ذی الحجہ کے شروع دس دن روزانہ سو بار یہ پڑھ لیا کرے :

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الھاواحد اصمد اوترالم یتخذ صاحبہ ولا ولدا

تو اس کے اعمال نامہ میں ایک لاکھ بیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اسی قدر اس کی برائیاں مٹائی جائیں گی اور اس کے اسی قدر درجے بڑھا دیئے جائیں گے...... اور قربانی کے دن ایک فرشتہ اسے آواز دے گا:

"اے ولی اللہ اب نیک اعمال میں مشغول ہو گویا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔"

اور جب وہ شخص عید کی نماز پڑھے گا تو اس کے جسم پر جس قدر بال ہیں' اسے اسی قدر ثواب عطا ہوگا۔

☆...... حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص عشرہ اول ذی الحجہ میں ہر رات کو سورہ الفجر سات بار پڑھ لیا کرے' اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے گھر والوں اور اس کی اولاد اور ماں باپ

کو بخش دیتا ہے۔

☆...... جو شخص رات دن میں سو بار درود شریف پڑھا کرے' اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر آتش دوزخ حرام کر دے گا۔

اور جو شخص ان ایام کے ثواب و فضیلت کا قائل نہ ہوگا' اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الذین لایرجون لقاء نا...... یعنی جو لوگ ہماری لقا کے امیدوار نہیں ان کے لئے جہنم ہے۔"

بعض علماء نے کہا ہے کہ لقا سے مراد اجر و ثواب ہے...... اور بعض کے نزدیک لقا کے معنی دیدار الٰہی ہے۔

ماہ ذی الحجہ میں نوافل:

☆...... جو شخص اس مہینے میں حضور قلب سے دو رکعت نماز پڑھے' اسے ہر رکعت کے بدلے بہشت میں ایک شہر اور ایک براق عطا ہوگا۔

☆...... جو شخص ماہ ذی الحجہ کی پہلی رات کو چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچیس بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ

اس کے اعمال نامہ میں پچیس برس کی عبادت کا ثواب درج فرمائے گا

وہ مرنے سے پہلے بہشت میں اپنا مقام دیکھ لے گا

☆...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ذی الحجہ کی دسویں رات کو جو شخص چار رکعت نماز نفل ادا کرے' ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کوثر تین بار اور سورہ اخلاص سات بار پڑھے' اللہ تعالیٰ

☆ اس کی نماز کو اعلیٰ علیین میں درج فرمائے گا'

☆ اسے بے حد ثواب ملے گا'

☆ اس نے گویا ہزار اشرفیاں محتاجوں کو خیرات کیں اور

☆ ستر غلام آزاد کیے

جب سلام پھیرے تو دس بار یہ کہے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد

یحیی ویمیت لاالہ الااللہ الملک الحق المبین

اور پھر دس بار درود شریف پڑھے تو اسے

☆ سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا

☆ مرتے دم آسمان سے فرشتے آ کر اسے بہشت میں داخلے کی خوش خبری سنائیں گے

☆ اور قیامت کی تمام سختیاں اس پر آسان ہو جائیں گی۔

☆...... حضرت خالد بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص عشرہ ذی الحجہ کی راتوں میں کسی رات بارہ رکعت نماز پڑھ کر اس کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے تو

☆ اس شخص کا نام زمرہ ابدال میں لکھا جائے گا اور

☆ اسے سو حج و عمرہ کا ثواب ملے گا

☆ اس نے گویا خانہ کعبہ کی تعمیر کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانی :

فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الاضحیٰ میں دو جانور قربانی کرنے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

"الٰہی ان میں سے ایک جانور اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔"

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی کرے گا وہ بے شمار ثواب پائے گا...... بلکہ "فتاویٰ اکبر" میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا مستحب لکھا ہے۔

قربانی کے گوشت کی تقسیم :

جس پر قربانی واجب ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ نماز عید سے فارغ ہو کر قربانی کرے اور قربانی کا گوشت کھائے اور تمام گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ محتاجوں کو دے ایک حصہ اپنے گھر میں صرف کرے اور ایک حصہ اپنے رشتہ داروں اور احباب میں تقسیم کرے۔

قربانی کے خون کے قطرے قطرے پر اجر:

حضرت ابوعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں خالص نیت سے ایک جانور قربان کرتا ہے' اسے اس قدر ثواب ملے گا جس کا حساب وشمار اللہ تعالیٰ کے سوا فرشتوں کو بھی معلوم نہیں...... قربانی کا ادنیٰ ثواب تو یہ ہے:

☆ خون کا پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے' اس کے بدلے میں قربانی کرنے والے کو ستر درجے ملتے ہیں۔

☆ دوسرے قطرے کے بدلے میں ستر نیکیاں پاتا ہے۔

☆ تیسرے قطرے پر ستر گناہ مٹ جاتے ہیں۔

☆ چوتھے قطرے پر اس کے نہ ہوا جو تکبیر کہنے کے وقت نکلتی ہے' اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔

☆ پانچویں قطرے پر اس کی زبان اور تمام بدن گناہوں سے ایسا پاک ہوجائے گا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

☆ چھٹے قطرے پر اس کے لیے بہشت میں ایک شہر تیار کیا جائے گا۔

☆ ساتویں قطرے پر قیامت کے دن مخلوقات کی سرداری پائے گا۔

☆ آٹھویں قطرے پر اسے' اس کے گھر والوں اور ماں باپ کو بخش دیا جائے گا۔

☆ نویں قطرے پر اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق حائل ہوجائے گی' جس کا عرض پانچ سو برس کی راہ ہوگا۔

☆ دسویں قطرے پر اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

☆ گیارہویں قطرے پر اس کی نمازیں اور نیک دعائیں قبول ہوں گی۔

☆ بارہویں قطرے پر اس کے لئے آتش دوزخ حرام ہوجائے گی۔

☆ تیرہویں قطرے پر اسے ستر ہزار حوریں ملیں گی۔

☆ چودہویں قطرے پر اس کے اعمال نامہ میں ستر نبیوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

☆ پندرہویں قطرے پر مرتے وقت ملک الموت اسے مغفرت و رحمت کی خوش خبری سنائے گا۔

☆ سولہویں قطرے پر جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔

☆ سترہویں قطرے پر اسے طوق وزنجیر کے عذاب سے آزادی عطا فرمائے گا۔

☆ اٹھارہویں قطرے پر اسے ستر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

☆ انیسویں قطرے پر پل صراط سے گزرنے کے لئے اسے ایک براق ملے گا جس پر سوار ہوکر پلک جھپکتے بہشت میں داخل ہوگا۔

☆ بیسویں قطرے پر قیامت میں اسے حساب وکتاب کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوگی۔

☆ اکیسویں قطرے پر اس کے چھوٹے بڑے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

☆ بائیسویں قطرے پر اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جبکہ تمام لوگ دھوپ میں ہوں گے۔

اس طرح ہر قطرے پر ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے جو حدو حساب سے خارج ہے...... پھر جب ذبح سے فارغ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک جگمگاتا ہوا نور پیش کرتا ہے...... اور جب بھنے ہوئے گوشت کی بوٹی کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو ستر برس کی راہ کے برابر فراخ اور روشن کردیتا ہے۔

قربانی کا گوشت تقسیم کرنے پر اجر :

جب قربانی کا گوشت محتاجوں کو تقسیم کرنے کے لیے لے کر جاتا ہے تو اسے

☆ پہلا قدم اٹھانے پر سفر حج کا ثواب ملتا ہے۔

☆ دوسرے قدم پر رزق وعمر میں برکت ہوتی ہے۔

☆ تیسرے قدم پر اس کے اعمال نامہ میں کوہ ابوقبیس کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔

☆ چوتھے قدم پر اس کی آنکھوں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند حیا پیدا ہوتی ہے۔

☆ پانچویں قدم پر اس کے دم کو نرمی عطا ہوتی ہے۔

☆ چھٹے قدم پر اللہ تعالیٰ اسے صالح فرزند عطا فرمائے گا جو قیامت میں اس کا شفیع ہوگا۔

☆ ساتویں قدم پر اس کی قبر اس قدر فراخ کردی جائے جس قدر آسمان کی چوڑائی ہے۔

اس طرح ہر ایک قدم پر ثواب بڑھتا جائیگا جس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

گھر والوں کے ساتھ قربانی کا گوشت کھانے پر اجر :

قربانی کرنے والا جب اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھ کر قربانی کا گوشت کھاتا ہے تو

☆ پہلے لقمہ پر اسے ستر نبیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

☆ دوسرے لقمے پر ستر حج کا ثواب۔

☆ تیسرے لقمے پر ستر غازیوں کا ثواب۔

☆ چوتھے لقمے پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستر گھوڑے دینے کا ثواب۔

☆ پانچویں لقمے پر اللہ تعالیٰ اسے ایمان کامل عطا فرمائے گا۔

☆ چھٹے لقمے پر اس کی قبر میں بہشت کی ایک کھڑکی کھل جائے گی جس سے قیامت تک روشنی رہے گی۔

☆ ساتویں لقمے پر اس کی قبر میں سات روزن ہوں گے' جن سے جنت کی خوش گوار ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی۔

اور جو شخص قربانی کے گوشت میں سے کسی کو کچھ کھلائے گا تو ستر شہیدوں کا ثواب پائے گا اور مرتے وقت موت کا فرشتہ اسے بشارت سنائے گا۔

''اے شخص! اللہ تعالیٰ نے تجھ عذاب سے بری کر دیا''

اور آئندہ سال تک فرشتے اس کے محافظ رہیں گے۔

حضرت ابو سعید بن عبد العزیز علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک بار ذی الحجہ کے موقع پر حضرت مکحول شامی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اے لوگو! اگر ہو سکے تو اپنے کپڑے بیچ کر قربانی کے لئے گائے یا بکری خریدو...... کیونکہ قربانی کے ہر قطرے اور ہر لقمے پر بے حد وحساب ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ

☆ پہلے لقمے پر آسمان میں ایک سفید رنگ پرندہ انڈے کے برابر

☆ دوسرے لقمے پر دوسرے آسمان میں ایک پرندہ مرغ کے برابر

☆ تیسرے لقمے پر تیسرے آسمان پر گائے کے برابر

☆ چوتھے لقمے پر چوتھے آسمان سے اونٹ کے برابر

☆ پانچویں لقمے پر پانچویں آسمان سے اونٹ کے برابر

☆ چھٹے لقمے پر چھٹے آسمان میں ہاتھی کے برابر اور

☆ ساتویں لقمے پر ساتویں آسمان میں ایک پرندہ احد پہاڑ کے برابر

اسی طرح تمام قطروں اور لقموں سے بے شمار پرندے عرش کے نیچے پیدا کر دے گا' جو قیامت تک قربانی کرنے والے کے لئے دعا و استغفار میں مشغول رہیں گے۔

جس گھر میں استطاعت کے باوجود قربانی نہ ہو:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کوئی جانور قربانی نہیں کیا جاتا حالانکہ گھر والا تنگ دست نہیں' تو وہ گھر شکایت کرتا ہے اور ان گھر والوں کے لئے بد دعا کرتا ہے اور کہتا ہے:

''جس طرح تم نے مجھے قربانی کی دولت سے محروم رکھا' اللہ تم کو بھی خیر و برکت سے بے نصیب کرے۔''

جس گھر میں قربانی کی جائے:

جس گھر میں قربانی کی جاتی ہے وہ نیک دعا کرتا ہے کہ جس طرح تم نے مجھے برکتوں سے مالا مال کیا' اللہ تعالیٰ تم کو بھی اپنے احسان سے شادکام کرے' اس گھر میں سال بھر تک رزق کی برکت ہوگی اور قربانی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

قربانی کی قیمت کا بدل نہیں :

سلف صالحین میں سے ایک بزرگ کی عادت تھی کی عید الاضحیٰ کے روز قربانی کرنے کی بجائے اس جانور کی قیمت محتاجوں کو دے دیا کرتے تھے اور دل میں کہتے تھے کہ مجھ پر قربانی واجب ہے ذبح کرنا ضروری نہیں' لہٰذا جان کا خون کرنے سے کیا فائدہ!

ایک بار انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور قربانی کرنے والے اپنے اپنے قربانی کے جانوروں پر سوار ہو کر پل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ خود پیدل چل رہے ہیں۔

لوگوں سے ان سواریوں کے متعلق سوال کیا' انھوں نے جواب دیا:

''یہ ان کی عید الاضحیٰ کی قربانیاں ہیں''

وہ بزرگ کہنے لگے:

''میں اپنی قربانی کی قیمت محتاجوں کو دیتا ہوں۔''

لوگوں نے کہا

''کیا آپ نہیں جانتے کی قیمت دینے کا ثواب قربانی کے اجر کے برابر نہیں ہوتا۔''

یہ واقعہ دیکھ کر ان بزرگ کی آنکھ کھلی تو عہد کیا کہ اب آخر عمر تک کبھی قیمت نہیں دوں گا بلکہ قربانی کیا کروں گا۔

بے سروسامان مگر خوف خدا سے معمور:

طاؤس یمانی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار حج کے لئے قافلہ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ راستے میں ایک نوجوان لڑکا نظر آیا جو نہایت افلاس و تنگدستی کی حالت میں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا

''اے لڑکے! تیرے ساتھ کچھ سامان سفر نہیں ہے' تو نے کیوں اس قدر تکلیف اٹھائی؟''

اس نے جواب دیا

''تقویٰ و طہارت سے زیادہ کون سا سامان سفر ہوگا۔''

میں نے کہا

''یہ صحیح ہے لیکن ظاہری سامان ضرور ہونا چاہئے ورنہ حج فرض نہ ہوگا۔''

لڑکا کہنے لگا

''اے احمق! تو نہیں جانتا کہ میں اپنے پروردگار کریم کے ہاں مہمان جا رہا ہوں' کسی سامان کی کیا ضرورت ہے؟''

میں نے کہا

''اچھا یہ بتاؤ کہ احرام باندھنے کے وقت تمام حاجیوں نے بآواز بلند کہا تھا اللھم لبیک ''الٰہی! ہم حاضر ہیں'' تو سب کے ساتھ لبیک کیوں نہیں کہا۔''

اس نے جواب دیا

''میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو ادھر سے لا لبیک جواب آئے۔''

اس لڑکا کی زبانی یہ سن کر میرا جسم تھرتھرا گیا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ لڑکا نوعمر ہو کر اس قدر خوف رکھتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کی لبیک کے جواب میں بھی اس طرف

سے ایسی ہی بے نیازی ظہور میں آئی تو ہمارا کیا ٹھکانا ہوگا...... تمام قافلے والے اس لڑکے کی باتیں سن کر اللہ کے خوف سے زاروقطار رونے لگے...... پھر جب قافلہ منیٰ میں پہنچا تو سب نے قربانیاں کیں...... اس لڑکے کو میں نے دیکھا کہ بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہا ہے:

''اے پروردگار! ہر شخص تیری خوشنودی کے لئے جانور قربانی کرتا ہے' تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے پاس مال دنیا میں سے کچھ نہیں۔''

یہ کہہ کر اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ دیکھا تو روح اس کے جسم سے پرواز کر چکی تھی۔ اس کی بوڑھی ماں اس کے ہمراہ تھی۔ جب اسے بیٹے کا مرنا معلوم ہوا تو شدت غم سے بے اختیار رونے لگی۔ غیب سے آواز آئی:

''اے ضعیفہ! تیرا بیٹا ہماری راہ میں اور ہماری رضا مندی کے لئے دنیا سے اٹھا ہے' میں نے اسے قبول کر لیا...... اگر تو بھی محبت و شوق سے ہمارے پاس آنا چاہے تو ہم تجھے بھی قبول کریں گے۔''

یہ آواز سن کر اس ضعیفہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور سلام پھیر کر نہایت شوق وزاری سے دعا مانگی:

''اے پروردگار! مجھے اپنے پاس طلب فرمالے۔ میں تیرے دیدار کی مشتاق ہوں۔''

یہ الفاظ ابھی پورے نہ ہوئے تھے کہ دیکھا تو وہ بھی دنیا سے رحلت کر چکی تھی...... تمام اہل قافلہ نے نہایت اردات سے ان کی تجہیز و تکفین کی اور کمال عزت سے جنت البقیع میں انہیں دفن کیا گیا۔

چار کا انتخاب:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مہینوں میں سے چار مہینوں کو منتخب فرمایا اور عورتوں میں سے چار عورتوں کو برگزیدہ کہا...... چار ہی وہ حضرات ہیں' جو سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گی...... چار ہی وہ ہیں جن کے لئے جنت الفردوس نہایت مشتاق ہے اور...... چار دن سب دنوں سے افضل ہیں:

○...... وہ چاروں مہینے یہ ہیں:

☆ ...... رجب' ذیقعد' ذی الحجہ اور محرم

O...... چاروں عورتیں یہ ہیں

☆ ......حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ ......حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ ......حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ فرعون اور

☆ ......حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

O...... بہشت میں سب سے پہلے جانے والے یہ چار ہیں

☆ عرب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ فارس سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ روم سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حبش سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

O...... جن حضرات کے لئے بہشت مشتاق ہے وہ چار یہ ہیں

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

O...... سب دنوں سے چار برگزیدہ دن یہ ہیں:

☆ جمعہ کا دن' جس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس وقت جو مسلمان دنیا یا آخرت کی کوئی حاجت اللہ سے طلب کرے' ضرور ملتی ہے۔

☆ عید الفطر کا دن......جس وقت ماہ رمضان کے روزوں سے فارغ ہو کر مسلمان عید گاہ میں اجر و ثواب کیلئے جا کر جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے:

''ہر کام کرنے والے کو مزدوری ضرور ملنی چاہئے۔ میرے یہ بندے ماہ رمضان کے روزے رکھ کر آج مجھ سے اجر طلب کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں......اے فرشتو گواہ رہو! کہ میں نے ان کے گناہ بخش دیئے۔''

پھر ایک منادی آواز دیتا ہے۔

''اپنی امت (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ! اپنے گھروں کو خوش خوش واپس جاؤ۔ آج تمہارے سب گناہ نیکیوں سے بدل دیئے گے۔''

☆ عرفہ کا دن جبکہ حاجی حضرات مقام عرفات میں ہوتے ہیں' اس وقت اللہ تعالیٰ فخر کے طور پر ارشاد فرماتا ہے:

''اے فرشتو! دیکھو آج میرے بندے عاجزانہ صورتیں بنائے ہوئے گردوغبار سے آلودہ میرے حضور میں حاضر ہیں' میری رحمت کے طلبگار ہیں' اپنا مال خرچ کیا ہے' اپنے جسموں کو تکلیف میں ڈالا ہے...... گواہ رہو! میں نے ان کی مغفرت کر دی۔''

☆ عیدالاضحیٰ قربانی کا دن ہے جبکہ بندہ مومن اخلاص کے ساتھ قربانی کرتا ہے تو اس خون کا پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بطور ہدیہ پانچ دعائیں:

حضرت عبد اللہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پانچ دعائیں بطور ہدیہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل فرمائیں :

☆ پہلی دعا یہ ہے:

لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر

☆ دوسری دعا یہ ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الٰھا واحدا احد وترا فردا صمد الم یتخذ صاحبة ولا ولدا

☆ تیسری دعا یہ ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ الھا واحد اصمد ا لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

☆ چوتھی دعا یہ ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ فالحمد والثناء ولہ

العزو الغناء وله الحکم والبقاء والیه ترجعون

☆ پانچویں دعا یہ ہے۔

حسبی اللہ و کفی سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ المنتھیٰ

یہی وہ دعائیں ہیں جو انجیل پاک میں نازل ہوئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے حواریوں نے ان دعاؤں کی فضیلت پوچھی۔ انہوں نے بے حد وحساب فضائل بیان فرمائے ...... خصوصاً اس شخص کے لئے جو عشرہ ذی الحجہ میں ان دعاؤں کی کثرت کرے۔

ابونصر ہاشم کا بیان ہے کہ ایک شخص عشرہ ذی الحجہ میں انہی دعاؤں کا وظیفہ کیا کرتا تھا۔ اس نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک رات میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا مکان نہایت عالی شان ہے۔ جس میں پانچ درجے ہیں اور پانچوں درجے نور سے معمور ہو رہے ہیں ...... ایسے شخص کے لئے دونوں جہان کی نعمت ہے۔

چار نیک اعمال کے باوجود گناہگاری:

حضرت ابونصر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چار نیک عمل ایسے ہیں کہ جو شخص ان پر عمل پیرا ہو اور پھر نیکی کمانے کی توفیق نہ پائے تو ان اعمال کو بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا:

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار سے جہاد کرے اور غازی ہو کر گناہوں سے کفارہ کش نہ ہو تو اس کا جہاد قبول نہیں۔

☆ جو شخص مبتلائے مرض ہو اور تکلیف اٹھا کر تندرست ہو گیا...... پھر اس نے گناہ سے پرہیز نہ کیا تو اس سے اس کا کوئی گناہ معاف نہ ہوگا۔

☆ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر مبتلائے گناہ رہا' اس نے روزے مقبول نہیں۔

☆ جس نے حج یا عمرہ کیا اور پھر گناہوں کی برائی اس کے دل سے نہ گئی تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا حج اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں فرمایا۔

لہٰذا یہ اعمال صدق دل سے ادا کرنا چاہئیں

پانچ قسم کے لوگ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے لوگ ہیں جو ایک بار گناہوں سے پاک وصاف ہو کر پھر شروع

سے جتلائے گناہ سمجھے جاتے ہیں۔

☆ مریض جب بیماری سے شفا پائے۔

☆ مشرک جب ایمان لے آئے۔

☆ وہ مسلمان جو سچے دل سے جمعہ کی نماز پڑھ کر لوٹے۔

☆ وہ شخص جو اپنی کمائی سے حج کر کے واپس آئے۔

☆ وہ مومن جو کسب حلال سے عید الاضحیٰ میں قربانی کرے۔

باب نمبر ۵۷

شیطان کی موت‘ عجیب حکایات و دیگر حقائق

حضرت آدم علیہ السلام کی رحلت:

موسیٰ نے بروایت مرفوع حضرت احنف بن قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک بار میں مدینہ گیا اور حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک جماعت حاضر ہے اور حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

''مولیٰ! میرا دشمن یعنی ابلیس لعین مجھ کو دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوگا کیونکہ اس کو قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دی گئی ہے۔''

ارشاد ہوا:

''مولیٰ! ہم تجھ کو وفات دینے کے بعد بہشت میں داخل کریں گے...... اور شیطان ملعون کو قیامت تک زندہ رکھ کر اس قدر جانکنی کی تکلیف پہنچائیں گے جس قدر سکرات کی ایذا تمام اولین وآخرین نے اٹھائی ہوگی۔''

حضرت آدم علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا:

''اے عزرائیل! موت کی ایذا کس حد تک ہوتی ہے۔''

اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آپ کی روح کو جسم سے جدا کرنے میں تھوڑی سی سختی سے کام لیا۔ جس پر حضرت آدم علیہ السلام سخت بے تاب ہوگئے اور عرض کی:

''الٰہی! اگر ایسی سختی شیطان لعین کے لئے تو نے مقرر فرمائی ہے تو مجھے اس کی خوشی کا کوئی خیال نہیں۔''

شیطان کو موت کیونکر آئے گی:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بیان سن کر لوگوں نے پوچھا:
"اے ابواسحاق! بیان فرمائیں کہ شیطان کو کیونکہ موت آئے گی؟"

لوگوں کے اصرار پر انھوں نے فرمایا کہ جب دنیا کے خاتمہ کا وقت قریب آئے گا تو لوگ اخیر وقت تک بے فکری کے ساتھ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے' بازاروں میں خرید و فروخت اور جھگڑا کر رہے ہوں گے...... اتنے میں یکایک ایک ہولناک آواز سنائی دے گی جس کی ہیبت سے دنیا کے آدھے لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور تین دن تک بے ہوش پڑے رہیں گے اور آدمی مخلوق کی یہ کیفیت ہوگی کہ دیوانہ وار حیرت زدہ ایک جگہ کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور اسی آواز کی ہیبت ان پر طاری رہے گی...... پھر آسمان سے ایک ہیبت ناک رعد کی ایسی گرج بلند ہوگی جس کا کڑکا تمام مخلوق کو ہلاک وفنا کر دے گا' اور اس وقت روئے زمین پر کوئی جن وانسان اور جانور و پرندوں میں سے باقی نہ رہے گا' اور اسی روز وہ مدت ختم ہو جائے گی جس کی مہلت اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دی تھی...... حکم خداوندی ہوگا:

"اے ملک الموت! میں نے تجھے اپنی تمام مخلوق کے برابر معاون و مددگار دیئے تھے۔ اور تمام مخلوق کے برابر تجھے قوت عطا فرمائی تھی۔ آج میں تجھ کو قہر و غضب کا لباس پہناتا ہوں اور اپنے قہر و جلال کی پوری طاقت سے شیطان ملعون کو ہلاک کروں گا۔ میں تجھ کو اس پر مسلط کرتا ہوں...... ابتدائے عالم سے آج تک تو نے تمام جن وانسان پر روح قبض کرنے میں جس قدر سختیاں کی ہیں' اس سے ہزار درجے زیادہ اس ملعون پر سختی کر۔ تیرے ہمراہ جہنم کے ستر ہزار فرشتے ہوں گے' جن کے اندر پورا غیظ و غضب بھر دیا ہے۔ ہر ایک فرشتے کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر اور آگ کے طوق ہوں گے...... اس ملعون کی روح کو اس کے ناپاک جسم سے جہنم کے ستر ہزار ٹکڑوں کے ذریعے نکال۔"

دربان دوزخ مالک کو حکم ہوگا کہ جہنم کے دروازے کھول دے...... یہ حکم الٰہی سن کر حضرت عزرائیل علیہ السلام ایسی غضب ناک صورت میں زمین پر آئیں گے کہ اگر زمین و آسمان کی تمام مخلوق اس وقت ان کی صورت دیکھ لے تو دہشت سے پانی پانی ہو جائے......

ابلیس لعین کے پاس پہنچ کر اسے للکاریں گے۔ وہ ملعون آپ کی آواز سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ اس وقت حضرت ملک الموت کہیں گے:

''اے خبیث! آج تیری معیاد ختم ہوگئی۔ اب میں تجھے موت کا مزا چکھاؤں گا اور اسی قدر اذیت دوں گا جس قدر تو نے لوگوں کو بہکایا ہے اور جس قدر جماعتوں کو گمراہ کیا ہے اور جس قدر طویل عمر تو نے پائی ہے۔ اب تیرے لیے کوئی پناہ نہیں۔''

یہ سن کر شیطان مشرق و مغرب میں بھاگتا پھرے گا اور سمندروں میں پناہ لے گا۔ لیکن اسے ہر جگہ ملک الموت کی صورت نظر آئے گی۔ پھر بے قرار ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر جائے گا اور آواز دے گا:

''اے آدم! تیری وجہ سے میں بارگاہ خداوندی میں مردود اور ملعون ٹھہرا۔ کاش کہ تجھ کو خدا پیدا نہ کرتا۔''

پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھے گا:

''اے ملک الموت! میری روح نکالنے میں تو کس عذاب سے کام لے گا۔''

وہ جواب دیں گے:

''جس قدر عذاب اہل دوزخ کو دوزخ کے ساتوں طبقوں میں ہوگا۔ اس سے ہزار حصے زیادہ تیری روح قبض کرنے میں سختی کی جائے گی۔''

اب وقت شیطان زمین میں لوٹے گا او بہت کچھ شور و فریاد کرے گا اور پناہ ڈھونڈتا پھرے گا۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے گا جہاں سب سے پہلے نکال کر گرایا گیا تھا اور جہنم کے آنکڑے اس کی طرف بڑھیں گے اور جانکنی کا انتہائی عذاب اس پر نازل ہوگا۔ حضرت آدم و اماں حوا علیہم السلام کو حکم ہوگا کہ:

''آج اپنے دشمن کی حالت دیکھ کہ اپنے اعمال کا کس قدر وبال اٹھا رہا ہے۔''

جب وہ دونوں یہ حالت دیکھیں گے تو عرض کریں گے:

''یا اللہ! تو نے ہم پر جو کچھ نعمتیں نازل فرمائیں ہیں اس کا ہم شکر نہیں ادا کر سکتے۔''

موت کو مرنے کا حکم:

شیطان کے مرنے کے بعد حکم الٰہی ہوگا:

''اے ملک الموت! اب مخلوقات میں سے کون باقی ہے؟''

وہ عرض کریں گے:

''خداوندا! جبرئیل' میکائیل' اسرافیل' حاملانِ عرش اور خود میں باقی ہوں۔''

چنانچہ حکم ہوگا کہ تمام فرشتوں کی روحیں قبض کی جائیں...... پھر ارشاد ہوگا کہ ''اب کون باقی ہے؟'' ......وہ عرض کریں گے۔

''پروردگار! اب مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں رہا۔''

تب حکم ہوگا کہ تم اپنی روح بھی قبض کرو'...... یہ سن کر ملک الموت ایک چیخ ماریں گے اور مر جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔

خوش نصیبی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مشروط ہے:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں سے بیان فرمانے لگے کہ ابھی حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بندگان خدا میں سے اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا نیک بندہ تھا جس نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پانچ سو برس عبادت الٰہی میں گزار دیئے...... اس پہاڑ کے چاروں طرف ہزاروں کوس تک سمندر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عابد کے لئے اس سمندر میں سے ایک میٹھے پانی کا چشمہ پہاڑ کے دامن میں جاری کر رکھا تھا' اور وہیں ایک انار کا درخت تھا جس پر ہر روز ایک انار ظاہر ہوتا تھا...... وہ عابد شام کے وقت اپنی جائے نماز سے اٹھ کر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اس چشمہ پر آتا تھا۔ اور طہارت و وضو کر کے اس انار کو کھاتا۔ پھر نماز و عبادت میں مشغول ہو جاتا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اس کی روح سجدہ کی حالت میں قبض کی جائے اور اس کے جسم پر کوئی ارضی و سماوی آفت نہ آنے پائے تاکہ قیامت تک اسی سجدے کی حالت میں پڑا رہے...... چنانچہ اس کی یہ دعا قبول ہوئی......

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا کہ یا رسول اللہ! ہم فرشتے زمین و آسمان تک آنے جانے میں اس عابد کو اسی طرح سر بہ سجود پاتے ہیں...... اور ہمیں علم الٰہی کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اٹھے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ

میرے اس بندے کو بہشت میں لے جاؤ۔ میں نے اپنی رحمت سے اسے بخش دیا''......

وہ عابد عرض کرے گا:

''اے اللہ! میرے اعمال نے میری مغفرت کی ہے۔''

اس وقت حکم الٰہی ہوگا:

''اے فرشتو! میرے بندے کا حساب لو اور میری نعمتوں کے مقابلہ میں اس کے اعمال کا موزانہ کرو۔''

چنانچہ آنکھ کی بینائی کی ایک نعمت لی جائے گی جس کے مقابلے میں پانچ سو برس کی عبادت کچھ نہ ٹھہرے گی...... باقی اور جو کچھ نعمتیں جسمانی اور روحانی ہیں' وہ زائد ٹھہریں گی...... پھر کو ہوگا۔:

''میرے بندے کو دوزخ میں لے جاؤ۔''

فرشتے اسے دوزخ کی طرف لے چلیں گے۔ وہ پکارے گا:

''اے میرے پروردگار! رب العالمین !! تو اپنی رحمت سے مجھے بہشت میں داخل فرما۔'' حکم ہوگا کہ'' ہمارے بندے کو ہمارے حضور میں لاؤ''۔ پھر اس سے دریافت کیا جائے گا:

''اے میرے بندے! تجھ کو عدم سے وجود میں کون لایا۔''

وہ عرض کرے گا۔''خداوند! تو نے مجھے پیدا کیا۔''

ارشاد ہوگا:

''تیری پیدائش تیرے کسی عمل کا نتیجہ تھی یا ہم نے اپنی رحمت سے تجھے پیدا کیا تھا۔''

وہ عرض کرے گا:

''مولیٰ! تو نے اپنی رحمت سے پیدا کیا تھا''......ارشاد ہوگا:

''تجھ کو پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی توفیق کس نے دی۔''......وہ کہے گا:

''الٰہی تو نے''......ارشاد ہوگا:

''پہاڑ پر اس کھاری سمندر میں سے تیرے لئے میٹھے پانی کا چشمہ کس نے جاری کیا اور ہر روز اس درخت پر تیرے لئے ایک انار کس نے لگایا۔ حالانکہ انار کی فصل سال میں ایک دفعہ آتی تھی اور تو نے سر بہ سجود روح کے قبض کی دعا مانگی تھی' یہ دعا کس نے قبول کی۔''......وہ عرض کرے گا:

''پروردگار! تو نے''......ارشاد ہوگا:

''یہ سب کچھ ہم نے تیرے اعمال کی وجہ سے کیا یا صرف اپنی رحمت سے......
آج بھی ہم اپنی رحمت ہی سے تجھ کو بہشت میں داخل کرتے ہیں۔ تو بے شک میرا فرماں بردار ہے اور میں تجھ کو بہشت میں داخل کرتا ہوں۔''

اس طور سے وہ عابد داخل بہشت ہوگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ

''ساری خوش نصیبی کا دارومدار اللہ تعالیٰ پر ہے۔''

اپنی ہلاکت کا سامان کرنے والے:

حدیث پاک میں ہے کہ ☆ جو شخص حقوق الٰہی ادا کرنے میں بے پروائی کرے......☆ اور وہ شخص جو حقوق الٰہی نہ بجالائے...... ☆ اور وہ شخص جو حقوق پر قائم رہے......

ان تینوں کی مثال ایسی ہے جیسے تین آدمی ایک کشتی میں سوار ہوں اور اپنے اپنے لئے کشتی کے حصے کرلیں۔ ایک اوپر کے حصے میں ہو...... دوسرا درمیانی حصے میں ہو اور تیسرا نیچے کے درجہ میں' اس صورت سے وہ کشتی میں بیٹھے ہوئے ہوں...... ان میں سے ایک شخص اوزار لے کر کشتی کو کاٹنے لگے۔ جب اس کے رفیق پوچھیں کہ یہ کیا کرتا ہے؟ تو کہے کہ میں اپنے حصے میں سوراخ کرتا ہوں تاکہ پانی مجھ سے قریب ہوجائے۔ اور میں اس سے اپنی ضرورت پوری کرسکوں —— یہ سن کر اس کے ساتھیوں میں سے ایک تو یہ کہے کہ اس کو جانے دو' اپنے درجے کو خراب کررہا ہے اور خود اپنے لئے برائی مول لے رہا ہے...... اور دوسرا کہے کہ اسے کشتی میں سوراخ کرنے سے روکو' ایسا نہ ہو کہ اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبے۔

اگر اس کے ساتھی اس حرکت سے اسے روک لیں گے تو سب سلامت رہیں گے اور اگر باز نہ رکھیں گے تو سب ہلاک ہوں گے۔

شیطان کے جال میں :

فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کسی درخت کے پاس سے گزرا اور لوگوں کو دیکھا کہ اس درخت کی پرستش کرتے ہیں...... شرک دیکھ کر اسے غصہ آیا اور گھر سے کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے کے لئے نکلا۔ راستے میں ابلیس لعین انسان کی شکل میں ملا اور پوچھنے لگا۔ کہاں جا رہے ہو؟''...... اس نے کہا:

''اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جسے جاہل لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس درخت کو ضرور کاٹ ڈالوں گا۔'' شیطان نے کہا:

''تم کو ان باتوں سے کیا غرض ہے جو لوگ اس درخت کو پوجتے ہیں۔ خدا نے ان کو گمراہ کر دیا ہے' تمہاری ہدایت سے ان کو ہدایت نہ ہوگی۔''

اس نے جواب دیا:

''میں ضرور اس شرک کی بنیاد کو اکھاڑ دوں گا۔''

ابلیس نے پھر اس کو باز رکھنا چاہا مگر وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا جب شیطان نے دیکھا کہ یہ شخص اپنے ارادے کا پختہ ہے اور کس طرح نہیں مانتا تو لالچ دیا:

''تم اس درخت سے ہاتھ اٹھاؤ اور اپنے گھر واپس جاؤ۔ میں تم کو ہر روز چار درہم دیا کروں گا۔ جب تم صبح کے وقت اپنے بستر سے اٹھو گے تو سرہانے تلے درہم رکھے پاؤ گے۔''

اس شخص نے پوچھا:

''کیا واقعی تم اپنے قول کے سچے ہو؟'' شیطان نے کہا:

''میں سچ کہتا ہوں''

وہ شخص لالچ سے مغلوب ہو کر اپنے ارادے سے باز آیا اور واپس اپنے گھر لوٹ گیا...... دوسرے دن صبح سو کر اٹھا تو بستر کو دیکھا لیکن کوئی درہم نہ ملا...... اس طرح اس نے دو تین روز امتحان کیا مگر درہم نہ پائے۔ اسے خیال ہوا کہ اسے دھوکا دیا گیا ہے...... چوتھے دن پھر اس نے کلہاڑا ہاتھ میں لے کر اس درخت کا رخ کیا۔ راستے میں شیطان پھر انسانی صورت میں ملا اور پوچھا:

''کہاں جا رہے ہو؟''

اس نے وہی جواب دیا کہ فلاں درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں...... شیطان نے کہ:

''او بیوقوف! تو اس درخت کو ہرگز نہیں کاٹ سکتا کیونکہ پہلی بار تو جب اس درخت کو کاٹنے چلا تھا تو تیری نیت خالص تھی۔ اس وقت اگر تمام دنیا تیری مخالف ہو جاتی تب بھی وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکتی تھی اور تو اس درخت کو کاٹنے میں کامیاب ہوتا۔ لیکن اب تو صرف اس لئے درخت کاٹنا چاہتا ہے کہ تجھے مطلوبہ درہم روزانہ نہ ملے...... یاد رکھ اگر ذرا قدم آگے بڑھایا تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔''

یہ سن کر اس شخص کے ہوش اڑ گئے۔ مجبوراً درخت کا خیال چھوڑ کر اپنے گھر واپس چلا آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنیوالے کیسے ایمان لائے؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت وحشی جنھوں نے اسلام لانے سے پیشتر حضرت حمزہ بن عبد المطلب' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کو شہید کیا۔ جب مسلمان ہونے پر آمادہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مکہ سے ایک عریضہ بھیجا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اور یہ لکھا کہ مجھے قرآن مجید کی ایک آیت ایمان لانے سے باز رکھتی ہے۔ وہ یہ کہ ایک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون لنفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما

یعنی ''اہل ایمان وہ ہیں جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود سے التجا نہیں کرتے اور نہ کسی مسلمان کا خون ناحق کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ سخت گناہگار ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انھوں نے ظاہر کیا کہ مذکورہ بالا آیت میں جن تین گناہوں کا ذکر ہے' ان سب کا مرتکب ہوا ہوں۔ حضور ارشاد فرمائیں کہ کیا کسی صورت سے میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟...... اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

الامن تاب وامن وعمل صالحا

یعنی "وہ لوگ مستثنیٰ ہیں۔ جنہوں نے صدق دل سے توبہ کرلی اور ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت حضرت وحشی کو لکھ بھیجی۔ انہوں نے پھر گزارش کی کہ اس آیت میں نیک اعمال کی شرط لگائی ہے اور میں نہیں جانتا کہ ایمان لانے کے بعد مجھے نیک عمل کی توفیق ہوگی یا نہیں؟...... اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک من یشاء

یعنی "اللہ مشرک کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہتا ہے' بخش دیتا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت سے حضرت وحشی کو مطلع کیا۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ اس آیت میں خدا نے اپنی خواہش کی قید لگائی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا مجھے بھی بخش دینا چاہتا ہے یا نہیں؟ ...... اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

قل یا عبادی الذین اسرفو علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم

یعنی "اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو' تمہارے سب گناہ اللہ تعالیٰ ضرور بخش دے گا' وہ بڑا غفور رحیم ہے۔

جب یہ آیت حضرت وحشی کو پہنچی تو فوراً مکہ سے مدینہ منورہ آ کر اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

دنیا دار کی صحبت زہر قاتل ہے: (حکایت)

روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کے زمانے میں ایک نہایت عابد و زاہد شخص بستی سے دور جنگل میں گوشہ نشین تھا۔ جس کی بزرگی کا شہرہ دور دور تھا۔ ایک بار بادشاہ ان بزرگ کی خدمت میں آیا اور ان سے کہا کہ آپ اپنا قیام شہر میں کیجئے اور ہماری صحبت میں رہئے تاکہ ہم بھی آپ کی خدمت سے فیض حاصل کریں۔ عابد نے جواب دیا:

"اے بادشاہ! تیری صحبت میں حاضر رہنا میرے لیے دنیاوی حیثیت سے بہت فائدہ مند ہوگا۔ مگر یہ تو بتا کہ اگر کسی روز تو اپنے محل میں داخل ہو اور اپنی

کسی کنیز یا خادمہ کے ساتھ خلوت میں مجھے پایا تو میرے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا۔"

یہ سن کر بادشاہ کو غصہ آ گیا اور کہا:

"اے بدکار فقیر! کیا تو میرے محل میں ایسی حرکت کرنے پر آمادہ ہے اور مجھ سے ایسی بات کہنے کی جرات کرتا ہے۔"

عابد نے کہا۔

"میں ایسے آقا و مولیٰ کے دربار میں حاضر رہتا ہوں کہ اگر دن میں ستر مرتبہ مجھے گناہوں میں آلودہ دیکھتا ہے تو نہ مجھ پر غصہ کرتا ہے اور نہ مجھ اپنے دروازے سے ہنکاتا ہے اور نہ ہی میری روزی بند کرتا ہے۔ لہٰذا ایسے دروازے کو چھوڑ کر میں ایسے شخص کے دروازے پر کیوں جاؤں جو بغیر کسی گناہ کے سرزد ہوئے غصہ دکھانے لگا۔ اے بادشاہ! جب فقط زبان سے کہنے پر تیرا حال یہ ہے مجھے اگر واقعی اسی حرکت میں گرفتار دیکھے گا تو اللہ جانے کیا کر ڈالے۔"

نیکی اور بدی لکھنے والے فرشتے:

یہ روایت یونس حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بندہ کے ساتھ دائیں اور بائیں دو فرشتے رہتے ہیں جو اس کے اعمال لکھتے رہتے ہیں...... دائیں طرف والا بائیں طرف والے کا حاکم ہے۔ جب بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو بائیں جانب کا فرشتہ پوچھتا ہے کہ یہ گناہ لکھ لوں...... دائیں طرف والا کہتا ہے ابھی ٹھہرو شاید یہ شخص کوئی نیک کام کرے...... لہٰذا جب وہ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو نیکی کا فرشتہ کہتا ہے کہ ہمیں ایک نیکی پر دس نیکیوں کے لکھنے کا حکم ملا ہے۔ اگر اس عرصہ میں اس سے پانچ برائیں سرزد ہوئی ہوں گی تو ان دس نیکیوں میں سے پانچ نیکیاں ان برائیوں کو مٹا دیں گی اور پانچ زیادہ رہیں گی...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس وقت اپنا سر پیٹ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آدم کے بیٹے سے بازی نہیں لے جا سکتا۔

وہ نہایت مہربان جب کرم فرمائے: (حکایت)

بنی اسرائیل کے عہد میں گانے بجانے والی نہایت حسین وجمیل ایک بازاری عورت تھی۔ جب وہ بن سنور کر اپنے کمرے کے دروازے پر آ کر بیٹھتی تو آنے جانے والے اس کے حسن پر فریفتہ ہوتے تھے...... جو شخص اس کا دیوانہ ہو کر اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہتا' اس کے لئے اس نے کم از کم دس اشرفیاں مقرر کر رکھی تھیں۔

ایک روز وہ عورت حسب معمول بناؤ سنگھار کر کے اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس طرف سے ایک مرد عابد کا گزر ہوا۔ جیسے ہی عابد کی نگاہ اس عورت پر پڑی' دل بے قابو ہو گیا...... ہر چند کوشش کرتا تھا کہ یہ خیال دل سے نکال ڈالے۔ مگر نفس غالب آتا تھا اور اس عورت سے ملنے کی تمنا جوش مارتی تھی...... کچھ دن تک اس کے خیال میں بے تاب و بے قرار رہا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے ایک بکری (جو پال رکھی تھی) بیچ ڈالی' اور دس اشرفیاں پوری کر کے اس عورت کے پاس گیا۔ اس نے کہا کہ یہ رقم میرے وکیل کے حوالے کر دو اور رات کو فلاں وقت میرے پاس آؤ...... عابد وہ رقم حوالے کر کے اپنے مقررہ وقت پر آیا۔ عورت نہایت آراستہ و پیراستہ ہو کر پلنگ پر بیٹھی تھی۔ عابد اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ جب اس نے نفس وطبیعت سے مجبور ہو کر عورت پر دست درازی کا ارادہ کیا تو یکا یک اس کے گزشتہ زہد وعبادت کی برکت سے رحمت الٰہی نے اس کی دستگیری کی۔ فوراً خدا کی ہیبت اس کے دل میں سما گئی۔ تمام جسم میں لرزہ آ گیا اور اسے خیال آیا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ مجھے اپنے عرش پاک سے اس حرام کام میں مبتلا دیکھ رہا ہے۔ افسوس کہ میری ساری عبادت رائیگاں گئی...... یہ خیال آتے ہی اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ عورت نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا کہ

''اے شخص! تو کیوں یکا یک ڈر گیا' میرے گھر میں کسی کا خوف نہیں''۔ عابد نے جواب دیا:

''اس وقت میرے دل میں اپنے پروردگار کا خوف سما گیا ہے۔ میں اپنے ارادے سے باز آیا......تو مجھے اجازت دے کہ یہاں سے چلا جاؤں۔''

عورت نے کہا:

''اے بھولے بھالے مرد! تو نہیں جانتا کہ مجھ سے ملنے کی آرزو کتنے لوگوں کو

ہے ملنے کے ہوئے ہے۔ جب تجھے کامیابی ہوئی تو اب میرے پاس سے ناکام کیوں جانا چاہتا ہے۔"

اس نے کہا:

"میں تیرے ملنے سے باز آیا' میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہوں اور جو رقم میں نے تجھ کو اس برے کام کے لئے دی ہے' وہ معاف کرتا ہوں مجھے یہاں سے جانے دو۔"

عورت کہنے لگی:

"شاید تو نے پہلے کبھی ایسا کام نہیں کیا۔"

عابد نے جواب دیا:

"ہاں آج تک مجھ سے ایسی نازیبا حرکت نہیں ہوئی۔"

عورت نے عابد کا نام اور مقام پوچھا۔ عابد نے نام بتایا اور کہا کہ فلاں گاؤں کے قریب کوہ لبنان پر میرا مقام ہے...... یہ سن کر عورت نے اسے جانے دیا۔

عابد اس کے گھر سے نکل کر ہیبت الٰہی سے ڈرتا اور کانپتا ہوا اپنی سیاہ کاری پر شور و فریاد کرتا ہوا اپنی قیام گاہ پر آیا اور اپنے نفس کو لعنت ملامت کرنے لگا۔ عابد کی برکت نے اس عورت کے دل پر بھی اثر کیا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ یہ شخص جو آج میرے پاس آیا تھا' اس سے پہلے کبھی ایسے ناپاک فعل میں مبتلا نہیں ہوا۔ آج پہلے پہل ارادہ کیا تھا کہ اس پر خوف خدا اس قدر طاری ہو گیا...... میری یہ حالت ہے کہ سالہا سال سے اس برے کام میں آلودہ ہوں اور اس شخص کے دل میں جس پروردگار کا خوف ہے' وہی میرا پروردگار ہے' مجھے کہیں زیادہ قہر الٰہی سے ڈرنا چاہئے۔ جیسے ہی یہ خیالات اس کے دل میں آئے۔ سچے دل سے بارگاہ الٰہی میں اپنے گناہوں سے توبہ کی اور دروازہ بند کر کے بناؤ سنگھار کا سامان تباہ کر دیا...... میلے کچیلے کپڑے پہن کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوئی۔ مدت تک عبادت کرتی رہی۔

پھر اسے خیال آیا کہ بہتر ہوتا اگر میں اسی خدا ترس آدمی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سے نکاح کی التجا کروں اور اس کی ہدایت و تعلیم پر عمل پیرا ہوں' جس سے دونوں جہان کی دولت حاصل ہو...... یہ سوچ کر فوراً سامان سفر کیا اور مال و دولت اور نوکر چاکر ہمراہ لے

کر کوہ لبنان پر اس گاؤں میں آئی ...... عابد کا مقام دریافت کیا اور وہاں پہنچی...... عابد کو اطلاع دی گئی کہ ایک عورت تمہیں تلاش کرتی ہوئی آئی ہے۔ وہ شخص اپنے عبادت خانہ سے باہر آیا۔ عورت کو دیکھتے ہی پہچان گیا اور اس عورت کے حوالے سے سارا واقعہ اس کی نظروں میں پھر گیا۔ فوراً ایک چیخ مار کر زمین پر گر پڑا اور جاں بحق تسلیم ہوا۔

یہ کیفیت دیکھ کر عورت کو بے حد رنج و غم پہنچا۔ لوگوں سے کہا کہ میں اسی عابد کے لئے یہاں آئی تھی۔ اب اگر اس کے عزیز و اقربا میں سے کوئی نیک اور خدا ترس ہو اور مجھے اپنی زوجیت میں قبول کرے تو بتاؤ...... لوگوں نے بتایا کہ اس عابد کا ایک بھائی ہے مگر نہایت تنگ دست ہے...... عورت نے کہا مجھے مال و دولت کی خواہش نہیں۔ غرض عابد کے بھائی سے وہ عورت ملی اور نکاح کر لیا۔

اس کے بطن سے ستر فرزند پیدا ہوئے اور سب کے سب اولیاء اللہ تھے جو بنی اسرائیل میں دین حق کی تبلیغ کرتے رہے۔

جس پر اس کریم کا کرم ہو گیا: (حکایت)

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد و زاہد نوجوان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جسے زہد و تقویٰ کے ساتھ نہایت حسن و جمال عطا کیا تھا...... وہ شخص ٹوکریاں بنا کر بیچا کرتا تھا اور اسی پر اس کی گزر اوقات تھی۔ ایک دن ٹوکریاں بیچتا ہوا بادشاہ کے محل کے پاس سے گزرا۔ شہزادی کی ایک لونڈی نے اسے دیکھ کر فوراً اپنی مالکن کو جا کر اطلاع دی کہ ایک نہایت خوبصورت نوجوان ٹوکریاں بیچ رہا ہے...... شہزادی نے کہا اسے اندر بلا لاؤ...... لونڈی آئی اور اس شخص کو ٹوکریاں خریدنے کے بہانے سے اندر بلا کر لے گئی۔

شہزادی کی جیسے ہی اس شخص سے آنکھیں چار ہوئیں' بے تاب ہو گئی اور ناجائز خواہش اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ عابد سے کہا:

"اے شخص! یہ ٹوکریاں پھینک دے اور یہ عمدہ لباس پہن لے۔"

لونڈی کو حکم دیا کہ عطر اور پھلیل حاضر کرتا کہ ہم مل کر عیش منائیں' اور اسے کہا:

"اے شخص! ہم تجھے اس محنت و مشقت سے بے نیاز کر دیں گے' فراغت سے ہمارے پاس رہا کر۔"

عابد نے یہ باتیں سن کر جواب دیا:

"میں اپنے فقر وفاقہ کی حالت میں خوش ہوں۔ ایسی بری خواہش سے مجھے معاف رکھ۔" شہزادی کہنے لگی:

"اگر ہمارا حکم نہ مانے گا تو یاد رکھو تو یہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔"

یہ کہہ کر مکان کے دروازے بند کر دیئے۔ عابد نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا:

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے مکان کے اوپر کوئی طہارت خانہ بھی ہے؟"

شہزادی نے حکم دیا کہ اس شخص کو کوٹھے پر لے جاؤ اور منہ ہاتھ دھونے کا سامان رکھو...... جب وہ شخص کوٹھے پر گیا تو دیکھا کہ مکان بہت اونچا ہے۔ کنارے پر آ کر دیکھنے لگا۔ کوئی صورت ایسی نظر نہ آئی کہ کوٹھے سے نیچے اتر آئے۔ اپنے نفس کو ملامت کرنے لگا:

"اے نفس! تو سالہا سال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ ہزاروں راتیں عبادت الٰہی میں جاگ کر بسر کی ہیں۔ ایک رات کے عیش کے لئے ساری عمر کی کمائی کیوں برباد کرتا ہے۔ اس گناہ میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے کہ اس کوٹھے پر سے گر کر اپنی جان دے دوں۔

یہ خیال آتے ہی اس شخص نے کوٹھے کی بلندی سے زمین پر کودنے کا ارادہ کیا۔ فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم خداوندی ہوا:

"میرا بندہ میرے خوف سے گناہ کو ترک کر کے بلند مکان سے گر کر اپنی جان دینا چاہتا ہے۔ اس کی مدد کرو اور اپنے پروں پر اسے اٹھا کر زمین پر لے آؤ۔"

وہ شخص چھت پر سے گرا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اٹھا کر زمین پر صحیح سلامت لا اتارا۔ اس شخص نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے مکان پر پہنچا۔ رات ہو چکی تھی۔ اس کی بیوی نے پوچھا:

"آج ٹوکریوں کی قیمت کہاں ہے؟" اس نے کہا۔

"آج کچھ قیمت نہیں ملی۔" ...... بیوی نے کہا:

"پھر آج ہم لوگ کیا کھائیں گے؟" ...... جواب دیا:

"فاقہ پر صبر کر کے یہ رات کاٹ دو لیکن تنور میں آگ جلا دینا چاہئے تاکہ ہمسایوں کو ہمارے فاقہ کی اطلاع نہ ہو۔"

وہ بیوی اپنے شوہر کے کہنے پر اٹھی اور تنور میں آگ جلا کر شوہر کے پاس آ بیٹھی......
بہت دیر کے بعد اتفاق سے ایک ایک ہمسائی عورت آگ لینے آئی۔ بیوی نے کہا کہ تنور سے آگ لے جاؤ۔ وہ عورت تنور پر پہنچی اور اس بیوی کو بآواز بلند پکار کر کہا:

''تم کیوں اس طرح فراغت سے وہاں بیٹھی ہوئی اپنے میاں سے باتیں کر رہی ہو۔ تنور میں جتنی روٹیاں لگی تھیں سب پک کر تیار ہو گئیں۔ ایسا نہ ہو کہ جل جائیں۔ جلد آ کر نکال لو۔''

اس بیوی نے آ کر دیکھا تو تنور بھر میں صاف اور عمدہ روٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ نکال کر سینی میں رکھیں اور اپنے میاں سے کہنے لگی:

''اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو یہ فضل و کرم کیا ہے یہ سب تمہاری برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال کو قبول فرمایا ہے۔ تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ایسا رزق عطا فرمائے کہ باقی عمر عیش و آرام سے بسر ہو۔'' عابد نے کہا۔

''اے اللہ کی بندی! اس حالت پر صبر کر۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جو کچھ بہتر جانے گا کرے گا۔''

بیوی نے اصرار کیا۔ مجبوراً اس شخص نے رات کو تہجد کے وقت نماز پڑھ کر دعا مانگی:

''خداوندا! تم عالم الغیب ہے۔ میری بیوی چاہتی ہے کہ اپنے خزانہ غیب سے اتنی روزی دے کہ باقی عمر دنیا میں آرام سے کٹے۔''

یہ دعا ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ مکان کی چھت سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس میں ایک قیمتی یاقوت کا ٹکڑا تھا۔ اس کی چمک سے تمام گھر روشن ہو گیا۔ بیوی اس وقت غافل سو رہی تھی۔ شوہر نے اسے جگایا اور کہا:

''اٹھو اور جو چیز تمہیں درکار تھی، اسے لے لو۔''

عورت گھبرائی ہوئی چونک کر اٹھی اور کہنے لگی:

''تم نے یہ کیا غضب کیا۔ میں کیسا اچھا خواب دیکھ رہی تھی...... میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی شان مکان نہایت سجا ہوا ہے۔ اس میں ہیرے جواہرات کی جڑاؤ کرسیاں قطار در قطار رکھی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس کا مکان ہے۔ کسی نے کہا کہ تمہارے میاں کی نشست گاہ ہے۔ مجھے ایک کرسی

میں سوراخ نظر آیا جہاں سے جواہرات کا ٹکڑا نکلا ہوا تھا...... میں نے پوچھا کہ یہ سوراخ کیسا ہے؟ جواب ملا کہ یہ سوراخ ایک یاقوت کے ٹکڑے کی جگہ ہے جو دنیا میں تیرے شوہر نے دعا مانگ کر منگوا لیا......اے نیک شوہر! میں تیری بہشت کی نشست گاہ میں کوئی عیب نہیں دیکھنا چاہتی دعا کر کہ یہ یاقوت کا ٹکڑا اپنی جگہ پر چلا جائے۔"

اس شخص نے پھر دعا کی اور وہ ہاتھ غائب ہو گیا۔

رحمتِ باری شبان: (حکایت)

روایت ہے کہ ایک مومن اور ایک کافر مل کر مچھلی کا شکار کھیلنے گئے...... کافر اپنے بت کا نام لے کر پانی میں کانٹا ڈالتا تھا جس میں مچھلی پھنس آتی تھی اور اس طرح اس نے بہت سی مچھلیاں شکار کیں۔ مومن اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کانٹا پھینکتا تھا اور کوئی مچھلی نہ پھنستی تھی۔ اسی طرح سارا دن گزر گیا......شام کے وقت مومن کے کانٹے میں ایک مچھلی آئی مگر جب اسے نکالا گیا تو تڑپ کر پھر دریا میں چلی گئی۔ لہٰذا مومن وہاں سے ناکام لوٹا اور کافر مچھلیوں سے بھرا ہوا جال لے کر اپنے گھر آیا......

وہ فرشتے جو دنیا میں سیر کرتے پھر رہے تھے' اس واقعہ کو دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے اور اس مومن کی حالت پر افسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو بہشت کا وہ مقام جو اس مومن کے لئے مخصوص تھا' دکھا کر فرمایا:

"یہاں کے عیش و آرام دیکھ کر یہ بندہ مومن اپنی دنیا کی تمام تکلیفوں کو بھول جائے گا۔"

اور دوزخ میں اس کافر کا ٹھکانہ دکھا کر فرمایا:

"یہ کافر جب یہاں کے عذاب میں مبتلا ہو گا تو اپنے دنیا کے سب عیش و آرام بھول جائے گا۔"

خوف خدا سے پہاڑ پر گریہ طاری:

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گاؤں میں گزرے۔ اس سے متصل ایک پہاڑ تھا۔ اس پہاڑ پر اس نالہ و فریاد کی آواز بلند تھی۔ گاؤں والوں سے پوچھا کہ یہ رونا پیٹنا کیسا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا:

"یاروح اللہ! ہم جب سے اس گاؤں میں بستے ہیں اس پہاڑ سے اسی طرح رونے چلانے کی آواز سنتے ہیں۔ اور کوئی رونے والا نظر نہیں آتا اور نہ ہم کو اس کی حقیقت معلوم ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے درگاہ باری تعالیٰ میں التجا کی کہ خداوند اس پہاڑ کو حکم دے کہ مجھ سے کلام کرے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور پہاڑ گویا ہوا:

"اے عیسیٰ! (علیہ السلام) تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ

"اے پہاڑ! تیری گریہ وزاری کا کیا سبب ہے؟ ......" پہاڑ سے آواز آئی۔

"یاروح اللہ! میں وہ پہاڑ ہوں جس کے پتھر سے ہزاروں بت تراش کر پوجے گئے۔ لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس وبال میں مجھے اللہ تعالیٰ کہیں جہنم میں نہ ڈال دے......" میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے:

فاتقو النار التی وقودھا الناس والحجارۃ

یعنی "اے لوگو! جہنم کی اس آگ سے ڈرتے رہو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔" اے عیسیٰ! مجھے خوف ہے کہ کہیں میں بھی ان پتھروں میں شامل نہ ہوں جو دوزخ میں جھونکے جائیں گے"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ

"اس پہاڑ کو اطمینان دیں کہ ہم تجھ کو دوزخ میں نہ ڈالیں گے۔"

یہ خوش خبری سن کر پہاڑ کر سکون ہوا......غور کا مقام ہے کہ پہاڑ باجود اس قدر سختی اور درشتی کے خوف خدا سے گریہ وبکا کرتے ہیں اور انسان باوجود اس قدر ضعف و کمزوری کے خوف اور نڈر ہے۔

شیطانی فریب کاری اور برا انجام: (حکایت)

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں برصیصا نام کا ایک عابد و زاہد مستجاب الدعوات مرد تھا۔ لوگ اس کے پاس اپنی حاجتیں لے کر آتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے......مریضوں کو لاتے تھے اور شفا پاتے تھے......اس کی دعا کا فیض دور دور تک پہنچا تھا۔ اس کے زہد و تقویٰ کو دیکھ کر شیطان لعین غصے کے مارے اور حسد کے پیچ وتاب کھاتا تھا۔ ایک روز تمام

شیاطین کو بلا کر کہا:

''تم میں سے کون سا دلیر ہے جو برصیصا کے زہد و عبادت کو تباہ کر دے۔ اس کے تقویٰ و طہارت کے سامنے ہم میں سے کسی کی پیش نہیں چلتی۔''

ایک شیطان بولا:

''میں اس خدمت کو بجا لاؤں گا۔ اگر برصیصا کی حالت بدل نہ دوں تو اپنا شاگرد رشید نام نہ رکھوں۔''

شیطان نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ''شاباش'' !اور ہمت بڑھا کر اجازت دی کہ جاؤ اپنا کام کرو۔

شیطان چلا اور بادشاہ وقت کے محل میں داخل ہوا۔ بادشاہ کی بیٹی نہایت حسین و جمیل تھی۔ جس کی خوبصورتی کا شہرہ دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ وہ شہزادی اپنے ماں باپ اور بھائیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھی۔ شیطان آتے ہی اس شہزادی کے اندر حلول کر گیا۔ جس سے اس کی حالت بدل گئی اور اس پر دیوانگی کا عالم طاری ہو گیا۔ گھر کے سب لوگ پریشان ہو گئے اور علاج معالجہ کرنے لگے۔ جس قدر تدبیر کرتے تھے الٹا اثر ہوتا تھا۔ چند دن تک تو اسی طرح سے گزرے اور شہزادی کو کسی تدبیر سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ وہی شیطان ایک انسان کی صورت میں نمودار ہوا اور شہزادی کے تیمارداروں سے کہا کہ

اگر اس بیماری کا علاج چاہتے ہو تو برصیصا عابد کے پاس جاؤ۔ وہ مستجاب الدعوات ہے۔ اس کی دعا سے یہ لڑکی فوراً اچھی ہو جائے گی''۔

سب لوگ شہزادی کے لے کر برصیصا کے عبادت خانہ میں آئے۔ برصیصا نے دعا کی' لڑکی کا جنون اسی وقت زائل ہو گیا۔ وہاں سے خوش خوش شہزادی کو گھر لائے۔ جیسے ہی گھر پہنچے' وہ شیطان پھر اس پر مسلط ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر تیمارداروں سے کہا:

''یہ آسیب سخت ہے۔ بہتر ہو گا کہ شہزادی کو چند روز برصیصا کے حجرہ میں رکھو۔ جب ہر وقت پاس رہے گی تو اثر زائل ہو جائے گا''۔

وہ لوگ پھر وہاں آئے اور شہزادی کے اس کے پاس کچھ دن رہنے کی التجا کی۔ برصیصا نے انکار کیا یہاں عورت کا کا نام نہیں۔ لوگوں نے اصرار کیا۔ برصیصا مجبوراً رضا مند ہو گیا۔ لوگ شہزادی کو اس پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

برصیصا ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز پڑھا کرتا تھا۔ شیطان کو اتنا موقع نہ ملتا تھا کہ شہزادی کو پورے طور پر کسی وقت اس کے روبرو کردے۔ لیکن جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھتا تھا' اس وقت شہزادی کی شکل وصورت اس کے سامنے اچھی طرح جلوہ گر کرتا۔ کئی روز تک یہی کیفیت رہی...... آخر کار شیطان نے عابد کے دل میں وسوسہ ڈالنا شروع کیا۔ ایک دن برصیصا نے شہزادی کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔ جس کے حسن و جمال کو دیکھ کر اس کے دل کو صبر و قرار نہ رہا اور نفس و شہوت سے اتنا مجبور ہوا کہ شہزادی سے قربت کی اور وہ حاملہ ہوگئی۔

جب برصیصا زنا کا مرتکب ہوچکا تو شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ شہزادی کو حمل رہ گیا ہے۔ اگر یہ راز فاش ہوگیا تو بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا' اور سخت ذلت و رسوائی سے قتل کردے گا ...... بہتر ہوگا کہ شہزادی کو قتل کر کے حجرے کے اندر دفن کر دیا جائے۔ جب پوچھا جائے تو کہہ دوں گا کہ شہزادی کی قضا آگئی تھی' مرگئی۔ سب لوگ یقین کرلیں گے ...... یہ خیال کر کے شہزادی کو ذبح کیا اور وہیں دفن کر دیا۔ مقررہ دن پر شہزادی کے رشتہ دار آئے اور پوچھا۔ تو برصیصا نے کہہ دیا:

''دفعتاً شہزادی قضا کرگئی''...... ان لوگوں کو یقین آ گیا ...... بعض اہل روایت کہتے ہیں کہ برصیصا نے جواب دیا۔''

''شہزادی صحت پا کر یہاں سے چلی گئی''...... وہ لوگ واپس گئے اور عزیز اقارب کے گھروں میں جا کر شہزادی کو تلاش کیا...... شیطان پھر انسان کی صورت میں ظاہر ہوا اور کہا:

''تم ناحق شہزادی کی تلاش میں پریشان ہو۔ جس عابد کے حجرے میں اسے چھوڑ آئے تھے' اس عابد نے شہزادی سے زنا کیا' جس سے حمل رہ گیا۔ پھر بدنامی کے خوف سے اسے قتل کر کے اسی حجرے میں دفن کردیا۔''

یہ سن کر خود بادشاہ اپنے بیٹوں اور ارکان حکومت کے ہمراہ وہاں پہنچا' اور حجرے کو کھود ڈالا۔ شہزادی کی لاش برآمد ہوئی تو فوراً برصیصا کو گرفتار کر لیا گیا۔ سولی پر چڑھانے کے لئے لے چلے۔ جب اسے سولی پر چڑھایا گیا تو اس وقت شیطان اس کے پاس پہنچا اور کہا۔

''اے برصیصا! تو اس وقت مصیبت میں مبتلا ہے۔ میں اس مصیبت سے تجھ کو نجات دلا سکتا ہوں۔ ان لوگوں سے کہہ دوں گا کہ شہزادی کا قاتل کوئی دوسرا

شخص ہے...... سب کو یقین آ جائے گا' مگر شرط یہ ہے کہ تو میری خدائی کا اقرار کرے اور میرے آگے سجدہ میں گر پڑے۔"

برصیصا نے کہا:

"اس وقت میں سولی پر ہوں' سجدہ کیونکر ممکن ہے؟"

شیطان بولا:

"اشارہ سے سجدہ کر لے یہی کافی ہوگا۔"

برصیصا نے سجدہ کرنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ سجدہ کر چکا تو شیطان نے کہا:

"دیکھ کر ہم یوں انسان کا ایمان سلب کرتے ہیں...... تو نے زنا کیا' قتل کیا' جھوٹ بولا اور آخر میں غیر اللہ کو سجدہ کر کے بالکل کافر ہوگیا...... اب میں اپنا کام پورا کر چکا اور تجھ سے بیزار ہوں۔"

اسی واقعہ کی طرف اس آیت پاک میں اشارہ ہے:

کمثل الشیطان اذقال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری ٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین

یعنی "شیطان انسان کو پہلے کفر کی تعلیم دیتا ہے۔ جب وہ کفر کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں اور پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فکان عاقبتھما انھمافی النار خالدین فیھا

یعنی "انسان اور شیطان دونوں کا انجام ایک ہے کہ دونوں ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کیے جائیں گے اور ایسے ظالموں کی سزا یہی ہے۔"

ہر شخص کو چاہئے کہ ہر وقت رب تعالیٰ سے ڈرتا رہے' اسے یاد کرتا رہے' اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے اور سچے دل سے اس کی بارگاہ میں توبہ کرے۔

عرش الٰہی کی تخلیق :

حضرت انس بن مالک اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور پاک سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک سے تمام مخلوقات زمین و آسمان' عرش و کرسی کو پیدا

کیا۔

عرش کی ساخت:

عرش الٰہی نہایت عظیم الشان ہے۔ جس میں اٹھارہ ہزار برج ہیں...... ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون ہیں...... ہر ستون میں اٹھارہ ہزار کنگرے ہیں...... ہر کنگرے میں اٹھارہ ہزار قندیلیں ہیں...... ہر قندیل کی مقدار و وسعت اس قدر ہے کہ اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں...... اگر تمام آسمانوں اور زمین کو کاغذ کی طرح باریک کر کے پھیلا جائے اور وہ کاغذ کسی قندیل میں رکھا جائے تو رائی کے دانہ کے برابر ہوگا۔

عرش عظیم کو اٹھانے والے فرشتے:

پھر اللہ تعالیٰ نے چار فرشتے پیدا کئے...... ایک انسان کی شکل' دوسرا شیر کی شکل' تیسرا کرگس کی شکل اور چوتھا بیل کی شکل پر ہے...... ہر ایک فرشتے کا کندھا عرش کے نیچے ہے اور اس کے پاؤں تحت الثریٰ تک ہیں...... ہر ایک کے قدم سے ٹخنے تک کا فاصلہ ستر ہزار برس کی راہ ہے۔

ان کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ عرش کو اٹھائیں۔ جب وہ عرش کے نیچے آئے تو ہر چند طاقت سے کام لیا مگر اسے اٹھانے سے عاجز رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی قوت عطا فرمائی۔ وہ پھر بھی عرش کو نہ اٹھا سکے...... پھر ان کے دلوں میں یہ تسبیح ڈالی:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول

ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

جب فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی تو ان کلمات کی برکت سے فوراً عرش کو اٹھا لیا۔

قلم کی تخلیق:

پھر اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کر کے فرمایا کہ "کلمہ توحید" لکھ۔ قلم نے ستر ہزار برس میں لکھا

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پانچ سو برس کی راہ کے عرض میں یہ کلمہ لوح پر لکھا گیا...... پھر حکم ہوا:

"اے قلم! جو کچھ ہمارے علم میں پیدائش مخلوق کے متعلق ہے سب کچھ لکھ"

قلم نے جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے' تین ہزار برس کی راہ کے طول وعرض میں لوح پر سب کچھ لکھا...... اس وقت فخر کی راہ میں لوح کو حرکت ہوئی۔ اور اس نے خیال کیا کہ میری عظمت کے برابر کونسی چیز ہے۔ مجھ میں تمام علم و ارادہ الٰہی ہے...... پھر قلم کو حکم ہوا کہ لکھ دے:

یمحوا اللّٰہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب

یعنی "اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔"

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قلم نے لوح محفوظ پر جو کچھ ہر ایک کی تقدیر کے متعلق لکھ دیا ہے' اس میں تبدیلی نہیں آتی۔ البتہ چار چیزوں میں مشیت الٰہی کے مطابق تبدیلی ہو جاتی ہے:

"رزق...... موت...... نیک بختی...... بد بختی"

کرسی کی تخلیق:

عرش کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک دانہ مروارید سے کرسی کو پیدا کیا اور اس کو اس قدر وسیع بنایا کہ اس کی وسعت میں تمام زمین و آسمان خشخاش کے ایک دانہ کے برابر معلوم ہوتے ہیں...... پھر کرسی کے نیچے ایک یاقوت پیدا کیا۔ جس کا طول گیارہ سو سال کی راہ ہے۔ اس یاقوت پر تیز نگاہ ڈالی جس سے وہ لرز گیا اور پانی ہو کر بہنے لگا۔

پہاڑوں کا وجود میں آنا:

اس کے بعد چار قسم کی ہوائیں...... پروا' پچھوا' اتری اور دکھنری...... پیدا کر کے انہیں حکم دیا کہ دنیا کے چاروں طرف چلا کریں...... ان ہواؤں کی حرکت سے اس پانی میں لہریں اٹھیں۔ پانی کی لہروں سے جھاگ (بخارات' بھاپ) پیدا ہوا...... اس جھاگ سے اللہ تعالیٰ نے پہاڑ بنائے۔ ان پہاڑوں سے آگ نکلی۔

زمین کی تخلیق:

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک موتی کے دانہ پر نگاہ ڈالی۔ جس سے

اس کی چمک دمک سلب کر دی اور وہ ایک سیاہ پتھر رہ گیا۔ اس پتھر سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر رگڑے۔ جس سے بحکم خداوندی آگ پیدا ہوئی۔

آگ کو اللہ تعالیٰ نے پانی کے اوپر جگہ دی۔ پانی کے ہر طرف آگ دوڑی۔ اس پانی کی جھاگ سے زمین پیدا ہوئی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس پانی سے سرخ جھاگ اٹھ کر سرخ پتھر بن گیا...... خانہ کعبہ اس پتھر کے مقام پر تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل' میکائیل و اسرافیل علیہم السلام اور دیگر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس سرخ پتھر کو کھینچ کر چکر دیں۔ فرشتوں نے اسے کھینچا۔ اس سے ساتوں زمینیں پیدا ہوئیں۔ زمین کو اللہ تعالیٰ نے تمام اجسام کی قرار گاہ قرار دیا...... یہ کل پیدائش دو دن میں ہوئی۔

پھر دو دن میں اللہ تعالیٰ نے نہریں اور درخت پیدا کئے...... اور دو دن میں ساتوں آسمانوں کو بنایا...... اس سے پہلے ساتوں آسمان ملے ہوئے اسی دھوئیں سے بن کر معلق تھے۔ حکم الٰہی ہوا کہ ہر آسمان دوسرے آسمان سے پانچ سو برس کی راہ دور ہو جائے۔

سات آسمان اور ان کے دربان:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ایک آسمان کا رنگ الگ الگ ہے:

☆ پہلا آسمان سبز زمرد کا ہے۔ اس کا نام صحلفون ہے۔ اس آسمان کے دربان فرشتے کا نام اسماعیل ہے۔ اس کے ماتحت ایک لاکھ فرشتے ہیں۔

☆ دوسرا آسمان چاندی کا سفید رنگ کا ہے۔ اس کا نام خدروم ہے۔ اس کے دربان کا نام محمود ہے۔ جس کے ہمراہ دو لاکھ فرشتے ہیں۔

☆ تیسرا آسمان سرخ یاقوت کا ہے۔ اس کا نام ماعون ہے۔ اس کے دربان کو صاعدیائیل کہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں تین لاکھ فرشتے ہیں۔

☆ چوتھا آسمان کا نام فراخون ہے اور وہ تانبے کا ہے۔ اس کا دربان قاسم ہے۔ جس کے ساتھ چار لاکھ فرشتے ہیں۔ اسی آسمان کے دربان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کا رزق تقسیم کرنے کی خدمت سپرد فرمائی ہے۔

☆ پانچواں آسمان سونے کا ہے۔ اس کا نام ابقا ہے۔ اس کے دربان کا نام کالکائیل

ہے۔ جس کے ماتحت پانچ لاکھ فرشتے ہیں۔

☆ چھٹے آسمان کا نام علیین ہے۔ وہ چمک دار موتی کا سفید رنگ کا ہے۔ اس کے دربان کو سمخائیل کہتے ہیں۔ جس کے زیر اثر چھ لاکھ فرشتے ہیں۔

☆ ساتواں آسمان نور کا ہے۔ اس کا نام غزیان ہے۔ اس کے دربان کا نام رزمائیل ہے اور وہ بارہ لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے۔

ہفتے کے سات دن اور تخلیق کائنات:

خالد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز ساتوں آسمان ...... شنبہ کو ساتوں زمینیں...... دوشنبہ کو زمین کے نباتات ...... سہ شنبہ کو روشنی اور اندھیرا...... چہار شنبہ کو آگ اور پہاڑ پیدا فرما کر پہاڑوں کو حکم دیا کہ زمین پر قائم ہو کر اسے حرکت سے باز رکھیں...... پنج شنبہ کو چاند سورج اور زمین کی نہریں اور درخت پیدا کئے...... اور جمعہ کا دن فراغت کا رکھا جو کہ وقوع قیامت کے لئے مخصوص ہے — بعض کا قول ہے کہ جمعہ کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے لئے خاص فرمایا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو چھ دن میں پیدا فرمایا...... اسی بناء پر حدیث شریف میں ہے کہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے اور آہستگی رحمان کی طرف سے۔

فرشتوں کی تخلیق:

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر ایک نور پیدا کیا' جس سے تمام فرشتے ظاہر ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قیامت تک تسبیح وتہلیل اور تحمید و تقدیس میں مشغول رہیں۔ اگر وہ فرشتے ایک گھڑی بھی ذکر خدا سے غافل ہوں تو فوراً جلال خداوندی کی آگ سے جل جائیں۔ ان فرشتوں کی صورت انسان کے مشابہ نہیں۔ بعض بیل کی شکل پر ہیں اور بعض شیر کی۔

دوزخ کے طبقے اور دربان :

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کے پھین (بھاپ) سے سات زمینیں بنا کر پھیلائیں۔ ان کے نیچے دوزخ کے سات طبقے پیدا کیے...... پھر انتیس (۲۹) فرشتے جن کو زبانیہ کہتے ہیں' پیدا کر کے دوزخ کے ہر ایک طبقے کا دربان مقرر کیا۔

ہر دربان کے ماتحت بے شمار فرشتے ہیں۔ ان فرشتوں کے سردار کا نام عزرائیل ہے۔جس کے چودہ ہزار ہاتھ ہیں...... سات ہزار دائیں طرف اور سات ہزار بائیں طرف —— ہر ایک ہاتھ میں ستر ہزار پنجے ہیں...... ہر پنجے میں ستر ہزار انگلیاں ہیں...... ہر انگلی میں ستر ہزار ناخن ہیں...... ہر ناخن پر ستر ہزار بڑے بڑے کالے اژدہے ہیں...... ہر اژدھے پر ستر ہزار سانپ ہیں...... ہر سانپ کا طول ستر ہزار برس کی راہ ہے...... اور ہر سانپ کے سر پر ایک زہریلا بچھو ہے...... جب ان میں سے کوئی بچھو کسی دوزخی کے ڈنگ مارتا ہے تو ستر ہزار برس تک اس کے تمام جسم اور رگ رگ میں سخت درد رہتا ہے۔

ہر ایک فرشتے کے ہاتھ میں آگ کا گرز ہے۔ اگر وہ گرز دنیا میں نمودار ہوتو زمین پگھل جائے اور تمام جن وانسان فنا ہوجائیں...... ان فرشتوں کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے جب دوزخ کی دربانی کا حکم دیا تو دوزخ کی گرمی اور لپٹ کی وجہ سے انہیں دوزخ میں جانے کی جرات نہ ہوئی ...... حکم الٰہی سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مہر لائے اور ہر فرشتے کی پیشانی پر وہ مہر لگادی جس سے بخط نور کلمہ طیبہ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** نقش ہوگیا۔ اس کلمہ پاک کی برکت سے دوزخ کی آگ ان کے لئے ٹھنڈی ہوگئی۔

بعض مخلوقات عجیبہ:

کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابوالحسن رفاعی علیہ الرحمہ سے کسی نے ایسی مخلوقات کے بارے میں سوال کیا جونہایت عجائبات قدرت میں سے ہوں ...... انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں ریت کا ایک سمندر پیدا کیا۔ جس پر تیز آندھی چلتی ہے اور وہ ریت برابر اڑتی چلی جارہی ہے...... ابتدائے پیدائش سے قیامت تک وہ ریت آندھی اسی طرح سے اڑے گی۔ اس کی ابتداء وانتہاء خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں ...... اس بالو میں جس قدر ذرے ہیں ان ذروں کی تعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے دنیائیں پیدا کی ہیں...... ہر ایک دنیا ہماری دنیا کے برابر ہے...... رات دن کی کوئی ساعت کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی نہ کسی دنیا کے لئے قیامت برپانہ ہوتی ہو...... میزان نصب نہ کی جاتی ہو...... ایک جماعت بہشت میں اور ایک جماعت دوزخ میں نہ ڈالی جاتی ہو...... یہ دوزخ وجنت ان سے جدا ہیں جن میں بنی آدم جائیں گے۔

○

حدیث شریف میں ہے کہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات دیکھا کہ بہت سے لوگ ہتھیار باندھے ہوئے ابلق گھوڑوں پر سوار چلے جا رہے ہیں۔ ان کا تار نہیں ٹوٹتا اور ابتداء و انتہا نہیں معلوم ہوتی ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟''...... عرض کی

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں اپنے زمانہ پیدائش سے جب یہاں آتا جاتا ہوں' ان سواروں کو اسی طرح جاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کہاں سے آتے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔''

O

مشکوٰۃ میں ہے کہ ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے جس کے بالائی اور زیریں حصہ کا فاصلہ اس قدر ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک —— اس کے اوپر آٹھ آسمان بکری کی شکل پر ہیں...... جس کے پاؤں سے پٹھے تک کا فاصلہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کے برابر ہے...... ان سب آسمانوں کے اوپر کرسی ہے اور کرسی پر عرش الٰہی اور سب سے اوپر عالم ارواح ہے...... ہر چیز جو اوپر ہوتی گئی ہے وہ اپنے سے نیچے والی چیز سے لطیف تر ہے۔

روح لطافت اور قرب الٰہی میں سب سے اعلیٰ ہے اور قالب خاکی نہایت کثیف اور مراتب قرب سے بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت وحکمت سے روح وقالب کو ترکیب دے کر یکجا کر دیا ہے۔

O

بعض فرشتے اس قدر عظیم الشان ہیں کہ ان کے کان کی لو سے کنپٹی تک سات سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے —— بعض فرشتوں کا اوپر کا آدھا حصہ برف ہے اور نیچے کا آگ —— اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کر رکھا ہے۔ بعض فرشتے مکھی سے بھی چھوٹے ہیں اور تمام فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے۔

O

مجاہد علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ ارواح کی شکل انسان کی مانند ہے۔ ان کے ہاتھ پاؤں ہیں' کھاتی پیتی ہیں اور ارواح فرشتوں سے بالکل جداگانہ مخلوق ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روح سے زیادہ بڑی اور عظیم الشان کوئی مخلوق پیدا نہیں کی...... البتہ عرش الٰہی اس سے زیادہ بڑا ہے...... روح کے آگے تمام زمین و آسمان ایک لقمہ کے برابر ہیں۔ جسے وہ جب چاہے نگل جائے۔ اس کی صورت فرشتوں کی طرح اور چہرہ آدمی کے مانند ہے۔

قیامت کے دن عرش کے دائیں طرف سے روح اٹھے گی۔ اس کے ساتھ فرشتوں کی صف ہوگی اور حضور باری تعالیٰ میں حاضر ہو کر ان لوگوں کی شفاعت کرے گی' جنہوں نے صدق و اخلاص سے کلمہ توحید لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا' اور جماعت کے پابند رہے...... روح اور فرشتوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے کہ اگر وہ پردہ اٹھ جائے تو روح کے نور کی شعاع سے تمام آسمان والے جل جائیں۔

O

وہب بن منبہ علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں نے اکہتر (۷۱) کتابیں پڑھیں۔ سب میں یہ لکھا تھا کہ اگر تمام مخلوقات اولین و آخرین کی عقلیں ایک طرف جمع کی جائیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل مبارک ایک طرف ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل کے سامنے وہ تمام عقلیں ایسی نظر آئیں گی جیسے میدان قیامت میں ریت کا ایک ذرہ۔

اللہ تعالیٰ نے عقل کے ہزار ٹکڑے کر کے نو سو ننانوے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے اور باقی ایک حصے میں سے جتنا چاہتا ہے' اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے...... لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ کافر کی عقل مومن کی عقل کے برابر ہے' وہ بدعتی — منافق — زندیق — فلسفی اور ملعون ہے۔

O

حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے وحی لے کر

☆ حضرت آدم علیہ السلام پر دس مرتبہ نازل ہوئے۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام پر ایک سو چالیس مرتبہ۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام پر تیس یا چالیس مرتبہ۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تیس مرتبہ اور ہمارے

☆ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس ہزار بیس بار احکام لے کر حاضر ہوئے۔

O

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک گیارہ سو برس کا زمانہ ہوتا ہے..... اور حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پانچ ہزار برس۔

O

کسی بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک بار انہوں نے خواب میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال باکمال سے اپنی آنکھیں منور کیں۔ جب آنکھ کھلی تو بارگاہ خداوندی میں رو کر دعا مانگی:

"خداوند! اب آنکھوں کی بینائی زائل کر دے۔ تاکہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار فائض الانوار کے بعد دنیا کی کسی چیز پر میری نگاہ نہ پڑے۔"

ان کی دعا قبول ہوئی' اور نابینا ہو گئے..... خدا ان پر رحمت کرے اور تمام مسلمانوں کو اپنی طاعت و عبادت کا شوق اور اپنے حبیب عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عطا کر کے سعادت دارین کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ اللھم آمین۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ وحبیبہ ورسولہ محمد وعلی الہ اصحابہ وازواجہ ذریتہ اجمعین

تمت بالخیر

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ ۸ مارچ ۲۰۰۱ء
بروز جمعرات بوقت عصر صلوٰۃ الوسطی